نیل کی ساحرہ قلوپطرہ کی محبت میں سب کچھ ہار دینے والے آخری مصری فرعون کی سرگذشت

فرعون کی آپ بیتی

رائیڈر ہیگرڈ

ترجمہ: مظہر الحق علوی

نام کتاب: فرعون کی آپ بیتی

مصنف: رائیڈر ہیگرڈ

مترجم: مظہر الحق علوی

ناشر: آصف جاوید

برائے: نگارشات پبلشرز

24-مزنگ روڈ' لاہور

PH:0092-42-7322892 FAX:7354205

فرسٹ فلور' حبیب ایجوکیشنل سنٹر' 38-مین اردو بازار لاہور

PH:0092-42-7240593 FAX:7354205

مطبع: المطبعۃ العربیہ' لاہور

کمپوزنگ: حسنات کمپوزنگ سنٹر' فردوس سنیما' راج گڑھ' لاہور 0333-4900629

سال اشاعت: 2006ء

قیمت: =/200 روپے

فہرست

عروج

زوال

انتقام

☆☆☆

تمہید

مصر کے قدیم شہر ابیدس کے پیچھے لیبیا کے سنسان اور برہنہ پہاڑوں کا سلسلہ چلا گیا ہے۔ اسی سلسلۂ کوہ کی ایک گھاٹی میں حال ہی میں ایک قدیم مقبرہ دریافت کیا گیا ہے۔ اس مقبرہ میں سے دوسری چیزوں کے علاوہ بردی[1] کاغذ کے تین پلندے بھی دستیاب ہوئے ہیں' یہ کہانی جو آپ کے زیرمطالعہ ہے ان ہی تین پلندوں پر کی قدیم مصری تحریر کا ترجمہ ہے۔ یہ مقبرہ بے حد فراخ اور کشادہ ہے لیکن اس میں داخل ہونے کا دروازہ تنگ و تاریک ہے۔ پہاڑی سلسلہ میں ایک غار ہے جس میں ایک عمودی کنواں سا ہے اور اسی کنویں سے اتر کر مقبرہ میں پہنچا جا سکتا ہے۔ کنواں جہاں ختم ہوتا ہے وہاں ایک کشادہ کمرہ ہے اور یہی کمرہ قدیم مصر کے تین آدمیوں کی آخری آرام گاہ ہے۔ اس کمرہ میں صرف تین تابوت تھے حالانکہ اس میں سو سے زیادہ تابوتوں کی گنجائش ہے۔ ان تین تابوتوں میں سے دو جو مہنت آمن مہت اور اس کی بیوی کے تھے' قریب کے گاؤں میں بسنے والے ان عربوں نے توڑ پھوڑ ڈالے جنہیں اتفاق سے یہ مقبرہ مل گیا تھا۔ یہ دونوں یعنی آمن مہت اور اس کی بیوی ہماری کہانی کے ہیرو ہرماسیس کے والدین ہیں۔

عربوں نے آمن مہت اور اس کی بیوی کی ممیاں بھی توڑ دیں' انہیں اس خزانے کی تلاش تھی جو ان کے خیال میں وہاں دفن تھا لیکن انہیں وہ خزانہ نہ ملا' چنانچہ عربوں نے ممیوں کی ہڈیاں ہی سیاحوں کے ہاتھ فروخت کر دیں اور سیاحوں نے ان ہڈیوں کو جو کبھی کسی کے جسم کا حصہ رہی تھیں' بڑے شوق سے خرید لیا۔

اس واقعہ کے چند مہینوں بعد اس کتاب کے مؤلف کا دوست جو ڈاکٹر ہے' سفر کرتا ہوا' شہر ابیدس کے قریب سے گزرا اور پھر اتفاقاً اس کی ملاقات ان عربوں سے ہو گئی' جنہوں نے آمن مہت کا مقبرہ دریافت کیا تھا' انہوں نے میرے ڈاکٹر دوست کو بتایا کہ اس مقبرے میں اب بھی ایک تابوت ایسا پڑا ہوا ہے جسے ان عربوں نے نہیں کھولا کیونکہ ان عربوں کے

بقول: اس میں کسی غریب آدمی کی ممی تھی جس میں یقیناً کوئی خزانہ نہیں ہوگا' شوقِ تجسس و تحقیق
نے میرے ڈاکٹر دوست کو بیتاب کردیا اور اس نے عربوں کو رشوت دے کر اس بات پر
رضامند کرلیا کہ وہ اسے مقبرے میں لے جائیں۔ عرب بڑی خوشی سے تیار ہوگئے اس کے
بعد جو کچھ ہوا اس کی تفصیل میرے ڈاکٹر دوست نے مجھے اپنے خط میں لکھ دی تھی' چنانچہ
مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میں اسی خط کو یہاں نقل کردوں۔

میرے دوست نے اپنے خط میں لکھا تھا کہ:

میں نے وہ رات مصر کے زبردست فرعون سیتی کے ہیکل کے قدموں میں گزاری
اور صبح ہوتے ہی ان پہاڑوں کی طرف روانہ ہوگیا جن میں مقبرہ بتایا جاتا تھا میرا راہبر علی نامی
ایک نوجوان عرب تھا جسے میں علی بابا کہہ کر پکارا کرتا تھا' اس علی بابا نے مجھے وہ قدیم انگوٹھی بھی
دی تھی جسے میں اس خط کے ساتھ تمہیں بھجوا رہا ہوں۔ سورج طلوع ہونے کے کوئی ایک گھنٹہ
کے بعد ہم اس گھاٹی میں پہنچ گئے جہاں قدیم مقبرہ واقع ہے۔ ویران اور بھیانک جگہ ہے۔
اور مصر کا سورج دن بھر ان پہاڑوں پر آگ برساتا اور انہیں تانبے کی طرح تپاتا رہتا ہے
سورج کو طلوع ہوئے ابھی ایک ہی گھنٹہ ہوا تھا لیکن پہاڑ اتنے تپ گئے تھے کہ ان پر چلنا
قریب قریب ناممکن تھا' چنانچہ ہم گدھوں پر سوار ہوکر اس گھاٹی میں داخل ہوئے' چاروں طرف
ویرانی اور خاموشی چھائی ہوئی تھی البتہ اوپر چلچلاتی دھوپ میں ایک گدھ منڈلا رہا تھا' ہم آگے
بڑھتے رہے یہاں تک کہ ایک آگے کو نکلی ہوئی تقریباً ایک معلق چٹان کے سامنے پہنچ گئے۔ علی
بابا نے کہا کہ وہ قدیم مقبرہ اسی جگہ ہے۔ ہم گدھوں پر سے اتر آئے' انہیں ایک فلاح[2] لڑکے
کی نگہداشت میں دیا اور آگے کو نکلی ہوئی چٹان کے سامنے پہنچ گئے۔ یہ ایک چھوٹا سا قدرتی غار
تھا جس کے بیچ میں ایک تنگ سوراخ تھا جس میں ایک وقت میں صرف ایک ہی آدمی رینگ
کر بمشکل داخل ہوسکتا تھا' یہ سوراخ معلوم ہوتا ہے لومڑیوں نے بنایا تھا کیونکہ غار میں جگہ جگہ
ریت کے ڈھیر پڑے ہوئے تھے' اسی سوراخ کے ذریعے عربوں نے وہ مقبرہ دریافت کیا تھا۔

علی بابا ہاتھوں اور پیروں کے بل چوپایوں کی طرح چلتا ہوا سوراخ میں گھس گیا میں
نے بھی اس کی تقلید کی' اب ہم ایسی جگہ پہنچ گئے جو ٹھنڈی اور تاریک تھی' ہم نے موم بتیاں جلا
لیں' اسی عرصہ میں علی بابا کے دوسرے ساتھی بھی آگئے اور میں نے موم بتیوں کی لرزاں روشنی
میں اس جگہ کا معائنہ کیا۔ ہم لوگ ایک بڑے غار میں کھڑے تھے جو چٹان کاٹ کر بنایا گیا تھا
اور جس کی دیوار پر بطلیموسی[3] عہد کی مقدس تصویریں بنی ہوئی تھیں۔ ایک دیوار پر ایک بوڑھے

آدمی[4] کی قدِ آدم تصویر تھی جو ہاتھ میں عصا لیے کھڑا تھا اور اس کے سامنے سے سرمنڈے
مہنتوں کا جلوس گزر رہا تھا جو اپنے ہاتھوں میں دیوتاؤں کے بت اٹھائے ہوئے تھے۔
غار کے بائیں کونے میں ایک چوکور عمودی کنواں تھا جو اس کمرے تک جاتا تھا جہاں ممیاں رکھی
ہوئی تھیں ہم اپنے ساتھ ایک مضبوط شہتیر لائے تھے' عربوں نے وہ شہتیر کنوئیں کے منہ پر رکھ
دیا اور اس سے ایک رسہ باندھ کر نیچے لٹکا دیا' پھر علی جو صحیح معنوں میں نڈر اور ان بہادروں کی
اولاد تھا جنہوں نے کبھی قیصر و کسریٰ کی حکومت کے تختے الٹ دیے تھے' رسہ پکڑ کر تیزی سے
نیچے اترنے لگا اور جلد ہی تاریکی میں جاکر نظروں سے اوجھل ہوگیا' صرف لٹکے ہوئے رسے
کے ہلنے سے پتہ چلتا تھا' کہ وہ اب تک نیچے اتر رہا ہے' آخرکار رسہ ساکت ہوگیا' کنویں کی
تاریک گہرائیوں میں سے علی کی آواز سنائی دی' وہ بخیر و خوبی نیچے پہنچ گیا تھا' پھر نیچے تاریکی
میں ایک ٹمٹماتا ہوا تارہ سا روشن ہوگیا۔ علی نے موم بتی جلائی تھی اور اس طرح ان سوتی
چمگادڑوں کو بیدار کردیا تھا جو مقبرے کی چھت اور دیواروں سے لٹکی سو رہی تھیں اور اب وہ موم
بتی کی روشنی میں ارواح خبیثہ کی طرح اڑتی پھر رہی تھیں۔

رسہ اوپر کھینچ لیا گیا' اب میری باری تھی لیکن میں علی کی طرح رسہ پکڑ کر نیچے نہیں
پھسل سکتا تھا۔ چنانچہ رسہ میری کمر کے گرد باندھ دیا گیا اور علی کے ساتھی مجھے آہستہ آہستہ اُن
مقدس گہرائیوں میں اتارنے لگے اور وہ مختصر سا سفر بے حد عجیب اور بھیانک تھا۔ علی کے
ساتھیوں کی ذرا سی غلطی میری ہڈیوں پسلیوں کا سرمہ بنا سکتی تھی' اس کے علاوہ چمگادڑیں بھی
مسلسل نہ صرف مجھ سے ٹکرا رہی تھیں بلکہ میرے بالوں اور قمیص کے دامن سے لٹک جانے
کی کوشش کرتی تھیں' آخرکار میرے پیر پتھریلے اور کھردرے فرش سے چھو گئے اور اب میں
ایک تنگ سی گزرگاہ میں نڈر علی کے پاس کھڑا ہوا تھا' لیکن اس حالت میں کہ پسینے میں شرابور تھا
اور میری ہتھیلیاں اور گھٹنے چھل گئے تھے۔ میرے بعد علی کا دوسرا ساتھی بھی رسہ پکڑ کر پھسلتا ہوا
نیچے آگیا' علی کے دوسرے ساتھی اوپر ہی رکے رہے' علی ہاتھ میں موم بتی اٹھائے آگے آگے
چلا میں اور علی کا ساتھی پیچھے تھے اور ہم دونوں بھی موم بتیاں لیے تھے' ہم ایک تنگ سرنگ میں
سے گزر رہے تھے جس کی چھت صرف پانچ فٹ اونچی تھی' جیسے جیسے ہم آگے بڑھتے گئے'
سرنگ وسیع سے وسیع تر ہوتی چلی گئی کچھ ہی دیر بعد ہم مقبرے میں کھڑے تھے ایسی خاموش'
گرم اور وحشت ناک جگہ میں نے تو پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی میرے دل پر ایک عجیب طرح کا
رعب سا طاری ہوا جارہا تھا۔ کچھ عجیب سکوت طاری تھا وہاں' موت کا سا سکوت' مقدس سکوت

جس میں آدمی سانس لیتے ہوئے بھی ڈرتا ہے۔ یہ مقبرہ چوکور تھا اور چٹان کاٹ کر بنایا گیا تھا‘ اس کی دیواروں پر دیوی دیوتاؤں کی رنگین تصویریں بنی ہوئی تھیں۔ مقبرے کے فرش پر دو ممیوں کے اعضاء ہڈیاں اور چوبی تابوتوں کے ٹکڑے بکھرے پڑے تھے ان دونوں ممیوں پر کی کپڑے کی پٹیاں جو اعلیٰ اور بھڑکیلے کپڑوں کی تھیں‘ ایک طرف ڈھیر تھیں۔ ایک ٹوٹی ہوئی ممی مرد کی تھی اور دوسری عورت[5] کی‘ مرد کی ممی کا سر دھڑ سے جدا ایک طرف پڑا تھا‘ بڑا ہی عبرتناک اور لرزا دینے والا نظارہ تھا وہ‘ میں نے جھک کر سر اٹھا لیا اور اس کا معائنہ کرنے لگا‘ اس کے سر کے بال اور داڑھی مونچھیں مصر قدیم کے رواج کے مطابق اس کے مرنے کے بعد مونڈ دی گئی تھیں‘ چہرے کی جلد خشک ہو کر سکڑ گئی تھی۔ تاہم میں کہہ سکتا ہوں کہ یہ آدمی جس کا سر میرے ہاتھ میں تھا‘ اپنے وقت میں خاصا قبول صورت رہا تھا‘ یہ ایک معمر آدمی کا سر تھا‘ جس کا میں معائنہ کر رہا تھا‘ اس کے چہرے پر ابدی سکون کے آثار منجمد تھے اور اس کی بے نور آنکھیں جیسے گھور رہی تھیں۔ میں توہم پرست نہیں ہوں لیکن مجھے یوں محسوس ہوا کہ جیسے وہ آنکھیں مجھے سرزنش کر رہی ہوں‘ جیسے دنیا کی بے ثباتی یاد دلا رہی ہوں‘ جیسے رو رہی ہوں‘ میں کانپ گیا اور میں نے فوراً وہ سر اسی جگہ رکھ دیا جہاں سے اٹھایا تھا۔ دوسری ممی کے چہرے پر اب تک چند پٹیاں لپٹی ہوئی تھیں لیکن میں نے انہیں ہٹانے کی جرأت نہ کی۔ تاہم میں کہہ سکتا ہوں کہ وہ عورت اپنے زمانے میں خاصی قبول صورت اور گدگدے بدن کی حامل رہی ہوگی۔

دیکھئے‘ اس طرف ہے تیسری ممی۔ علی نے مقبرے کے ایک کونے میں پڑے ہوئے ایک تابوت کی طرف اشارہ کیا۔ معلوم ہوتا ہے اسے بڑی بے پروائی سے پھینک دیا گیا تھا۔

میں اس تابوت کے قریب پہنچا تابوت دیودار کی مضبوط لکڑی کا تھا مگر بے حد سادہ۔ اس پر نہ تو کسی دیوتا کی تصویر تھی‘ نہ نقش و نگار اور نہ ہی کوئی عبارت حتیٰ کہ تابوت میں سونے والے کا نام تک نہ تھا۔

”عجیب تابوت ہے یہ تو“ علی نے حیرت سے سر ہلا کر کہا: ایسا تابوت تو میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا‘ معلوم ہوتا ہے بڑی جلدی میں لوگ یہاں ڈال گئے ہیں۔

میں کچھ دیر تک اس سارے تابوت کی طرف دیکھتا رہا جس میں خدا جانے کون ابدی نیند سو رہا تھا‘ یہاں تک کہ میرا شوق اور دلچسپی انتہا کو پہنچ گئی میرے لیے دو ممیوں کے بکھرے ہوئے اعضاء کا نظارہ ایسا عبرتناک اور بھیانک تھا کہ میں نے اس تیسرے تابوت کو نہ کھولنے کا پختہ ارادہ کر لیا تھا لیکن شوق اور دلچسپی کی شدید طغیانی کے سامنے میرا وہ پختہ ارادہ

ریت کی دیوار کی طرح ڈھے گیا چنانچہ ہم تابوت کا ڈھکن کھولنے میں مصروف ہو گئے‘ علی ہتھوڑا اور چھینی اپنے ساتھ لایا تھا‘ اُس کی انتھک کوششوں کے بعد ڈھکن کے جوڑ الگ ہوئے‘ ہم نے ڈھکن اٹھایا...... اور تابوت میں ڈھیلے ڈھالے کفن میں لپٹی ہوئی کسی مرد کی لاش پڑی تھی۔

علی آنکھیں پھاڑے حیرت سے اس ممی کو تکنے لگا اور اس کی حیرت بجا تھی‘ کیونکہ یہ ممی دوسری ممیوں سے مختلف تھی‘ ممیوں کو عموماً تابوتوں میں چت رکھا جاتا ہے اور وہ یوں معلوم ہوتی ہیں جیسے لکڑی کی ہوں‘ سخت اور کھردری‘ لیکن یہاں یہ بات نہ تھی۔ یہ ممی دائیں پہلو پر لیٹی ہوئی تھی اور اس کی ٹانگیں بھی گھٹنوں سے مڑی ہوئی تھیں۔ اس کے علاوہ اس کے چہرے پر بطلیموسی عہد کا سنہری مقنع چڑھا ہوا تھا جو معلوم ہوتا ہے بڑی جلدی میں ٹیڑھا ترچھا چڑھا دیا گیا تھا اور تڑا مڑا بھی تھا۔

ان نشانات کو دیکھتے ہوئے میں یہ نتیجہ اخذ کرنے پر مجبور ہوں کہ اس لاش کو تابوت میں رکھنے کے بعد بھاگم بھاگ مقبرے تک لایا گیا اور بڑی افراتفری میں دفنایا گیا ہوگا۔ بڑی عجیب ممی ہے یہ تو‘ علی نے کہا یقیناً اس کے زندہ بدن کو ہی حنوط کیا گیا ہوگا۔

یہ کیا ہانک رہے ہو‘ میں نے کہا: کبھی زندہ آدمی کو بھی حنوط کیا ہے کسی نے؟

میں نے علی کی مدد سے ممی باہر نکالی اور اس پر جمی ہوئی صدیوں پرانی مٹی میں ہم دونوں لتھڑ گئے قدیم مصر کی یہ مردہ مٹی ہمارے نتھنوں میں بھی پہنچ گئی اور ہم دونوں بے تحاشا چھینکنے لگے اور اب ہمیں تابوت میں سے پہلی چیز ملی یہ بردی کاغذ کا ایک پلندہ[6] تھا جو غالباً لاش کو تابوت میں رکھنے کے بعد بڑی بے پروائی سے لاش کے پہلو میں پھینک دیا گیا تھا۔

علی نے للچائی ہوئی نظروں سے پلندے کی طرف دیکھا لیکن میں نے فوراً آگے بڑھ کر اسے اپنے قبضہ میں کر لیا کیونکہ یہ پہلے ہی طے ہو چکا تھا کہ اس تیسرے تابوت میں سے جو بھی چیز ملے گی وہ میری ملکیت ہوگی‘ اب ہم لاش کی پٹیاں کھولنے لگے کسی مضبوط کپڑے کی پٹیاں تھیں جس میں بعض تانت کے دھاگوں سے سلی ہوئی تھیں اور بعض محض گرہ لگا کر جوڑی گئی تھیں‘ یہ کام پورا‘ یعنی لاش پر پٹیاں لپیٹنے کا بڑی بے پروائی سے اور جلدی میں کیا گیا تھا لاش کے چہرے پر غیر قدرتی سا ابھار نظر آ رہا تھا وہاں پٹیاں ہٹائیں تو بردی کاغذ کا دوسرا پلندہ ملا میں نے اسے اٹھانا چاہا تو وہ الگ نہ ہوا۔ معلوم ہوا کہ وہ تھیلے جیسے بے سلے کفن سے چپکا ہوا تھا میں نے موم بتی اٹھا کر کفن اور پلندے کا معائنہ کیا تو معلوم ہوا کہ کفن کے

کنارے کسی طرح کے گوند سے آپس میں جوڑ دیئے گئے تھے اور اسی گوند سے پلندہ چپک گیا تھا چنانچہ پلندے کے اوپری حصہ کو جو کفن سے چپکا ہوا تھا پھاڑے[7] بغیر میں کفن سے الگ نہ کرسکتا تھا اور یہی میں نے کیا۔ میں نے اس پلندے کو بھی پہلے پلندے کے ساتھ رکھ دیا۔

ہم پھر لاش کی پٹیاں کھولنے لگے اور پھر بڑی احتیاط سے کفن بھی الگ کرنے میں کامیاب ہوگئے اور اب لاش ہمارے سامنے پڑی تھی اور اس کے دونوں گھٹنوں کے بیچ میں بروی کاغذ کا تیسرا پلندہ دبا ہوا تھا میں نے اسے بھی اپنے قبضے میں کیا اور جھک کر لاش کا معائنہ کرنے لگا۔ پہلی ہی نظر میں مجھے معلوم ہوگیا کہ اس کی موت کس طرح ہوئی ہوگی اور مجھ پر ہی منحصر نہیں کوئی بھی ڈاکٹر اسے دیکھ کر وہی نتیجہ اخذ کرسکتا تھا جو میں نے کیا لاش عام ممیوں کی طرح سخت اور خشک نہ تھی صاف ظاہر تھا کہ حنوط کرنے والوں نے اس بدنصیب کی لاش کو ستر دنوں تک شورے میں نہ رکھا تھا چنانچہ اس کے چہرے کے جذبات اور خط و خال میں کوئی نمایاں فرق نہیں آیا تھا۔ میرے دوست! میں کیا بتاؤں کہ اس کے چہرے پر کیسے جذبات منجمد تھے' میرے دونوں عرب ساتھی مارے خوف کے کئی قدم پیچھے ہٹ گئے اور قرآن کریم کی آیتیں پڑھنے لگے' کس قدر بھیانک چہرہ ہوگیا تھا۔ میرے خدا' مرنے والا کتنی اذیتیں برداشت کرکے مرا تھا۔

لاش کے پہلو میں وہ شگاف بھی نہ تھا جہاں سے حنوط[8] کرنے والے پیٹ کی آلائش نکال کر مسالہ بھرتے تھے' بہرحال وہ ایک ادھیڑ عمر کے آدمی کی لاش تھی حالانکہ اس کے سر کے زیادہ تر بال سفید ہوگئے تھے۔ قد لمبا اور سینہ چوڑا' اپنے زمانہ میں یہ آدمی کافی طاقتور رہا ہوگا۔ میں زیادہ دیر تک اس لاش کا معائنہ نہ کرسکا کیونکہ باہر کی ہوا لگنے سے وہ غیر حنوط شدہ لاش سکڑنے اور ریزہ ریزہ ہونے لگی اور پانچ منٹ بعد ہمارے سامنے مٹھی بھر بالوں' ننگی کھوپڑی اور چند بڑی ہڈیوں کے علاوہ اور کچھ نہ تھا۔ خاکی جسم خاک ہوچکا تھا' اس وقت میں نے دیکھا کہ مردے کی ایک ہڈی پنڈلی کی (یاد نہیں آرہا کہ وہ بائیں پنڈلی کی ہڈی تھی یا دائیں کی) کسی حادثہ سے ٹوٹ گئی تھی اور چونکہ بڑے اناڑی پن سے جوڑی گئی تھی۔ اس لیے اس آدمی کی ایک ٹانگ دوسری ٹانگ سے تقریباً چھوٹی ہوگئی تھی۔

بہرحال میری مہم ختم ہوچکی تھی اور جو کچھ مجھے ملنا تھا مل چکا تھا اس کے علاوہ اس مقبرے میں میرا دم بھی گھٹنے لگا تھا' میرے دل میں ہیبت طاری ہوتی جارہی تھی اور میں یوں محسوس کررہا تھا جیسے میں نے کسی کی لاش کی بے حرمتی کرکے کبھی نہ بخشا جانے والا گناہ کیا ہے چنانچہ جب میں اس مقبرے سے باہر آیا تو ان ملے جلے جذبات کی وجہ سے نیم جان تھا۔

میں یہ طویل خط لکھتے لکھتے تھک گیا ہوں' انگلیوں کی پوریں درد کرنے لگی ہیں۔ اس کے علاوہ جہاز بھی جس میں سفر کررہا ہوں کچھ زیادہ ہی ڈول رہا ہے' میرا یہ خط تمہارے پاس مجھ سے پہلے پہنچ جائے گا اور یہ خط ملنے کے دس دن بعد میں بھی لندن آجاؤں گا۔ اور پھر اپنی اس مہم کی داستان نہایت تفصیل سے سناؤں گا' پھر ہم کسی ماہر مصریات سے ان پلندوں کی تحریر کا ترجمہ کرائیں گے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ''مردوں کی کتاب'' کے اوراق کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ تاہم بہت ممکن ہے کہ ہم کوئی نئی بات معلوم کرنے میں کامیاب ہوجائیں' اچھا خدا حافظ۔

تمہارا دوست

☆☆☆

چند دنوں بعد میرا ڈاکٹر دوست لندن آگیا اور دوسرے ہی دن ہم بروی کاغذ کے تینوں پلندے لے کر لندن کے ایک شخص کے پاس پہنچے جو نہ صرف ماہر مصریات تھا بلکہ قدیم مصر کی تحریر پڑھنے میں بھی اپنا ثانی نہ رکھتا تھا۔ اس نے ایک پلندہ کھول کر اس پراسرار تحریر کو اپنی سنہری فریم کی عینک سے شیشوں کے پیچھے سے دیکھا اور دیر تک دیکھتا رہا' اس وقت کی میری اور میرے دوست کی بے چینی الفاظ میں بیان نہیں کی جاسکتی تھی۔

ہوں؟ ماہر مصریات بڑبڑایا: ''دوستو! یہ مردوں کی کتاب نہیں ہے کوئی اور ہی چیز ہے۔ اور...... ارے۔ یہ کیا لکھا ہوا ہے......؟ قلعہ......قلعہ۔ ارے قلوپطرہ......خدا کی قسم یہ قلوپطرہ......ملکہ مصر کے......عہد کے کسی آدمی کی سوانح عمری ہے' اف یہ اس آدمی کی خودنوشت ہے جس نے بہت انقلابات اپنی آنکھوں سے دیکھے تھے......قلوپطرہ......ہوں...... ہاں وہی قلوپطرہ ہے...... یہ دیکھو انطونی کا نام بھی لکھا ہوا ہے...... واہ...... بہرحال ان تینوں پلندوں کا ترجمہ کرنے میں چھ مہینے لگ جائیں گے۔'' ماہر مصریات خوشی سے بیتاب ہوکر اٹھ کھڑا ہوا اور کمرے میں ٹہلنے لگا' کچھ بھی ہو۔ میں اس کا ترجمہ کروں گا چاہے اس کوشش میں میری پوری عمر ہی کیوں نہ گزر جائے۔ افوہ یہ عہد قلوپطرہ کے کسی آدمی کی سوانح عمری ہے اور اس عہد کے مصر کی مکمل تصویر ہے' دوستوں میں تمہیں مبارکباد دیتا ہوں تمہیں واقعی ایک انمول خزانہ ملا ہے' میں اس کا ترجمہ کروں گا' ضرور کروں گا' کچھ ہی کیوں نہ ہوجائے۔

اور اس کتاب کا مطالعہ کرنے والے دیکھ رہے ہیں کہ ان تینوں پلندوں کی تحریر کا ترجمہ ہوا اور اسے شائع بھی کردیا گیا۔ یہ ایک آدمی کی داستان ہے۔ عبرتناک' مؤثر اور دل ہلا دینے والی داستان۔

ہرماسیس مصری اپنے انجانے مقبرے سے آپ سے مخاطب ہے' دنیا اسے بھول چکی ہے' کوئی اسے نہیں جانتا' وقت کے بوجھل اور دبیز پردے آپ کے اور اس کے درمیان حائل ہیں' لیکن آج ہرماسیس صدیوں کے ان بوجھل اور تاریک پردوں کو ہٹا کر آپ کو اپنی عبرتناک داستان سنا رہا ہے۔

ہرماسیس آپ کو اس مصر کی تصویر دکھا رہا ہے' جہاں کے انقلابات کو اس کے اہرام صدیوں سے خاموش کھڑے دیکھ رہے ہیں' یہ سرزمین فراعنہ کی داستان ہے۔ یہ اہرام کی سرزمین کی داستان ہے' یہ وادیٔ نیل کا افسانہ ہے' یہ اس سرزمین کی داستان ہے جس کی تہذیب وتمدن کے آثار دیکھ دیکھ کر ہم آج بھی حیرت سے انگشت بدنداں ہیں۔ یہ ہرماسیس کے مصر کی داستان ہے جو آپ کو یونانیوں اور رومیوں کے عہد کے مصر میں لے جا رہا ہے۔

ہرماسیس کی داستان میں نئے اور پرانے اعتقاد کی ٹکر ہے' مرتی ہوئی مصری تہذیب کی بقاء کے لیے جدوجہد ہے۔ یہ ان نئے اعتقادات کی داستان ہے جو دریائے نیل کے پانی کی طرح امڈ آئے تھے اور جنہوں نے مصر کے قدیم اعتقادات اور دیوتاؤں کو غرق کر دیا تھا۔

یہ اس آگ کی داستان ہے جو قلوپطرہ' حسین قلوپطرہ کے مصر میں ایک ایک آدمی کے سینے میں بھڑک رہی تھی۔ ان اوراق میں آپ دیوی ایزیس[9] کے جلال وعظمت سے واقف ہوں گے۔ ان اوراق میں آپ کی ملاقات قلوپطرہ سے ہوگی' جی ہاں اسی شعلہ بدن قلوپطرہ سے جس کے دم بخود کرنے والے حسن نے حکومتوں کی قسمتیں بدل دی تھیں' یہاں آپ کی ملاقات خاتون شارمن سے ہوگی جس کی محبت ٹھکرائی گئی اور جس نے اپنی اس توہین کا ایسا بدلہ لیا کہ خود بھی برباد ہوئی اور دوسروں کو بھی برباد کیا۔ ان اوراق کے ذریعہ موت کی سزا پانے والا ہرماسیس ان لوگوں کو سلام کہتا ہے جو اس کی داستان سے عبرت حاصل کریں' ہرماسیس آپ کو اپنے عروج وزوال اور اپنے گناہوں کی داستان سنا رہا ہے وہ بتا رہا ہے کہ جو آدمی اپنے ملک سے غداری کرتا ہے اور اپنے خدا کو بھول جاتا ہے' اس کا کیسا انجام ہوتا ہے۔ ہرماسیس کی روح آمنتی[10] میں سے جہاں اس پر کوڑے برسائے جا رہے ہیں' چیخ چیخ کر آپ کو اپنی درد بھری داستان سنا رہی ہے' اسے پڑھئے اور عبرت حاصل کیجئے۔

رائیڈر ہیگرڈ

❁ ❁ ❁

حواشی

(1) پاپ یلورس: ایک قسم کی گھاس جو نشیبی مصر کی جھیلوں میں دریائے نیل کا پانی اتر جانے کے بعد پیدا ہوتی ہے۔ یہ گھاس لمبی اور نازک ہوتی ہے' مصر قدیم کے لوگ اس سے ٹھپے جیسا کاغذ بنا کر اس پر لکھتے تھے۔ (مترجم)

(2) مصر کا دیہاتی یا کاشتکار۔

(3) بطلیموس سکندر مقدونی کا سپہ سالار تھا۔ سکندر کی موت کے بعد اس کے معصوم بچے کا ولی پیٹروگ کاس نامی ایک شخص مقرر ہوا جس نے سلطنت مفتوحہ کے چار حصے کر کے (تھریس' شام' مصر اور ایشیائے کوچک) چار بڑی صوبہ داریاں بنا کر ان کے چار گورنر مقرر کیے۔ مصر بطلیموس کے حصہ میں آیا' جو بعد میں یہاں کا خودمختار بادشاہ بن بیٹھا۔ قلوپطرہ تک مصر کی حکومت بطلیموس کے خاندان میں رہی یہ بطلیموسی عہد کہلاتا ہے۔ (مترجم)

(4) میرے خیال میں یہ تصویر خود آمن مہت کی ہوگی۔ (مؤلف)

(5) غالباً آمنت مہت کی بیوی۔ (مؤلف)

(6) اس پلندے کا ترجمہ آپ اس کتاب کے تیسرے حصہ میں ملاحظہ فرمائیں گے' بقیہ دو پلندے ممی کے ساتھ پٹیوں میں لپٹے ہوئے تھے اور تینوں پلندوں پر ایک ہی ہاتھ کی تحریر تھی۔ (مؤلف)

(7) کتاب کے دوسرے حصہ کے آخری اوراق میں آپ کو جگہ جگہ شکستہ تحریر ملے گی اس کا سبب یہی ہے کہ دوسرا پلندہ الگ کرتے وقت اس کے آخری اوراق جگہ جگہ سے پھٹ گئے تھے۔ (مؤلف)

(8) حنوط کرنے کے طریقہ کی تفصیل آگے کسی جگہ آتی ہے۔ (مؤلف)

(9) یہ مصر کی قدیم دیوی تھی اور اس کی مورت دو طرح بناتے تھے کبھی تو وہ حسین عورت کے روپ میں ہوتی اور کبھی اس طرح کہ جسم عورت کا اور سر گائے کا۔ اسے ''کئی روپ والی دیوی'' اور ''مادر مقدس'' بھی کہتے تھے۔ یہ دیوی دیوتا ازیرس کی بیوی تھی اور بہن بھی۔ (مؤلف)

(10) آمنتی یا عالم ارواح' مصریوں کا عقیدہ تھا کہ تمام روحیں زمین کے نیچے اس مقام پر جمع ہوتی ہیں جہاں سورج جاتا ہے (اور اسی لیے اس کو مملکت غرب بھی کہتے تھے) اور جہاں آخرت کا دیوتا ازیرس حکومت کرتا ہے ان کا عقیدہ تھا کہ روح بدن سے نکلنے کے بعد اندھیرے دالانوں میں داخل ہوتی ہے پھر

زمین کے نیچے ایک کشتی میں دریا میں سیر کرتی ہے دریا عبور کرنے میں شیطانوں کو دیکھتی ہے جو اس کے ٹکڑے اڑا دینا چاہتے ہیں لیکن موت کے دیوتا' آلوپس اور تت' اس کی مدد کرتے اور اسے حساب کتاب کے مقام تک پہنچا دیتے ہیں' جہاں ازیرس دیوتا منصف بنا بیٹھا ہوتا ہے۔ اس کے بیالیس نائب ہوتے ہیں جو تحقیق کرتے ہیں کہ مردہ بیالیس گناہ کبیرہ میں سے کسی کا مرتکب تو نہیں ہوا' اگر روح عذاب کی مستحق ہوتی ہے تو اسے ایک مہیب مقام میں پہنچا دیا جاتا ہے جہاں اس پر اس وقت تک کوڑے برسائے جاتے ہیں جب تک کہ اسے اس کے ایک ایک گناہ کی سزا نہیں مل جاتی اور وہ ایک نوزائیدہ بچہ کی طرح پاک و صاف اور معصوم نہیں ہوجاتی۔ لیکن اگر روح پاک ہوتی ہے تو شیطانوں سے بھاگ کر دیوتاؤں میں مقبول ہوتی ہے۔ دیوتا ازیرس کے ساتھ دسترخوان پر بیٹھ کر لذیذ کھانے کھاتی اور عمدہ عطریات سونگھتی ہے۔ (مترجم)

عروج

پہلا باب

پیشین گوئی

ابیدس میں سونے والے دیوتا ازیرس[1] کی قسم کہ میں جو کچھ لکھ رہا ہوں اس میں جھوٹ کا شائبہ تک نہیں۔

میں ہرماسیس ہوں' مصر کے باجبروت فرعون سیتی کے بنائے ہوئے عظیم الشان ہیکل کا موروثی کاہن۔ میں ہرماسیس ہوں مصر بالا اور مصر زیریں کے تاج وتخت کا صحیح النسب وارث' میری رگوں میں فراعنہ مصر کا خون گردش کر رہا ہے میں بجا طور پر مصر کے تخت وتاج کا مالک ہوں' میں ہرماسیس ہوں' ہاں وہی جس نے مصر کے امیدوں کے کنول اپنے پیروں تلے روند ڈالے' میں وہی ہوں جو روشن راہ چھوڑ کر تاریک راہوں میں بھٹکتا رہا' میں وہی ہوں جس نے مصر اور دیوتاؤں سے غداری کی' میں وہی ہوں جو ایک عورت کی شیریں اور مترنم آواز سن کر ایسا دیوانہ ہوا کہ دیوتاؤں کو بھلا بیٹھا' ہاں میں وہی لعنتی ہرماسیس ہوں جس نے ایک ساحرہ کی آواز کو دیوتاؤں اور مادر وطن کی پکار پر ترجیح دی' مجھ پر مصر کے دیوتاؤں کا غضب نازل ہوا ہے' مجھ پر فراعنہ کی مقدس روحوں کی لعنت پڑی ہے مجھ میں ساری برائیاں یوں جمع ہوگئی ہیں جیسے کسی صحرائی کنویں میں پانی جمع ہو جاتا ہے میں نے دنیا کی ہر شرم برداشت کی ہے میں نے مصر کے لوگوں کا خون کیا ہے میرا انجام برا ہوا میں کہیں کا نہ رہا دنیا میں روسیاہ ہوا اور مرنے کے بعد ازیرس دیوتا کے نائب میری روح پر آتشی کوڑے برساتے رہیں گے۔ میں ہرماسیس اپنی شرمناک داستان لکھ رہا ہوں اور ابیدس میں سونے والے دیوتا کی قسم جو کچھ لکھ رہا ہوں سچ لکھ رہا ہوں۔

اے مصر' میرے اجداد کی سرزمین' اے مادر نیل' اے دیوتا ازیرس' اے دیوی ایزیس اور اے دیوتا ہورس[2] اے بلند دروازے والے ہیکلو اور اے فراعنہ مصر کی مقدس روحو تم یوم آخر تک گواہ رہنا کہ میں جو کچھ لکھ رہا ہوں سچ لکھ رہا ہوں' اے قسمت تو بھی گواہ رہنا'
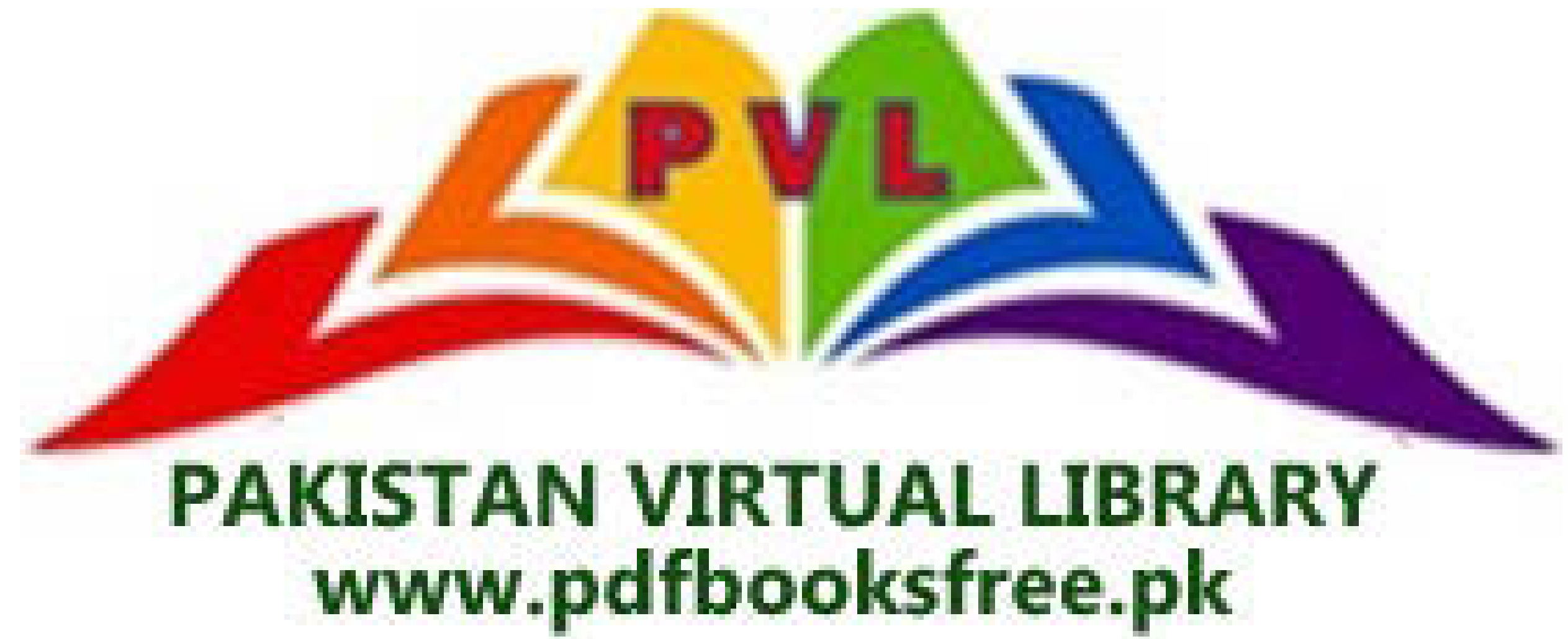
کیونکہ کسی زمانہ میں تو میرے اختیار میں تھی اور میں چاہتا' تو تجھے سنوار سکتا تھا لیکن افسوس میں نے ایسا نہ کیا۔

میں ہرے بھرے اور لہلہاتے ہوئے کھیتوں سے دور بیٹھا یہ داستان لکھ رہا ہوں اور نیل[3] احمر کا زمانہ آ گیا ہے' نیل میں سرخ سرخ پانی بہہ رہا ہوگا جیسے خون ہو اور میرے سامنے دور تک لیبیا کی کی پہاڑیوں کا سلسلہ چلا گیا ہے جس پر غروب ہوتے ہوئے سورج کی کرنوں نے سونا سا بکھیر دیا ہے اور یہی دھوپ شہر ابیدس کے گھروں کی سفید دیواروں اور چھتوں کو چمکا رہی ہوگی' کاہن اور مہنت عبادت میں مصروف ہوں گے۔ دیوتاؤں کی قربان گاہوں پر چڑھاوے چڑھائے جا رہے ہوں گے اور ہیکلوں کی سنگین چھتوں سے عبادت کرنے والوں کی دعائیں ٹکرا ٹکرا بازگشت پیدا کر رہی ہوں گی۔ لیکن افسوس! ابیدس اور اس کے لوگوں نے مجھے بھلا دیا' میں ایک قیدی ہوں اور تصور کی آنکھوں سے ابیدس کے ہیکل کی چھت پر لہراتے ہوئے مقدس جھنڈے کو دیکھ اور اس کی پھڑ پھڑاہٹ کی آواز کو سن رہا ہوں اور میں تصور کی آنکھوں سے مہنتوں کے گروہ کو ایک سے دوسری قربان گاہ اور ایک سے دوسرے ہیکل تک جاتے دیکھ رہا ہوں۔

آہ ابیدس! میرے پیارے آبائی وطن! تیرے مستقبل پر میرا دل خون کے آنسو رو رہا ہے۔ ابیدس ایک وہ زمانہ بھی آئے گا جب تیرے سب اسرار اور تیرے مقدس مقامات صحرا کی ریت کے نیچے دب جائیں گے۔ تیرے دیوتاؤں کو کوئی نہ پوجے گا' نئے اور انجانے مذاہب تیرے دیوتاؤں کا مذاق اڑائیں گے اور انہیں جھوٹا کہیں گے مختلف ملکوں کے لشکر تیری فصیل کے باہر اتریں گے اور تیرے سواد میں تلوار چلتی رہے گی۔ میں رو رہا ہوں خون کے آنسو رو رہا ہوں' کیونکہ میرا ہی گناہ ہے جس کا خمیازہ تجھے بھگتنا پڑ رہا ہے' اور پڑے گا۔

☆☆☆

میں یہیں ابیدس میں پیدا ہوا میرے والد جن کی روح دیوتا ازیرس کے دربار میں پہنچ کر لذیذ کھانے کھا رہی اور عمدہ عمدہ عطریات سونگھ رہی ہے' فرعون سیتی کے بنائے ہوئے عظیم الشان ہیکل کے کاہن اعظم تھے اور اتفاق ایسا ہوا کہ جس دن میں پیدا ہوا اسی دن ملکہ مصر قلوپطرہ بھی پیدا ہوئی میں نے اپنا بچپن میدانوں اور کھیتوں میں کھیل کود کر گزارا۔ میں کھیتوں میں کاشتکاروں کو محنت کرتے دیکھتا اور پھر وہاں سے اکتا کر ہیکل میں آتا اور اس کے نیم تاریک دالانوں میں دوڑتا پھرتا' مجھے اپنی والدہ یاد نہیں' ابھی میں شیر خوار ہی تھا کہ وہ دیوتا

ازیرس کے دربار میں پہنچ گئیں۔ لیکن مرنے سے پہلے انہوں نے ہاتھی دانت کے صندوق سے سانپ کی شکل کا سنہرا تاج نکالا جو قدیم فراعنہ کی نشانی تھا' اور میرے سر پر رکھ دیا۔ یہ فرمانروائے مصر بطلیموس اولے طیس کے عہد سلطنت کا واقعہ ہے جو بعد میں میری بوڑھی انا آتو نے مجھے سنایا تھا — ہاں ہاں تو میری والدہ نے جب وہ تاج میرے سر پر رکھا تو جتنے لوگ یہاں کھڑے تھے۔ بے اختیار ہنس پڑے اور انہوں نے کہا کہ یہ عورت تو دیوانی ہوگئی ہے اور سمجھتی ہے کہ مقدونی حکومت کا دور ختم ہوا اور میرے والد آمن مہت آ گئے اور یہ دیکھ کر مرنے والی نے کیا حرکت کی ہے۔ اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا دیئے اور دیوتاؤں کی بڑائی و عظمت کے گیت گانے لگی۔ وہ والدہ کی اس حرکت کو نہ سمجھ سکے تھے۔ وہ دیوتاؤں سے اس کے متعلق وضاحت اور الہام چاہتے تھے چنانچہ جب وہ دیوتاؤں کی بڑائی وعظمت کے گیت گا رہے تھے اور انہیں پکار رہے تھے تو یوں ہوا کہ میری مرتی ہوئی والدہ پاک روح سے بھر گئی اور وہ ایک تندرست و توانا عورت کی طرح اپنے پلنگ سے اٹھ کر اس پنگھوڑے کے قریب آ کھڑی ہوئیں جس میں میں سو رہا تھا اور اپنے دونوں ہاتھ میری طرف بڑھا کر بولیں۔

اے میرے جگر کے ٹکڑے! ...... اے میرے رحم کے ثمر! ...... سلام ہو تجھ پر......

اے شہزادے...... اے مصر کے نجات دہندہ...... ہزار بار سلام ہوں تجھ پر...... یہ تو نہ بھول کہ تو فرعون مصر منجتف کے خاندان سے ہے تیری رگوں میں فراعنہ کا مقدس اور پاک خون گردش کر رہا ہے' تو فرعون کے گھرانے کا چشم و چراغ اور صحیح النسب شہزادہ ہے' خبردار اپنی روح کو گناہوں سے آلودہ نہ کرنا...... خبردار گناہوں سے دور رہنا...... اگر تو پاک و صاف رہا' اگر تو نے گناہ نہ کیے تو تو مصر کو آزاد کرا لے گا' بدیسی حکمرانوں کو مصر سے بھگا دے گا اور اپنے اجداد کے تخت پر بیٹھ کر مصر بالا اور مصر زیریں کا تاج اپنے سر پر رکھے گا اور مصر پر فرعون کی حکومت ہوگی لیکن اگر تو نے اپنا وعدہ وفا نہ کیا اگر تو گناہوں کے دلدل میں پھنس گیا تو افسوس ہے تجھ پر' تو دیوتاؤں کے غضب میں مبتلا ہوگا اور تیرے اجداد کی روحوں کی لعنت پڑے گی تجھ پر۔ یاد رکھ مصر کی امیدیں تجھ سے وابستہ ہیں لیکن اگر تو نے ان امیدوں کا خون کر دیا تو کہیں کا نہ رہے گا۔ دنیا میں ذلیل و خوار ہوگا اور مرنے کے بعد آلوپس[4] اور ست[5] تیری روح پر کوڑے برساتے رہیں گے۔

اور اتنا کہنے کے بعد میری والدہ دھم سے اسی جگہ گریں اور فوراً مر گئیں۔ ان کے گرنے کے دھماکے سے میں جاگ پڑا اور رونے لگا۔

میرے والد جہاں کھڑے تھے وہیں کھڑے حیرت' خوف اور خوشی سے کانپ رہے تھے حیرت انہیں اس بات پر تھی کہ ان کی بیوی میں پاک روح حلول کر کے گویا ہوئی تھی۔ خوشی اس بات پر تھی کہ ان کے اکلوتے بیٹے کے متعلق یہ پیشین گوئی کی گئی تھی کہ وہ راہ راست پر رہا تو فرعون بنے گا اور خوف بادشاہ وقت ردلطیس کا تھا' اگر اسے اس پیشین گوئی کا حال معلوم ہو گیا تو وہ ہم سب کو قتل کروا دے گا اور ہمارا گھر کھدوا کر ہل چلوا دے گا' اگر بطلیموس نے دوسروں سے درگزر کی بھی تو میرے والدین کو یقین تھا کہ وہ ان کے اکلوتے لڑکے کو ضرور قتل کروا دے گا کیونکہ وہ پیشین گوئی کے مطابق فرعون بننے والا تھا' میرے والد کی سمجھ میں اور کچھ نہ آیا تو انہوں نے دوڑ کر گھر کے دروازے بند کر دیئے اور جتنے لوگ وہاں موجود تھے۔ ان سے قسم لی کہ انہوں نے جو کچھ دیکھا اور سنا ہے اس کا ذکر کبھی بھولے سے بھی کسی کے سامنے نہ کریں گے۔ ان لوگوں نے مقدس ثالوث(6) اور میری والدہ کی روح کی قسم کھائی کہ ایسا ہی ہوگا۔

اب اتفاق ایسا ہی ہوا کہ ان لوگوں میں بوڑھی انا آتوا بھی تھی جس نے میری والدہ کو دودھ پلایا تھا اور آخری دم تک ان کی تیمارداری کی تھی۔ یہ عورت آتوا پیٹ کی ہلکی تھی جیسا کہ عموماً ہر عورت ہوتی ہے اور بڑی سے بڑی قسم بھی اس کی زبان کو زیادہ دنوں تک بند نہ رکھ سکتی تھی چنانچہ جب یہ واقعہ پرانا ہو گیا تو آتوا کے دل سے بطلیموس کا خوف جاتا رہا تو اس نے اس پیشین گوئی کا ذکر اپنی بیٹی سے کر دیا جو مجھے اپنا دودھ پلا رہی تھی مارے خوشی اور جوش کے آتوا نے اپنی بیٹی کو یہ ہدایت بھی کر دی کہ وہ خوب اچھی طرح مجھے دودھ پلائے کیونکہ میں ہی بڑا ہو کر یونانیوں کو مصر سے نکال دوں گا اور خود مصر کا فرعون بن جاؤں گا اور یہ کہ اس وقت آتوا کی بیٹی کے وارے نیارے ہوں گے وغیرہ وغیرہ۔ آتوا کی بیٹی یہ پیشین گوئی سن کر ایسی حیرت زدہ ہوئی کہ اپنے آپ کو روک نہ سکی اور رات کو جب اپنے شوہر کے ساتھ لیٹی تو یہ عجیب و غریب پیشین گوئی سرگوشیوں میں اسے بھی سنا دی اور اس طرح اپنے شوہر کی' خود اپنی اور اپنے بیٹے یعنی میرے دودھ شریک بھائی کی تباہی کا باعث بنی کیونکہ اس کے شوہر نے یہ کہانی اپنے ایک دوست کو سنائی جو اتفاق سے بطلیموس کا جاسوس تھا اور اس طرح اس پیشین گوئی کی خبر بادشاہ وقت کو ہو گئی تھی۔

بطلیموس بہت گھبرایا' یہ اور بات تھی کہ وہ شراب پی کر بدمست ہو جاتا تو مصر کے دیوتاؤں کو گالیاں دیتا اور ان کا مذاق اڑاتا لیکن وہ ان سے ڈرتا بھی تھا چنانچہ جب اس کا نشہ اترتا تو وہ مندروں میں نذرانے بھیجتا اور راتوں کو نیند میں چیختا چلاتا جیسے کوئی اس کا گلا کاٹے

ڈال رہا ہو' چنانچہ جب اسے معلوم ہوا کہ ابیدس کے کاہن کی بیوی مرنے سے پہلے پاک روح سے بھر گئی تھی اور اس نے اپنے بیٹے کے فرعون بننے کی پیشین گوئی کی تھی تو وہ بے حد خوفزدہ ہوا اور اس نے چند معتبر آدمیوں کو طلب کیا جو نسلاً یونانی تھے اور کسی کو قتل کرتے ڈرتے نہ تھے بطلیموس نے انہیں بلا کر حکم دیا کہ اسی وقت کشتی میں سوار ہو کر نیل کے اس پار جائیں اور ابیدس کے کاہن کے بیٹے کا سر کاٹ کر اس کے حضور پیش کریں۔

لیکن دیوتاؤں کی مرضی یوں ہوئی کہ جس کشتی میں یہ لوگ سوار ہوئے وہ گہرے پانی میں چلنے والی تھی اور اس وقت دریائے نیل طغیانی پر نہ تھا چنانچہ کشتی کیچڑ میں پھنس گئی اور چونکہ شمالی ہوا زوروں سے چل رہی تھی۔ اس لیے الٹنے کے قریب ہو گئی' یہ جگہ جہاں بطلیموس کے آدمیوں کی کشتی پھنسی تھی۔ ابیدس کے قریب تھی۔

بطلیموس کے آدمیوں نے ان لوگوں کو مدد کے لیے پکارا جو کھیتوں میں کام کر رہے تھے کہ وہ اپنی کشتیاں لے آئیں اور بطلیموس کے سپاہیوں کو کنارے تک پہنچا دیں لیکن کسی نے ان کی چیخ و پکار پر کان نہ دھرا کیونکہ مصری یونانیوں سے نفرت کرتے تھے سپاہیوں نے پھر چلا کر کہا کہ وہ بطلیموس کے خاص آدمی ہیں۔ ان کا ایک خاص حکم بجا لانے کے لیے ابیدس جا رہے ہیں۔ اب بھی کوئی ان کی طرف متوجہ نہ ہوا' اس پر ایک خواجہ سرا نے جو ان کے ساتھ تھا اور شراب پیئے ہوئے تھا چلا کر لوگوں کو خبردار کیا کہ بطلیموس کے سپاہی ابیدس کے کاہن کے بیٹے کا سر کاٹنے آئے ہیں اور یہ کہ اگر ان لوگوں نے سپاہیوں کی مدد نہ کی تو ان کا بھی یہی حشر ہوگا لوگوں پر اس دھمکی کا خاطر خواہ اثر ہوا حالانکہ وہ خواجہ سرا کی بات سمجھ نہ سکے تھے اور کشتیاں لے لے کر ان کی مدد کو دوڑ پڑے' اتفاقاً کنارے پر کام کرتے ہوئے لوگوں میں ایک ایسا آدمی بھی تھا جو میرے والد کا رشتہ دار بھی تھا اور میری والدہ کی پیشین گوئی کے وقت ہمارے گھر میں موجود تھا اور اس نے خاموش رہنے کی قسم بھی کھائی تھی' چنانچہ خواجہ سرا کے منہ سے یہ بھیانک الفاظ سن کر وہ چیتے کی سی تیزی سے ابیدس کی طرف بھاگا اور راستہ میں کسی بھی جگہ رکے بغیر اس گھر کے سامنے پہنچ گیا جو ہیکل کے پہلو میں تھا اور جہاں میں پنگھوڑے میں سو رہا تھا۔ اس وقت میرے والد شہر سے باہر اس جگہ گئے ہوئے تھے جہاں فراعنہ اور شہزادی کے مقبرے ہیں۔

اس آدمی نے آتوا کو پورا قصہ سنایا اور وہ دونوں خوف سے ایک دوسرے کی صورت تکنے لگے' وہ حیران تھے کہ کیا کریں اگر انہوں نے مجھے کہیں چھپا بھی دیا تو بادشاہ کے آدمی اس

وقت تک دم نہ لیں گے جب تک کہ مجھے ڈھونڈ نہیں لیتے کوئی بات ان کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی کہ آدمی کی نظر اس بچہ پر پڑی' جو صحن میں کھیل رہا تھا۔

بڑھیا! اس نے پوچھا۔ یہ کس کا بچہ ہے۔

یہ میرا نواسہ...... آتوا نے جواب دیا...... اور شہزادہ ہرماسیس کا دودھ شریک بھائی ہے۔

بس تو ٹھیک ہے' بڑی بی اپنا فرض پورا کرو اور اس نے میرے دودھ شریک بھائی کی طرف اشارہ کیا' میں مقدس دیوتاؤں کے واسطے سے تمہیں حکم دیتا ہوں کہ اپنا فرض پورا کرو۔

آتوا کانپ گئی۔ یہ لڑکا اس کا نواسہ تھا۔ اس کا اپنا خون تھا تاہم اس نے میرے دودھ شریک بھائی کو اٹھایا اور اسے نہلا دھلا کر صاف ستھرے کپڑے پہنائے اور میرے پنگھوڑے میں لٹا دیا اور میرے کپڑے اتار کر میرے بدن میں کیچڑ لگا دیا' تاکہ میرا گورا رنگ نظر نہ آئے' مجھے مٹی میں کھیلنے کے لیے چھوڑ دیا' میں بڑی خوشی سے مٹی میں کھیلنے لگا۔

وہ آدمی جو بطلیموس کے سپاہیوں کے آنے کی خبر لایا تھا۔ ایک کونے میں چھپ گیا اور اس کے تھوڑے ہی دیر بعد بطلیموس کے آدمی جو مجھے قتل کرنے کی غرض سے آئے تھے گھر میں داخل ہوئے۔

بڑی بی' انہوں نے پوچھا' کیا یہی کاہن آمنت مہت کا گھر ہے؟

جی ہاں یہی ہے' آتوا نے جواب دیا۔

پھر اس نے آنے والوں کو بیٹھ جانے کو کہا اور تازہ دودھ اور شہد انہیں پینے کو دیا کیونکہ وہ لوگ مارے پیاس کے بے حال ہو رہے تھے۔ شہد اور دودھ کے دو چار کٹورے چڑھانے کے بعد خواجہ سرا نے آتوا سے پوچھا کہ پنگھوڑے میں جو بچہ سو رہا ہے کیا وہی آمنت مہت کا بیٹا ہے؟

ہاں ہاں یہ انہی کا بیٹا ہے اور کیا نصیب لے کر آیا ہے' آتوا نے جواب دیا۔ اور پھر انہیں بتانے لگی کہ یہ لڑکا بڑا ہو کر فرعون بنے گا۔

اس پر خواجہ سرا نے منہ پھاڑ کر قہقہہ لگایا اور ایک سپاہی خنجر لے کر پنگھوڑے کے قریب پہنچا اور اس نے بلاتوقف میرے دودھ شریک بھائی اور آتوا کے نواسہ کا سر کاٹ لیا اور سپاہیوں نے ہنس کر آتوا سے کہا کہ اپنے کاہن سے کہہ دینا کہ اب ان کا بیٹا بغیر سر کے ہی فرعون بنے گا اور وہ لوگ بین کرتی اور روتی تڑپتی آتوا کو وہیں چھوڑ کر گھر سے باہر نکل آئے'

میں صحن میں بیٹھا کھیل رہا تھا' ایک سپاہی نے میری طرف اشارہ کر کے کہا۔

سچ پوچھو تو مجھے ہرماسیس سے زیادہ اس لڑکے کے چہرے پر شاہی جلال نظر آتا ہے' وہ لوگ چند ثانیوں تک کھڑے سوچتے رہے کہ میرا سر بھی کاٹ لیں لیکن پھر اپنا ارادہ بدل کر آپس میں ہنستے اور مذاق کرتے میرے دودھ شریک بھائی کا سر لیے چلے گئے۔

کچھ دیر بعد جو آتوا کی بیٹی بازار گئی تھی واپس آئی اور اپنے لخت جگر کی بے سر کی لاش کو دیکھ کر رونے لگی اور سینہ کوبی کرنے لگی۔ اس نے اپنے شوہر سے مل کر آتوا کو مار کر مجھے بطلیموس کے حوالے کر دیا ہوتا لیکن اسی وقت میرے والد آ گئے اور انہیں پورا واقعہ آتوا کی زبانی معلوم ہوا' اور انہوں نے اسی رات آتوا کی بیٹی اور اس کے شوہر کو کہیں ایسا غائب کیا کہ آج تک پتہ نہ چلا کہ وہ کہاں گئے اور ان کا کیا بنا۔

لیکن آج میں سوچتا ہوں کہ اس معصوم بچہ کے بجائے بادشاہ کے آدمیوں نے میرا سر کاٹ لیا ہوتا تو بہتر ہوتا۔ میں اس ذلت سے بچ جاتا لیکن دیوتاؤں کی مرضی یہ تھی کہ یوں ہی ہو' سو یوں ہی ہوا۔

اس کے بعد یہ مشہور ہو گیا کہ آمنت مہت نے اپنے بیٹے ہرماسیس کی جگہ جو بادشاہ کے حکم سے قتل کر دیا گیا آتوا کے نواسہ کو اپنا بیٹا بنا لیا ہے لیکن اس کے بعد بادشاہ نے ہمیں نہ ستایا کیونکہ اس کے خیال میں وہ لڑکا جس کے متعلق پیشین گوئی کی گئی تھی قتل کر دیا گیا تھا۔

❀ ❀ ❀

حواشی

(1) شروع میں اسے دریائے نیل کا مظہر مانتے تھے لیکن بعد میں اسے مردوں اور آخرت کا دیوتا تسلیم کر لیا گیا یہ دیوتا پورے مصر میں پوجا جاتا تھا۔ مصری دیومالا میں اس دیوتا کی کہانی سب سے زیادہ عجیب ہے۔ مصری کہتے ہیں کہ ازیرس دیوتا ''سبو'' کا بیٹا تھا اور اس نے اپنی بہن دیوی ایزیس سے شادی کی تھی ازیرس اپنے باپ کو مصر کے تخت پر بٹھا کر پوری دنیا فتح کرنے چلا گیا مگر اس کے ہم زلف ''ست'' نے اسے دغا سے مار ڈالا ایک مدت تک اس کی ہڈیاں بکھری پڑی ہیں پھر دیوی ایزیس نے اس کی ہڈیاں جمع کیں اور ازیرس زندہ ہو کر آسمان پر چلا گیا مصریوں کے عقیدے کے مطابق آخرت میں حساب کرنا اسی کا کام ہے' اور اس کی خوشنودی سے نجات ملتی ہے یہاں ایک اور بات بتا دینا خالی از دلچسپی نہ ہو گا مصری کہتے تھے ایزیس کو

دیوتا ازیرس کے سب اعضا تو مل گئے لیکن اس کا عضو جنسی نہ ملا چنانچہ اس نے ایک چوبی عضو بنا کر ازیرس کے بدن کے دوسرے ٹکڑوں کے ساتھ دفن کردیا۔ قدیم مصری اس دیوتا کے دوبارہ زندہ ہونے کی خوشی میں ایک تیوہار مناتے تھے جس میں عورتیں ازیرس دیوتا کا بت لے کر نکلتی تھیں جس کے چوبی عضو جنسی لگا ہوتا تھا' عورتیں اس دیوتا کی اور خصوصاً اس کے عضو جنسی کی پرستش کرتی تھیں۔ غالباً یہ جنسی اعضا پرستی کی ابتدا تھی۔
(مترجم)

(2) یہ دیوتا صبح کا سورج ہے جس کا سر شکرے کا سا ہوتا ہے' مصری اسے دیوتا ازیرس اور دیوی ایزیس کا بیٹا تسلیم کرتے تھے' اس کا لقب باپ کا بدلہ لینے والا تھا' کیونکہ اس نے ست سے جو خدائے شر تسلیم کیا جاتا تھا اپنے باپ کے قتل کا بدلہ لیا تھا۔

(3) جب دریائے نیل کی طغیانی کا زمانہ آتا ہے تو ابتدا میں دریا کسی قدر بڑھ جاتا ہے اور اس کا رنگ سبز اور پانی گدلا ہوجاتا ہے' اسے ''نیل سبز'' کا زمانہ کہتے ہیں اور یہ زمانہ تین چار دن سے زیادہ نہیں رہتا۔ اس زمانہ میں دریا کا پانی مثانے میں شدید درد پیدا کردیتا ہے حالانکہ باقی تمام دنوں میں لطیف وخوشگوار ہوتا ہے اس کے بعد سے نیل کا پانی زیادہ گدلا ہونے لگتا ہے' آخر دس دن کے بعد نیل احمر کا وقت آجاتا ہے پانی کا رنگ سرخ ہوجاتا ہے جیسے کوئی خونی نہر ہو اس پانی میں مٹی بہت زیادہ ہوتی ہے تاہم وہ پینے میں بے ضرر اور خوشگوار ہوتا ہے۔ (مترجم)

(4) دیوتا ازیرس کا ناجائز لڑکا جو مردوں کا اور عذاب کا دیوتا تھا اس کا بت اس طرح بناتے تھے کہ جسم آدمی کا اور سر گیدڑ کا ہوتا تھا۔

(5) یہ بدی کا دیوتا اور ازیرس کا ہم زلف تھا اسی نے ازیرس کو دغا سے مارا تھا۔

(6) شہر تھیبس میں تین دیوتاؤں کا ایک مجموعہ تھا جسے ثالوث (تین خداؤں کا مل کر ایک خدا بن جانا) کہتے تھے یہ ثالوث شوہر بیوی اور بیٹے کا مجموعہ تھا' شوہر آمن دیوتا بیوی موت اور خنس ان دونوں کا بیٹا تھا۔ مصری دیوتاؤں کے اس مجموعہ کو سب سے زیادہ مقدس اور محترم جانتے تھے۔ (مترجم)

❀ ❀ ❀

دوسرا باب

میرا پہلا کارنامہ

بطلیموس کے سپاہی میرے رضاعی بھائی کا سر زنسلوں کی ٹوکری میں لے کر اسکندریہ پہنچے جو مصر کا دارالسلطنت تھا' اس وقت بادشاہ اپنی کنیزوں کے جھرمٹ میں بیٹھا بنسری بجا رہا تھا' خواجہ سرا نے میرے رضاعی بھائی کا سر بادشاہ کے سامنے رکھ دیا جسے دیکھتے ہی وہ دیوانوں کی طرح ہنسنے اور اپنی چپل میرے رضاعی بھائی کے رخساروں پر مارنے لگا اور پھر اس نے ایک کنیز کو حکم دیا کہ وہ اس کے سر پر پھولوں کا تاج رکھ دے کنیز نے ایسا ہی کیا پھر بادشاہ نے سر کے سامنے سجدہ کر کے پکارا: زندگی' خون' قوت' فرعون فرعون! اور اس طرح بہت دیر تک مذاق اڑاتا رہا لیکن کنیز جو منہ پھٹ تھی بادشاہ کی یہ حرکتیں دیکھ کر پکار اٹھی۔

حضور ٹھیک ہی کہتے ہیں حقیقت میں یہ بچہ آمنتی کا فرعون ہے اور اس کا تخت ہے موت...... کنیز کے یہ الفاظ سن کر بادشاہ بہت خوفزدہ اور ناراض ہوا وہ موت اور اس کے بعد کے عذاب سے بہت ڈرتا تھا۔ اس نے کنیز کو برا بھلا کہا اور پھر محافظوں کو حکم دیا کہ اس گستاخ کنیز کا سر کاٹ لیا جائے تاکہ وہ آمنتی میں اپنے چہیتے فرعون کی خدمت کرنے چلی جائے۔ اسی وقت اس ظالمانہ حکم کی تعمیل کی گئی لیکن اس واقعہ سے بادشاہ کی طبیعت ایسی مکدر ہوئی کہ اس نے دوسری کنیزوں کو رخصت کردیا اور وہ ساری رات نیند میں چیختا چلاتا رہا۔ یہ سب واقعات مجھے بعد میں معلوم ہوئے تھے۔

اور پھر سال گزرتے رہے۔

اور اس عرصہ میں بہت سے واقعات ہوئے جن کا ذکر کرنا میں ضروری نہیں سمجھتا کیونکہ ابھی مجھے بہت کچھ کہنا ہے اور وقت بہت کم ہے اس کے علاوہ واقعات جو میرے بچپن میں ہوئے' مجھے ٹھیک سے یاد بھی نہیں۔

ہاں تو سال گزرتے رہے اور میں بڑا ہوتا گیا اور اب میرے والد کو میری تعلیم کی

فکر ہوئی‘ انہوں نے مجھے مصر اور دیوتاؤں کی تعظیم کے علاوہ فنون حرب بھی سکھائے اور وہ
سارے علوم بھی جو دیوتاؤں کے پسندیدہ تھے اور جو مصری بچوں کو خصوصاً سکھائے جاتے تھے
میں بڑا ہو کر خوبصورت لڑکا نکلا۔ میرے بال کاجل کی طرح کالے تھے۔ آنکھیں پہاڑی جھیل
کی طرح نیلی تھیں۔ میری جلد سنگ مرمر کی طرح بے داغ اور سفید تھی اور میں بہت طاقتور بھی
تھا پورے ابیدس میں ایک نوجوان بھی ایسا نہ تھا جو مجھے پچھاڑ سکے اور کوئی بھی اتنی دور نیزہ نہ
پھینک سکتا تھا جتنی دور میں پھینکتا تھا اور کوئی بھی میری طرح فلاخن نہ چلا سکتا تھا۔

مجھے شیر کے شکار کا بہت شوق تھا لیکن کاہن اعظم آمنت مہت جنہیں میں ابا کہتا تھا
(اس وقت تک مجھے معلوم نہ تھا کہ یہی میرے حقیقی والد ہیں) مجھے اس کی اجازت نہ دیتے
تھے اور کہتے تھے میں محض شیر کا شکار کرنے کے لیے دنیا میں نہیں بھیجا گیا ہوں بلکہ ایک اہم اور
مقدس مقصد کے لیے پیدا کیا گیا ہوں میں ان کا مطلب نہ سمجھ کر ان سے درخواست کرتا کہ وہ
اپنا مطلب واضح کریں۔ اس پر وہ غصہ ہو کر کہتے کہ جب وقت آئے گا تو مطلب خود بخود واضح
ہو جائے گا...... میں ملول رہنے لگا کیونکہ کاہن اعظم مجھے شیر مارنے کی اجازت نہ دیتے تھے اور
ابیدس کا ایک نوجوان جس نے دوسروں کے ساتھ مل کر کبھی ایک شیر مارا تھا اور جو دل ہی دل
میں مجھ سے جلتا تھا میرا مذاق اڑاتا اور مجھ پر آوازے کستا تھا۔

بظاہر تو تم بڑے طاقتور معلوم ہوتے ہو۔ وہ کہتا۔ لیکن اصل میں ہو نرے بزدل اور
ڈرپوک۔ تم کیا شیر مارو گے اس کے لیے فولاد کا دل اور آہن کا کلیجہ چاہیے‘ تم تو میرے بھائی
لومڑیوں اور غزالوں کا ہی شکار کیا کرو۔ بڑے بے ضرر ہوتے ہیں یہ جانور۔

اس وقت میری عمر سترہ سال کی تھی۔

ایک دن میں بازار سے گزر رہا تھا کہ میری مڈبھیڑ اسی نوجوان سے ہو گئی۔ میں نے
کترا کر نکل جانا چاہا لیکن اس نے مجھے دیکھ لیا چنانچہ حسب معمول میرا مذاق اڑانے لگا۔

بھئی سنا ہے نہر کے کنارے نرسلوں کے جنگلوں میں کہیں سے ایک زبردست شیر
آ گیا ہے جو راہ گیروں کو چیر پھاڑ ڈالتا ہے‘ کہو ہر ماسیس چلتے ہو اس شیر کو مارنے۔ لیکن نہیں۔
تم کیا چلو گے‘ تم تو بوڑھی عورتوں میں بیٹھ کر اپنے بالوں میں کنگھی کرواتے رہو‘ شیر مارنا عورتوں
اور بچوں کا نہیں‘ مردوں کا کام ہے۔ اور وہ طنزیہ ہنسی ہنسا۔

اس کی آخری چوٹ نے میرے تن بدن میں آگ لگا دی اور میں غصہ سے کانپنے
لگا اور میرا غصہ اس انتہا کو پہنچا کہ مجھے اپنے والد آمنت مہت کا بھی خوف نہ رہا اور میں نے

جواب دیا۔

میں تمہارے ساتھ چلنے کو تیار ہوں لیکن شرط یہ ہے کہ ہم دونوں ہی وہاں جائیں
پھر معلوم ہو جائے گا کہ کون بہادر ہے اور کون بزدل۔

اب تو اس شیخی خور کے حواس جاتے رہے۔ آج تک کبھی کوئی تنہا شیر مارنے نہ گیا
تھا بلکہ پندرہ بیس آدمی مل کر شیر کے شکار کو جاتے تھے۔ اب میرے ہنسنے کی باری تھی۔ میں
نے خوب خوب اس نوجوان کا مذاق اڑایا یہاں تک کہ اسے جوش آ گیا وہ دوڑ کر گیا اور تیر کمان
اور شکاری چاقو لے آیا۔ میں بھی اپنا نیزہ لے آیا جس کا دستہ دیودار کی لکڑی کا تھا اور اس کا
پھل بھی عام نیزوں سے لمبا اور چوڑا تھا۔

اور ہم دونوں اس طرف چلے جس طرف کہ شیر کا مسکن بتایا جاتا تھا‘ پورے راستے
میں ہم نے آپس میں کوئی بات نہ کی کیونکہ ہم دونوں ہی اپنے اپنے خیالات میں گم تھے‘ سورج
غروب ہونے کے قریب تھا کہ ہم نرسلوں کے جنگل کے سامنے پہنچ گئے اور وہاں نہر کے
کنارے کی کیچڑ میں ہم نے شیر کے زبردست پنجوں کے نشانات دیکھے جو نرسلوں کے جنگلوں
میں جا کر غائب ہو گئے تھے۔

دوست۔ میں نے کہا۔ دیکھیں اس جنگل میں پہلے کون داخل ہونے کی ہمت کرتا
ہے تم یا میں؟

اور اس کے جواب کا انتظار کیے بغیر ہی میں جنگل کی طرف بڑھا۔

نہیں نہیں‘ ایسی حماقت مت کرو۔ بہت زبردست شیر ہے اور وہ بے خبری میں تم پر
حملہ کر کے تمہارے چیتھڑے اڑا دے گا۔ میں جنگل میں تیر مارتا ہوں‘ یہیں کہیں شیر سو رہا ہو گا‘
بہت ممکن ہے وہ بھاگ کر باہر نکل آئے۔

اور اس نے تیر کمان جوڑ کر چڑھایا اور انکل پچو تیر چھوڑ دیا تیر ہوا کو چیرتا ہوا‘ سوں
سے نرسلوں کے جنگل میں گھس گیا۔

میں کہہ چکا ہوں‘ میرے ساتھی نے انکل پچو تیر چلایا تھا لیکن اتفاق ایسا ہوا کہ وہ
جنگل میں سوئے ہوئے شیر کے لگا‘ ایک زبردست گرج نے کانوں کے پردے پھاڑ دیئے اور
دوسرے ہی لمحے شیر تڑپ کر بجلی کی طرح باہر نکل آیا۔ ہمارے سامنے تھا غصہ میں بھرا ہوا اور
خونخوار‘ میرے ساتھی کا تیر اس کی ران میں پیوست تھا۔ شیر غصے اور تکلیف سے گرجا اور
ہمارے پیروں تلے زمین کانپ گئی۔

جلدی سے تیر جوڑو۔ میں چلایا اور اس سے پہلے کہ یہ ہم پر حملہ کرے۔ تیر اس کی پیشانی میں پیوست کردو۔

لیکن میرے ڈینگ باز دوست کے اوسان خطا ہوگئے تھے وہ پتے کی طرح کانپ رہا تھا اس کا منہ ڈھیلا ہوکر کھل گیا تھا آنکھیں خوف سے پھیل گئی تھیں اور کمان اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر جا پڑی تھی۔ خوف کی ایک چیخ کے ساتھ میرا ساتھی شیر کے سامنے سے بھاگ کر میرے پیچھے چھپ گیا اور اب وہ خونخوار شیر میرے سامنے کھڑا تھا' میرے پیر زمین میں گڑ سے گئے تھے اور میری موت سامنے کھڑی غرا رہی تھی۔ شیر سکڑ کر بیٹھ گیا اور پھر اس نے چھلانگ لگائی' وہ میری طرف آیا اور میں سمجھا کہ میرا آخری وقت آ گیا' لیکن شیر اپنے زور میں میرے اور میرے ساتھی کے اوپر سے گزر کر ہمارے پیچھے چند قدم دور گرا' لیکن اس نے فوراً پلٹ کر میرے ساتھی پر حملہ کردیا۔ اس نے غرا کر اپنا زبردست پنجہ اٹھایا اور میرے ساتھی کے سر پر ایک ایسا تھپڑ رسید کیا کہ اس کی کھوپڑی مرغی کے انڈے کی طرح ٹوٹ گئی میرا ساتھی اف تک کیے بغیر مردہ ہوکر گرا اور اب میں شیر کے سامنے اکیلا کھڑا تھا' وہ میرے سامنے کھڑا دم ہلا کر غرا رہا تھا۔ دفعتاً خوف نے مجھے دیوانہ کردیا اور یہ سمجھے بغیر کہ میں کتنا خطرناک کام کر رہا ہوں۔ میں نے اپنا نیزہ بلند کیا اور شیر کی طرف دوڑا۔ جب میں اس کے قریب پہنچا تو وہ اپنی پچھلی ٹانگوں پر کھڑا ہوگیا اس نے اپنا خونی پنجہ میری طرف چلایا لیکن میں نے اسی وقت ذرا جھک کر اپنا نیزہ اس کے حلق میں اتار دیا' تکلیف سے گرج کر وہ پیچھے ہٹا اور اس کا پنجہ میرے سر پر پڑنے کے بجائے میرے سینے پر پڑا' اس کے ناخنوں نے میرے سینے کی تھوڑی سی کھال ادھیڑ لی۔ شیر تڑپ کر گرا میرا نیزہ اس کے حلق میں پیوست تھا وہ تڑپ رہا تھا' غرا رہا تھا' طوفانی بادل کی طرح دھاڑ رہا تھا اور ہوا میں چھلانگیں لگا کر اگلے پنجوں سے نیزے کی ہتھی کو مروڑ رہا تھا اور اسی طرح اس نے تین دفعہ چھلانگیں لگائیں' بھیانک اور خون منجمد کردینے والا نظارہ تھا' وہ غرا رہا تھا گرج رہا تھا اور تڑپ رہا تھا' آخرکار اس کی تکلیفوں کا خاتمہ ہوگیا وہ ڈکرا کر گرا اور بے حس و حرکت ہوگیا' وہ مر چکا تھا اور میں اس کے بے جان جسم کے سامنے کھڑا کانپ رہا تھا' شیر مر چکا تھا لیکن میرے دل سے خوف دور نہ ہوا۔ شیر کے قریب ہی اس نوجوان کی لاش پڑی تھی جو میرا مذاق اڑایا کرتا تھا' اس کی کھوپڑی پھٹ گئی تھی اور اس کا خون کیچڑ میں مل کر جم گیا تھا غرور اور بڑائی کا انجام برا ہی ہوتا ہے۔

عین اسی وقت ایک عورت کہیں سے بھاگتی ہوئی میرے قریب آئی۔ یہ بوڑھی انا

آتوا تھی جس نے میری جان بچانے کے لیے اپنے نواسہ کی قربانی دے دی تھی لیکن اس وقت تک میں اس واقعہ سے بے خبر تھا' آتوا نہر کے کنارے جڑی بوٹیاں کھودنے آئی تھی جن کا اسے بے حد شوق تھا اور وہ ان کے اثر سے بھی واقف تھی۔ اسے معلوم نہ تھا کہ قریب ہی نرسلوں کے جنگل میں ایک شیر رہتا ہے اور حقیقت بھی ہے کہ شیر کھیتوں کے قریب اور نرسلوں کے جنگل میں نہیں بلکہ صحرا اور لیبیا کے پہاڑیوں میں پائے جاتے ہیں۔ دیوتا جانیں یہ ایک شیر یہاں کہاں سے آ گیا تھا۔ آتوا نے دور سے میری بہادری کا تماشہ دیکھا تھا' وہ میرے قریب آکر اور مجھے پہچان کر چلا اٹھی۔

ارے ہرماسیس تم۔

وہ فوراً ہی میرے سامنے سجدہ ریز ہوگئی اور مجھے عجیب عجیب خطابات سے نوازنے لگی۔

بہادروں کے بہادر' شاہوں کے شاہ' مصر کے ہونے والے فرعون' اور دیوتاؤں کے چہیتے' سلامتی ہو تجھ پر۔ اس نے کہا......

میں سمجھا کہ بڑھیا تو سٹھیا گئی ہے یا خوف سے اس کے حواس جاتے رہے ہیں۔

آتوا شیر مار کر میں نے کون سا زبردست کام کیا ہے' میں نے کہا' مجھ سے پہلے بھی بہت سے لوگوں نے شیر مارے ہیں کیا خدائے مصر آمن حوتپ[1] نے سو شیر نہیں مارے تھے؟ فرعون کو جانے دو۔ عام کاشتکاروں نے شیر مارے ہیں پھر میں نے کون سا ایسا بڑا کام کیا ہے کہ تم میرے سامنے سجدے کر رہی ہو؟

لیکن اب میرا خوف دور ہو رہا تھا اور میں محسوس کر رہا تھا کہ تنہا اپنے ہاتھ سے شیر مار کر میں نے واقعی بڑا کام کیا ہے تاہم اتنا بڑا بھی نہ تھا کہ آتوا میرے سامنے سجدہ کرے اور مجھے شاہی ناموں سے مخاطب کرے' میں اس کی یہ حرکتیں سمجھنے سے قاصر تھا' اور آتوا نہایت جوش کے عالم میں بولے چلی جا رہی تھی: شہزادے تمہاری ماں کی یہ پیشین گوئی غلط نہ تھی...... اس نے کہا...... واقعی ان میں دیوی تفتیس[2] کی پاک روح حلول کرگئی تھی۔ ہرماسیس' مصر کے ہونے والے فرعون' دیکھو اس نیک شگون کو دیکھو' یہ شیر روم کا بادشاہ ہے اور یہ نوجوان جس کی کھوپڑی شیر نے پھاڑی ہے' بطلیموس ہے' تم مقدس فوج کے ساتھ رومیوں کے مقابلہ کو جاؤ گے' لیکن بزدل مقدونی پشت پھیر کر بھاگ کھڑے ہوں گے اور رومی شیر انہیں ختم کردے گا اور پھر خود تم اس رومی شیر کا خاتمہ کردو گے اور اس طرح ملک مصر آزاد ہوگا' لیکن اے دیوتاؤں کے چہیتے' اور اے مصر کے نجات دہندہ' خبردار گناہوں سے دور رہنا' اے مصر کی امیدوں کے

سہارے! اس بڑھیا کی بات یاد رکھنا' خوبصورت اور نیلی آنکھوں والی عورتوں کے قریب تک نہ پھٹکنا' عورت بڑی ہی پرفتن اور ساحرہ ہوتی ہے جو تمہیں تباہی و بربادی کے گڑھے میں دھکیل سکتی ہے۔ میں ایک بیوقوف بڑھیا ہوں اور اپنے دل پر ایسا زخم لیے پھرتی ہوں جو کبھی مندمل نہ ہوگا میں نے گناہ کیا تھا میں نے وہ بات ظاہر کردی تھی جس کو اپنے سینے میں دفن کرنے کی قسم کھائی تھی' لیکن حماقت سے میں نے اپنی وہ قسم توڑ دی۔ میں نے وہ راز افشا کردیا اور اس کا نتیجہ جانتے ہو کیا ہوا؟ مجھے اپنے نواسے کو قربان کردینا پڑا۔ ہاں ہرماسیس' اس گناہ کے کفارے کے طور پر میں نے اپنے نواسہ کا سر دے دیا تاکہ تم زندہ رہو اور مصر کو غیروں کی غلامی سے آزاد کردو' ہاں ہرماسیس میں نے تمہاری خاطر اپنے نواسے کو قربان کردیا۔ میں ایک بیوقوف عورت ہوں' تاہم اپنے ملک کی رسومات اور دیوتاؤں کے احکامات سے بخوبی واقف ہوں' کیونکہ دیوتاؤں کے نزدیک نہ کوئی بڑا ہے اور نہ کوئی چھوٹا' نہ کوئی عقلمند ہے اور نہ کوئی بیوقوف۔ ان کے نزدیک سب برابر ہیں' وہ جسے چاہتے ہیں نوازتے ہیں چنانچہ گزشتہ رات دیوی ایزیس میرے خواب میں آئی تھیں اور انہوں نے مجھ سے کہا تھا کہ میں نرسلوں کے جنگل کے قریب ہی جڑی بوٹیاں لینے جاؤں اور جو کچھ دیکھوں۔ اس سے تمہیں آگاہ کروں چنانچہ میں یہاں آئی اور میں نے تمہیں اس نیک شگون سے آگاہ کردیا' دیکھو ہرماسیس میں نے اپنا فرض ادا کردیا۔ یہاں آؤ۔

اور وہ مجھے نہر کے کنارے لے گئی۔

شہزادے پانی میں اپنا عکس دیکھو' دیکھو اس سر پر مصر کی بادشاہی کا تاج رکھا جائے گا اور دیکھو تمہاری آنکھوں سے شاہی جلال عیاں ہے۔ دیکھو اور قسم کھا کر کہو کہ دیوتا فتاح[3] نے تمہارا جسم ایسا نہیں بنایا کہ اس پر شاہی لباس زیب دے؟ یقیناً تم دیوتاؤں کے پیارے اور مصر کے نجات دہندہ ہو۔

ارے' دفعتاً وہ چونک کر بدلی ہوئی آواز میں بولی۔ میں بھی عجیب احمق ہوں۔ یہ تو میں بھول ہی گئی کہ تم زخمی ہو۔ شیر کے ناخن زہریلے ہوتے ہیں اور اگر اس کے لگائے ہوئے زخم کی فوراً خبرگیری نہ کی جائے تو زہر پورے بدن میں پھیل جاتا ہے اور پھر وہ دیوانہ ہوکر رات دن شیروں اور سانپوں کے خواب دیکھا کرتا ہے۔ یہاں تک کہ بے چارہ مر جاتا ہے' گھبراؤ نہیں میں یہ زخم اچھا کروں گی ہرچند کہ کم عقل ہوں لیکن بہت سے علاج جانتی ہوں' بات یہ ہے کہ بعض دفعہ بیوقوف آدمی عقلمندی کے اور عقلمند آدمی بیوقوفی کے کام کرگزرتے ہیں۔ حماقت اور عقلمندی کی سرحدیں آپس میں یوں ملی ہوئی ہیں کہ خود فرعون بھی نہیں کہہ سکتا کہ

عقلمندی کی حد کہاں ختم ہوئی اور بیوقوفی کی کہاں سے شروع ہوئی...... افوہ میں دن بدن زیادہ سے زیادہ باتونی ہوتی جارہی ہوں' دیوانی جو ٹھہری۔ تاہم دیوانہ اپنے کام میں بہت ہوشیار ہوتا ہے' اب یہ کھڑے کھڑے میری صورت کیا تک رہے ہو' لاؤ یہ پتیاں تمہارے زخم پر رکھ دوں اور تمہارا زخم تین ہی دن میں بھر جائے گا' پتیاں رکھنے سے ذرا جلن تو ہوگی لیکن دیوتا ازیریس کی قسم تمہارا زخم یوں مندمل ہوجائے گا کہ خود تم نہ بتا سکو گے کہ کہاں زخم آیا تھا' جلد کا رنگ دودھ کی طرح صاف نکل آئے گا' اس عرصہ میں آس پاس سے بہت سے لوگ آکر جمع ہوگئے تھے اور خاموش کھڑے آتوا کی باتیں سن رہے تھے۔ میں نے ان لوگوں کو جمع ہوتے نہ دیکھا تھا اور شاید آتوا نے بھی نہ دیکھا تھا وہ تو دنیا اور مافیہا سے بے خبر ایک جوش کے عالم میں میرے فرعون ہونے کی پیشین گوئی کرتی چلی گئی تھی۔

دیکھا لوگو' وہ مجمع سے مخاطب ہوئی' بات یہ ہے میں اس نوجوان پر سحر کررہی تھی تاکہ وہ یہ پتیاں اپنے زخم پر رکھ لے اور ان کا اثر بھی جلد ہو۔ آہاہا' دنیا میں سحر سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں۔ تم اس کے ذریعہ جس سے جو چاہو منوا لو' اگر تم مجھے جھوٹی اور مکار سمجھ رہے ہو' اگر تم میرا سحر دیکھنا چاہتے ہو' تو اپنی بانجھ بیویوں کو میرے پاس بھیج دینا۔ میں ان کو کھجور کے درخت کی طرح شاداب بنادوں گی اور وہ بچے جنتے جنتے تھک جائیں گی۔

آتوا کی بے سروپا باتیں سن سن کر میں چکرا گیا اور سوچنے لگا کہ میں خواب دیکھ رہا ہوں یا پھر میرا دماغ چل گیا ہے۔ میں نے گھبرا کر اپنے گرد کھڑے ہوئے لوگوں کو دیکھا اور ان لوگوں میں مجھے ایک کھچڑی بالوں والا آدمی نظر آیا جو بعد میں مجھے معلوم ہوا' بطلیموس کا جاسوس اور وہی آدمی تھا جس نے میری والدہ کی پیشین گوئی کی خبر بادشاہ کو دی تھی' آتوا نے بھی اسے پہچان لیا تھا اور اسی لیے وہ ایسی بے سروپا باتیں کررہی تھی۔

عجیب سحر ہے تیرا اے بڑھیا اور عجیب باتیں ہیں تیری۔ جاسوس نے کہا۔ تو نے کچھ یوں کہا تھا کہ...... بلکہ ایک فرعون کا ذکر کیا تھا جسے دیوتا فتاح نے اسی لیے پیدا کیا ہے کہ وہ مصر بالا اور مصر زیریں کا تاج اپنے سر پر رکھے۔

ہاں ہاں کہا تھا۔ اور اے بیوقوف وہ بھی دراصل ایک طرح کا جادو تھا۔ احمق آدمی! فرعون بطلیموس کے نام سے بڑھ کر کوئی دوسرا جادو ہے جو کسی بھی آدمی کو دہلا دے اور اسے ہر بات ماننے پر مجبور کردے۔

اور اس کے بعد آتوا نے کچھ ایسی الٹی سیدھی باتیں کہیں کہ میں بمشکل اپنی ہنسی

روک سکا۔ بہرحال جاسوس آتوا کی باتوں میں آ کر دھوکا کھا گیا۔

بہت چلتی ہے تمہاری زبان۔ جاسوس بڑبڑایا۔ تاہم تم بہت سی باتیں جانتی ہو اور حقیقت میں دیوانی نہیں ہو۔ پھر اس نے اونچی آواز میں کہا' بہرحال یہ نوجوان صحیح معنوں میں بہادر ہے...... دوستو تم میں سے چار آدمی اس بہادر نوجوان کے دوست کی لاش کو ابیدس میں پہنچا دیں اور کچھ آدمی شیر کی کھال اتارنے میں میری مدد کریں پھر مجھ سے مخاطب ہو کر بولا: نوجوان یہ کھال تمہارے گھر بھجوا دی جائے گی' لیکن اس سے یہ نہ سمجھ بیٹھنا کہ تم اس کے مستحق ہو' اس طرح تن تنہا شیر پر حملہ کرنا حماقت ہے اور ہر احمق کو اپنی حماقت کا خمیازہ بھگتنا ہی پڑتا ہے۔ نوجوان! کسی طاقتور پر اس وقت تک حملہ نہ کرنا چاہیے جب تک خود اس سے زیادہ طاقتور نہ ہو جاؤ۔ اس بڑھیا نے تمہارے متعلق عجیب عجیب باتیں کہی ہیں حالانکہ بظاہر یہ دیوانی نہیں معلوم ہوتی۔

اب رہا میں تو مجھے آتوا کی باتوں نے ایک سوچ میں ڈال دیا تھا اور میں خیالات میں غلطاں و پیچاں اپنے گھر کی طرف چلا جا رہا تھا۔

❀ ❀ ❀

حواشی

(1) غالباً مصنف کی مراد آمن حوتپ سوم سے ہے جو مصر کا زبردست فرعون تھا۔ اس فرعون کے زمانے میں بیرونی فتوحات کا سلسلہ ختم ہو چکا تھا چنانچہ ملک میں امن و امان تھا' اور مصر کا خزانہ بھرا تھا کیونکہ یہ فرعون انتظامی اور جنگی فکروں سے آزاد تھا اس لیے اس کے زمانے میں علم فن کو بہت زیادہ ترقی ہوئی اس کے اور اس کے بیٹے کے زمانے کی بہت سی دستاویزیں دستیاب ہوئی ہیں ان کا ترجمہ بھی ہو چکا ہو۔

(2) یہ دیوتا ازیرس اور دیوی ایزیس کی بہن اور خدائے شر "ست" کی بیوی تھی مصری دیومالا میں ہے کہ ایک دفعہ ازیرس دھوکہ میں اسے اپنی بیوی سمجھ بیٹھا اس غلطی کا نتیجہ یہ ہوا کہ تفتیس کو حمل رہ گیا اور اس کے بطن سے ازیرس کا ناجائز بیٹا آنوبس پیدا ہوا' تو مصریوں کے اعتقاد کے موافق مردوں کا دیوتا تھا۔ (مترجم)

(3) یہ مصر کا بہت پرانا دیوتا ہے مصریوں کا عقیدہ تھا کہ سب دیوتا اسی فتاح کی آنکھ سے اور انسان اس کے منہ سے پیدا ہوئے ہیں' اس کی تصویر اس طرح بناتے تھے کہ ہاتھ میں مٹی کے پتلے ڈھال رہا ہے جبکہ اس کے دوسرے ہاتھ میں عصا ہوتا ہے جسے مصری زندگی قوت اور دوام کا نشان مانتے تھے۔ (مترجم)

❀ ❀ ❀

تیسرا باب

نشان

میں ڈر رہا تھا کہ کاہن اعظم مجھے ضرور ڈانٹیں گے۔ جب وہ غصہ ہوتے ہیں تو بہت خوفناک ہو جاتے تھے۔ تاہم مجھے مناسب معلوم ہوا کہ اسی وقت ان کے پاس جا کر اپنی اس نافرمانی کی معافی مانگ لوں اور اس کی سزا بخوشی قبول کرلوں جو وہ میرے لیے تجویز کریں چنانچہ اپنے ہاتھ میں خون آلود نیزہ اور سینے پر زخم لیے میں باب ہیکل میں سے گزر کر اس حجرے کی طرف چلا جس میں آمنت مہت رہتے تھے' خاصا فراخ حجرہ تھا وہ' جس کی دیواروں پر مقدس دیوتاؤں کی تصویریں بنی ہوئی تھیں چھت میں چھوٹے چھوٹے' روشندان تھے جس سے دن کا اجالا آتا تھا اور رات کو شمعدانوں میں موم بتیاں روشن کردی جاتی تھیں۔

حجرے کے دروازے پر پڑا ہوا پردہ ہٹا کر میں اندر داخل ہوا' حجرے کے بیچ میں کاہن اعظم بت کی طرح ساکت بیٹھے تھے اور ایک موم بتی جل رہی تھی۔ ان کے سامنے پرانی دستاویزیں پڑی تھیں لیکن وہ انہیں پڑھ نہ رہے تھے بلکہ غالباً اونگھ رہے تھے' ان کی گردن جھکی ہوئی تھی اور ان کی سفید داڑھی ان کے سینے پر پھیل گئی تھی۔ موم بتی کی لرزاں روشنی کاہن اعظم کی انگلی میں پھنسی ہوئی انگوٹھی' جس پر کچھ پراسرار نقش کندہ تھے اور دستاویزوں کے پلندے پر پڑ رہی تھی' اور اس ہلکی روشنی میں بھی ان کا منڈا ہوا سر شترمرغ کے انڈے کی طرح چمک رہا تھا' ان کا عصا پیروں کے پاس تھا' میں نے کاہن اعظم کی سفید بھوؤں اور حلقوں میں دھنسی ہوئی آنکھوں کی طرف دیکھا اور کانپ گیا۔ ان کے چہرے سے ایسا جلال اور ان کے پورے وجود سے ایک ایسی عظمت نمایاں تھی کہ وہ اس وقت ایک دیوتا معلوم ہو رہے تھے' ان کی عمر دیوتاؤں سے ہمکلام ہوتے گزری تھی اور وہ ان اسرار سے واقف تھے جنہیں کوئی جانتا تک نہ تھا۔ جدید اور قدیم علوم' اس ایک ذات میں جمع تھے۔

میں خاموش کھڑا ان کی طرف دیکھ دیکھ کر کانپ رہا تھا کہ انہوں نے اپنی سیاہ اور

روح تک کو چھید جانے والی آنکھیں کھولیں' انہوں نے نہ سر اٹھایا اور نہ میری طرف دیکھا تاہم کسی پراسرار قوت نے انہیں میری موجودگی سے باخبر کر دیا۔

ہرماسیس' انہوں نے کہا' میرے منع کرنے کے باوجود تم شیر کو مارنے چلے ہی گئے۔

آپ کو کیسے معلوم ہوا؟ میں نے حیرت سے پوچھا۔

میرے بچے! میں ہر وہ بات معلوم کر سکتا ہوں جو کوئی معلوم نہیں کر سکتا' میں مستقبل کو کھلی کتاب کی طرح پڑھ لیتا ہوں' ہرماسیس' جب شیر تمہارے ساتھی پر جھپٹا تھا تو میری روح تمہاری حفاظت کر رہی تھی اور جب تم نے شیر پر حملہ کیا تو وہ میری روح ہی تھی جس نے تمہارے نیزے کی انی ٹھیک اس کے حلق میں اتاری تھی۔ میرے بچے اگر میری روح تمہارے ساتھ نہ ہوتی تو تمہارا بھی وہی انجام ہوتا جو تمہارے ساتھی کا ہوا' لیکن میں پوچھتا ہوں کہ تم وہاں گئے ہی کیوں؟

وہ نوجوان جس کی کھوپڑی شیر نے توڑ دی' ہر وقت میرا مذاق اڑایا کرتا تھا۔ آج اس نے پھر مجھے للکارا اور میں جوش و غصہ سے بے قابو ہو کر اس کے ساتھ چلا گیا۔ یہ میں جانتا ہوں میرے بچے' میں جانتا ہوں' اور چونکہ تم نے جوانی کے جوش میں یہ حرکت کی تھی۔ اس لیے میں تمہیں معاف کرتا ہوں اور اب میری بات غور سے سنو' ہرماسیس وہ نوجوان مغرور تمہاری آزمائش کے لیے بھیجا گیا تھا۔ دیوتا تمہارے ضبط و تحمل کا امتحان لینا چاہتے تھے لیکن افسوس کہ تم اس امتحان میں پورے نہ اترے۔ اگر تم پورے اترے ہوتے تو آج اور اسی وقت تمہارے سپرد وہ کام کر دیا جاتا جس کے لیے دیوتاؤں نے تمہیں منتخب کر لیا ہے لیکن افسوس کہ تم جذبات کی رو میں بہہ گئے اور اب وہ کام ایک غیر معینہ مدت کے لیے ملتوی کر دیا گیا۔

میں سمجھا نہیں۔ میں نے کہا۔

اچھا یہ بتاؤ آتوا نے نہر کے کنارے تم سے کیا کہا تھا۔

اور میں نے آتوا کی وہ باتیں بیان کر دیں جنہیں میں سمجھ نہ سکا تھا۔

اور کیا تمہیں اس کی باتوں کا یقین ہے؟ آمنت مہت نے پوچھا۔

نہیں تو' میں ایسی احمقانہ باتوں پر کیسے یقین کر سکتا ہوں۔ سب ہی جانتے ہیں کہ آتوا کا دماغ چل گیا تھا۔

اور اب کاہن اعظم آمنت مہت نے گردن اٹھا کر پہلی بار میری طرف دیکھا۔

میرے بچے تم غلطی پر ہو' انہوں نے کہا' آتوا کی ایک ایک بات سچ ہے' یہ عورت

پاگل نہیں بلکہ ایک زبردست کاہنہ ہے اور اب سنو کہ مصر کے دیوتاؤں نے تمہیں کس کام کے لیے منتخب کیا ہے' سنو ہرماسیس میں نے تمہیں اپنا بیٹا نہیں بنایا ہے' بلکہ حقیقت میں تم میرے ہی بیٹے ہو' اسی عورت آتوا نے جسے تم پاگل کہتے ہو' اپنے نواسے کو تم پر سے قربان کر دیا' آج میں یہ راز ظاہر کر رہا ہوں کہ تم میری ہی اولاد ہو۔ لیکن ہرماسیس' تم کچھ اور بھی ہو۔ تمہاری رگوں میں قدیم فراعنہ کا پاک خون گردش کر رہا ہے۔ پورے مصر میں صرف تم اور میں دو ہی آدمی ایسے ہیں جن کا سلسلہ نسب مصر کے اُس فرعون تختنف[1] سے جاملتا ہے جسے شاہ فارس کمبی سس[2] نے مصر فتح کرنے کے بعد یہاں سے نکال دیا تھا' تم اس آخری فرعون کی براہ راست اولاد ہو' مجوسی آئے اور چلے گئے اس کے بعد مقدونی آئے اور اب تقریباً تین سو سال سے سرزمین فراعنہ کا تاج مقدونیوں کے ناپاک سر پر ہے جو دیوتاؤں کی اس مقدس سرزمین کو غلامی کے شکنجے میں جکڑے ہوئے ہیں۔ سنو ہرماسیس' بطلیموس رولے طیس جس کے عہد حکومت میں تم پیدا ہوئے تھے اور جو اپنے خیال میں تمہیں قتل کر چکا تھا دو ہفتے ہوئے کہ مر چکا ہے اور اس کے اسی خواجہ سرا پوتھیس نے جو تمہارا سر لینے آیا تھا' مرحوم بادشاہ کے نوجوان لڑکے کو تخت پر بٹھا دیا ہے اور اس نوجوان بطلیموس کی بہن قلوپطرہ شام کے ریگستانوں کی طرف بھاگ گئی ہے اور اگر یہ صحیح ہے تو وہ بہت جلد لشکر فراہم کر کے اپنے بھائی کے مقابلہ میں آجائے گی' کیونکہ مرحوم بادشاہ کی وصیت کے رو سے وہ اپنے بھائی کی حکومت میں برابر کی شریک ہے' اور یہ بھی یاد رکھو کہ میرے بچے! رومی گدھوں کی طرح چونچیں تیز کیے منتظر بیٹھے ہیں کہ موقع ملتے ہی مصر پر ٹوٹ پڑیں اور یہ بھی سن لو کہ مصری غیروں کی غلامی کا جوا اٹھاتے اٹھاتے تھک گئے ہیں وہ غصہ اور تکلیف سے کراہ رہے ہیں وہ اس زنجیر کو توڑ ڈالنا چاہتے ہیں جس کا ایک سرا مقدونیوں اور دوسرا رومیوں کے ہاتھ میں ہے۔

کئی صدیوں سے مصریوں پر ظلم ہو رہا ہے' مصر کے دیوتاؤں کی بے حرمتی کی جارہی ہے۔ ہیکلوں کو نجس کیا جارہا ہے اور مصر کی مقدس زمین غیروں کے ناپاک قدموں تلے کانپ رہی ہے۔ مصر کے لوگ صدیوں سے نجات دہندہ کے منتظر ہیں' جو مصر کو غیروں کے پنجوں سے چھڑائے گا' اور ہرماسیس وہ مبارک وقت آگیا ہے۔ مصر کی آزادی کا وقت آگیا ہے اور اس کام کے لیے دیوتاؤں نے تمہیں منتخب کیا ہے۔ ہرماسیس تم ہی وہ آدمی ہو جس کا انتظار پورا مصر کئی صدیوں سے کر رہا ہے۔ میرے بیٹے تم ہی وہ نجات دہندہ ہو' ہرماسیس تمہیں مصر کو آزادی دلانی ہے' لیکن ابھی وہ وقت ذرا دور ہے' تم ابھی نازک پودے کی طرح ہو' اور فی

الحال اس طوفانی بوجھ کو برداشت نہ کرسکو گے' دیوتاؤں نے آج تمہارا امتحان لیا' اور تم ناکام رہے' چنانچہ مصر کی نجات کا وقت ذرا پیچھے ہٹ گیا ہے۔

ہرماسیس اپنے اس بوڑھے باپ کی باتیں غور سے سنو' بیٹے! جو آدمی اپنے آپ کو دیوتاؤں کی خدمت کے لیے وقف کردیتا ہے' اسے چاہیے کہ سب سے پہلے اپنے آپ کو ساری انسانی کمزوریوں سے پاک کرے' وہ جذبات کی رو میں نہ بہہ جائے' کسی کے آوازے کسنے پر غصہ نہ ہو اور نہ نفسانی خواہشات کو ہی اپنے دل میں جگہ دے' دیوتا فتاح نے تمہیں جس کام کے لیے بنایا ہے۔ وہ بے حد عظیم کام ہے' تمہاری راہ میں کئی خطرات ہیں' عورت' غصہ اور ہوائے نفس سے تمہیں پرہیز کرنا ہے۔ یہی وہ بلائیں ہیں جو تمہاری راہ میں حائل ہوں گی' میرے بچے تمہارا مقصد بلند ہے' بہت بلند' مصر کی قسمت تمہارے ہاتھوں میں ہے اس لیے سن لو اگر تم اپنا فرض فراموش کرگئے' تو میری' پورے مصر کی اور دیوتاؤں کی بددعائیں تمہیں تباہ و برباد کردیں گی' ہرماسیس تم وہ تلوار ہو جو مصر کی قسمت بدل دے گی لیکن لعنت ہے اس تلوار پر جو عین میدان جنگ میں ٹوٹ جائے' پھر وہ تلوار تلوار نہیں رہتی' بلکہ فولاد کا ایک بے کار و بے مصرف ٹکڑا ہو کر رہ جاتی ہے' اسے کوڑے کے ڈھیر پر پھینک دیا جاتا ہے' چنانچہ اسے زنگ آہستہ آہستہ چاٹ لیتا ہے' لہٰذا میرے بیٹے اپنا دل مضبوط اور پاک رکھو اور اپنا مقصد بلند رکھو تم عام آدمی نہیں ہو' تم فراعنہ کی اولاد ہو' اپنا فرض پورا کرکے دیوتاؤں کی خوشنودی عظمت اور شہرت دوام حاصل کرو' دنیا میں بھی سربلند رہو' اور آمنتی میں' بھی' لیکن اگر تم اپنا فرض بھول گئے تو یاد رکھو ملعون ہو جاؤ گے۔

میرے والد خاموش ہو گئے۔

لیکن یہ باتیں تو تم بعد میں بھی سیکھ لو گے۔ انہوں نے کچھ دیر بعد کہا...... فی الحال تمہیں دوسری اہم باتیں سیکھنی ہیں' کل میں تمہیں چند خطوط دوں گا۔ تم انہیں لے کر دریائے نیل میں سفر کرتے ہوئے شہر سفید ممفس سے گزر کر انوال را جاؤ گے اور وہیں تمہیں چند سال گزارنے ہوں گے' اسی جگہ جہاں اہرام میں تم بہت سی باتیں سیکھو گے' ابھی تمہیں بہت کچھ سیکھنا ہے اور میں یہاں تمہارا منتظر رہوں گا' کیوں ابھی میرا آخری وقت بہت دور ہے۔ میں اپنی آنکھوں سے تمہیں موت کا وہ جالا بنتے دیکھوں گا جس میں آخر کار مقدونیہ کی زہریلی بھڑ پھنس جائے گی۔

ہرماسیس' میرے بیٹے آگے آؤ تاکہ میں تمہاری پیشانی چوم لوں تم ہی میرا اور

پورے مصر کی امیدوں کا واحد سہارا ہو لیکن میں پھر کہتا ہوں کہ اپنا دل پاک اور مضبوط رکھنا اور قسمت تمہارے بس میں ہوگی لیکن اگر تم ناکام رہے' تو یاد رکھو' میں تمہارے منہ پر تھوک دوں گا۔

میں آگے بڑھا' میرا پورا بدن کانپ رہا تھا۔ والد صاحب نے ایک عالم بے خودی میں میری پیشانی چوم لی۔

ابا اگر میں آپ سے غداری کروں تو دیوتاؤں کا غضب مجھ پر نازل ہو۔ میں نے کہا۔

مجھ سے نہیں' مجھ سے نہیں' تمہاری یہ غداری' ان دیوتاؤں سے ہوگی جن کی مرضی پوری کرنے کی میں کوشش کررہا ہوں' بس جاؤ ہرماسیس اور تنہائی میں اطمینان وسکون سے میری باتوں پر غور کرو اور جو کچھ دیکھو اسے یاد رکھو اور علم کی جتنی بھی دولت ملے اسے سمیٹ لو اور اپنے آپ کو آنے والی جدوجہد کے لیے تیار کرلو' گھبراؤ نہیں ہرماسیس' دیوتاؤں نے تمہیں اپنی حفاظت میں لے رکھا ہے۔ کبھی کوئی مرض تم پر اثر انداز نہ ہوگا' کوئی تمہیں کچھ نقصان نہ پہنچا سکے گا' البتہ تم خود ہی اپنے دشمن ہو سکتے ہو' بس جو کچھ مجھے کہنا تھا کہہ چکا۔

میں حجرے سے باہر آیا تو میرا دل بری طرح دھڑک رہا تھا اور دماغ میں صحرائی بگولے سے بھاگتے پھر رہے تھے' جن کا کوئی مطلب سمجھ میں نہ آتا تھا' ہیکل کی غلام گردشیں سنسان پڑی تھیں میں غلام گردشوں میں گزرتا ہوا باب ہیکل تک پہنچ گیا۔ میں تنہائی چاہتا تھا کہ اپنے والد کی باتوں پر غور کرسکوں اور انہیں سمجھ سکوں چنانچہ میں ہیکل کے دروازے کی دو سو سیڑھیاں چڑھ کر اس کی چھت پر پہنچا اوپر پہنچ کر میں نے اپنے دونوں ہاتھ آگے کی دیوار پر ٹیک دیئے اور جھک کر نیچے دیکھنے لگا' عین اسی وقت مصر کا چاند دور پہاڑیوں کے پیچھے سے ابھرا' اس کی ٹھنڈی کرنوں نے مجھے اور باب ہیکل پر بنی ہوئی دیوتاؤں کی تصویروں کو چاندنی میں نہلا دیا تھا۔ پھر چاندنی کی کرنیں نیچے رینگ آئیں اور انہوں نے مادر نیل کے پانی کو سیمیں چادر میں تبدیل کردیا' ابیدس کے باشندے دن بھر کی مشقت کرنے کے بعد اپنے گھروں میں گھسے سو رہے تھے' لیکن میں ہرماسیس' سیتی کے بنائے ہوئے ہیکل کے عظیم الشان دروازے کی چھت پر کھڑا تھا' اس مقدس روح کی طرح جو ہر چیز سے بلند ہو' ابیدس اور پورا مصر چاندنی میں نہا رہا تھا' میرا اپنا مصر جس پر میں حکومت کروں گا' میں اس مقدس زمین کا فرعون بننے والا تھا' ان کے ہیکلوں اور دیوتاؤں کی حفاظت کا فرض میرے سپرد ہونے والا تھا۔ میں ہی مصر کو غلامی سے نجات دینے والا تھا' میری رگوں میں ان مقدس فراعنہ کا خون گردش کررہا تھا جو ازیریس کے دربار میں بیٹھے یوم آخر[3] کے منتظر تھے۔ میں مقدس تھا' میں عظیم تھا' میری روح میرے جسم سے

نکل کر جیسے اس مقدس سرزمین پر گزر رہی تھی' میری قسمت کا ستارہ اور ساتھ ہی مصریوں کا بھی طلوع ہونے والا تھا میں وہ سب کچھ تھا جو کوئی نہ تھا' میں نے دونوں اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا دیئے اور دیوتا آمن [4] کو پکارا۔ پہلے کبھی میں نے اتنے خلوص سے دعا نہ مانگی تھی۔

اے آمن' اے دیوتاؤں کے دیوتا' اے سچائی اور خودمختاری [5] کے دیوتا! جو ازل سے ہے اور ابد تک رہے گا' اے آمن اپنے ایک عاجز و گنہگار پجاری کی پکار سن' اے ایزرس مملکت غیر کے دیوتا! کرہ ہوا کے بادشاہ اور زمینوں اور آسمانوں کے حکمران اپنے ایک کمزور پجاری کی پکار سن۔

اے دیوی ایزیس! اے مقدس ماں! میری پکار سن! اے دیوتاؤ! دیکھو میں تمہیں پکار رہا ہوں' میری پکار سنو اور مجھ پر وہ اسرار ظاہر کردو جو میں جاننا چاہتا ہوں اور جو کسی پر ظاہر نہیں کیے گئے اگر واقعی تم نے مجھے منتخب کرلیا ہے' اگر واقعی میں مصر کا نجات دہندہ ہوں' اگر واقعی میری موت و زیست تمہارے لیے ہے تو میں اپنے اطمینان و یقین کے لیے تم سے کوئی ''نشان'' طلب کرتا ہوں' مجھے یقین دلا دو کہ حقیقت میں میں مصر کو نجات دلانے کے لیے پیدا کیا گیا ہوں میں ایک عاجز اور کمزور انسان ہوں چنانچہ اپنے یقین کے لیے تم سے کوئی نشان طلب کرتا ہوں ہاں میری پکار کا جواب دو' میں تمہیں پکار رہا ہوں۔

اور میں نے گھٹنوں کے بل جھک کر اپنی آنکھیں آسمان کی طرف اٹھا دیں اور عین اسی وقت کہیں سے ایک بادل آیا جس نے چاند کو ڈھک لیا' روئے زمین پر تاریکی چھا گئی۔ رات اندھیری اور خاموش ہوگئی حتیٰ کہ دور سے بھونکتے ہوئے کتے بھی جیسے سہم کر خاموش ہوگئے' ابیدس اور پورے مصر پر ایک مقدس سکوت مسلط تھا' خاموشی گہری ہوتی چلی گئی' گہری' گہری اور گہری یہاں تک کہ وہ موت کی خاموشی کے مانند ہوگئی۔ مجھے اپنی روح ہلکی ہوکر اپنے جسم سے نکلتی ہوئی محسوس ہوئی میرے بدن کے رونگٹے کھڑے ہوگئے میرا دل اور میری روح جیسے مقدس جذبات سے بھر گئی اور وہ عظیم الشان باب ہیکل جس کی چھت پر میں گھٹنوں کے بل جھکا ہوا تھا۔ مجھے کانپتا اور جھولتا محسوس ہوا' ہوا کا ایک جھونکا میرے رخساروں کو رگڑتا ہوا گزر گیا اور کسی غیبی آواز نے میرے کانوں میں جیسے سرگوشی کی۔

ہرماسیس تم نے دیوتاؤں سے نشانی طلب کی تھی سو یہ لو اور یقین کرلو کہ تم وہی ہو جو تم سے کہا گیا ہے...... اپنا دل پاک اور مضبوط رکھو۔

اور ساتھ ہی نظر نہ آنے والے ایک یخ بستہ ہاتھ نے میرا اوپر کو اٹھا ہوا ہاتھ پکڑ لیا اور اس کی مٹھی میں کوئی ٹھنڈی چیز رکھ دی' میرے بدن میں تھرتھری پڑ گئی۔ فوراً چاند پر سے بادل

ہٹ گیا اور ابیدس پھر چاندنی میں نہا گیا' کتے پھر بھونکنے لگے اور رات پہلے کی ہی طرح ہوگئی۔

میں نے اپنے اس ہاتھ کی طرف دیکھا جس میں کوئی چیز رکھ دی گئی تھی' میں نے ڈرتے ڈرتے مٹھی کھولی......اور دیکھا......اس میں کنول کا ادھ کھلا پھول تھا' جس کی مست کن خوشبو سے پوری فضا معمور ہورہی تھی۔

اور جب میں اس پھول کی طرف دیکھ رہا تھا تو وہ خودبخود زندہ چیز کی طرح میری ہتھیلی پر سے اچھل کر ہوا میں تحلیل ہوگیا' اور میں ہرماسیس' باب ہیکل کی چھت پر حیران کھڑا رہ گیا۔

دیوتاؤں نے میری پکار کا جواب دے دیا تھا مجھ پر ''نشان'' ظاہر کردیا گیا تھا۔

❁ ❁ ❁

حواشی

(1) + (2) چھبیسواں سلسلہ شاہان مصر کا آخری سلسلہ تھا اسی سلسلہ کے آخری فرعون تختنف کے دور حکومت میں مجوسی بادشاہ کمبی سس یا کبوجیہ نے مصر پر حملہ کیا۔ اور حبش تک بڑھتا چلا گیا' اسی وقت سے مصر کی حکومت ایرانیوں کے قبضہ میں آ گئی ایرانی سلاطین کا دور سکندر مقدونی کی فتوحات کے سلسلہ میں ختم ہوگیا' اب مصر پر یونانیوں کی حکومت تھی جو قلوپطرہ تک بطلیموس کے گھرانے میں رہی پھر رومیوں کا دور آیا۔ یہاں تک کہ خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق ؓ کے زمانے میں اس زرخیز ملک پر مسلمانوں قبضہ ہوگیا۔ (مترجم)

(3) مصری یوم آخر کے قائل تھے۔

(4) + (5) جیسا کہ پہلے بتایا جاچکا ہے کہ شہر تھیبس میں ایک ثالوث (تین دیوتاؤں کا مجموعہ) تھا جس میں آمن سب سے بڑا تھا مصری اس دیوتا کو سب دیوتاؤں سے بزرگ تر مانتے تھے اور اسے کامل اور ابدی سمجھتے تھے اور قادر مطلق اور کل اشیاء کا خالق مانتے تھے' مصریوں کا عقیدہ تھا کہ آمن کل باپوں کا باپ اور کل ماؤں کی ماں ہے' اس کا لقب دونوں مصروں کا خدا اور دیوتاؤں کا شہنشاہ تھا' کیونکہ ان کا عقیدہ تھا کہ آمن نے ہی کل دیوتاؤں کو پیدا کیا ہے اس کی تصویر آفتاب کی اور انسان کی بھی بناتے تھے جو سر پر سینگ پہنے ہوتا تھا' آمن کو خودمختاری کا بھی دیوتا کہتے تھے کیونکہ اس کے پجاریوں نے ہیکسوس خاندان کے بادشاہوں کو مصر سے نکال دیا تھا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں خاندان ہیکسوس کے متعلق بھی چند جملے لکھ دیے جائیں۔ 1800 ق م میں ایک وحشی قوم مصر پر ٹوٹ پڑی جس کے سامنے مصری ٹھہر نہ سکے اس فاتح قوم کو مصری ہیکسوس (گڈریے) کہتے تھے' مؤرخین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ لوگ بدوی عرب تھے اور قحط سالی کی وجہ سے مصر کے تروتازہ ملک میں گھس آئے تھے' ہیکسوس کا حملہ بے پناہ تھا۔ انہوں نے تمام بڑے شہروں اور عبادت خانوں کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ قتل عام کیا اور عورتوں اور بچوں کو لونڈی اور غلام بنالیا لیکن جلد ہی ان کا غصہ ٹھنڈا پڑ گیا اور انہوں نے مصری تہذیب اختیار کرلی اور غالباً مصریوں کو خوش کرنے کے

لیے رہن سہن اور شاید دین و مذہب میں بھی مصری بن گئے' اس فاتح قوم کے سردار کا نام لائیس تھا اور یہی ہیکسوس خاندان کا پہلا فرعون ہے اور یہ حضرت اسماعیلؑ کی نسل میں سے تھا۔ حضرت یوسفؑ کے زمانہ کا فرعون بھی اسی ہیکسوس خاندان سے تھا جس نے حضرت یوسفؑ کو اپنا وزیر بنا لیا تھا اور پھر حضرت یوسفؑ نے فرعون کی اجازت سے اپنے پورے خاندان کو مصر بلا لیا تھا۔ ہیکسوس فراعنہ کے دور حکومت تک تو بنی اسرائیل مصر میں آزاد و خوشحال رہے لیکن پھر مصریوں نے ہیکسوس کو نکال دیا...... اور مصر کی حکومت وہاں کے اصلی باشندوں کے ہاتھوں میں آ گئی اور اب بنی اسرائیل غلام بنا لیے گئے اور ان پر مظالم ہونے لگے یہاں تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو لے کر اس ملک سے نکل آئے۔ (مترجم)

❀ ❀ ❀
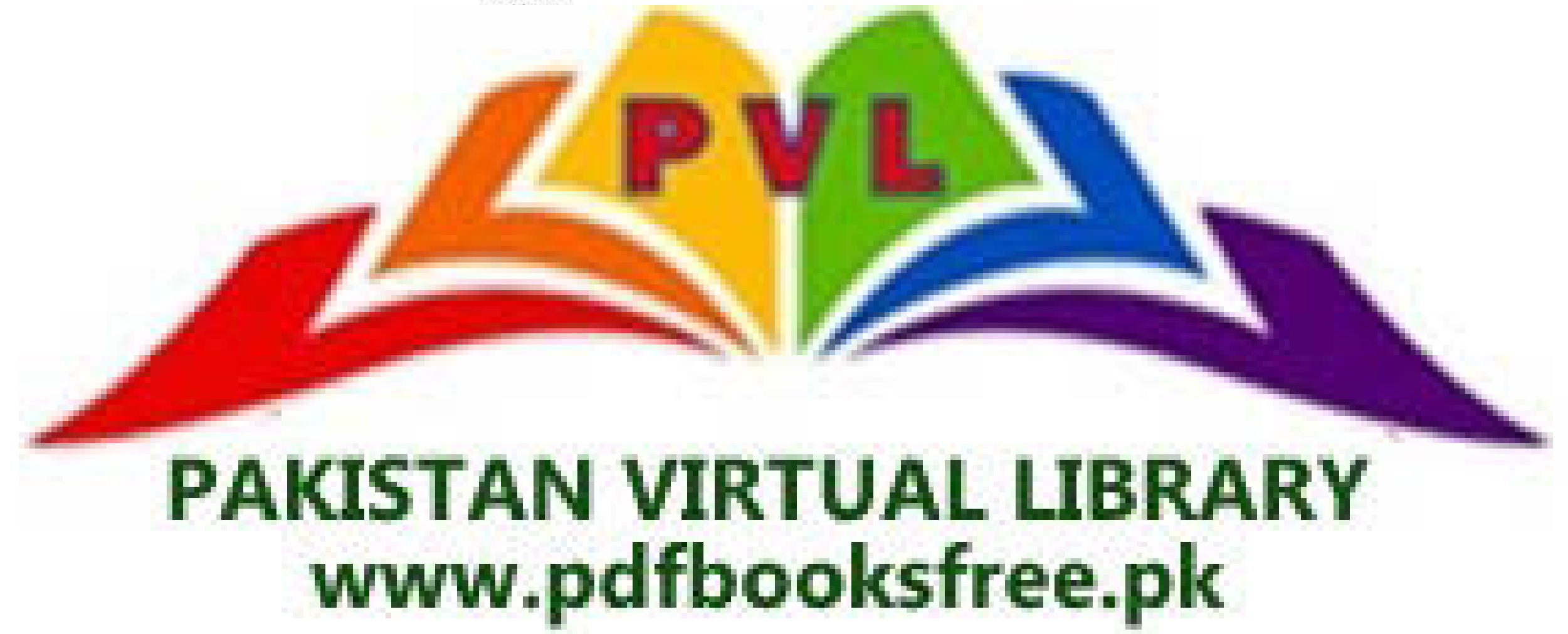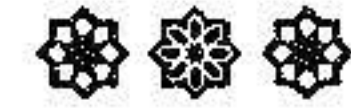
چوتھا باب

روانگی

دوسرے دن پو پھٹنے سے پہلے ہی ہیکل کے ایک پجاری نے مجھے بیدار کر دیا کیونکہ اسی دن میں نے والد کے خطوط لے کر انوال[1] را کے لیے روانہ ہونا تھا' انہی دنوں اتفاقاً ممفس کے کاہنوں کا ایک گروہ اپنے کسی ساتھی کو دفنانے ابیدس آیا تھا مجھے ان ہی کاہنوں کے ساتھ روانہ ہونا تھا۔

میں نے جلدی جلدی سامان سفر درست کیا۔ دوپہر ڈھلے میں اپنے والد کے پاس پہنچا۔ ان سے خطوط لیے اور ان سے اور ہیکل کے دوسرے پجاریوں سے رخصت ہو کر دریائے نیل کے کنارے پہنچا۔ ممفس کے کاہنوں کا گروہ میرا منتظر تھا۔ ہم لوگ کشتی میں سوار ہوئے اور پرسکون بادشمالی کے سہارے چل پڑے۔

جب ہماری کشتی روانہ ہوئی تو بوڑھی انا آتو اجڑی بوٹیوں کی ٹوکری اٹھائے بھاگتی ہوئی آئی اور نیک شگون کے طور پر ایک پرانا پیر تلا میری طرف پھینک دیا۔ جسے میں نے کئی سال تک سنبھال رکھا تھا۔

اور یوں ہم ابیدس سے روانہ ہوئے۔

ہم مسلسل چھ دنوں سے نیل کے مقدس پانی میں سفر کر رہے تھے۔ دن بھر سفر کرتے اور رات کو نیل کے کنارے کوئی کھلی اور محفوظ جگہ دیکھ کر قیام کرتے ابیدس کا شہر اور اس کے کھیت جب بہت پیچھے چھوٹ گئے تو میں اجنبی کاہنوں میں تنہائی اور بے چینی محسوس کرنے لگا۔ میرا دل بھر آیا اور اگر شرم دامنگیر نہ ہوتی تو میں بلک بلک کر رو دیا ہوتا۔ اس سفر میں میں نے جو جو چیزیں دیکھیں یہاں ان کا ذکر نہ کروں گا کیونکہ ابھی مجھے بہت کچھ کہنا ہے اور وقت بہت کم ہے اس کے علاوہ ہر آدمی کبھی نہ کبھی اس راہ سے گزرے گا اور خود ہی ان عجائبات کو دیکھ لے گا۔ ہاں اتنا کہہ دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ ممفس کے کاہن مجھ پر بڑے مہربان تھے اور ان

تاریخی مقامات کی جو راہ میں پڑتے تھے' مفصل تاریخ بتاتے جاتے تھے۔

ساتویں دن ہم ممفس پہنچ گئے یہاں ہم نے تین دن قیام کیا۔ فتاح کے ہیکل کے پجاری اور کاہن میری خاطر مدارات میں مصروف رہے۔ ان ہی پجاریوں کے ساتھ جا کر میں نے اس خوبصورت شہر کی سیر کی۔ صرف یہی نہیں بلکہ ہیکل کے کاہن مجھے اس تہہ خانے میں بھی لے گئے۔ جہاں مقدس معبود آپیس[2] بندھا ہوا تھا' معبود کے سینگوں سے سونے کی ایک تختی لٹک رہی تھی' میں بہت دیر تک زندہ معبود کے سامنے کھڑا دعائیں مانگتا رہا اور پھر جب میں نے وہ الفاظ کہے جو میرے والد نے مجھے سکھائے تھے' تو معبود آپیس میرے سامنے گھٹنوں کے بل جھک گیا اور میرے ساتھ جتنے بھی پجاری تھے وہ معبود کی اس حرکت پر حیرت سے بڑبڑانے لگے' میں نے ممفس میں اور بھی بہت سی چیزیں دیکھیں جن کا ذکر کرنا میں ضروری نہیں سمجھتا۔

چوتھے دن انوال را کے پجاری مجھے لینے آ گئے ان پجاریوں کو سیپا نے بھیجا تھا جو انوال را کے ہیکل کے کاہن اعظم اور میرے ماموں تھے چنانچہ میں ممفس کے پجاریوں سے رخصت ہوا۔ ہم نے دریائے نیل عبور کیا اور گدھے پر سوار ہو کر انوال را کی طرف چل پڑے راستہ میں ہم کئی بستیوں میں سے گزرے۔ جہاں کے لوگوں کی حالت بہت خراب ہو رہی تھی کیونکہ بطلیموس کے کارندے بطور خراج ان سے سب کچھ چھین لیتے تھے اور اس سفر میں میں نے پہلی دفعہ اہرام بھی دیکھے' میں ان کی عظمت اور بلندی دیکھ کر حیران رہ گیا' پہلا اہرام بہت بڑا ہے' دوسرا اس سے چھوٹا اور تیسرا' جس کا نام ''حر'' ہے ان تینوں سے چھوٹا ہے' اس وقت میں اس خزانے کے حال سے واقف نہ تھا جو اس تیسرے احرام حر[3] میں دفن تھا۔ کاش اس خزانے کا حال مجھے کبھی معلوم نہ ہوتا۔

اور یوں سیر کرتے ہوئے ہم لوگ بالآخر انوال را کے سامنے پہنچ گئے جو ممفس کے بعد سب سے بڑا شہر ہے اور ایک بلند مقام پر آباد ہے۔ شہر کے پیچھے را[4] دیوتا کا ہیکل ہے۔

باب ہیکل کے سامنے پہنچ کر ہم گدھوں پر سے اتر پڑے اور وہاں دروازے کی محراب کے نیچے منڈے ہوئے سر والا ایک پست قد آدمی کھڑا ہوا تھا جس کے چہرے سے جلال ظاہر تھا اور کالی آنکھوں میں غضب کی چمک تھی۔

رک جاؤ جو بھی ہو۔ اس آدمی نے گرجدار آواز اور تحکمانہ لہجہ میں کہا۔

میں سیپسا ہوں' وہی سیپسا جو دیوتاؤں سے ہمکلام ہوتا ہے۔

میں نے کہا: میں ابیدس کے کاہن اعظم کا لڑکا ہرماسیس ہوں اور آپ کے نام خطوط لایا ہوں۔

آ جاؤ' سیپسا نے کہا ''اندر آ جاؤ''

میں دروازے میں داخل ہوا اور اس عرصہ میں سیپسا اپنی چمکدار آنکھوں سے مجھے برابر دیکھتے رہے۔

اندر آ جاؤ میرے بیٹے! انہوں نے کہا اور آگے بڑھ کر میرا استقبال کیا اور پھر ہاتھ پکڑ کر اس حجرے میں لے گئے' جو دروازے کے پہلو میں تھا' والد صاحب کے خطوط کو ایک نظر بھی دیکھے بغیر سیپسا مجھ سے لپٹ گئے اور ایک عجیب جوش و بے خودی کے عالم میں میری پیشانی و رخسارے چومنے لگے۔

تمہارا آنا مبارک ہو' انہوں نے کہا: ''میری بہن کے بیٹے اور مصر کی امیدوں کے سہارے! تمہارا آنا مبارک ہو۔ میں نے دعا کی تھی کہ ازیرس مجھے اس وقت تک اپنے پاس نہ بلائیں جب تک کہ میں اپنی بہن کے بیٹے کو وہ سارے علوم نہ سکھا دوں جن سے پورے مصر میں تنہا میں ہی واقف ہوں اور دیکھو میری یہ دعا قبول ہوئی' میں یہ علوم کسی کو نہ سکھاتا لیکن تمہارا مقصد بلند ہے' مقدس ہے اور تمہارے ہی مبارک کان ہیں جو دیوتا عمو کے اسباق سنیں گے۔

اور سیپسا نے ایک بار پھر مجھے گلے لگا لیا اور پھر کہا کہ میں جا کر نہا دھولوں اور کھانا کھا کر آرام کروں کیونکہ میں بہت تھکا ہوا تھا' سیپسا نے کہا وہ کل مجھ سے گفتگو کریں گے۔

اور واقعی دوسرے دن انہوں نے مجھ سے گفتگو کی اور ایسی طویل کہ اگر میں لکھنے بیٹھ جاؤں تو پورے مصر کا بردی کاغذ اس کے لیے ناکافی ہو چنانچہ اسی دن اور بعد کے دنوں میں سیپسا نے جو کہا میں اسے یہاں نقل نہ کروں گا' اور نہایت اہم باتیں مختصراً بیان کر دوں گا۔

انول را میں میرے روز کا معمول یہ تھا:

میں روزانہ صبح سویرے بیدار ہوتا' ہیکل کی عبادت میں دوسرے کاہنوں کے ساتھ شریک ہوتا اور پورا دن کتابوں کے مطالعہ میں مصروف رہتا۔ میں نے مذہبی تعلیم حاصل کی۔ مذہب کی ضرورت اور اہمیت سے واقف ہوا' دیوتاؤں اور آسمانی دنیا کی پیدائش کی تاریخ سیکھی میں نے علم نجوم بھی سیکھا اور ستاروں کی چال اور انسانوں پر اس کے اثرات سے واقف ہوا۔ مجھے وہ عجیب و غریب علم بھی سکھایا گیا جسے جادو کہتے ہیں۔ میں نے خوابوں کی تعبیر بتانے اور

دیوتاؤں سے قریب ہونے کا طریقہ سیکھا۔ مجھے اشاروں کی خفیہ زبان اور اس کے اندرونی و بیرونی اسرار سکھائے گئے۔ مجھے اچھائیوں اور برائیوں اور ان کے دائمی اثرات سے بھی واقف کرایا گیا۔ اس کے علاوہ مجھے اہرام کے اسرار بھی بتائے گئے۔ کاش کہ یہ اسرار مجھ پر ظاہر نہ کیے گئے ہوتے۔ میں نے قدیم دستاویز اور مردوں کی کتاب پڑھی اور میں مصر کے قدیم فراعنہ کی عظمت اور حکومت سے واقف ہوا' حکومت کرنے کا ڈھنگ اور سیاسی داؤ پیچ بھی مجھے دیا گیا' اور ساتھ ہی یونان و روم کی تاریخ بھی سکھا دی گئی' صرف یہی نہیں بلکہ میں نے یونانیوں اور رومیوں کی زبان بھی سیکھ لی ...... اور اس طرح پورے پانچ سال گزر گئے اور ان پانچ برسوں میں میں نے اپنا جسم دل اور روح پاک صاف کرلی۔ میں نے انسانوں کے سامنے یا ان سے چھپ کر ان دیوتاؤں کے سامنے کوئی گناہ نہ کیا۔ میں اتنے دن علم کی دولت سمیٹنے میں مشغول رہا اور اس طرح اس کام کے لیے اپنے آپ کو تیار کرتا رہا جو میرے سپرد ہونے والا تھا۔

سال میں دو دفعہ میرے والد آمن مہت کے خط آتے اور میں باقاعدگی سے ان کے جواب دیتا اور ہر خط میں یہ ضرور پوچھتا کہ کیا اب میری تعلیم کا زمانہ ختم ہوا۔ یوں میری آزمائش کے وہ دن گزرتے رہے اور دن رات کی محنت نے نہ صرف مجھے تھکا مارا بلکہ کمزور بھی کردیا' اب میں عالم تھا اور کچھ کرنا چاہتا تھا' میں نے جو کچھ حاصل کیا تھا اس سے فائدہ اٹھانا چاہتا تھا۔ میں اکثر سوچا کرتا کہ میرے متعلق جو پیشین گوئی کی گئی ہے وہ کہیں ان لوگوں کا وہم اور محض خیال ہی خیال تو نہیں کیونکہ کوئی بھی شدید خواہش انسان کو سوچنے سمجھنے کا موقع نہیں دیتی اور وہ عجیب اور بعید از قیاس اندازے لگا کر یقین کرلیتا ہے کہ ایسا ہی ہوگا اس میں کوئی شک نہیں کہ میں قدیم فراعنہ کے خاندان سے براہ راست تعلق رکھتا تھا۔ سیپسا نے مجھے میرا شجرۂ نسب دکھایا تھا اور میرا سلسلۂ نسب براہِ راست فرعون تختف سے جا ملتا تھا واقعی میں فرعون کی اولاد ہوں' واقعی میری رگوں میں شاہی خون گردش کر رہا ہے لیکن صرف خون کی گردش سے کیا ہوتا ہے جبکہ زمانے کی گردش ہمیں پیس ڈالے رہی ہو' پورا مصر کئی صدیوں سے یونانیوں کا غلام تھا اور میں ہر چند کہ شاہی خاندان سے ہوں' لیکن ہوں تو ان کا غلام۔ اب اگر تنہا غلام اپنے آقا سے بغاوت کر بیٹھے تو نتیجہ معلوم! میں غلام تھا میرے دادا کے دادا بھی غلام تھے نہیں میں کچھ نہ کرسکتا تھا۔ یہ پیشین گوئی کہ میں یونانیوں کو مصر سے نکال دوں گا کاہنوں اور مہنتوں کا ایک بے بنیاد خواب تھا جو کبھی شرمندۂ تعبیر نہ ہوگا۔

ایک رات اسی طرح کے متضاد خیالات سے گھبرا کر باغ میں نکل آیا' اتفاق ایسا ہوا

کہ اس وقت سیپسا بھی باغ میں ٹہل رہے تھے۔

ٹھہرو ہرماسیس' انہوں نے اپنی گونجدار آواز میں کہا آج تم کچھ اداس اور تھکے ہوئے سے نظر آرہے ہو' یہ کہیں اس مسئلہ کا اثر تو نہیں جو آج میں نے تمہیں سکھایا ہے؟

نہیں تو' میں نے جواب دیا' میں اداس اور تھکا ہوا ضرور ہوں لیکن اس کا سبب وہ دقیق مسئلہ نہیں ہے' بات یہ ہے کہ میں اس خانقاہانہ زندگی سے تھک گیا ہوں اور علم کا بوجھ مجھے پیسے ڈال رہا ہے۔

تو یوں کہو' تم بے چین ہو' سیپسا نے کہا' اور میرے بیٹے' نوجوانوں کی سب سے بڑی کمزوری یہی بے چینی اور گھبراہٹ ہے۔ ہرماسیس' پرندے کا بچہ اس وقت تک اپنا گھونسلہ نہیں چھوڑتا جب تک وہ پرواز کے قابل نہیں ہوجاتا۔ پر نکل آنا ایک بات ہے اور پرواز کے قابل ہوجانا دوسری بات ہے بہر حال اب تمہاری محنت و مشقت کا زمانہ قریب الاختتام ہے میں نے تمہیں وہ سب علوم سکھا دیئے ہیں جن سے میں واقف ہوں اور میرے خیال میں اب شاگرد استاد سے زیادہ عالم و ہوشیار ہوگیا ہے۔

اور سیپسا نے چوغہ کے دامن سے اپنی آنکھیں پونچھ لیں۔ میری جدائی کے خیال نے انہیں آزردہ کردیا تھا اور وہ رو رہے تھے۔

اور مجھے کہاں جانا ہوگا؟ میں نے پوچھا۔ واپس ابیدس؟

ہاں ابیدس اور ابیدس سے اسکندریہ اور اسکندریہ سے اپنے اجداد کے تخت پر۔ سنو ہرماسیس' ان دنوں حالات یوں ہیں۔ تم جانتے ہی ہو کہ بطلیموس اولے طیس مرتے وقت وصیت کر گیا تھا کہ اس کا بیٹا بطلیموس اور بیٹی قلوپطرہ بالاشتراک حکومت کریں لیکن خواجہ سرا پوتھیس نے معصوم بادشاہ کی وصیت کو پس پشت ڈال کر تنہا نوجوان بطلیموس کو تخت پر بٹھا دیا اور قلوپطرہ مصر سے بھاگ کر شام چلی گئی۔ تم یہ بھی جانتے ہو کہ اس نے ایک بڑا لشکر جمع کرلیا اور آمادہ ہوئی کہ بزور شمشیر اپنے حقوق حاصل کرلے' انہی دنوں عظیم جلیل القدر اور زبردست فاتح روم جولیس سیزر پوم پے کا تعاقب کرتا ہوا ارض مصر میں پہنچ گیا لیکن یہاں پہنچتے ہی اس کے دشمن پوم پے کا سر اس کے سامنے پیش کردیا گیا جسے دیکھ کر جولیس سیزر کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے کیونکہ پچھلی دوستی اور اس کے ساتھ ہی معلوم نہیں اسے کیا کیا باتیں یاد آگئیں۔

یہ سن کر جولیس سیزر اسکندریہ میں آیا اور اس نے قلوپطرہ کے بھائی بطلیموس اور بہن ارسینا کو گرفتار کرلیا ہے۔ حسین اور پرفن قلوپطرہ فریادی بن کر وہاں پہنچی لیکن وہاں پہنچ کر جب

اسے معلوم ہوا کہ قیصر (یعنی سیزر) کے دربار تک رسائی ناممکن ہے تو اس حسین ساحرہ نے ایسا پانسہ پھینکا جو کبھی پٹ نہ سکتا تھا' قلوپطرہ نے اپنے آپ کو کپڑے کے ایک گٹھر میں بندھوا دیا اور سسلی کا ایک آدمی تاجر کے بھیس میں وہ گٹھر لے کر قیصر کے محل میں پہنچا اور جب اس کے سامنے گٹھر کھولا گیا تو اس میں سے قلوپطرہ نکلی جس کے دلفریب حسن کو دیکھ کر جولیس سیزر مبہوت ہو کر رہ گیا' رعب حسن سے لب ہلانے کی جرأت نہ ہوئی تھی کہ قلوپطرہ نے اپنی شیریں اور مترنم آواز میں فریاد کرنا شروع کی۔ اس کی دلکش آواز اور ناز آفریں اداؤں نے جولیس سیزر کا دل موہ لیا۔ بوڑھے قیصر پر حسین ساحرہ کا جادو چل گیا۔ قیصر کے بال سفید تھے اور چہرے پر جھریاں تھیں لیکن حسین اور پرفن قلوپطرہ نے اس کے دل میں جوانی کی جوت جگا دی۔ عمر طویل کا تجربہ بھی اسے قلوپطرہ کے سحر سے نہ بچا سکا۔ اس کی ساری شان و شوکت اور عظمت بھی قلوپطرہ کے جادو کے سامنے سپر نہ بن سکی اور قیصر قلوپطرہ کے حسن کے جال میں پھنس کر بے بس اور از خود رفتہ ہو گیا' قصہ مختصر قلوپطرہ نے اسے اپنے حسن کے جال میں ایسا گرفتار کر لیا کہ وہ دو سال تک مصر ہی میں پڑا رہا۔ بوڑھا فاتح جولیس سیزر اب دنیا و مافیہا سے بے خبر قلوپطرہ کی ناز برداریوں میں مصروف تھا۔

بیوقوف' میں چلایا' بیوقوف قیصر' اور آپ اسے عظیم اور جلیل القدر کہتے ہیں۔ نہیں وہ آدمی کس طرح عظیم ہو سکتا ہے جو ایک عورت کے مکروفریب کا مقابلہ کرنے کی بھی طاقت نہ رکھتا ہو! دور اندیش اور فاتح قیصر جس کا ایک ادنیٰ اشارہ حکومتوں کی قسمتیں بدل دیتا تھا' جو دنیا کو زیروزبر کر سکتا تھا' وہی قیصر پکے پھل کی طرح ایک مکار عورت کی گود میں جا پڑا؟ جی نہیں قیصر ایک عام اور کمزور آدمی تھا۔

سیپسا نے مایوسی سے سر ہلایا۔

نہیں ہرماسیس' ایسی مغرورانہ باتیں مت کرو۔ ابھی تم عورتوں کی قوتوں سے واقف نہیں ہو۔ عورت کمزور اور ناتواں ہونے کے باوجود دنیا میں سب سے زیادہ طاقتور ہے وہ لشکر نہیں رکھتی مگر حکومت کرتی ہے۔ خنجر نہیں رکھتی مگر زخمی کرتی ہے' زنداں نہیں رکھتی مگر قید کرتی ہے' سانپ کا کاٹا بچ سکتا ہے لیکن عورت کا ڈسا نہیں بچ سکتا' زرہ کتنی ہی مضبوط کیوں نہ ہو اس میں کہیں نہ کہیں جوڑ ہوتا ہی ہے اور تلوار اس جوڑ کو تلاش کر لیتی ہے۔ اسی طرح آدمی کتنا ہی طاقتور اور دور اندیش کیوں نہ ہو' اس میں ایک نہ ایک کمزوری ہوتی ہی ہے اور عورت اسی کمزور حصہ پر ضرب لگاتی ہے۔ عورت وہ پتوار ہے جو انسانیت کی کشتی کو جس طرف چاہتی ہے موڑ

دیتی ہے اور ہزاروں روپ میں ظاہر ہوتی ہے اور ہزاروں دروازوں پر دستک دیتی ہے۔ جن میں سے ایک نہ ایک کھل ہی جاتا ہے' وہ جذباتی ہے لیکن مردوں کی طرح جذبات کی رو میں بہہ نہیں جاتی بلکہ ایک شہ سوار کی طرح جذبات کی لگامیں اپنے ہاتھ میں رکھتی ہے۔ موقع کی مناسبت سے لگام کھینچ لیتی ہے اور موقع کی مناسبت سے چھوڑ دیتی ہے۔ وہ ایک ماہر جنرل کی سی نظر رکھتی ہے اور قابل مبارکباد ہے وہ دل جس کے قلعہ میں عورت کی نظر کوئی رخنہ نہیں پا سکتی۔ اگر تمہارے دل میں جوانی کا جوش ہے تو وہ تمہارے بوسے لیتے نہ تھکے گی اگر تم جاہ و حشمت کے طالب ہو تو وہ تمہارے دل کا قفل توڑے گی اور تمہیں کامیابی و کامرانی کے تراہے پر لا کر کھڑا کرے گی اگر تم تھکے ہوئے ہو تو اسی عورت کی گود میں تمہیں اطمینان و سکون ملے گا' اگر تم پستیوں میں گرے ہوئے ہو تو یہی عورت تمہیں بام عروج تک پہنچا دے گی اور تمہاری شکست کو فتح میں تبدیل کر دے گی' ہرماسیس۔ عورت وہ سب کچھ کر سکتی ہے جو مرد نہیں کر سکتا کیونکہ قدرت اس کا ساتھ دے رہی ہے اور عورت کی خاطر جنگیں ہوتی ہیں' اسی لیے بھائی بھائی کا' باپ بیٹے کا اور بیٹا باپ کا گلا کاٹنے سے دریغ نہیں کرتا۔ عورت کے اشارے پر قسمتیں بنتی اور بگڑتی ہیں۔ اس کی خاطر مرد نیکی اور بدی کرتا ہے' اس کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے وہ عظیم اور جلیل القدر بنتا ہے' اسی کی خاطر وہ آگ کے دریا میں کود پڑتا ہے اور اسی کے لیے وہ آسمان کے تارے توڑنے کی کوشش کرتا ہے لیکن عورت اس ابوالہول کی طرح خاموش بیٹھی مسکراتی رہتی ہے اور کوئی اس کی مسکراہٹ کے راز کو آج تک نہیں پا سکا۔ عورت ایک معمہ ہے جسے بڑے بڑے دانا تک حل نہ کر سکے' شاہ و گدا سب ہی اس کے صید ہیں' نہیں ہرماسیس' عورت اور اس کے دام میں پھنسے ہوئے مردوں کا مذاق نہ اڑاؤ۔ واقعی وہ آدمی فوق البشر ہے جو عورتوں کی قوتوں کا مقابلہ کر کے فتحیاب ہو' ہرماسیس' عورت کی پراسرار قوتیں ہر آدمی کے چاروں طرف نظر نہ آنے والی ہوا کی طرح منڈلاتی رہتی ہیں۔ میں نے قہقہہ لگایا' اور بولا' معلوم ہوتا ہے۔ آپ بھی عورت کے دام میں پھنس چکے ہیں۔ بہر حال میں عورت اور اس کی قوتوں سے نہیں ڈرتا' میں اس کے مکروفریب سے واقف نہیں اور واقف ہونا بھی نہیں چاہتا' میں پھر کہتا ہوں کہ آپ کا عظیم اور جلیل القدر جولیس سیزر درحقیقت ایک کمزور اور بے وقوف آدمی تھا۔ اگر اس کی جگہ میں ہوتا تو کپڑوں کے اس گٹھر کو بلند ترین زینے پر کھلوانے کا حکم دیتا اور اس طرح وہ حسین قلوپطرہ سنگی سیڑھیوں سے لڑھکتی ہوئی نیچے کیچڑ میں جا پڑتی۔

ہرماسیس' بڑا بول نہ بولو' دیوتاؤں کو غرور پسند نہیں' کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تمہیں عورتوں

کی قوت سے ٹکرا دیں' اور تم پاش پاش ہو جاؤ' ہرماسیس تم اپنے سارے علم و فضل کے باوجود دنیا اور اس کے جھمیلوں سے واقف نہیں ...... میرے بچے' دنیا ہیکل کے مانند خاموش' مقدس اور پرسکون نہیں ہے اور یہ تم بھی خود بہت جلد دیکھ لو گے' تم خوبصورت' طاقتور اور شیریں گفتار ہو اور ایسے آدمی کو دنیا بہت جلد پھنسا لیتی ہے' چنانچہ ہرماسیس دیوتاؤں سے دعا کرتے رہو کہ دنیا کی گرمی تمہارا دل پگھلا نہ سکے اور تب ہی تم مصر کو آزاد کرا سکو گے۔

ہاں تو جولیس سیزر دو سال بعد مصر سے رخصت ہوا اور قلوپطرہ کی شادی اس کے بھائی بطلیموس سے کرتا گیا کہ دونوں ہی مصر پر حکومت کریں لیکن جاتے جاتے اپنی ایک نشانی بھی قلوپطرہ کو دیتا گیا' یعنی ایک لڑکا سیسرون' ادھر قلوپطرہ نے اپنے بھائی کو جو اس کا شوہر بھی تھا' زہر دے دیا اور اپنی بہن ارسینا کو بھی قتل کروا دیا اور ادھر جولیس سیزر روم پہنچ کر ایک سازش کا شکار ہو گیا۔ بیک وقت پندرہ آدمیوں کے خنجر اس کے جسم پر پڑے اور اس نے عین پومپے کے مجسمہ کے قدموں میں گر کر دم توڑ دیا' وہ بہادروں کی طرح جیا اور بہادروں کی طرح مرا۔

ایک قلوپطرہ نے رومی حاکم شام سکس طوس کو اپنے دام محبت میں گرفتار کیا اور اس کی مدد سے اپنے اور سیزر کے بیٹے سیسرون کو مصر کے تخت پر بٹھا دیا اور اب وہ خود اس کے نام سے حکومت کر رہی ہے لیکن پورا مصر اس کے خلاف ہے۔ مصر کا بچہ بچہ مصر کو آزادی دلانے والے کا منتظر ہے اور اب اس کی آزادی کا وقت قریب آ گیا ہے۔ ابیدس جاؤ اور دیوتاؤں کا آخری راز معلوم کرو' اور ان لوگوں سے ملو جو آزادی کی راہ میں تمہارا ساتھ دیں گے' اور پھر کمر بستہ ہو جاؤ اور مصر کو غیروں کی غلامی سے آزاد کر کے اپنے اجداد کے تخت پر بیٹھ جاؤ۔

❁ ❁ ❁

حواشی

(1) یہ وہی شہر ہے جسے اب ''ہیلو پولس'' ''عین الشمس'' کہتے ہیں۔ (مترجم)

(2) مصری بعض جانوروں کو بھی پوجتے اور انہیں مقدس و متبرک جانتے تھے چنانچہ ممفس کا مقدس جانور ایک گائے تھی جسے آپیس کہتے تھے لیکن ہر گائے آپیس نہیں ہو سکتی تھی اس گائے کا رنگ کالا ہوتا تھا اس کی پیشانی پر مثلث نما سفید داغ' پیٹھ عقابی صورت کی اور دم کے بالوں کا بکثرت ہونا ضروری تھا۔ مصریوں کا عقیدہ تھا کہ ایسی گائے آسمان سے نازل ہونے والی بجلی سے پیدا ہوئی اور یہ کہ دیوتا فتاح ایک زمانہ میں آپیس کے روپ میں ہی ظاہر ہوا تھا چنانچہ اس لیے دیوتا فتاح کے بت کا سر گائے کا بناتے تھے اور

غالباً سامری نے اس طرح کا بچھڑا بنا کر یہودیوں سے بچوا دیا تھا۔) کاہن اس قسم کی گائے دیکھ کر اور اپنا اطمینان کر کے اسے آپیس تسلیم کر لیتے تھے اور فتاح کے مندر میں رکھتے تھے لیکن اس تقدس کے باوجود آپیس کو پچیس سال سے زیادہ زندہ نہ رہنا چاہیے۔ اگر کوئی گائے اس عمر کو پہنچ جاتی تھی تو کاہن اسے مقدس چشمے میں ڈبو دیتے تھے اور پھر ایسی ہی دوسری گائے تلاش کر لیتے تھے اگر کوئی گائے پچیس سال سے پہلے مر جاتی تھی تو اس کو حنوط کر کے دفن کر دیتے تھے' چنانچہ سقارہ کے قبرستان سے جسے فرعون رامسس دوم نے بنوایا تھا آپیس گایوں کے بہت سے حنوط شدہ لاشیں مل گئی ہیں' مصری مردہ آپیس کو بھی معبود سمجھتے اور اس سے مرادیں مانگتے تھے اس کے علاوہ مصری دوسرے جانوروں کو بھی مقدس سمجھتے تھے مثلاً شیر' مینڈھا' گیدڑ' بلی اور گھڑیال وغیرہ۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے بہت سے دیوتاؤں کے سر انہی جانوروں کے ہیں۔ (مترجم)

(3) مصر کا پہلا احرام جو اب اہرام اعظم کے نام سے مشہور ہے اور جس کا شمار دنیا کے سات عجائبات میں ہے' اسے فرعون خوفو نے بنوایا تھا دوسرا اہرام جس کا نام ''خوذ'' تھا اسی فرعون کے بیٹے حنف رانے اور تیسرا احرام جس کا نام ''حر'' تھا خوفو کے پوتے منقورا یا منقرا نے بنوایا تھا۔

(4) یہ سورج کا دیوتا ہے ابتدا میں عین الشمس میں پوجا جاتا تھا پھر پورے مصر میں پوجا جانے لگا مصری اسے بہت متبرک جانتے تھے اور خاص خاص موقعوں کے سوا اس کا نام نہ لیتے تھے۔ (مترجم)

❁ ❁ ❁

پانچواں باب
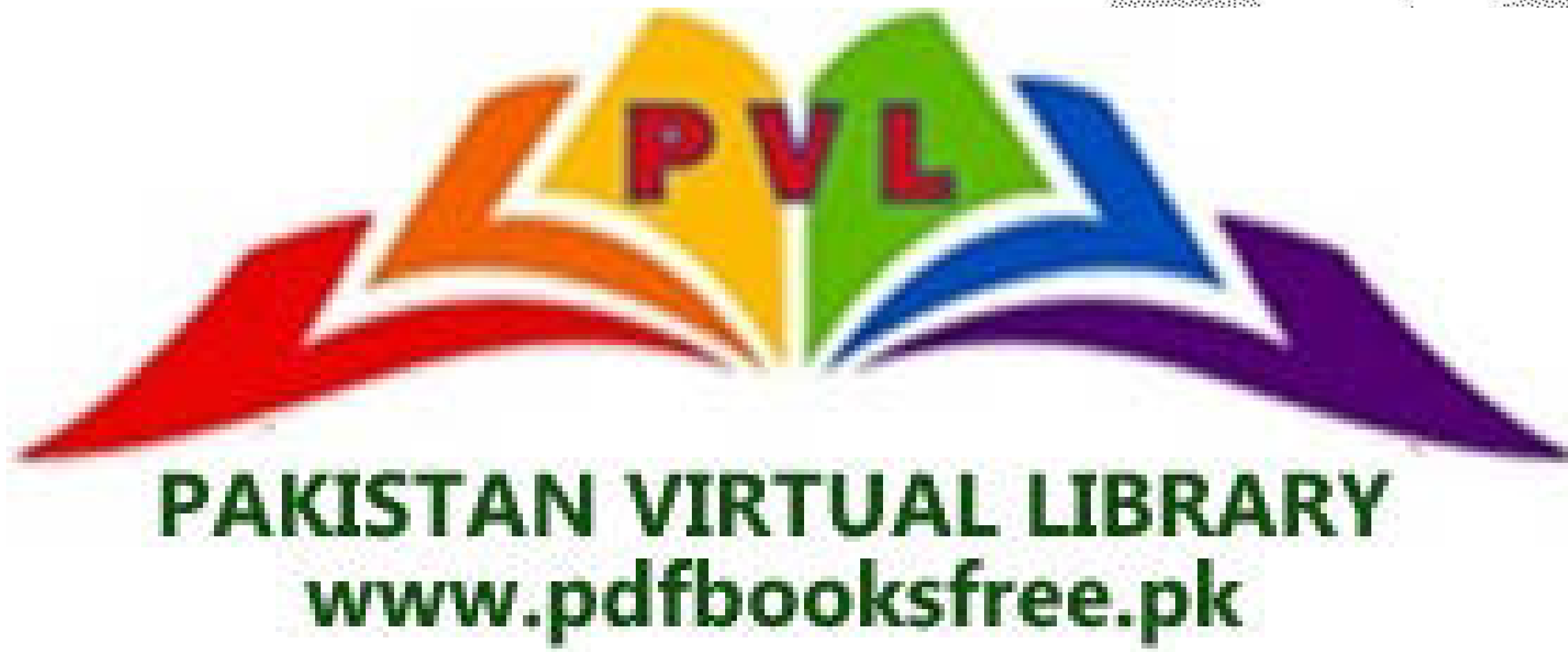
مقدس جشن

دوسرے دن میں اپنے ماموں سیپسا سے رخصت ہوکر بخیر وخوبی ابیدس پہنچ گیا پورے پانچ سال اور ایک مہینہ باہر رہنے کے بعد میں ابیدس پہنچا تو کم عقل لڑکا نہ تھا بلکہ پورا جوان اور عالم بن چکا تھا' یکے بعد دیگرے مانوس مناظر نظروں کے سامنے آتے گئے اور میرا دل خوشی سے معمور ہوگیا۔

جب میں ہیکل کے دروازے پر پہنچا تو پجاری اور دوسرے لوگ میرے استقبال کو دوڑے ان لوگوں میں بوڑھی انا آتو بھی تھی جس کے چہرے پر وقت نے دو چار مزید جھریوں کا اضافہ کردیا تھا۔

اوہو ہو' آہاہا' وہ چلائی' تو تم آگئے؟ پورے مرد بن کر آئے ہو' افوہ کتنا چوڑا چکی کے پاٹ جیسا تو سینہ ہے تمہارا' اور تمہارے چہرے پر جو جلال ہے۔ مجھے فخر ہے کہ اس خوبصورت جوان کو میں نے گودی میں کھلایا ہے لیکن تمہارا رنگ ذرا زرد ہوگیا ہے معلوم ہوتا ہے انوال را کے کاہن تمہیں پیٹ بھر کر کھلاتے نہ تھے' دیکھو پیٹ بھر کر کھایا کرو۔ دیوتا ایسے پیلے چہرے والے آدمی کو پسند نہیں کرتے اور کہتے ہیں تاکہ جس کا پیٹ خالی اس کا دماغ بھی خالی لیکن کتنی خوشی اور مسرت کا وقت ہے یہ آؤ' آؤ میرے بچے آؤ۔

اور اس نے آگے بڑھ کر مجھے گلے لگالیا۔

آتو بہت باتونی عورت ہو تم' میں نے کہا' یہ بتاؤ کہ ابا کہاں ہیں' میں اس مجمع میں انہیں نہیں دیکھ رہا ہوں۔

فکر نہ کرؤ وہ خیریت سے ہیں اور اپنے حجرے میں بیٹھے تمہارا انتظار کررہے ہیں۔ چلو حجرے میں چلو' ہائے ابیدس تو اپنی خوش بختی پر جتنا بھی ناز کرے کم ہے۔

اور میں دوڑ کر اس حجرے میں پہنچا جس کا ذکر میں پہلے کسی جگہ کرچکا ہوں اور وہاں

پتھر کی ایک میز کے سامنے سیتی کے ہیکل کے کاہن اعظم بیٹھے ہوئے تھے۔ اس پانچ سال میں وہ کچھ زیادہ ہی بوڑھے ہوگئے تھے۔ میں نے جھک کر ان کے ہاتھ چوم لیے اور انہوں نے مجھے دعا دی۔

میری طرف دیکھو ہرماسیس' انہوں نے کہا' میری طرف دیکھو تاکہ میں تمہارے دل کا حال معلوم کرسکوں اور وہ بہت دیر تک میری آنکھوں میں دیکھتے رہے۔

ہوں' میں تمہارے دل کا حال پڑھ سکتا ہوں۔ کچھ دیر بعد انہوں نے کہا۔

تم ایک نوزائیدہ بچے کی طرح پاک وصاف اور ایک صد سالہ بوڑھے کی طرح عالم ہو۔ نہیں' میں دھوکا نہیں کھا سکتا۔ ہرماسیس تمہاری جدائی کے سال بہت کٹھن گزرے لیکن میں نے اپنے دل پر پتھر رکھ کر تمہیں انوال را بھیج دیا بتاؤ ہرماسیس وہاں تمہارے دن کس طرح گزرے' تمہارے خطوط مجھے سب کچھ نہ بتا سکتے تھے' تم باپ کے دل سے واقف نہیں ہو بیٹے۔

چنانچہ میں نے انہیں گزشتہ پانچ سال کے حالات سنا دیئے جو میں نے انوال را میں گزارے تھے آدھی رات تک ہم اسی حجرے میں بیٹھے باتیں کرتے رہے۔ آخر میں والد صاحب نے مجھ سے کہا کہ اب مجھے اس آخری راز سے واقف ہونے کی تیاری کرنا چاہیے جو صرف اسی آدمی پر ظاہر کیا جاتا ہے جو دیوتاؤں کا چہیتا ہو۔

چنانچہ تین مہینہ تک میں مقدس رسم کے مطابق اس کڑی اور آخری آزمائش کے لیے اپنے آپ کو تیار کرتا رہا' ان تین مہینوں میں میں نے گوشت سے پرہیز کیا۔ رات دن مراقبے میں رہا اور دیوتاؤں سے قریب تر ہوتا گیا۔ میں ساری ساری رات قربان گاہ کے سامنے عبادت میں مصروف رہتا اور جب سوتا تو دیوتاؤں سے ہمکلام ہوتا۔ دنیا اور اس کے لوازمات کی چاہ اب میرے دل میں نہ تھی۔ میں اپنے آپ کو دنیوی خواہشات سے الگ کرچکا تھا میری روح بلند پرواز عقاب کی طرح دنیا اور اس کی غلاظتوں سے بہت اوپر فضاؤں میں پہنچ چکی تھی دنیا کا حسن اسے اپنی جگہ سے ہلا تک نہ سکتا تھا۔ اوپر آسمان کا وسیع گنبد تھا جہاں ستاروں کا لامتناہی جلوس اپنے جلو میں فانی انسانوں کی قسمتیں لیے گزرتا رہتا تھا۔ جہاں مقدس دیوتا اپنے آتشی تخت پر بیٹھے مقدر کے پہیئے کو ایک سے دوسرے فلک تک لڑھکتے دیکھ رہے تھے۔ میں نے اپنے آپ کو اپنی روح کو بہت بلند کرلیا تھا۔ کاش ان مبارک دنوں میں میری روح میرے جسم کو چھوڑ کر دیوتاؤں کے حضور پہنچ گئی ہوتی' لیکن افسوس ایسا نہ ہوا۔ میری قسمت میں تو روسیاہ ہونا لکھا تھا۔

اور یوں امتحان کا وہ زمانہ گزرتا رہا اور مقدس دن قریب آ گیا جبکہ میں دیوی ایزیس کے روبرو کھڑا ہونے والا تھا۔ کوئی عاشق اپنے معشوق سے ملنے کے لیے اتنا بیتاب و بے قرار نہ ہوگا جتنا کہ اے مقدس دیوی میں تجھ سے ملنے کے لیے تھا۔ کسی عاشق نے وصل کی رات کا انتظار اتنی بے چینی سے نہ کیا ہوگا جیسا کہ میں نے اس دن کا کیا تھا حتیٰ کہ اب بھی جبکہ میں بیوفائی کر کے ملعون ہو چکا ہوں' اے دیوی ایزیس میرا دل تمہاری طرف کھنچ رہا ہے میں نے جو وعدہ کیا تھا وہ بھی مجھے یاد ہے لیکن میں مجبور ہوں کہ یہاں ان اسرار پر سے پردے ہٹا دوں جن کو نہ اٹھانے کی میں نے قسم کھائی تھی۔ میں مجبور ہوں اور اپنی اس جرأت کی معافی چاہتا ہوں میں ان اسرار کو ظاہر کر رہا ہوں جو ابتدائے آفرینش سے لے کر آج تک ظاہر نہیں کیے گئے۔

اور جب میرے امتحان کے دن پورے ہوئے تو دیوتا ازیرس کے تیوہار کے دن شروع ہوئے اور پورے سات دن تک مقدس جشن منایا گیا۔ دیوتا ازیرس کے قتل کا منظر دکھایا گیا۔ دیوی ایزیس کا دکھ گیتوں میں گایا گیا اور پھر ازیرس کے دوبارہ جی اٹھنے کا ڈرامہ کھیلا گیا[1]۔ مقدس جھیل میں کشتیاں تیرتی رہیں اور کاہن قربان گاہ کے سامنے اپنے جسم کو اذیتیں پہنچاتے رہے۔ پورے سات دنوں تک یہی ہوتا رہا۔

اور جب ساتویں دن کا سورج غروب ہوا تو لوگ پھر جمع ہوئے اور جلوس ہیکل سے نکل کر شہر کی سڑکوں پر گزرنے لگا۔ آگے آگے وہ لوگ تھے جو راستہ صاف کرتے جاتے تھے۔ ان کے پیچھے کاہن کے دوہرے لباس میں ملبوس اور ہاتھ میں عصا لیے ہوئے میرے والد تھے ان کے پیچھے میں تھا۔ سفید چغہ میں ملبوس اور میرے پیچھے پجاریوں کا گروہ تھا۔ جو مقدس جھنڈے اور بت اٹھائے تھے اور ان کے پیچھے ازیرس کی موت پر ماتم کرنے والوں کا گروہ تھا یہ ماتم کرنے والے کالے کپڑے پہنے ہوئے تھے کیونکہ خدائے شر ''ست'' نے ازیرس کو دغا سے مار ڈالا تھا جلوس شہر کی سڑکوں پر سے گزرتا ہوا ہیکل کی طرف واپس ہوا' اور جب میرے والد باب ہیکل میں داخل ہو رہے تھے تو کسی نے نہایت دردناک آواز میں ازیرس کی موت کا نغمہ چھیڑ دیا' پجاری' کاہن اور دوسرے لوگ زار و قطار رونے لگے کیونکہ ازیرس مر چکا تھا[2]' عورتوں نے اس کی یاد میں اپنے بال نوچ لیے تھے' اور سینہ کوبی کر رہی تھیں۔

سورج کے غروب ہونے تک یہی ہوتا رہا اور جب سورج غروب ہو گیا تو کاہن اعظم نے ازیرس دیوتا کا بت[3] اپنی آستین میں سے نکال کر بلند کیا اور ان لوگوں کو دکھایا جو ہیکل

کے صحن میں کھچا کھچ بھرے ہوئے تھے۔ مبارک ہو' مبارک ہو' کاہن اعظم چلائے' دیوتا دوبارہ زندہ ہو گئے۔ مبارک ہو' مبارک ہو' لوگ چلائے۔

اور ماتم کرنے والوں نے اپنے سیاہ کپڑے پھاڑ دیئے عورتوں نے اپنے بالوں کے جوڑے باندھ لیے اور ہیکل کی دیواریں خوشی و مسرت کے نعروں سے ہل گئیں اور پھر سب لوگ ازیرس دیوتا کے سامنے سجدہ ریز ہو گئے کیونکہ اب وہ زندہ ہو چکا تھا اور یہاں آ کر اس مقدس تیوہار کی ساری رسومات ختم ہو گئیں۔

لیکن یہ میرے لیے ابتدا تھی کیونکہ آج رات مجھے ساری رسومات کے ساتھ کاہنوں کے گروہ میں شامل کیا جانے والا تھا۔ آج میں دیوی ایزیس کے روبرو کھڑا ہونے والا تھا' آج میں ان اسرار سے واقف ہونے والا تھا۔ جن سے پورے مصر میں چند آدمیوں کو چھوڑ کر کوئی واقف نہیں۔ میں نے غسل کر کے نیا لباس پہنا اور رسم کے مطابق اندرونی قربان گاہ پر چڑھاوا چڑھایا۔ اس کے بعد ایک اور بھی قربان گاہ تھی جہاں کوئی نہ جا سکتا تھا سوائے دیوی ایزیس کے خاص پجاری کے۔ میں نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا دیئے اور اس طرح بہت دیر تک دعا مانگتا رہا کہ دیوتا اس کڑی آزمائش کے وقت مجھے ثابت قدم رکھیں...... وقت گزرتا رہا یہاں تک کہ دروازہ کھلا اور میرے والد آمنت مہت جو سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے دیوی ایزیس کے خاص پجاری کے ساتھ داخل ہوئے۔ والد صاحب چونکہ شادی شدہ تھے اس لیے دیوی ایزیس کی مقدس قربان گاہ میں تنہا داخل نہ ہو سکتے تھے۔ میں اٹھا اور سر جھکا کر نہایت ادب سے ان کے سامنے کھڑا ہو گیا۔

تم تیار ہو؟ دیوی ایزیس کے کاہن نے پوچھا اور ساتھ ہی اس چراغ کو جسے وہ ہاتھ میں لیے تھا۔ اس طرح بلند کیا کہ اس کی روشنی میرے چہرے پر پڑی۔

اے وہ جسے دیوتاؤں نے انتخاب کیا ہے' پجاری نے کہا' تم دیوی ایزیس کا جلوہ اور جلال دیکھنے کے لیے تیار ہو؟ میں تیار ہوں' میں نے جواب دیا۔

پھر سوچ لو میرے بچے' پجاری نے کہا' یہ کوئی معمولی اور آسان کام نہیں ہے۔ سوچ لو ہرماسیس سوچ لو آج رات کچھ دیر کے لیے مر جاؤ گے تمہاری روح تمہارے جسد خاکی کو کچھ دیر کے لیے چھوڑ دے گی۔ آج تم حقیقت میں کچھ دیر کے لیے مر جاؤ گے اور تمہاری روح عالم ارواح میں پہنچ جائے گی اور دوسری مقدس روحوں کو دیکھے گی اور ان سے ہمکلام ہو گی لیکن میں تمہیں خبردار کیے دیتا ہوں کہ اگر ہنوز تمہارے دل میں کوئی شیطانی وسوسہ ہے تو ہرماسیس

اس عارضی موت کے بعد تمہاری روح دوبارہ تمہارے جسم میں داخل نہ ہوگی تمہارا جسم خاکی برباد ہوجائے گا اور دوسرے اجزا[4] پر کیا گزرے گی' یہ میں نہیں بتا سکتا چنانچہ ہرماسیس کیا تم پاک وصاف ہو؟ اور کیا تم دیوی کے حضور جو ازل سے ہے اور ابد تک رہے گی جانے کو تیار ہو؟

ہاں میں پاک وصاف ہوں میرے دل میں کوئی شیطانی وسوسہ نہیں' میں نے کہا' مجھے دیوی کے حضور لے چلو۔

بہت اچھا' پجاری نے کہا' اور والد صاحب کی طرف گھوم گیا' آمن مہت یہاں سے ہم دونوں ہی آگے جائیں گے......

جاؤ ہرماسیس' والد صاحب نے کہا اور کامیاب و بامراد لوٹو گے جس آدمی کو زمین کی بادشاہت بخشی جانے والی ہو' اسے دنیا اور اس کی لذتوں سے بالاتر ہونا چاہیے' اسے کم سے کم ایک دفعہ اور تھوڑے وقت کے لیے سہی' دیوتاؤں اور مقدس روحوں کے ساتھ رہنا چاہیے کیونکہ اسی طرح وہ مقدس رازوں سے واقف ہوسکتا ہے لیکن یہ یاد رکھو ہرماسیس' کہ دیوتا اس آدمی سے بہت سی توقعات رکھتے ہیں جو ان کے مقدسات جاننے کی جرأت رکھتا ہے۔ اس آدمی کا طرح طرح سے امتحان لیا جاتا ہے۔ چنانچہ ہرماسیس اپنا دل پاک اور مضبوط رکھو تم زمان و مکان کی قید سے آزاد ہوکر دیوتاؤں کی مملکت میں داخل ہونے والے ہو۔ دیوتا تمہیں ایک لافانی تحفہ بخشنے والے ہیں اور اسی تحفہ کے عوض وہ بھی تم سے کچھ طلب کریں گے۔ اگر تم میں اتنی ہمت ہے اور تمہیں یقین ہے کہ تم عالم ارواح میں داخل ہوسکتے ہو' اگر تمہارا دل مضبوط اور تمہاری روح پاک ہے تو جاؤ دیوتا تمہیں کامیابی بخشیں' میں اس قربان گاہ سے آگے نہیں جاسکتا۔ میری دعائیں تمہارے ساتھ رہیں گی۔

والد صاحب کی اس تقریر نے مجھے لرزا دیا اور میں آگے بڑھنے سے ڈرنے لگا لیکن مجھے یقین تھا کہ میری روح پاک ہے۔ شب و روز کی عبادتوں نے میری روح کو اس قابل بنا دیا ہے کہ وہ عالم ارواح میں بلاجھجک دوسری مقدس روحوں کے ساتھ کھڑی ہوسکے اور میں اس موقعہ کو جس کے لیے میں نے یہ سب ریاضتیں کیں یوں ہی جانے دینا نہیں چاہتا تھا۔

پجاری چلو' میں نے کہا۔ میں تیار ہوں۔

اور ہم والد صاحب کو وہیں چھوڑ کر آخری قربان گاہ کی طرف بڑھنے لگے۔

❀ ❀ ❀

حواشی

(1) مصر میں سال کے اندر ایک دن مقرر تھا جبکہ ازیرس کا ماتم کیا جاتا تھا عورتیں نوحہ و فریاد کرتی تھیں اور اس کے بالوں کی یاد میں اپنے بال نوچ ڈالتی تھیں' شہر سائیس کے کاہن ایک مقدس جھیل کے کنارے ازیرس کی زندگی' موت اور دوبارہ زندہ ہونے کے واقعات ڈرامے یا تعزیہ کی شکل میں پیش کرتے تھے اور اس تیوہار کے موقع پر ہی ازیرس کا وہ بت نکالا جاتا تھا جس کا جنسی عضو چوبی ہوتا تھا اور عورتیں جس کی پوجا کرتی تھیں۔

(2) مصری اپنے دیوتاؤں کو انسان کے مانند موجودات میں شمار کرتے تھے مگر ان کو قوت و شجاعت اور عقل و خرد میں انسانوں سے بالاتر جانتے تھے تاہم ان کے نزدیک انسانی جذبات ان دیوتاؤں میں بھی موجود تھے اور وہ ان کی بیوی بچوں اور ان کی موت و پیدائش کے بھی قائل تھے ہر دیوتا ان کے عقیدہ کے مطابق اپنی ماں کے پیٹ سے ہی پیدا ہوتا تھا اور مر کر حیات ابدی حاصل کرلیتا تھا۔

(3) اس بت کا قد دو فٹ کا ہوتا تھا اور اسی کے چوبی عضو جنسی ہوتا تھا۔ (مترجم)

(4) مصریوں کے اعتقاد کے موافق جسم انسانی چار چیزوں سے مرکب تھا۔ خاک' خون' روح اور دیوتا کے سر سے نکلی ہوئی کرنِ حیات۔ (مؤلف)

❀ ❀ ❀

چھٹا باب

عالمِ اَرواح

ہم دیوی ایزیس کی خاص قربان گاہ میں داخل ہوئے۔

وہ جگہ تاریک اور خالی خالی سی تھی۔ دیواروں پر دیوی ایزیس کی تصویر تھی جو اپنے بچے کو دودھ پلا رہی تھیں۔ ان تصویروں کے علاوہ وہاں کوئی بت وغیرہ نہ تھا۔

پجاری نے دروازہ اندر سے بند کر دیا۔

ہرماسیس' اس نے کہا' میں پوچھتا ہوں کہ تم تیار ہو؟

ہاں تیار ہوں۔ میں نے جواب دیا۔

پجاری نے دعا کے طور پر اپنا ایک ہاتھ بلند کیا اور مجھے مقام مقدس کے عین بیچ میں لے آیا اور وہاں اس نے بڑی آہستگی سے چراغ ایک طرف رکھ دیا سامنے دیکھو' اس نے کہا اور خاموش مقام میں اس کی آواز عجیب ہیبت ناک معلوم ہوئی ...... میں نے سامنے دیکھا اور وہاں کچھ نہ تھا لیکن اس طاق سے جو سامنے کی دیوار میں بہت اوپر بنا ہوا تھا اور جس میں دیوی ایزیس کی ''علامت'' رکھی ہوئی تھی' ستسرم[1] کی شیریں اور مسحور کن آواز آنے لگی۔ میں دم بخود کھڑا اس آواز کو سن رہا تھا کہ دفعتاً اسی طاق سے چند آتشی لکیریں لپکیں اور انہوں نے ہوا میں دیوی کی ''علامت'' بنا دی یہ علامت عین میرے سر پر ہوا میں معلق تھی' یکایک آتشی لکیریں سمٹ کر آپس میں خلط ملط ہوگئیں۔ وہ پھیلنے اور سکڑنے لگیں۔ دائیں بائیں اور آگے پیچھے دوڑنے لگیں اور میری حیرت زدہ آنکھوں نے دیکھا کہ وہ دیوی کا چہرہ بنا رہی تھیں۔

آتشی لکیریں ہوا میں جیسے رقص کرتی رہیں ہوا میں آتشی دائرے بنتے اور بگڑتے رہے۔ آتشی لکیریں دوڑ دوڑ کر ملتی جدا ہوتی رہیں پھر وہ اوپر چڑھتی رہیں اور مقدس طاق میں جا کر غائب ہوگئیں ستسرم کی آواز بھی تھم گئی۔

پھر سامنے والی دیوار منور ہوگئی اور میں یکے بعد دیگرے تصویریں دیکھنے لگا' میں

نے قدیم زمانے کا دریائے نیل دیکھا جو صحرا میں سے گزرتا ہوا سمندر سے ہم آغوش ہونے کے لیے بھاگا جا رہا تھا۔ اس کے کنارے غیر آباد اور ویران تھے نہ انسان نظر آ رہے تھے اور نہ ہیکل۔ البتہ عجیب الخلقت پرندے پرواز کرتے نظر آ رہے تھے اور بے ڈھنگے اور عظیم الجثہ چوپائے نیل میں نہا رہے تھے' سورج پہاڑوں کے پیچھے غروب ہو رہا تھا' پہاڑ سنسان اور ویران تھے' پہاڑوں پر صحرا میں اور نیل کے کناروں پر کسی جگہ بھی انسان نظر نہ آ رہے تھے اور مجھے معلوم ہوا کہ یہ انسان کے وجود میں آنے سے بہت پہلے کی دنیا ہے۔

یہ تصویر دھندلی ہو کر غائب ہوگئی اور اب دوسری تصویر ابھری۔ ایک بار پھر میرے سامنے وادی نیل تھی اور اس دفعہ اس کے کناروں پر عجیب مخلوق نظر آ رہی تھی جو بندروں سے ملتی جلتی تاہم وہ بندر نہ تھے لیکن انسان بھی نہ تھے۔ یہ عجیب مخلوق آپس میں لڑ جھگڑ رہی تھی۔ ایک گروہ دوسرے گروہ کی جھونپڑیوں میں آگ لگا رہا تھا' اور وہ پتھر کے کلہاڑوں سے ایک دوسرے کی کھوپڑیاں پھاڑ رہے تھے اور حالانکہ کسی نے مجھ سے کچھ نہ کہا لیکن میں نے خود بخود ہی جان لیا کہ یہ کروڑوں سال پہلے کے انسان ہیں دنیا کے سب سے پہلے انسان۔

پھر تیسری تصویر۔ وہی نیل اور وہی اس کے کنارے لیکن اس دفعہ غیر آباد نہ تھے وہاں خوبصورت شہر تھے اور ان کے دروازوں میں سے مرد اور عورتیں مسلسل آ جا رہی تھیں اور مجھے نہ تو کہیں محافظ نظر آ رہے تھے نہ سپاہی نہ لشکر اور نہ جنگی ساز و سامان' ہر طرف امن و سکون تھا اور فضائیں مقدس تھیں دفعتاً ایک شبیہ جو شعلوں کے سے کپڑوں میں ملبوس تھی۔ ایک عبادت گاہ میں سے نکلی اور ساتھ ہی سازوں کی مسحور کن آواز سنائی دی وہی شبیہ ہاتھی دانت کے اس تخت پر بیٹھ گئی جو دریا کے رخ پر رکھا ہوا تھا اور جب سورج غروب ہوا تو اس شبیہ نے لوگوں کو عبادت کے لیے پکارا۔ سب لوگ جمع ہوگئے اور ایک آواز ہو کر مقدس کلمات کہتے اور تخت پر بیٹھی ہوئی شبیہ کو سجدہ کرنے لگے اور میں نے جان لیا کہ یہ دیوتاؤں کا عہد تھا۔

تصویر پھر تبدیل ہوئی۔

شہر وہی تھا لیکن لوگ دوسرے تھے جن کی آنکھوں سے شیطنت بغاوت اور حرص و ہوا ٹپک رہی تھی۔ یہ لوگ نیکیوں سے نفرت کرتے تھے اور بدیوں سے محبت' شام ہوتے ہی وہی شعلوں کے کپڑوں میں ملبوس شبیہ اسی ہاتھی دانت کے تخت پر رونق افروز ہوئی' اس نے لوگوں کو عبادت کے لیے پکارا لوگ جمع ہوئے لیکن کسی نے اس کو سجدہ نہ کیا۔

ہم لوگ تم سے تھک گئے ہیں' لوگ چلائے' ہم شیطان کی حکومت چاہتے ہیں۔ مار

ڈالو اس نیکی کے پتلے کو اور برائی کے شہنشاہ کو اس کے تخت پر بٹھا دو۔

وہ شبیہ تخت پر سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

تم نہیں جانتے کہ تم کیا کہہ رہے ہو‘ اس نے کہا‘ اگر تم یہی چاہتے ہو تو یہی ہوگا۔ اگر میں مر گیا تو میرے بعد تم تکلیفوں میں مبتلا ہو جاؤ گے اور جب تمہارے مصائب انتہا کو پہنچ جائیں گے تو پھر راہ راست پر آؤ گے۔

اس کا اتنا کہنا تھا کہ ایک دوسری بدصورت اور ڈراؤنی تصویر اسی نیک شبیہ کی طرف لپکی اور اسے قتل کر کے اس کا ایک ایک عضو الگ الگ کر دیا اور لوگوں کی خوشیوں اور مسرتوں کے نعروں کے درمیان وہ بدصورت و ڈراؤنی شبیہ تخت پر بیٹھ کر حکومت کرنے لگی۔ ناگہاں ایک عورت آسمان پر سے اتری اور اس نے شعلوں کے سے کپڑوں والی شبیہ کے اعضاء جمع کیے اور پھر دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر دلخراش انداز میں آہ و فغاں کرنے لگی عین اسی وقت اس کے پہلو میں سے ایک لڑکا نکلا جس کا چہرہ سورج کی طرح روشن تھا۔ اس لڑکے نے جو باپ کا بدلہ لینے والا تھا۔ بدصورت اور ڈراؤنی شبیہ کو تخت پر سے اٹھا کر زمین پر پٹخ دیا پھر وہ دونوں گتھم گتھا ہو گئے اور اسی طرح لڑتے ہوئے آسمانوں کی طرف چلے گئے۔

یکے بعد دیگرے تصویریں میری نظر کے سامنے آتی اور گزرتی رہیں۔

میں نے لشکر دیکھے لوگ دیکھے جو مختلف زبانیں بول رہے تھے اور عجیب وغریب کپڑوں میں ملبوس تھے۔ میں لوگوں کو گزرتے لڑتے اور ایک دوسرے کو قتل کرتے دیکھتا رہا ان میں سے کچھ لوگوں کے چہرے پر تقدس تھا اور کچھ لوگوں کے چہروں پر لعنت برس رہی تھی لیکن کچھ کے چہروں پر نہ تقدس تھا نہ لعنت بلکہ صبر و سکون کے آثار تھے۔ لوگ آتے اور گزرتے رہے اور وہ لڑکا آسمانوں پر اس ڈراؤنی شبیہ سے لڑتا رہا کبھی اس ڈراؤنی شبیہ کا پلہ بھاری ہوتا اور دنیا میں شیطانی حکومت قائم ہو جاتی کبھی لڑکے کا پلہ بھاری ہوتا اور دنیا میں نیک حکومت آ جاتی لیکن دونوں میں سے کوئی بھی فتح یاب نہ ہوا اور یہ بھی معلوم نہ ہوا کہ اس لڑائی کا نتیجہ کیا ہوگا؟

اور میں سمجھ گیا کہ شیطانی اور دیوتائی قوتوں کی جنگ ہے نیکی اور بدی کی جنگ ہے اور میں نے دیکھا کہ انسان ان دونوں کے اثر میں ہے کبھی تو اس کی شیطانی قوت ابھر آتی ہے اور کبھی دیوتائی۔ کبھی تو وہ روشن راہ اختیار کرتا ہے اور کبھی تاریک اور آخر کار دیوتا ازیرس کی روح اس کی مدد کو آتی ہے اور انسان کی روح کو آمنتی میں لے جاتی ہے۔[2]

اور یہ ازیرس کا اسرار تھا جو مجھ پر ظاہر کیا گیا۔

اور جب میں یہ تصویریں دیکھ رہا تھا تو خود بخود میں مذہب اور دیوتاؤں کے صحیح مطلب سے واقف ہوا۔ میری آنکھوں کے سامنے سے پردہ سا ہٹ گیا‘ میں سمجھ گیا‘ قربانی‘ مادر وطن اور مذہب کے لیے قربانی‘ یہ تھا وہ اسرار جو مجھ پر ظاہر کیا گیا۔

تصویریں ختم ہو گئیں اور دیوی ایزیس کے پجاری نے مجھ سے کہا۔

ہرماسیس ان واقعات کو جو تمہیں دکھائے گئے تم نے سمجھ لیا؟

ہاں سمجھ لیا۔ میں نے جواب دیا‘ تو کیا اب سب رسومات ختم ہو گئیں؟

نہیں‘ یہ ابتدا تھی‘ اب جو کچھ ہوگا‘ اسے تنہا تم دیکھو گے‘ میں تمہیں یہیں چھوڑ کر جا رہا ہوں اور صبح تمہیں لینے آؤں گا۔ ایک بار پھر میں تمہیں خبردار کرتا ہوں ہرماسیس کہ اب تم جو کچھ دیکھنے جا رہے ہو اسے دیکھ کر بہت کم لوگ زندہ رہ سکے ہیں۔ میں نے اپنی عمر میں صرف تین آدمی ایسے دیکھے جنہوں نے یہ اسرار دیکھنے کی کوشش کی تھی۔ اور میں صبح انہیں لینے گیا تو ان تین میں سے صرف ایک زندہ تھا لیکن وہ بھی پاگل ہو گیا تھا‘ خود میں نے عالم ارواح میں جانے کی جرأت نہیں کی۔

بس تو آپ جائیے‘ میں نے کہا‘ میری روح بے چین ہے اور میں اس عالم کی سیر کیے بغیر واپس نہ آؤں گا۔

پجاری نے ہاتھ اٹھا کر مجھے آشیر باد دی اور چلا گیا میں نے دروازہ بند ہونے کی آواز سنی پھر پجاری کے قدموں کی چاپ سنائی دی جو دور ہوتی جا رہی تھی یہاں تک کہ مدھم ہوتے ہوتے غائب ہو گئی۔

اور اب میں تنہا تھا‘ قربان گاہ میں خاموشی طاری تھی رفتہ رفتہ خاموشی گہری ہوتی چلی گئی‘ گہری اور گہری یہاں تک کہ وہ مجھے اپنے دل میں اترتی ہوئی محسوس ہوئی اور پھر وہ خاموشی میرے دل میں اتر کر جیسے گرجنے لگی میں نے کچھ کہا اور آواز چھت سے ٹکرا کر ایک بوجھ کی طرح جیسے مجھ پر آ پڑی...... میں کیا دیکھنے والا تھا‘ کیا میں اس جوانی کے عالم میں مر جانے والا تھا‘ مجھے خبردار کیا گیا تھا کہ میں بھیانک خطرات سے دوچار ہونے والا تھا لیکن وہ خطرات کیا تھے۔ یہ مجھے کسی نے نہ بتایا تھا۔ ایک عجیب طرح کا خوف مجھ پر مسلط تھا۔ میرا جی چاہتا تھا کہ میں بھاگ جاؤں‘ بھاگ جاؤں‘ کہاں‘ کس طرح؟ دروازہ بند تھا۔ نہیں میں بھاگ نہیں سکتا تھا۔ میں دیوتاؤں کے ساتھ تنہا تھا۔ میں اس قوت کے ساتھ تنہا تھا جس سے میں نے ہر حال میں مدد طلب کی تھی...... نہیں میرا دل پاک و صاف تھا‘ نہیں میں اس وحشت

کا مقابلہ کروں گا۔ میں یہ دیکھوں گا جو کسی نے نہ دیکھا تھا' مادر مقدس ایزیس! میں نے دعا کی میری مدد کر میں بے ہوش ہو رہا ہوں' میری مدد کر۔

اور پھر دفعتاً کچھ ہوا' ایک فوری تغیر۔ میرے چاروں طرف ہوائیں سرسرانے لگیں۔ پراسرار چمکدار آنکھیں مجھے دیکھنے لگیں اور عجیب پراسرار سرگوشیوں سے فضا بھر گئی...... اندھیرے کی چادر میں روشنی کی سلاخیں پھیل گئیں۔ یہ سلاخیں ایک دوسرے کو قطع کرنے اور آگے پیچھے بھاگنے لگیں اور فضا میں عجیب عجیب پراسرار حروف لکھنے لگیں جنہیں میں پڑھ نہ سکا' روشنی کی سلاخیں پھیلیں اور حروف آپس میں گڈمڈ ہو گئے پھر وہ مدھم ہونے لگیں ......وہ مدھم ہو گئے' نورانی دائرے بننے اور بگڑنے اور گول گول گھومنے لگے ......وہ نیچے اترے......اور میں ......اوپر اٹھنے لگا ......نور کا ایک سیلاب مجھے اوپر' اوپر ہی اوپر لیے جا رہا تھا...... یہاں تک کہ میں گردش کرتے ہوئے ستاروں کی آواز سننے لگا ...... زوں ...... زوں ...... پھر نورانی سیلاب مجھے لے کر نیچے اترا...... نیچے ......اور نیچے ......کچھ ہی دیر بعد روشنی مدھم ہونے لگی اور مہیب اندھیرے روشنی پر فتح پانے کو لپکے' مہیب اندھیرے نور کی چادر میں پیوست ہونے لگے ......اندھیرے کی سلاخوں نے نورانی چادر میں شگاف ڈال دیئے نور بکھر گیا اور اب اندھیرا تھا اور اس اندھیرے میں تنہا میں تھا لیکن میرا بدن روشن تھا۔ میں پیکر نورانی میں تبدیل ہو گیا تھا' کہیں دور سے' آسمانوں کے اس پار سے موسیقی کی آواز ابھری ...... وہ میرا پیچھا کرتی رہی ...... میلوں تک یہاں تک کہ میں اس سرحد سے آگے نکل گیا' پھر دوسری طرح کی موسیقی کا سیلاب آیا قریب اور قریب ......اور یہ سیلاب میرے سر پر سے گزر گیا۔ موسیقی کے ان دو سیلابوں نے جن میں سنترم اور نرسنگے کی آواز نمایاں تھیں' مجھے نیم جان کر دیا ...... اور پھر وہی الوہی خاموشی۔

میری جسمانی قوتیں۔ میرے بدن میں سے سرکنے لگیں میری جان سمٹ کر میرے منہ کی طرف لپکی ......اور سامنے موت کھڑی تھی مجسم اور بھیانک وہ میرے قریب آئی اور دھواں بن کر میرے دل پر اتر گئی' میرا دل برف کی ڈلی سا ہو گیا' لیکن میرا دماغ اب تک کام کر رہا تھا۔ میں سوچ سمجھ سکتا تھا۔ میں زندگی سے دور اور موت سے قریب تھا۔ میں مر رہا تھا۔ تیزی سے مر رہا تھا اور اس کیفیت کو مرنے کی بھیانک کیفیت کو الفاظ بیان نہیں کر سکتے تھے۔ میں نے دعا کرنی چاہی لیکن نہ کر سکا۔ میری زبان بند ہو چکی تھی۔ میرا دل سرد تھا اور میں ارضی چیزوں سے دور اور سماوی چیزوں سے قریب ہوا جا رہا تھا۔ میں نے دعا کے لیے آخری

جدوجہد کی اور ساتھ ہی عجیب طرح کی سردی اور خاموشی میرے ذہن میں رینگ آئی' دفعتاً میرا خوف دور ہو گیا ...... میری آنکھیں بند ہونے لگیں' مجھے نیند آ رہی تھی۔ نہیں میں مر رہا تھا ......مر رہا تھا۔ اور پھر کچھ' کچھ نہ تھا۔

اور پھر کچھ ہوا' ایک تغیر — ایک انقلاب — ایک کے بعد دوسری زندگی میں زندہ ہو رہا تھا — میں زندہ ہو رہا تھا — میں زندہ ہو گیا لیکن۔ اس دوسری اور پہلی زندگی کے بیچ میں ایک خلیج حائل تھی' گہری اور اندھیری خلیج میں عبادت گاہ کی تاریکی میں تھا' لیکن یہ تاریکی مجھے اندھا نہ کر سکتی تھی۔ میں اس اندھیرے میں بھی دیکھ رہا تھا۔ بالکل اس طرح جس طرح کہ دن کی روشنی میں دیکھ سکتا ہوں ......میں عبادت گاہ کی تاریکی میں کھڑا تھا۔ یہ میں تھا۔ تاہم میں یہ نہ تھا بلکہ یہ میرا پیکر نورانی تھا یہ میری روح تھی جو کھڑی تھی کیونکہ میرے قدموں میں ہی میرا جسد خاکی پڑا ہوا تھا' بے جاں اور ٹھنڈا۔ اور میں ......اپنے ہی ہرماسیس کے مردہ جسم کو دیکھ رہا تھا۔

میں یوں حیران کھڑا اپنے ہی مردہ جسم کو دیکھ رہا تھا کہ ناگہاں دو آتشی بازوؤں نے مجھے اٹھا لیا اور بجلی کی سی تیزی سے مجھے اوپر لے چلے پھر مجھے پھینک دیا گیا میں گرا' خلا کے عمیق گڑھے میں گرا اور ہزاروں ستارے میرے قریب سنسناتے ہوئے گزر گئے۔ میں دس لاکھ ...... پھر دس لاکھ ...... دیوتا جانیں کتنے لاکھ میل گرتا رہا یہاں تک کہ ایک روشن مقام پر منڈلانے لگا۔ یہ ابدی روشنی تھی روشنی تھی اور اس روشنی میں ہیکل' محلات اور عجیب وضع کے مکانات چمک رہے تھے کسی نے ایسے ہیکل محلات اور مکانات خواب میں بھی نہ دیکھے ہوں گے اور یہ ہیکل' محلات اور مکانات اینٹ اور گارے کے بنے ہوئے نہ تھے بلکہ روشنی اور تاریکی کے بنے ہوئے تھے اور میری نظروں ہی کے سامنے مسلسل تبدیل ہو رہے تھے یعنی جہاں روشنی تھی وہاں تاریکی آ جاتی اور جہاں تاریکی تھی وہاں روشنی۔ حتیٰ کہ اس مقام پر موت کی شہر پناہ بھی روشنی اور تاریکی سے بنی ہوئی تھی۔ درخت کے پتوں کی سرسراہٹ میں موسیقی تھی اور ہوا کے جھونکوں میں غمناک نغمے۔

یک لخت بہت سی پراسرار' حیران کن اور مسلسل بولتی ہوئی شبیہیں[3] میرے استقبال کو دوڑیں اور مجھے ہاتھوں ہاتھ لے چلیں' یہاں تک کہ میں زمین پر کھڑا تھا۔ دوسری زمین پر — کون آ رہا ہے۔ ایک رعب دار آواز نے پوچھا۔

ہرماسیس' مسلسل بدلتی ہوئی شبیہوں نے جواب دیا' جسے عالم فانی سے دیوی ایزیس سے ہمکلام ہونے اور اس کا جلوہ دکھانے کے لیے طلب کیا گیا ہے۔

دروازے کھول دو۔ اسی رُعب دار آواز نے کہا' دروازے کھول دو اور اس آنے
والے کے ہونٹوں پر مہر خاموشی لگا دو تا کہ اس کی آواز عالم ارواح کی مقدس آوازوں میں بے
آہنگی نہ پیدا کر سکے۔ اس کی بینائی چھین لو تا کہ یہ آنے والا وہ چیزیں نہ دیکھ سکے جو اس کے
دیکھنے کی نہیں ہیں' اور ہرماسیس کو جسے عالم فانی سے طلب کیا گیا ہے۔ اس نورانی راستہ سے لے
آؤ جو مقام مقدس تک پہنچاتا ہے' تمہارا آنا مبارک ہو اے عالم فانی کے انسان۔ آؤ آگے بڑھو
لیکن پہلے ذرا اوپر نظر کرو تا کہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ تم اپنی دنیا سے کتنی دور لائے گئے ہو۔

میں نے اوپر نظر کی اس نورانی شہر کے اوپر اندھیرا تھا اور اس اندھیرے میں ایک
ننھا سا ستارہ چمک رہا تھا۔

دیکھو اس ستارے کو دیکھو' اسی رعب دار آواز نے کہا' یہی وہ دنیا ہے جسے تم چھوڑ کر
یہاں آئے ہو' دیکھو اور دیوتاؤں کی عظمتوں اور لافانی قوتوں کا اقرار کرو۔

پھر ایک ٹھنڈے ہاتھ نے میرے ہونٹوں اور آنکھوں کو چھوا اور اب میں گونگا اور
اندھا تھا' شہر کے دروازے کھلے اور میں اندر دھکیل دیا گیا۔ میں تیزی سے چلا' دیوتا جانیں کس
طرف' میرے پیر زمین کو نہ چھو رہے تھے میں شاید اڑ رہا تھا' پھر میں زمین پر کھڑا کر دیا گیا اور
اسی رعب دار آواز نے کہا۔

اس کی گویائی اور بینائی اسے واپس دو تا کہ فانی دنیا کا یہ انسان اس کی آواز سن سکے
اور اسے دیکھ سکے جو ازل سے ہے اور ابد تک رہے گی۔

ایک بار پھر میرے ہونٹوں اور آنکھوں کو سرد ہاتھ نے چھوا اور مجھے اپنی گویائی و
بینائی واپس مل گئی۔

میں نے اپنے آپ کو سنگ سیاہ کے ایک وسیع و عریض کمرے میں کھڑا پایا' اس کی
چھت اتنی بلند تھی کہ میں اس تیز ارغوانی روشنی میں جو کمرے میں پھیلی ہوئی تھی' اس کی محرابیں
نہ دیکھ سکا کمرے کی فضا میں مسحور کن موسیقی لہریں لے رہی تھی اور کمرے کی دیواروں سے لگی
پروں والی شبیہیں مؤدب کھڑی تھیں ان کے جسموں سے ایسا نور پھوٹ رہا تھا کہ میں ان کی
طرف دیکھ نہ سکتا تھا۔ کمرے کے عین بیچ میں چوکور چھوٹی سی قربان گاہ تھی اور میں اس قربان
گاہ کے سامنے کھڑا ہوا تھا دفعتاً اسی رعب دار آواز نے کہا۔

اے دیوی' اے ایزلیس' جو ازل سے ہے اور ابد تک رہے گی۔ سن اور اے دیوی
سن' ہرماسیس جسے فانی دنیا سے طلب کیا گیا ہے' تیری قربان گاہ کے سامنے کھڑا ہے۔ تجھ سے

ہمکلام ہونے کے لیے' اس کے ہونٹوں پر سے مہر خموشی توڑ دی گئی ہے اور اس کی آنکھوں پر
سے پردے ہٹا دیئے ہیں اور اس کے دل سے غلاظت دور کر دی گئی ہے' سن اے دیوی سن۔
اور نیچے تشریف لا — آ...... شعلے کے روپ میں آ — روح کے روپ میں آ یا...... آواز کے
روپ میں آ...... آ اپنی قربان گاہ پر آ...... آ اپنا جلوہ دکھا۔

آواز خاموش ہو گئی کمرے میں خاموشی چھا گئی پھر اس خاموشی میں سے سمندر کی
موجوں کی آواز سنائی دی یہ آواز ابھرنے لگی اور پھر گزر گئی۔ ایک اور چیز جو دیوتا جانیں کیا تھی
میرے سر پر سے گزری گھبرا کر میں نے اپنا چہرہ ہاتھوں سے ڈھک لیا تھا اور میں نے انگلیوں
کے بیچ میں سے دیکھا کہ ایک کالی بدلی قربان گاہ پر ٹھہری ہوئی تھی اور اس میں آتشی سانپ
دوڑ رہا تھا۔

اور پھر کمرے میں کھڑی ہوئی پروں والی نورانی شبیہیں سجدے میں گر گئیں اور
عظمت و بڑائی کے گیت گانے لگیں میں ان گیتوں کے بول نہ سمجھ سکا یکلخت وہ بدلی قربان گاہ
پر جیسے بیٹھ گئی بدلی میں سے آتشیں سانپ نکل کر میری طرف آیا اور اپنی دوشاخی زبان سے
میرا ماتھا چھو لیا اور ساتھ ہی بدلی میں سے ایک بے حد شیریں اور غیر ارضی آواز سنائی دی۔

تم جاؤ اور مجھے اپنے ارضی بیٹے کے ساتھ جسے میں نے طلب کیا ہے تنہا چھوڑ دو۔

پروں والی' نورانی شبیہیں اٹھیں اور تیر کی طرح ہوا میں تیرتی ہوئی کمرے سے باہر
چلی گئیں' ہرماسیس' اسی شیریں آواز نے کہا' گھبراؤ نہیں میں وہی ہوں جسے تم دیوی ایزلیس اور
مادر مقدس کے نام سے یاد کرتے ہو' میں ایزلیس ہوں۔ حیات میری روح ہے اور قدرت میرا
لباس' میں معصوم بچے کی مسکراہٹ اور دوشیزہ کی محبت ہوں۔ میں ماں کا محبت بھرا بوسہ ہوں۔
میں نظر نہ آنے والی ذات کی بیٹی ہوں اس ذات کی جو قسمت اور قدرت ہے' جب ہوا چلتی
ہے اور سمندر میں مدوجزر ہوتا ہے تو اس میں ہرماسیس تم میری آواز سنتے ہو' اور جب تم آسمان
پر تارے دیکھتے ہو تو وہ میرا ہی ایک روپ ہوتا ہے' جب موسم بہار میں پھول کھلتے ہیں تو اے
ہرماسیس وہ میری مسکراہٹ ہوتی ہے کیونکہ میں سراپا قدرت ہوں چنانچہ قدرت کے جتنے بھی
روپ ہیں' سب میرے روپ ہیں' میں تمہاری اور ہر آدمی کی سانس میں ہوں' میں دل کی
دھڑکنوں میں ہوں۔ میں ابھرتے اور ڈوبتے چاند میں ہوں۔ میں سوز میں ہوں اور ساز میں
ہوں' اور میں سورج کے طلوع و غروب میں ہوں' میں بجلی کی چمک اور بادل کی گرج میں ہوں
دنیا کی کوئی چیز میری عظمت سے بڑھ کر نہیں اور دنیا کی چھوٹی سے چھوٹی اور عظیم سے عظیم چیز

ایسی نہیں جس میں میں نہ ہوں' میں ہر جگہ ہوں اور ہر وقت ہوں' میں تم میں ہوں اور تم مجھ میں ہو۔ چنانچہ جو تمہیں خوش کرے گا مجھے خوش کرے گا جو تمہیں دکھ دے گا مجھے دکھ دے گا چنانچہ ہرماسیس خوف نہ کرو...... کیونکہ ہم دونوں زندگی کے بندھن میں جکڑے ہوئے ہیں۔[4]

تم نے میری خوب عبادت کی ہرماسیس' شیریں آواز نے کہا' تم نے میرے لیے ایسی ایسی ریاضتیں کیں جو عام آدمیوں کے بس کا روگ نہیں' آفریں ہے کہ تم نے میری خاطر اپنی جاں تک کی پروا نہ کی۔ مقررہ وقت سے پہلے جسد خاکی کو چھوڑنا بڑی بات ہے' ہرماسیس! میرے بچے میں خود تمہارے دیدار کی متمنی تھی کیونکہ دیوتا اسے پیار کرتے تھے جو دیوتاؤں سے پیار کرتا ہے۔ چنانچہ اے ہرماسیس میں نے تمہیں یہاں طلب کیا' تمہیں وہ رات یاد ہے جب تم نے باب ہیکل کی چھت پر سے مجھے آواز دی تھی اور کوئی نشان طلب کیا تھا؟ تم بھولے تو نہ ہو گے کہ تم نے اپنی ہتھیلی میں کنول کا پھول پایا تھا۔ وہ پھول' اے ہرماسیس میں ہی دے گئی تھی۔ تم نے نشان طلب کیا تھا جو میں نے تمہیں دیا تھا' تم فراعنہ کی اولاد ہو' ان فراعنہ کی جو میرے پرستار تھے' اگر تم نے اپنا دل پاک وصاف رکھا تو مصر بالا اور مصر زیریں کا تاج اپنے سر پر رکھو گے۔ ہرماسیس مصر کو بے دینوں کی غلامی سے آزاد کر کے ایک دفعہ پھر لوگوں کو میرے سامنے جھکا دو۔ ان دنوں تمہاری ایزلیس ایک بھولا ہوا افسانہ ہو کر رہ گئی ہے۔

آواز خاموش ہوگئی۔ میں نے ہمت کر کے پوچھا۔

دیوی جی! کیا میں کامیاب ہوں گا۔

یہ نہ پوچھو' اس سوال کا جواب دینے کی مجھے اجازت نہیں ہے۔ بہت ممکن ہے کہ میں تمہارا انجام جان لوں لیکن میں ایسا کرنا نہیں چاہتی کیونکہ ممکن ہے کہ یہ معلوم کرنا افسوسناک ہو۔ تاہم یہ وعدہ کرتی ہوں کہ ہر جگہ اور ہر دم تمہارے ساتھ رہوں گی۔ ہوشیار رہنا ہرماسیس کہیں تم ٹھوکر نہ کھا جاؤ۔ اگر ایسا ہوا تو یہ یاد رکھو ہرماسیس! آنتی کے عذاب سے بچ نہ سکو گے۔

اور اب ہرماسیس! تم نے میری چونکہ عبادت کی ہے' اس لیے مستحق ہو کہ تم میرا جلوہ دیکھو.....لو......دیکھو۔

آواز خاموش ہوگئی قربان گاہ پر بیٹھی ہوئی بدلی سمٹنے پھیلنے اور تبدیل ہونے لگی۔ وہ سیاہ سے سفید ہوگئی وہ چمکنے لگی وہ پھیلی' بڑھی اور بلند ہوئی اور اس نے ایک کفن پوش عورت کا روپ لے لیا اور آتشیں سانپ لپک کر عورت کی پیشانی پر زندہ تاج کی طرح بیٹھ گیا۔

دفعتاً عورت نے کچھ الفاظ کہے بدلی پگھل کر ہوا میں تحلیل ہوئی اور میں نے دیوی ایزلیس کا جلوہ وجلال دیکھا۔ میں نے کیا دیکھا' یہ میں نہیں بتا سکتا کیونکہ میں وہ سب کچھ بتا چکا ہوں جو نہ بتانے کی قسم کھا چکا تھا لہٰذا بہت ممکن ہے کہ دیوی ایزلیس کا سراپا بیان نہ کر کے ہی میں نجات حاصل کرسکوں وہ صورت میری نظروں کے سامنے اب بھی گھوم رہی ہے۔ میں تصور کی آنکھوں سے وہ چہرہ دیکھ رہا ہوں جس کا آدمی تصور بھی نہیں کرسکتا۔ رعب حسن سے میرے بدن میں تھرتھری پڑ گئی اور زیادہ تاب نہ لا کر میں اسی جگہ بے ہوش ہو کر گرا۔

اور جب میں بیہوش سو رہا تھا تو مجھے یوں محسوس ہوا جیسے وہ سنگ سیاہ کا کمرہ شعلوں میں تبدیل ہو گیا ہے پھر ایسی آوازیں آنے لگیں جیسے دنیا وقت کے سیلاب میں تیزی سے گزر رہی ہو پھر کیا ہوا میں نہیں جانتا۔

❁❁❁

حواشی

(1) ایک طرح کا ساز جو دیوی ایزلیس سے منسوب کیا جاتا تھا اور جس کی آواز میں بڑی عارفانہ معنی خیزی سمجھی جاتی تھی۔ (مؤلف)

(2) غالباً قارئین سمجھ گئے ہوں گے کہ مصنف نے یہ دیوتا ازیرس کے قتل' ست کی حکومت' ایزلیس کے ماتم اور ہورلیس کا ست سے اپنے باپ کا بدلہ لینے کا واقعہ بیان کیا ہے۔ (مؤلف)

(3) مصریوں کے اعتقاد کے مطابق مرنے کے بعد نیک آدمیوں کی روحیں کلنگ گھڑیال اور لومڑیوں وغیرہ کی صورتیں اختیار کر لیتی ہیں ان مسلسل بدلتی ہوئی شبیہوں سے مصنف کی مراد یہی نیک آدمیوں کی روحیں ہیں۔ (مترجم)

(4) پہلے کسی جگہ لکھا جا چکا ہے کہ مصری دیوی دیوتاؤں کی زندگی و موت کے قائل تھے۔ (مترجم)

❁❁❁

ساتواں باب

زندگی! خون! قوت! فرعون! فرعون

مجھے ہوش آ گیا۔

اور میں نے اپنے آپ کو ایزیس کی قربان گاہ کے فرش پر پڑا پایا جو ابیدس کے ہیکل میں تھی۔ دیوی ایزیس کا خاص پجاری اپنے ہاتھ میں چراغ لیے مجھ پر جھکا ہوا شوق اور متجسس نظروں سے مجھے دیکھ رہا تھا۔

ہرماسیس! صبح ہو رہی ہے اور یہ تمہارے نئے جنم کی صبح ہے' دیوتاؤں کی عظمت اور قوتوں کے گیت گاؤ کہ تم عالم ارواح میں جانے کے بعد دنیا میں واپس لوٹ آئے' پجاری نے کہا' اٹھو شاہِ مصر اٹھو مجھے یا اور کسی کو بھی وہ واقعات نہ بتانا جو تم پر گزرے ایزیس کے چہیتے اٹھو۔

میں اٹھا اور پجاری کے ساتھ اس تاریک قربان گاہ سے نکل کر باہر صبح کی روشنی میں آ گیا میں خاموش تھا میں حیران تھا اور خوفزدہ بھی۔ میں اپنے حجرے میں جا کر بستر پر لیٹ گیا اور لیٹتے ہی گہری نیند سو گیا اور کتنی پر سکون نیند تھی وہ! کسی نے حتیٰ کہ والد صاحب نے بھی مجھ سے یہ نہ پوچھا کہ اس رات میرے ساتھ کیا واقعہ ہوا اور میں نے کیا دیکھا۔

اور اس کے بعد میں نے دیوی ایزیس کی عبادت کے لیے اپنے آپ کو وقف کر دیا اور اس عرصہ میں لوگ مصر کے ہر حصہ سے مجھے دیکھنے اور مجھ سے ملنے آتے رہے اور ان سے مجھے معلوم ہوا کہ مصر کا بچہ بچہ مقدونی ملکہ قلوپطرہ سے نفرت کرتا ہے جس دن میری روح میرا جسد خاکی چھوڑ کر عالم ارواح میں گئی تھی۔ اس کے تین مہینہ اور دس دن بعد میرے سر پر مصر بالا اور مصر زیریں کا تاج رکھا جانے والا تھا لیکن تاج پوشی کی یہ رسم خاموشی سے اور خفیہ طور پر ادا کی جانے والی تھی چنانچہ جب میری تاجپوشی کا زمانہ قریب آیا اور مصر کے مختلف شہروں کے نمائندے بھیس بدل بدل کر ابیدس کے ہیکل میں آنے لگے اور وہ لوگ تعداد میں 37 تھے چند تاجروں کے بھیس میں آئے چند ہیکل کے زائرین بن کر اور چند بھکاریوں کے لباس میں اور

ان آنے والوں میں ماموں سیپسا بھی تھے جو ایک حکیم کا روپ دھارن کیے ہوئے تھے حالانکہ انہوں نے بڑی مہارت سے اپنے آپ کو بدلنے کی کوشش کی تھی لیکن ان کی گونجدار آواز ان کا راز فاش کیے دیتی تھی' اس وقت میں نہر کے کنارے ٹہل رہا تھا کہ ماموں سیپسا حکیم کے لباس میں میرے سامنے آ کھڑے ہوئے اور میں نے پہلی ہی نظر میں انہیں پہچان لیا۔

برا ہو تیرا ہرماسیس' جب میں نے نام لے کر ان کا استقبال کیا تو وہ چلائے' عجب جلد باز اور بیوقوف لونڈا ہے۔ ایک گھنٹہ تک بھی میرا راز نہ چھپا سکا لیکن تو نے مجھے پہچانا کس طرح' اور بھئی سچ تو یہ ہے کہ یہ حکیم کا لباس کم سے کم میرے لیے لعنت ہے' بہت بڑی لعنت ہے...... اور پھر انہوں نے بتایا کہ قلوپطرہ کے جاسوس کہیں کھٹک نہ جائیں۔ اس لیے ماموں سیپسا نے ابیدس تک کا سفر پیدل ہی طے کیا تھا لیکن انہوں نے کہا کہ وہ واپس کشتی میں سوار ہو کر جائیں گے اور کوئی دوسرا بھیس بدل لیں گے کیونکہ ابیدس آتے وقت بہت سے لوگ انہیں کسی مریض کو دیکھنے کے لیے اپنے گھر گھسیٹ لے گئے اور سیپسا حکمت کے ابجد سے بھی واقف نہ تھے چنانچہ الٹی سیدھی تشخیص کر کے پیچھا چھڑا کر بھاگ آئے۔ آخر کار سب لوگ آ گئے۔

رات کا وقت تھا اور ہیکل کے سب دروازے بند کر دیئے گئے تھے ان 37 آدمیوں' میرے والد اور دیوی ایزیس کے خاص پجاری کے علاوہ ہیکل میں کوئی نہ تھا اور نہ کسی کو آنے کی اجازت تھی ہاں بوڑھی انا آتوا ہیکل میں ہی تھی جو قدیم رسم کے مطابق میرے بدن پر مقدس تیل لگانے والی تھی اور ان سب لوگوں نے اس راز کو ظاہر نہ کرنے کی قسم کھائی تھی' یہ لوگ ہیکل کے سب سے بڑے اور ستونوں والے حجرے میں جمع ہوئے لیکن میں سفید چوغہ میں ملبوس اس حجرے میں بیٹھا تھا جس کی دیواروں پر قدیم فراعنہ کے نام اور کارنامے تحریر تھے آخر کار میرے والد آمن مہت اپنے ہاتھ میں چراغ اٹھائے ہیکل میں آئے۔ انہوں نے مجھے سجدہ کیا اور پھر مجھے ساتھ لے کر ستونوں والے حجرے کی طرف چلے۔ جہاں لوگ جمع تھے۔ حجرے کے ستونوں پر شمعدانوں میں موم بتیاں روشن تھیں اور ان کی دھندلی روشنی دیوتاؤں کی تصویروں اور حجرے میں بیٹھے ہوئے 37 امراء پجاریوں اور نوابوں پر پڑ رہی تھی ان لوگوں کی موجودگی کے باوجود کمرے میں ایسی خاموشی طاری تھی کہ اگر سوئی بھی گرتی تو اس کا چھناکا سنائی دیتا حجرے کے انتہائی سرے پر ایک تخت رکھا ہوا تھا جس کے دائیں بائیں اور پیچھے پجاری اپنے ہاتھوں میں دیوتاؤں کی مورتیں اور مقدس جھنڈے لیے کھڑے تھے جب میں حجرے میں داخل ہوا تو لوگ اٹھ کھڑے ہوئے۔ میرے والد مجھے لے کر تخت کے سامنے پہنچے

اور مجھے وہیں کھڑے رہنے کو کہہ کر لوگوں سے مخاطب ہوئے ......! اے دوستو! تم لوگ میرے بلاوے پر یہاں جمع ہوئے ہو۔ سو میری بات سنو! میں تمہارے سامنے نہایت عزت و احترام سے شہزادے ہرماسیس کو پیش کرتا ہوں جو مصر کے تاج و تخت کے حقیقی وارث' دیوی ایزلیس کے چہیتے اور اس ہیکل کے موروثی کاہن اعظم ہیں۔ یہ اہرام مصر کے رازوں سے واقف ہیں۔ عالم ارواح کے اسرار بھی اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہیں۔ ہرماسیس براہِ راست فراعنہ کی نسل سے ہیں اور کسی صاحب کو ان کے نسب میں شک ہو تو وہ بلاجھجک اپنے خیالات کا اظہار کر سکتا ہے۔

میرے والد خاموش ہو گئے اور اب سیپسا اٹھے۔

کاہن اعظم' انہوں نے کہا' ہم نے پرانی دستاویزوں اور شاہی شجرے کا نہایت باریک بینی سے مطالعہ کیا ہے اور ہم اقرار کرتے ہیں کہ ہرماسیس قدیم فراعنہ کی ہی اولاد ہیں۔

ہرماسیس دیوی ایزلیس سے ہمکلام ہوئے تھے اور اس کا جلوس دیکھا تھا' یہ ہیکل کے موروثی کاہن ہیں اگر کسی صاحب کو اس سے انکار ہو تو اسے اپنے شکوک ظاہر کرنے کی اجازت ہے۔ والد صاحب نے کہا۔

اب دیوی ایزلیس کا بوڑھا پجاری جو مجھے ایزلیس کی قربان گاہ تک لے گیا تھا' اٹھا ......آمن مہت ہم ہرماسیس کو ہیکلوں اور اہرام کا کاہن اعظم تسلیم کرتے ہیں۔

کوئی صاحب ایسا ثبوت پیش کر سکتے ہیں جو ثابت کر دے کہ ہرماسیس مصر کے تاج و تخت کے حقیقی وارث نہیں ہیں کوئی دوسرا شہزادہ ایسا ہے جو اس تخت کا دعویٰ کر سکے؟

اب ممفس کا ایک بوڑھا نواب کھڑا ہوا۔

ہم نے تحقیق کر لی ہے پورے مصر میں صرف ہرماسیس ہی فراعنہ کی نسل سے ہے۔

تو آپ نے تسلیم کر لیا کہ ہرماسیس فرعون تختنف کی اولاد اور مصر کے تاج و تخت کے صحیح وارث ہیں۔ میرے والد نے کہا۔

ہم نے تسلیم کر لیا' سب نے یک زبان ہو کر کہا۔

آتوا! اب تم آ گئی ہو؟ ان لوگوں کو بتاؤ کہ ہرماسیس کی والدہ مرتے وقت جب پاک روح سے بھر گئی تھیں تو انہوں نے کیا پیشین گوئی کی تھی۔

آتوا' ایک ستون سے نکل کر حجرے کے بیچ میں آ گئی اور اس نے وہ واقعات بیان کر دیئے جن کا ذکر میں پچھلے کسی باب میں کر چکا ہوں۔

آپ حضرات نے سن لیا؟ میرے والد نے کہا اور کیا آپ کو یقین ہے کہ مرنے سے پہلے ہرماسیس کی والدہ اور میری بیوی نے جو کچھ کہا تھا وہ ان کی نہیں بلکہ پاک روح کی آواز تھی۔

ہاں ہمیں یقین ہے' سب نے کہا۔

اب سیپسا اٹھے اور انہوں نے کہا۔

ہرماسیس سب کچھ تم نے کانوں سے سنا اور اب یہ بھی جان لو کہ اس وقت ہم یہاں تمہیں مصر زیریں اور مصر بالا کا فرعون تسلیم کرنے کے لیے جمع ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ آج ہی تمہارے والد اپنے سارے حقوق تم کو بخش دیں گے اور تم کاہن اعظم بھی بن جاؤ گے۔ تمہاری تاجپوشی کی رسم خاموشی سے چوری چھپے ادا کی جا رہی ہے۔ کیونکہ ہم ابھی آزاد نہیں ہیں اور ہمیں اپنی جانوں کا خوف ہے۔ ہرماسیس صورت حال سمجھ لو اور اگر اس کے بعد تمہارا دل گواہی دے تو اس تخت پر بیٹھ جاؤ۔

سنو ہرماسیس کئی صدیوں سے مصر کی مقدس زمین یونانیوں کے ناپاک قدموں اور رومیوں کے منحوس سایے تلے کانپ رہی ہے۔ صدیوں سے ہمارے مذہب اور دیوتاؤں کا مذاق اڑایا جا رہا ہے اور صدیوں سے مصر کے باشندے ظلم کی چکی میں پس رہے ہیں۔ لیکن ہم سمجھتے ہیں اور ہمیں یقین ہے کہ مصر کی آزادی کا وقت آ گیا ہے اور ہرماسیس ان مقدس دیوتاؤں نے تمہیں اس کے لیے منتخب کیا ہے۔ ہرماسیس تم مصر کے نجات دہندہ ہو۔ سنو! بیس ہزار مصری تمہاری ایک آواز تمہارے ایک اشارے کے منتظر ہیں۔ وہ تمہاری آواز پر لبیک کہیں گے تلواریں سونت سونت کر اٹھ کھڑے ہوں گے' اور مصر کے تخت کا راستہ تمہارے لیے صاف ہو گا' تم مصر کے فرعون ہو گے اور تمہاری حکومت اہرام کی طرح پائیدار ہے اور پھر تم رومی فوجوں کے منہ پھیر دو گے۔ قلوپطرہ کی موت ہی مصریوں کے اٹھ کھڑے ہونے کا اشارہ ہو گا اور اس جنس فروش ملکہ کو تم قتل کر دو گے۔ کس طرح؟ یہ تمہیں بتا دیا جائے گا۔

بولو تیار ہو تم؟ بولو مصر اور مصر کے دیوتاؤں کی خاطر تم اپنی جان تک لڑا دو گے بولو' تم وعدہ کرتے ہو کہ دیوتاؤں کی پرستش تم قدیم زمانے کی طرح ہی زور و شور سے جاری کرا دو گے۔ سوچ لو ہرماسیس! یہ مہم خطرناک ہے' تمہاری ذرا سی غلطی ہماری اور خود تمہاری زندگی کا چراغ بجھا سکتی ہے' لیکن ہماری زندگیاں ہیں کس کام کی؟ اس غلامی سے موت ہزار درجہ بہتر ہے اور پھر اس موت کا کیا کہنا جو مادر وطن کو آزاد کرانے کی جدوجہد میں آئے۔ ہرماسیس اٹھو'

مصر تمہیں پکار رہا ہے۔ مصر کے لوگ تمہارے منتظر ہیں۔ آسمانی بجلی کی طرح تڑپ کر گرو اور غلامی کی زنجیروں کو جلا کر خاک کر دو' شاہین کی طرح غوطہ مار کر غاصبوں کے سر پر سے وہ تاج جھپٹ لو جو تمہارا ہے پھر مصر تمہارا ہے' اور......

بس اب زیادہ سننے کی تاب نہیں' میں چلایا' اگر مجھے سو زندگیاں بھی عطا کی جائیں تو میں ان سب کو مصر اور مصریوں پر سے قربان کر دوں گا۔

شاباش! تم سے یہی توقع تھی' سیپسا نے کہا' جاؤ آتو تمہارے ہاتھ پاک کر دے تاکہ تم شاہی عصا کو چھو سکو اور تمہارے ماتھے پر مقدس تیل مل دے تاکہ تمہارے سر پر فراعنہ کا تاج رکھا جا سکے......

چنانچہ میں آتو کے ساتھ دوسرے حجرے میں چلا گیا' آتو نے سونے کے پیالے میں جو قدیم فراعنہ کی یادگار تھا پانی لیا اور میرے ہاتھ دھلانے لگی اور پھر کورے کپڑے کے ٹکڑے کو مقدس تیل میں بھگو کر میری پیشانی پر پھیرنے لگی وہ ساتھ ہی ساتھ بڑبڑاتی بھی جاتی تھی۔

اوہ' ہوائے مصر تو اپنی خوش بختی پر جتنا ناز کرے کم ہے دیکھ یہ شہزادہ تجھے آزاد کرانے جا رہا ہے اور کیسا شہزادہ ہے۔ جوان اور حسین بہت سی عورتیں کہیں گی کہ اس جوان کو کاہن نہ ہونا چاہیے تھا لیکن میرا شہزادہ شادی تو کرے گا ہی ورنہ فرعون کی نسل کس طرح چلے گی' آہ' میں نے اس شہزادے کی خاطر اپنے نواسے کو قربان کر دیا' ہرماسیس! خوش قسمت ہو تم' اور......

بس آتو خاموش رہو' میں نے کہا' اور مجھے خوش قسمت نہ کہو کیونکہ تم میرے انجام سے واقف نہیں اور عورتوں اور ان کی محبت کا ذکر نہ کرو کیوں کہ ان کی محبت اپنے ساتھ رنج و غم اور بزدلی لاتی ہے۔ میں محبت کرنے کے لیے پیدا نہیں کیا گیا' میرا مقصد تو بہت مقدس اور بلند ہے۔

نہیں ایسی بات نہ کہو' آسمان کی نیلاہٹوں میں پرواز کرتا ہوا ہنس کیچڑ میں سوئے ہوئے مگرمچھ کا مذاق اڑاتا ہے لیکن جب وہی ہنس کیچڑ میں پھنس جاتا ہے تو مذاق اڑانے کی باری مگرمچھ کی ہوتی ہے۔ سب دن یکساں نہیں ہوتے اور زندگی ایک ہی راستے پر سیدھی سیدھی نہیں چلی جاتی۔ اس میں بہت سے موڑ آتے ہیں اور ہر موڑ پر ایک نہ ایک عورت ضرور ہوتی ہے اور جان لو کہ عورت مگرمچھ سے زیادہ مکار ہوتی ہے عورتوں کا اور ان کی محبت کا مذاق مت اڑاؤ کیونکہ بہت ممکن ہے کہ آخر کار تم انہی کی گود میں پناہ لو۔ دیوتاؤں کی پوجا تو گنے چنے آدمی کرتے ہیں لیکن عورت کی پرستش ہر مرد کرتا ہے۔

افوہ میری زبان کیسی تیز چل رہی ہے اور تاجپوشی کی مبارک ساعت نکلی جا رہی ہے بس اب تم پاک ہو گئے چلو......

چنانچہ میں پھر اسی بڑے حجرے میں داخل ہوا۔ مجھے دیکھتے ہی لوگ سروقد کھڑے ہو گئے' والد صاحب مجھے فوراً تخت کے سامنے لے گئے اور انہوں نے میرے ہاتھوں میں مات[1] آمن را[2] موت[3] اور خنسو[4] کے سونے کے بت رکھ دیئے۔

ہرماسیس تم ان دیکھے دیوتاؤں کی قسم کھاتے ہو کہ تم ہمارے مصر کے وفادار ہو گے؟ والد صاحب نے پوچھا۔

میں قسم کھاتا ہوں' میں نے جواب دیا......

تم مادر نیل' لافانی اہرام اور مصر کے معبودوں کی قسم کھاتے ہو کہ اپنا فرض ہر حالت میں پورا کرو گے۔

میں قسم کھاتا ہوں۔

تم قسم کھاتے ہو کہ فرعون بننے کے بعد رعایا پر ظلم و جور نہ کرو گے اور مصر کے دیوتاؤں کی پرستش زور و شور سے جاری کر دو گے اور ہیکلوں کو آباد کر دو گے۔ تم قسم کھاتے ہو کہ یونانیوں اور رومیوں سے کسی قسم کے بھی تعلقات قائم نہ کرو گے۔ تم قسم کھاتے ہو کہ یونانیوں اور رومیوں کے ساتھ ان کے دیوتاؤں کو بھی مصر سے نکال دو گے؟ اور تم قسم کھاتے ہو کہ آخر دم تک مصر کی فلاح و بہبود کے لیے کام کرتے رہو گے؟

میں قسم کھاتا ہوں۔

تو دیوتاؤں کا نام لے کر اس تخت پر بیٹھ جاؤ لیکن خبردار ہو جاؤ کہ اگر تم نے اپنی قسم توڑی تو تمہارا انجام برا ہو گا۔

میں تخت پر بیٹھ گیا اور میرے والد نے مصر بالا اور مصر زیریں کا تاج میرے سر پر اور شاہی چوغہ میرے کندھوں پر رکھ دیا اور پھر انہوں نے میرے ہاتھ میں وہ عصا دیا جو زندگی قوت اور دوام کا مظہر تھا۔

ہرماسیس میں تمہیں مصر زیریں اور مصر بالا کا فرعون تسلیم کرتا ہوں۔ آج سے تم فرعون ہو اور اب یہ تمہارا کام ہے کہ وہ تخت حاصل کر لو جس پر تمہارا جائز حق ہے۔ پھلو پھولو اور مصر کو غیروں کی غلامی سے آزاد کرو۔

زندگی! خون! قوت! فرعون! فرعون! کمرے میں جتنے لوگ تھے' سب یک زبان

ہو کر چلائے اور پھر میرے سامنے گر گئے...... اس کے بعد ایک ایک آتا اور حلف وفاداری اٹھاتا رہا' اس کے بعد میں نے ہورس' ایزیس' آمن را اور ازیرس کی قربان گاہوں پر اپنے ہاتھ سے بخورات جلائے اور اس کے بعد میں ہیکل کے اس کمرے میں پہنچا۔ جہاں میرے سر پر تاج رکھا گیا تھا اور جب میں وہاں پہنچا تو امراء' نواب' پجاری جو مصر بالا اور مصر زیریں سے آئے تھے۔ ایک بار پھر میرے سامنے سجدے میں گر گئے۔ اور چلائے:

زندگی! خون! قوت! فرعون! فرعون!

اس کے بعد وہ نذرانے پیش کر کے رخصت ہوئے اور اسی رات کو جب میں اپنے حجرے میں پہنچا جسے فرعون کی خواب گاہ کہا گیا تھا' تو بے حد تھکا ہوا مگر فرعون مصر تھا۔

(اور یہاں پہلا اور سب سے چھوٹا پلندہ ختم ہوتا ہے۔)

❀❀❀
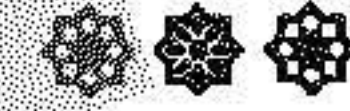
حواشی

(1) یہ قانون کی دیوی تھی اور سورج دیوتا یعنی دیوتا را کی بیٹی سمجھی جاتی تھی اس کی صورت عورت کی سی ہوتی تھی جس کے سر پر قانون کا تاج لگا ہوا تھا۔ (مؤلف)

(2) یہ سورج کا دیوتا تھا اسے آمن بھی کہتے تھے اور "را" بھی۔ اس کے اور بھی بہت سے نام تھے۔

(3) یہ آمن دیوتا کی بیوی تھی اور پیدا کرنے والی قدرت کی مظہر تسلیم کی جاتی تھی۔

(4) یہ آمن دیوتا کا بیٹا تسلیم کیا جاتا تھا اس کی مورت اس طرح بناتے تھے کہ دھڑ آدمی کا اور سر باز کا ہوتا تھا یہ اپنے سر پر چاند اٹھائے دکھایا جاتا تھا اس کے دوسرے نام بھی تھے مثلاً نفر اور حشپ۔ (مترجم)

❀❀❀

زوال

پہلا باب
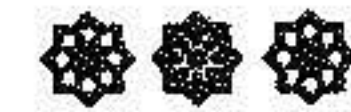
قلوپطرہ

اور یوں تیاری کا طویل زمانہ ختم ہوا اور عملی کام کرنے کا وقت آ گیا۔ سب رسومات پوری ہو چکی تھیں۔ مجھے کاہن اعظم اور فرعون بنا دیا گیا تھا لیکن یہ سب خاموشی کے ساتھ خفیہ طور پر ہوا تھا اور ابھی میں صرف نام ہی کا فرعون تھا۔ مصر کے سب لوگ مجھے نہ جانتے تھے اور اگر جانتے بھی تھے تو صرف دیوی ایزلیس کے کاہن کے طور پر۔ تاہم کئی سو آدمی ایسے تھے جو دل ہی دل میں مجھے فرعون تسلیم کر چکے تھے اور میرے اشارے کے منتظر تھے' عمل کا وقت قریب آ رہا تھا اور میرا دل اس کے لیے بے چین تھا میں یونانیوں کو مصر سے نکالنے کا ارادہ کر چکا تھا' میں مصر کے تخت پر بیٹھنے اور اس کے معبدوں کو آباد کرنے کے لیے بے چین تھا۔ مصر کی قسمت میرے ہاتھ میں تھی اور مجھے اپنی کامیابی کا یقین تھا۔ میں نے آئینے میں اپنی صورت دیکھی تو فتح و کامرانی مجھے اپنے ماتھے پر لکھی نظر آئی' مستقبل کا جگمگاتا ہوا راستہ میرے قدموں تلے سے نکل کر مصر کے تخت کی طرف جاتا نظر آ رہا تھا...... مستقبل ...... میرا اور مصر کا مستقبل ...... چاندنی رات میں چمکتے ہوئے مادر نیل کے پانی کا' سا سیمیں اور درخشاں مستقبل' میں مراقبے کرتا رہا اور دیوی ایزلیس سے ہمکلام ہوتا رہا۔ میں نے کئی ہیکلوں کے نقشے بنا ڈالے' جو میں اپنے عہد سلطنت میں تعمیر کروں گا۔ میں اپنے حجرے کی خاموشی میں خوشی کے نعرے سنتا۔ یہ مصریوں کے نعروں کی آوازیں ہوتیں اور میں تصور میں اپنے آپ کو مصر کے تخت پر بیٹھتے دیکھتا لیکن اب تک مجھے ابیدس سے باہر جانے کی اجازت نہ ملی تھی۔ میں ہیکل ہی میں مقیم تھا اس عرصہ میں میں نے والد صاحب کی ہدایت کے مطابق اپنے بال نہ منڈوائے یہاں تک کہ وہ میرے کندھوں تک آ گئے اور میں نے آئینہ میں دیکھا کہ میرے بال ریشم کی طرح ملائم اور پہاڑی کوے کی طرح سیاہ تھے' اس کے علاوہ میں تلوار' خنجر اور نیزہ بازی کی مشق کرتا رہا اور مصر کے مخصوص جادو میں' میں نے انتہائی مہارت حاصل کر لی کہ اب میں مصر کا

سب سے بڑا جادوگر تھا' یہ جادو مجھے ایک خاص غرض سے سکھایا گیا تھا۔ وہ کونسی غرض تھی؟ یہ آگے چل کر معلوم ہو جائے گا' صرف یہی نہیں بلکہ علوم نجوم میں بھی میں نے کافی دسترس حاصل کر لی اور میں اپنے زمانے کا بہترین نجومی تھا۔ یہ علوم میں پہلے بھی سیکھ چکا تھا لیکن میں نے انہیں پختہ کر لیا اور اب میں اپنے کام کرنے کے لیے بالکل تیار تھا۔

ادھر ماموں سیپسا اپنی علالت کا بہانہ کر کے انوال را کے ہیکل سے چند دنوں کی رخصت پر چلے گئے تھے انہوں نے مشہور یہ کر دیا کہ وہ ہوا بدلنے کے لیے اسکندریہ جا رہے ہیں جو مصر کا پایہ تخت ہے تا کہ وہ وہاں کے عجائبات دیکھیں مصری ملکہ قلوپطرہ کا دیدار کریں اور سمندر کی ہوا سے صحت یاب بھی ہو جائیں' اسکندریہ پہنچ کر انہوں نے ایک مکان کرائے پر لیا اور عارضی طور پر وہاں مقیم ہو گئے طے یہ پایا تھا کہ میں اسکندریہ میں ان سے جا ملوں کیونکہ وہیں سے ہمیں اپنے کاموں کا آغاز کرنا اور انہیں انجام تک پہنچانا تھا چنانچہ جب ماموں سیپسا کا بلاوا آیا تو میں اسکندریہ جانے کے لیے پہلے ہی سے تیار تھا' سفر کے انتظامات مکمل تھے' چنانچہ میں اپنے والد صاحب کی دعائیں لینے ان کے حجرے میں پہنچا۔ مجھے دیکھتے ہی والد صاحب اٹھ کھڑے ہوئے اور اگر میں انہیں نہ روکتا تو وہ میرے سامنے سجدے میں گر گئے ہوتے۔

نہیں ابا! یہ مناسب نہیں کہ آپ ...... میں نے کہا۔

مناسب بھی ہے اور فرض بھی۔ انہوں نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا' یہ میرا فرض ہے کہ اپنے بادشاہ کو سجدہ کروں لیکن اگر تم روکتے ہو تو نہیں کرتا...... تو تم جا رہے ہو ہرماسیس! بہت اچھا' جاؤ میری دعائیں تمہارے ساتھ ہیں' اے مصر کے دیوتا! میں نے نہایت خلوص دل سے تمہاری عبادت اور خدمت کی ہے۔ اور اس کے عوض میں تم سے صرف یہ چاہتا ہوں کہ میں صرف اسی وقت تک زندہ رہوں جب تک کہ میرا بیٹا مصر کے تخت پر نہیں بیٹھ جاتا۔ ہرماسیس! میری یہ بوڑھی آنکھیں تمہیں اپنے اجداد کے تخت پر بیٹھے دیکھیں گی اور خوشی سے آنسو بہائیں گی۔ ہرماسیس! میں نے تمہارا مستقبل معلوم کرنے کی کوشش کی لیکن معلوم نہ کر سکا۔ جیسے وہ دھند کے دبیز پردے کے پیچھے چھپا ہوا ہے۔ میں نے اپنی ساری قوتیں صرف کر دیں لیکن مجھ پر تمہارا اور مصر کا مستقبل ظاہر نہ کیا گیا۔ اس میں بھی دیوتاؤں کی کوئی مصلحت ہو گی' لیکن میرے بیٹے! میرا دل بہت بے چین ہے' دیوتا جانیں کیا ہونے والا ہے' تاہم اتنا ضرور جانتا ہوں کہ تمہاری راہ میں ایک زبردست خطرہ حائل ہے اور یہ خطرہ عورت کے روپ میں ظاہر ہو گا یہ تو میں عرصہ سے جانتا تھا کہ تمہاری راہ میں کوئی زبردست خطرہ حائل ہے لیکن کونسا؟ یہ

مجھ پر اب ظاہر کیا گیا ہے۔ ہرماسیس! دیوتاؤں کے لیے اس وقت تک کسی عورت کی طرف متوجہ نہ ہونا جب تک کہ تم باقاعدہ فرعون نہیں بن جاتے' تم جوان خوبصورت اور طاقتور ہو' اور یہ تینوں چیزیں تمہیں بہکا سکتی ہیں۔ اسکندریہ کی چڑیلوں سے بچتے رہنا لیکن ایسا نہ ہو کہ ان میں سے کوئی تمہارے راہ میں رینگ جائے اور کیڑے کی طرح تمہارا راز کھل جائے۔

''آپ فکر نہ کریں'' میں نے شرم سے سرخ ہو کر کہا۔ میرے خیالات مسکراتی آنکھوں اور سرخ ہونٹوں پر نہیں بلکہ کسی اور طرف ہیں اور رہیں گے۔

دیوتا کریں ایسا ہی ہو' ہرماسیس' اب ہم ملیں گے تو اس طرح ملیں گے کہ تم مصر کے تخت پر بیٹھے ہو گے اور میں ابیدس کے ہیکل کے کاہن کی حیثیت سے تمہارے سامنے نذرانے پیش کر رہا ہوں گا' دیوتا کریں کہ وہ دن جلد آئے۔

اور یوں میں اپنے والد سے رخصت ہوا۔ افسوس میں کیا جانتا تھا کہ آئندہ ہماری ملاقات کس حال میں ہو گی۔

اور میں ابیدس سے ایک گمنام آدمی کی طرح اسکندریہ کے لیے روانہ ہوا۔ یہ بات مشہور کر دی گئی کہ میں آمن مہت سے جنہوں نے مجھے اپنا بیٹا بنا لیا تھا' جھگڑا کر کے اسکندریہ جا رہا ہوں تا کہ وہاں اپنی قسمت آزما سکوں کیونکہ مجھے کاہنی پسند نہیں۔ جو لوگ مجھے نہ جانتے تھے اب تک یہی سمجھتے تھے کہ میں حقیقت میں آتوا کا نواسہ ہوں' انہوں نے اس افسانے کو صحیح تسلیم کر لیا لیکن جو لوگ مجھے جانتے تھے انہیں معلوم تھا کہ میں اسکندریہ کیوں جا رہا ہوں چنانچہ وہ میری کامیابی کے لیے دست بدعا تھے۔

ابیدس سے روانہ ہونے کے دسویں دن ہمارا جہاز اسکندریہ کی بندرگاہ میں لنگر انداز تھا۔ رات کا وقت تھا اور اسکندریہ شہر روشنیوں سے جگمگا رہا تھا' میں نے اسکندریہ کی زمین پر قدم رکھا اور اجنبی لوگوں کی بھیڑ میں پریشان سا کھڑا رہا' بھانت بھانت کی بولیاں سنائی دے رہی تھیں اور ملک ملک کے لوگ عجیب عجیب طرح کے لباس پہنے آ جا رہے تھے ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے دنیا کے ہر ملک کے لوگ وہاں جمع تھے' میں پریشان کھڑا تھا کہ کہاں جاؤں کہ ایک نوجوان میرے پاس آیا۔

کیا آپ ابیدس سے تشریف لائے ہیں' اس نے پوچھا۔

ہاں' وہیں سے آ رہا ہوں۔ میں نے جواب دیا......

اور آپ کا نام ہرماسیس ہے؟

ہاں میرا ہی نام ہرماسیس ہے۔

یہ سن کر وہ اپنا منہ میرے کان کے قریب لے آیا اور اس نے وہ خفیہ الفاظ کہے جو ہمارے ساتھیوں کو پہچاننے کے لیے مخصوص تھے۔ پھر اس نے دو مزدوروں کو میرا سامان اٹھانے کا حکم دیا اور مجھے لے کر بندرگاہ سے باہر آ گیا' سڑکوں کے دونوں طرف شراب خانے تھے جہاں لوگ بیٹھے شراب پی رہے تھے اور ان بازاری عورتوں کو دیکھ رہے تھے جو ناکافی لباس میں سڑک پر ناچ رہی تھیں اور میں نے حیرت سے دیکھا کہ کئی عورتیں بالکل ہی ننگی تھیں......

ہم اسی سڑک پر سے گزر کر ایک دوسری سڑک پر ہو لیے جس کے دونوں کناروں پر نہایت خوبصورت ایک منزلہ عمارتیں بنی ہوئی تھیں کچھ دیر تک اسی سڑک پر چلتے رہنے کے بعد ہم دائیں طرف مڑ گئے اس سڑک پر ایسے گھر تھے جن کے سامنے عجب طرح کے چھتے سے بنے ہوئے تھے۔ ایسے گھر میں نے کبھی نہ دیکھے تھے۔ آگے چل کر ہم ایک اور موڑ مڑے اور نسبتاً خاموش اور سنسان سڑک پر آ گئے میرا راہبر ایک سفید مکان کے سامنے رک گیا ہم دروازے میں سے گزر کر ایک چھوٹے سے چوکور صحن میں پہنچے اور اسے عبور کر کے ایک کمرے کے سامنے جس میں چراغ جل رہا تھا اور اس کمرے میں انوال را کے کاہن اور میرے ماموں سیپسا بیٹھے ہوئے تھے' وہ مجھے دیکھ کر اتنے خوش ہوئے کہ انہوں نے دوڑ کر مجھے گود میں اٹھا لینا چاہا لیکن اٹھا نہ سکے۔

میں نے غسل کر کے کپڑے تبدیل کیے اور کھانا کھایا اور پھر سیپسا کے پاس آ بیٹھا انہوں نے بتایا کہ حالات اطمینان بخش ہیں اور یہ کہ قلوپطرہ ہماری سازش سے بے خبر تھی۔ اسے جب معلوم ہوا کہ انوال را کے کاہن اسکندریہ میں عارضی طور پر مقیم ہیں تو اس نے سیپسا کو بلا بھیجا اور ان سے بہت سے سوالات پوچھے۔

قلوپطرہ نے ہمیں طلب کیا تو میں بہت گھبرایا۔ سیپسا نے کہا' اور سمجھا کہ ہمارا راز فاش ہو گیا۔ لیکن قلوپطرہ نے مجھ سے صرف یہ پوچھا کہ قدیم روایتوں کے مطابق کیا واقعی خوفو کے ہرم میں بہت بڑا خزانہ دفن ہے؟ ہرماسیس! یہ ملکہ چونکہ بہت عیاش اور فضول خرچ ہے۔ اس لیے اسے ہمیشہ دولت کی ضرورت رہتی ہے چنانچہ وہ خوفو کے ہرم کو کھولنے کی فکر میں ہے...... خیر تو میں اس کے سوال پر ہنس پڑا اور جواب دیا...... ملکہ' مصر! فرعون خوفو نے یہ احرام اپنی لاش رکھنے کے لیے بنوایا تھا اور اب اس احرام میں اس کی ممی ہی ہے بلکہ معاف کریں غلام اس ہرم کے متعلق اس سے زیادہ کچھ نہیں جانتا کہ وہ فرعون خوفو کا مقبرہ ہے...... یہ سن کر

قلوپطرہ غصہ سے پیر پٹخنے لگی اور بولی۔ کچھ بھی ہو میں اس ہرم کا راز معلوم کر لوں گی چاہے اس کوشش میں میری پوری عمر ہی کیوں نہ گزر جائے۔ میں نے پھر ہنس کر کہا: ملکہ ایک مثل مشہور ہے کہ پہاڑوں کی عمر انسانوں کی عمر سے زیادہ ہوتی ہے۔ سیپسا نے کہا' اس حاضر جوابی پر قلوپطرہ مسکرا دی اور اس نے مجھے رخصت کیا۔ پھر سیپسا نے مجھ سے کہا کہ میں کل ہی قلوپطرہ کو دیکھ سکوں گا۔ کل قلوپطرہ کی سالگرہ ہے۔ اس نے کہا اور وہ دیوی ازیس کے لباس میں اپنے محل سے نکل کر شہر کی سڑکوں پر سے گزرتی ہوئی یونانیوں کے دیوتا زیوس [1] کے مندر میں قربانی چڑھانے جائے گی اور اس کے بعد ہرماسیس! تمہیں قلوپطرہ کے دربار میں پہنچانے کی تدبیر کی جائے گی۔

میں بے حد تھکا ہوا تھا اس لیے جلد ہی اپنے کمرے میں چلا گیا اور اس رات مجھے بہت کم نیند آئی۔ ایک تو جگہ نئی تھی اور پھر بہت سے خیالات پریشان کر رہے تھے چنانچہ ساری رات سوتا جاگتا رہا اور جب بیدار ہوا تو ابھی اندھیرا ہی تھا میں گھر کی چھت پر جا چڑھا' مشرقی افق پر ہلکا ہلکا اجالا پھیلنے لگا اجالا آہستہ آہستہ نیچے اترا اور اس نے قلوپطرہ کے محلات کو جگمگا دیا پھر وہ گنبد جگمگا اٹھا جس کے اندر سکندر مقدونی ابدی نیند سو رہا ہے' رفتہ رفتہ اسکندریہ کا پورا شہر اس ٹھنڈی روشنی میں نہا گیا اور اس شہر کی خوبصورتی دیکھ کر میں مبہوت رہ گیا اور میں نے سوچا کہ بہت جلد یہ خوبصورت شہر میرے قبضہ میں ہوگا' بہر حال میں نے دیوی ایزیس کی عبادت کی اور نیچے آ گیا۔

چھت کے عین نیچے والے کمرے میں سیپسا بیٹھے تھے۔ میں نے انہیں بتایا کہ میں اسکندریہ پر سورج طلوع ہونے کا منظر دیکھ رہا تھا۔

تو کیا خیال ہے تمہارا' اس شہر کے متعلق' انہوں نے پوچھا۔

بے حد خوبصورت شہر ہے سچ پوچھئے تو یہ دیوتاؤں کا شہر معلوم ہوتا ہے۔

واقعی یہ دیوتاؤں کا شہر ہے۔ انہوں نے غصہ سے کہا' لیکن باطل اور مکار دیوتاؤں کا شہر ہے۔ گناہوں اور غلاظتوں کا کنواں ہے کاش کہ یہ شہر کھنڈر ہو جاتا' کاش اس کی ساری دولت غرق دریا ہو جاتی۔ ہرماسیس کہیں ایسا نہ ہو کہ اس شہر کی خوبصورتی تمہیں لبھا لے کہیں ایسا نہ ہو کہ یہاں کے باطل اعتقادات تمہارے سچے اعتقادات پر غالب آ جائیں' ہرماسیس اس شہر کی فضا زہر آلود ہے اور زہریلی فضا میں مذہب کے مقدس پر جھڑ جاتے ہیں' ہوشیار رہنا مبادا تم ڈگمگا نہ جاؤ' جب تم مصر کے خدا بنو تو اس شہر کو کھدوا ڈالنا اور اپنے اجداد کے پایہ تخت ممفس کو اپنا دار السلطنت بنوانا یہ جان لو ہرماسیس کہ اسکندریہ تباہی و بربادی کا دروازہ ہے اگر

یہ دروازہ کھلا رہا تو بہت سی قومیں مصر پر چڑھ آئیں گی۔ صرف یہی نہیں بلکہ اسی دروازے سے مصر میں نئے مذاہب بھی داخل ہوں گے' یاد رکھو ہرماسیس! فرعون بنتے ہی اس شہر کو روئے زمین سے مٹا دینا۔

میں نے کوئی جواب نہ دیا' سیپسا کی بات میں سچائی تھی تاہم اسکندریہ مجھے بیحد خوبصورت شہر معلوم ہوا تھا اور دل ہی دل میں افسوس کر رہا تھا کہ اس خوبصورت شہر کو میں نیست و نابود کر دوں گا۔ جب ہم کھانا کھا چکے تو سیپسا نے کہا کہ ہمیں قلوپطرہ کا جلوس دیکھنا چاہیے' انہوں نے کہا کہ وہ دوپہر سے پہلے محل سے باہر نہ آئے گی لیکن اسکندریہ کے لوگ' انہوں نے کہا' کچھ دیوانے سے ہیں اور ابھی سے سڑکوں پر جمع ہو گئے ہوں گے اور یہ کہ اگر اسی وقت ہم اپنی جگہ پر نہ پہنچ گئے تو پھر راستہ نہ ملے گا چنانچہ ہم اس مچان کی طرف چلے جو لب سڑک بنایا گیا تھا اور جہاں سے قلوپطرہ کی سواری گزرنے والی تھی ماموں سیپسا نے وہ جگہ خطیر رقم دے کر ایک دن کے لیے کرائے پر لے لی تھی۔

سیپسا کا کہنا غلط نہ تھا سڑک پر لوگوں کا اژدھام تھا اور ہم اس کے بیچ میں سے راستہ بنائے ہوئے بمشکل اس مچان تک پہنچے جو سیپسا نے ایک دن کے لیے کرائے پر لے لی تھی اور جس پر دھوپ سے بچنے کے لیے شامیانہ تان دیا گیا تھا۔

مچان پر ایک چوبی نشست رکھی ہوئی تھی جس پر ہم بیٹھ گئے مجمع بڑھتا جا رہا تھا لوگ قہقہے لگا رہے تھے اور فحش مذاق کر رہے تھے بیزار کن انتظار کے بعد یونانی سپاہی آئے اور راستہ صاف کرتے ہوئے گزر گئے لوگ دائیں بائیں دب کر مؤدب کھڑے ہو گئے لیکن شور کم نہ ہوا پھر شاہی نقیب آئے' جنہوں نے لوگوں کو خاموش ہو جانے کے لیے کہا لیکن وہ اور زور سے چلانے اور تالیاں پیٹنے لگے۔

نقیبوں نے چلا کر کہا: ملکۂ مصر قلوپطرہ کی سواری آ رہی ہے یہ سنتے ہی لوگ جیسے پاگل ہو گئے اور ایک دوسرے پر گر پڑنے لگے اور اب مقدونی سپاہیوں کا ایک ہزار کا دستہ گزرا ان کے پیچھے سسلی اور گالیا کے سپاہیوں کے دستے تھے پھر پانچ سو گھڑ سوار گزرے' گھڑ سواروں کا یہ دستہ آہن پوش کہلاتا تھا' کیونکہ سوار اور ان کے رہوار بھی آہن پوش تھے۔ اس دستے کے بعد جوان اور خوبصورت غلاموں اور کنیزوں کا گروہ آیا یہ سب کے سب زرتار کپڑوں میں ملبوس تھے اور سر پر سونے کے تاج رکھے ہوئے تھے یہ گروہ بھی گزر گیا اب ایسی خوبصورت عورتوں کا گروہ آیا جو نیم عریاں تھیں یہ عورتیں سڑک پر عطریات چھڑکتی اور گلاب کے پھول

بکھیرتی گزر گئیں اور اب شور ہوا قلوپطرہ' قلوپطرہ' اور میں اپنی سانس روک کر اس عورت کو دیکھنے کے لیے آگے جھک گیا جو دیوی ایزیس کا لباس پہننے کی جرأت کر سکتی تھی۔

لیکن ہمارے مچان کے سامنے ایسی بھیڑ بھاڑ ہو گئی تھی کہ میں ٹھیک سے دیکھ نہ سکتا تھا چنانچہ میں شوق سے بیتاب ہو کر مچان سے نیچے اتر آیا اور بھیڑ میں سے راستہ بناتا سب سے آگے کھڑا ہو گیا ابھی مجھے اگلی صف میں پہنچے چند ثانئے بھی نہ گزرے تھے کہ نوبیا کے سیاہ فام غلام عشق پیچاں کے پتوں کا تاج سر پر رکھے بھاگتے ہوئے آئے اور بڑی ہی بے دردی سے لوگوں کو مار مار کر پیچھے ہٹانے لگے۔ ان غلاموں میں ایک غلام جو دوسروں کا سردار معلوم ہوتا تھا' دہرے بدن کا دیوقامت اور بالکل ہی وحشی تھا وہ اندھا دھند لوگوں کو مار مار کر دھکیل رہا تھا وہ دیوقامت لوگوں کو مارتا اور بھینسے کی طرح ڈکراتا ہوا اس جگہ آیا جہاں میں کھڑا تھا۔ میرے قریب ہی ایک عورت گود میں بچہ لیے کھڑی تھی اور چہرہ اور لباس سے مصری معلوم ہوتی تھی۔ اس سیاہ فام دیو نے بے وجہ ہی اس عورت کے سر پر اس زور سے ڈنڈا مارا کہ وہ تڑپ کر گری اور لوگ غصہ اور نفرت کی وجہ سے منہ ہی منہ میں بڑبڑانے لگے' اپنی ہم قوم عورت کو دیکھ کر مارے غصہ کے میرا خون کھولنے لگا۔ میں نے جزیرۂ قبرس کا بنا ہوا زیتون کی لکڑی کا اپنا عصا سنبھالا اور اس سیاہ فام دیو کی طرف لپکا جو عورت اور اس کے بچے کو خاک میں لوٹتے دیکھ کر قہقہے لگا رہا تھا۔ میں نے عصا بلند کیا اور اس ظالم دیو پر وار کر دیا۔ عصا اس کے کندھے پر پڑا اور تڑاخ سے ٹوٹ گیا' نوبیائی غلام کے کندھے سے خون بہنے لگا۔ وہ درد اور تکلیف سے چلا کر پیچھے ہٹا اور دفعتاً پلٹ کر مجھ پر جھپٹا۔ لوگوں نے دائیں بائیں دب کر ہمارے لڑنے کے لیے بیچ میں جگہ بنا دی اسکندریہ کے لوگ اس طرح کی کشتی کو بہت پسند کرتے تھے۔ البتہ عورت جہاں گری تھی وہیں پڑی رہی کیونکہ ضرب کے صدمے سے وہ اٹھ نہ سکتی تھی...... غلام تیزی سے میری طرف بڑھا جیسے پل بھر میں مجھے کچل کر رکھ دے گا۔ میں نے اپنے داہنے ہاتھ کا گھونسہ پوری قوت سے اس کی ناک پر رسید کر دیا۔ کاہن کے کلہاڑے کی پہلی ضرب کے بعد لڑکھڑاتے ہوئے بیل کی طرح وہ تیورا کر گرا' ارد گرد کھڑے ہوئے لوگ چلانے لگے۔ بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ یہ غلام بہت طاقتور اور ''تیغ زن'' کے نام سے مشہور تھا اور بہت زیادہ مغرور بھی...... وہ اٹھا اور دیر تک کھا جانے والی نظروں سے مجھے دیکھتا رہا اور پھر اس نے اپنی قوت سمیٹ کر ڈنڈا بلند کیا۔ ڈنڈا ہوا کو کاٹتا ہوا سوں سے میرے سر کی طرف چلا اور اگر جھک کر میں نے اس کا وار بچا نہ لیا ہوتا تو وہ میری آخری گھڑی تھی۔ ڈنڈا زمین پر گرا اور اس کے

ٹکڑے اڑ گئے لوگ پھر چلائے۔ سیاہ فام دیو غصہ سے دیوانہ ہو کر مجھے مار ڈالنے کے لیے جھپٹا۔ میں نے اچھل کر اس کا گلا پکڑ لیا۔ مجھے احساس تھا کہ میں اسے پچھاڑ نہ سکوں گا۔ اس نے مجھ پر گھونسوں کی بوچھاڑ کر دی لیکن میں نے اس کا گلا نہ چھوڑا میری گرفت مضبوط سے مضبوط تر ہوتی گئی۔ ہم دونوں گول گول گھوم رہے تھے وہ اپنا گلا چھڑانا چاہتا تھا اور میں چھوڑنا نہ چاہتا تھا۔ جب اس کا کچھ زور نہ چلا تو اس نے اپنے آپ کو نیچے گرا دیا' اس کا خیال تھا اس طرح وہ میری گرفت سے اپنے آپ کو آزاد کرا لے گا لیکن میں گوہ کی طرح اس سے چمٹ گیا اور ہم دونوں زمین پر لڑھکنے لگے۔ سیاہ فام دیو کا دم گھٹنے لگا تھا۔ میں نے اپنا ایک گھٹنا اس کے سینے پر رکھ دیا اور اگر ماموں سیپسا جو وہاں آ گئے تھے' اور دوسرے لوگوں نے مجھے اس پر سے کھینچ نہ لیا ہوتا تو میں اس کا کام تمام کر چکا تھا۔

اس عرصہ میں قلوپطرہ کا رتھ جس کے آگے ہاتھی اور پیچھے چیتے تھے وہاں آ گیا تھا اور گڑبڑ کی وجہ سے آگے نہ بڑھ سکا تھا میں نے گردن اٹھا کر پہلی دفعہ قلوپطرہ کو دیکھا۔ میرے کپڑے تار تار اور نوبیائی غلام کے خون میں لتھڑے ہوئے تھے...... قلوپطرہ کا رتھ پورا کا پورا سونے کا تھا اور اس میں بارہ سفید کوتل گھوڑے جتے ہوئے تھے اور اس سنہرے رتھ میں قلوپطرہ' ملکہ مصر اپنی ساری رعنائیوں اور فتنہ سامانیوں کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کے پیچھے دو لڑکیاں جو یونانی لباس پہنے ہوئی تھیں کھڑی ہولے ہولے سنہری پنکھے جھل رہی تھیں۔ قلوپطرہ کے سر پر دیوی ایزیس کی علامت کا سنہرا تاج تھا' یعنی دو سینگوں کے بیچ میں پھنسا ہوا چاند' اس کے نیچے سونے کا سانپ تھا جس کا پھن قلوپطرہ کی پیشانی پر تھا۔ سانپ کے نیچے گدھ کا تاج تھا جس کے بازو میں جواہرات اور آنکھوں میں لعل جڑے ہوئے تھے اور اس تاج کے نیچے سے ملکہ کے گھنگریالے کالے بال نکل کر اس کے قدموں تک آ گئے تھے اس کی صراحی دار گردن میں زمرد اور مرجان کا گلوبند پڑا ہوا تھا اور اس کی سڈول اور گوری کلائیوں میں مینا کاری کے کنگن تھے اس کے ایک ہاتھ میں عصا تھا جو زندگی' قوت اور دوام کا نشان تھا اور دوسرے ہاتھ میں مصر زیریں اور مصر بالا کی علامت۔ یہ دونوں چیزیں بھی سونے کی تھیں۔ قلوپطرہ کی دودھیا چھاتیاں عریاں تھیں لیکن ان کے نیچے ایک بڑے سے ہیرے سے چغہ بندھا ہوا تھا' جو سانپ کی کینچلی کی طرح چمک رہا تھا اور اس میں جواہرات ٹکے ہوئے تھے۔

یہ سب چیزیں میں نے ایک نظر میں دیکھ لیں اور پھر اس کے چہرے کی طرف نظر کی' اس چہرے کی طرف جس نے جولیس سیزر کو ورغلایا تھا اور مصر کو برباد کیا تھا ہاں میں نے اس

چہرے کی طرف نظر کی جو یونانی حسن کا مکمل نمونہ تھا' گول اور خوبصورت تھوڑی' سرخ رس بھرے ہونٹ' ستواں ناک اور چھوٹے چھوٹے پھڑکتے ہوئے نتھنے اور نفیس صدف کے سے کان' چوڑا اور سمیں ماتھا جس پر گھنگریالے بالوں کی لٹیں لہرا رہی تھیں کمان سی بھویں اور لمبی لمبی پلکیں۔

میرے سامنے حسن کا مکمل نمونہ تھا۔ قلوپطرہ کو دیوتاؤں نے اپنے ہاتھ اور بڑے شوق سے گھڑا تھا اس میں کوئی خامی کوئی نقص نہ تھا اور آنکھیں' اس کی آنکھیں بے حد خوبصورت اور عجیب تھیں۔ صحرا کی رات کی طرح گمبھیر اور امواج سمندر کی طرح متلاطم جن سے جلال عیاں تھا' سنجیدگی بھی زیرکی بھی اور...... جذبات بھی' میں نے حسن کا وہ عجوبہ دیکھا جو الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا' حالانکہ میں نے ایسا کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس وقت تک میں ناآشنائے حسن تھا تاہم میں نے یہ ضرور معلوم کر لیا کہ قلوپطرہ کا ظاہری حسن ہی سب کچھ نہ تھا' صرف اس کا ظاہری حسن ہی کشش کا باعث نہ تھا بلکہ کشش تو اس شعلہ زن روح میں تھی جو دودھیا جلد کے نیچے سے جھانک رہی تھی۔ دوسرے لفظوں میں قلوپطرہ ایک شعلہ تھی' سراپا شعلہ' ایسی عورت نہ پہلے کبھی تھی نہ آئندہ کبھی ہوگی' قلوپطرہ کے بدن سے شعلے سے پھوٹ رہے تھے۔ یہ شعلے نظر نہ آنے پر بھی نظر آتے تھے۔

قلوپطرہ شعلہ بدن عورت تھی لیکن جب اس کے جذبات بیدار ہوتے ہوں گے جب وہ اپنی لمبی لمبی پلکیں اٹھاتی ہوگی' جب اس کی خوبصورت گمبھیر آنکھوں میں گلابی ڈورے پڑتے ہوں گے' جب اس کے سرخ ہونٹ وا ہوتے ہوں گے اور جب اس کی سریلی آواز انسانوں کو ایک دوسری ہی دنیا میں پہنچا دیتی ہوگی تو دیوتا جانیں اس وقت یہ عورت کیا غضب ڈھاتی ہوگی' اس عورت میں وہ سارا حسن' وہ ساری شان و شوکت یکجا تھی' جس کا کچھ حصہ دیوتاؤں نے ساری دنیا کی عورتوں میں تھوڑا تھوڑا تقسیم کر دیا تھا' اس کے علاوہ قلوپطرہ میں وہ تمکنت وہ وقار تھا جو شاید کسی بادشاہ کو بھی نصیب نہ ہوا ہو اور اس حسن تمکنت اور وقار کے ساتھ ہی ساتھ قلوپطرہ میں دنیا کی ہر برائی بھی جمع ہو گئی تھی' وہ قوانین اور مذہب کا مذاق اڑاتے ڈرتی نہ تھی' وہ دیوتاؤں کو ایک دل بہلاوا اور حکومتوں کو کھلونا سمجھتی تھی اور اپنی خواہشات کے پودے کو طاقتور اور جوانمردوں کے سرخ خون سے سینچتی تھی۔ ساری خوبیاں اور ساری برائیاں اس عورت میں جمع تھیں جنہوں نے قلوپطرہ کو طوفانوں کی طرح تباہ کن' بادلوں کے سینوں میں دوڑتی ہوئی بجلی کی طرح دلکش اور طاعون کی طرح ظالم بنا دیا تھا' کوئی بھی اسے پسند نہ کرتا تھا۔ تاہم جو بھی اسے ایک دفعہ دیکھ لیتا باوجود کوشش کے اسے بھلا نہ سکتا۔ وہ خوبصورت دیوی

بھی تھی اور چڑیل بھی۔ وہ جہنم کی آگ بھی تھی اور نخلستانی چشمے کا ٹھنڈا میٹھا اور فرحت بخش پانی بھی۔ دیوتا قلوپطرہ جیسی دوسری عورت پیدا کرنے سے قاصر ہیں۔

قلوپطرہ کاہلی سے آگے کی طرف جھکی۔ شاید گڑبڑ کی وجہ معلوم کرنے کی کوشش کر رہی تھی مگر معلوم ہوتا ہے اس کا دھیان کہیں اور تھا کیونکہ اس کی آنکھیں خوابیدہ سی تھیں' دفعتاً ان کی رنگت بدلی اور ان میں عجیب طرح کی چمک آ گئی اور قلوپطرہ جیسے خواب سے چونک پڑی ہو۔ ابتدا میں اس کی آنکھوں میں غصہ کی چمک تھی' پھر ان سے بے پروائی ظاہر ہونے لگی اور جب اس نے "تیغ زن" غلام کو مردے کی طرح زمین پر پڑا دیکھا تو اس کی آنکھوں میں حیرت کی چمک آ گئی۔ اس نے اپنے محافظوں سے کہا' وہ آگے بڑھے اور مجھے پکڑ کر قلوپطرہ کے سامنے لے گئے مجھے اور ہر آدمی کو یقین تھا کہ ملکہ مصر میرے قتل کا حکم دے دے گی۔

میں قلوپطرہ کے سامنے خاموش کھڑا تھا۔ اس کے حسن و جمال نے مجھے دم بخود کر دیا تھا لیکن میں دل ہی دل میں اس سے نفرت کرتا تھا۔ وہ غاصب تھی' وہ حسن فروش اور بدکار تھی میرے دل میں نفرت ابل رہی تھی لیکن میں خود اس کا حسن دیکھ کر حواس باختہ ہو رہا تھا۔ وہ چند ثانیوں تک مجھے دیکھتی رہی اور پھر ملائم اور شیریں آواز میں بولی:

مصری جوان! کون ہو تم؟ اور کیوں تم نے میرے خاص غلام کو مار ڈالنا چاہا۔ غالباً تم نہیں جانتے کہ تمہاری اس جرأت کی سزا کیا ہوگی؟

ملکۂ مصر! میں ہرماسیس ہوں۔ ابیدس کے کاہن اعظم آمن مہت کا منہ بولا بیٹا۔ میں نجومی ہوں اور مصر کے اس زبردست شہر میں قسمت آزمائی کرنے آیا ہوں۔ ملکۂ مصر مجھے بے وجہ ہی آپ کے اس غلام پر غصہ نہیں آیا۔ یہ سب لوگ گواہ ہیں کہ اس غلام نے ایک کمزور عورت کے سر پر بے وجہ ہی ڈنڈا رسید کر دیا تھا۔ میں اس کی اس ظالمانہ حرکت کو برداشت نہ کر سکا اور اس سے گتھ گیا۔

ہرماسیس! قلوپطرہ نے کہا' ہوں جتنے خوبصورت تم ہو اتنا ہی خوبصورت تمہارا نام بھی ہے۔

پھر وہ ایک غلام کی طرف گھوم گئی جس نے یہ ہنگامہ دیکھا تھا اور پورا واقعہ صحیح صحیح بیان کرنے کا حکم دیا۔ اس نے جو کچھ دیکھا تھا بیان کر دیا پھر قلوپطرہ اس پنکھا بردار لڑکی کی طرف گھوم گئی جس کی آنکھیں صحرائی غزال کی سی تھیں اور بال گھنگریالے وہ چند ثانیوں تک اس لڑکی سے چپکے ہی چپکے کچھ پوچھتی رہی۔ لڑکی نے کچھ جواب دیا۔ اب قلوپطرہ نے نوبیا کے سیاہ فام دیو کو آگے لانے کا حکم دیا۔ جسے اسی اثنا میں ہوش آ گیا تھا۔ محافظ اسے پکڑ کر قلوپطرہ

کے سامنے لے آئے۔ محافظ عورت اور اس کے بچے کو بھی قلوپطرہ کے سامنے لے آئے......

کتے! قلوپطرہ نے کہا' بزدل! ایک عورت پر تجھے ہاتھ اٹھاتے شرم نہ آئی۔ اچھا میں تجھے ایسا سبق دوں گی کہ تو پھر کبھی کسی عورت پر ہاتھ نہ اٹھا سکے گا۔ محافظو! اس کا بایاں ہاتھ کاٹ لو۔ یہ حکم دینے کے بعد وہ اپنی سنہری رتھ پر نیم دراز ہوگئی اور اس کی آنکھوں میں پھر بادل سے منڈلانے لگے۔ محافظوں نے نوبیائی غلام کو مضبوطی سے پکڑا اور اس کی چیخوں کی پروا نہ کرتے ہوئے اسی جگہ اور اسی وقت اس کا بایاں ہاتھ اڑا دیا۔ چار غلام کراہتے ہوئے دیو کو اٹھا کر ایک طرف چل دیئے۔ قلوپطرہ کی سواری آگے بڑھی اور اس وقت صحرائی غزال کی آنکھوں والی پنکھا بردار لڑکی نے گھوم کر میری طرف دیکھا' مسکرائی اور گردن یوں ہلائی جیسے وہ مجھ سے خوش ہو' میں اس کی اس حرکت کو سمجھ نہ سکا اور اپنی جگہ حیران کھڑا رہ گیا۔

اردگرد کھڑے ہوئے لوگ بھی خوشی کے نعرے لگا رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ اب میں جلد ہی ملکہ کا خاص نجومی بن جاؤں گا لیکن ماموں سیپسا نے میرا ہاتھ جلدی سے پکڑا! اور مجھے گھسیٹتے ہوئے لے چلے۔ وہ مجھے ڈانٹ رہے تھے اور میری کوتاہ اندیشی کا رونا رو رہے تھے لیکن جب ہم اپنے گھر کے صحن میں داخل ہوئے تو ماموں نے مجھے ایک جوش کے عالم میں سینے سے لگا لیا اور کہا کہ مصر کے تاج و تخت کے وارث کو ایسا ہی طاقتور ہونا چاہیے اور یہ کہ دیوتاؤں کی مدد میرے شامل حال ہے اور میں بہت جلد اپنے اجداد کے تخت پر قبضہ کر لوں گا۔

انہوں نے کہا کہ یہ بھی دیوتاؤں کی نشانی تھی کہ میں نے نوبیائی غلام کو اٹھا پھینکا تھا اور میرے بدن پر ایک خراش تک نہ آئی تھی۔

❁❁❁

حواشی

(1) مصریوں کی طرح یونانیوں کے بھی بہت سے دیوتا تھے جن میں سب سے بڑا اور تمام دیوتاؤں اور کل آدمیوں کا باپ زیوس تھا یونانیوں کے اعتقاد کے مطابق وہ ایک ایسے مقام پر رہتا تھا جو تھسلی کے ایک بلند پہاڑ جو کوہ الم پس کہلاتا ہے کی چوٹی پر تھا۔ یونانی کہتے ہیں کہ بجلی اس کی تلوار ہے جس سے وہ اپنے دشمنوں پر حملہ کیا کرتا ہے اور سارے آسمان زمین پر اسی دیوتا زیوس کی حکومت قائم ہے' لیکن اتنا زبردست دیوتا ہونے کے باوجود تقدیر کے سامنے اس کی کچھ نہیں چلتی غالباً اس پراسرار قوت یعنی تقدیر کے نام سے یونانی خدا اور اس کی مشیت کا اعتراف اپنی جہالت اور کفر میں بھی کرتے تھے۔

❁❁❁

شارمن

اسی رات کا ذکر ہے کہ میں ماموں سیپسا کے ساتھ بیٹھا کھانا کھا رہا تھا کہ کسی نے دروازے پر آ کر آہستہ سے دستک دی دروازہ کھولا گیا اور سیاہ چغہ میں ملبوس ایک لڑکی کمرے میں داخل ہوئی۔ اس نے اپنے آپکو چغہ میں اس طرح لپیٹ رکھا تھا کہ اس کا چہرہ ٹھیک نظر نہ آتا۔ سیپسا اپنی جگہ سے اٹھے۔ اور اس لڑکی نے خفیہ الفاظ کہے...... میں آ گئی ہوں مقدس کاہن! لڑکی نے مترنم آواز میں کہا۔ ملکہ کی رنگ رلیوں میں سے اٹھنا کوئی آسان کام نہیں لیکن میں نے ملکہ سے کہا کہ دن کی گڑبڑ اور گرمی سے میرا دماغ بھنا گیا ہے اور تب ملکہ نے مجھے محل سے اٹھنے دیا۔

اپنا چغہ اتارو۔ تم یہاں محفوظ ہو۔ سیپسا نے کہا۔

لڑکی نے اپنے چغے کے بند کھول دیئے اور وہ وہیں ڈھیر ہو گیا اور اب میرے سامنے وہی حسین پنکھا بردار لڑکی کھڑی تھی جس نے مسکرا کی میری طرف دیکھا تھا' اور گردن ہلائی تھی' وہ جوان اور خوبصورت تھی اور یونانی لباس پہنے تھی جس کی وجہ سے اس کی ابھری ہوئی چھاتیاں نصف کے قریب عریاں تھیں' اس کے لمبے اور گھنگھریالے بال ریشمی فیتے سے بندھے ہوئے تھے اور اس کے چھوٹے چھوٹے نازک پیروں میں سنہری ڈوریوں والے پیر تلے تھے' اس کی جھکی جھکی پلکوں کے سایے ان رخساروں پر رینگ رہے تھے جو کھلے ہوئے گلاب کی طرح تھے اس کے پتلے سرخ ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی اور گالوں میں خوبصورت گرھے۔

سیپسا کی نظر لڑکی کے یونانی لباس پر پڑی تو وہ غصہ سے سرخ ہو گئے۔

شارمن یہ کیا؟ انہوں نے اس کے لباس کی طرف اشارہ کیا' تمہاری ماں جو کپڑے پہنا کرتی تھی اُن میں کیا برائی تھی کہ تم نے اپنے لیے یہ ننگا لباس پسند کیا؟ تم یہاں اپنے حسن کی نمائش کرنے اور لوگوں کے دل لبھانے نہیں آئی ہو۔ بلکہ اپنا ایک مقدس کام انجام دینے

آئی ہو' تف ہے تم پر کہ تم نے اپنا قومی لباس چھوڑ دیا۔

''خفا نہ ہو مقدس کاہن' شارمن نے کہا' غالباً آپ کو معلوم نہیں میں جس کی خادمہ ہوں۔ وہ اسی لباس کو پسند کرتی ہے ملکہ اس کی خدمت میں رہ کر مصری لباس پہننا گویا اس کے دل میں شکوک وشبہات پیدا کرنا ہے۔ اس کے علاوہ اس وقت بڑی جلدی میں آئی ہوں۔

اس تمام عرصہ میں وہ برابر میری طرف کنکھیوں سے دیکھتی رہی تھی۔

تم ٹھیک کہتی ہو۔ سیپسا نے کہا۔ لیکن اپنی قسم اور اپنا فرض بھول نہ جانا ہاں اپنے اس حسن کو البتہ بھول جاؤ جو ایک لعنت ثابت ہو سکتا ہے۔ بہت ممکن ہے کہ اپنے حسن کے غرور میں تم کوئی ایسا کام کر گزرو جو تمہارے اور ہمارے لیے بہتر نہ ہو۔ یاد رکھو شارمن! اگر تم نے ہم سے دغا کی تو تم بچ نہ سکو گی۔ تم اس دنیا میں اور آمنتی میں بھی چین نہ پا سکو گی ......

سیپسا کی گونجدار آواز کمرے کی خاموشی میں بڑی بھیانک معلوم ہو رہی تھی۔ یہ نہ بھولنا شارمن کہ تمہیں ایک خاص غرض سے قلوپطرہ کی خادماؤں میں داخل کیا گیا ہے ورنہ کسی بھی مصری عورت کا اس بدکار کی خدمت کرنا آمنتی کے عذاب کو دعوت دینا ہے خیال رہے وہاں کی عیاشیاں تمہیں لبھا نہ لیں' وہاں کی جگمگاتی راتیں تمہیں اپنے فرض سے غافل نہ کر دیں' وہاں کی بدکاریاں تمہاری پاک دامنی کو داغدار نہ کر دیں اور تم اپنا فرض بھول کر مصیبت کی دلدل میں نہ پھنس جاؤ۔ میں تمہیں خبردار کیے دیتا ہوں شارمن کہ اگر ایسا ہوا تو تمہارا حشر بہت برا ہو گا۔

شارمن! سیپسا نے کچھ دیر بعد کہا۔ بعض دفعہ میرا اعتبار تم پر سے اٹھ جاتا ہے۔ دو راتوں پہلے میں نے ایک خواب دیکھا تھا کہ تم ایک صحرا میں کھڑی قہقہے لگا رہی ہو۔ تم نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور آسمان سے خون برسنے لگا۔ پھر خونی آسمان نے جھک کر پورے مصر کو ڈھک لیا۔ لڑکی یہ خواب میں نے کیوں دیکھا اور اس کی تعبیر کیا ہے یہ میں نہیں جانتا میں تمہارا دشمن نہیں ہوں میں تم سے نفرت نہیں کرتا پھر بھی عجیب بات ہے میں نے ایسا خواب دیکھا۔ تم میری عزیز ہو اور میں تمہیں بیٹی کی طرح چاہتا ہوں لیکن سن لو! شارمن اگر تم نے مجھے دھوکا دیا تو میں تمہارے یہ خوبصورت سڈول بازو جس کی نمائش تم اس وقت کر رہی ہو' کاٹ کر چیل اور کوؤں کے سامنے ڈال دوں گا اگر وہ وقت آیا جس کا خواب میں نے دیکھا' دیوتاؤں کی قسم میں اپنے ہاتھوں سے تمہاری گردن مار دوں گا پھر گدھ تمہاری کھوپڑی توڑ کر تمہارا بھیجا کھائیں گے۔ تمہاری لاش بے گور و کفن پڑی رہے گی جسے گیدڑ ویرانوں میں گھسیٹتے پھریں گے اور تمہاری روح اپنا گھر نہ پا کر آوارہ و پریشان بھٹکتی رہے گی۔[1]

شارمن خوف و دہشت سے بے اختیار کئی قدم پیچھے ہٹ گئی اور دونوں ہاتھوں سے اپنا چہرہ ڈھانپ کر رونے لگی۔

ایسی بددعا نہ دیجئے اس نے ہچکیاں لیتے ہوئے کہا' آخر کیا قصور ہوا ہے مجھ سے؟ میں آپ کے اس بھیانک خواب کے متعلق کچھ نہیں جانتی اور نہ میں رمال ہوں کہ آپ کے خواب کی تعبیر بتا سکوں' کیا میں نے آپ کے ہر حکم کی تعمیل نہیں کی؟ کیا میں نے آپ کی ہر ہدایت پر عمل نہیں کیا؟ کیا میں نے اس قسم کو بھلایا ہے؟ وہ کانپ گئی۔ کیا میں نے قلوپطرہ کے محلات کی ایک ایک بات نہیں بتائی؟ کیا میں نے اپنے مقصد کی خاطر قلوپطرہ کا اس قدر اعتماد حاصل نہیں کرلیا ہے کہ وہ مجھے اپنی بہن سمجھنے لگی ہے اور مجھ سے کوئی بات نہیں چھپاتی' کیا میں آپ کی جاسوس اور ملکہ کی رازدار نہیں بن گئی ہوں؟ کیا میں نے قلوپطرہ کی اور محلات کے غلاموں اور کنیزوں کی نظر میں ایک خاص درجہ حاصل نہیں کرلیا ہے؟ میں نے یہ سب کچھ کیا ہے' پھر بھی آپ مجھے سرزنش کرتے ہیں اور میری طرف سے مطمئن نہیں ہیں تو سوائے اس کے اور کیا کہوں کہ میری قسمت ہی بری ہے۔

اور پھر وہ رونے لگی اور مجھے کہنا پڑتا ہے کہ اس حالت میں وہ اور بھی حسین معلوم ہو رہی تھی۔

''لیکن اب یہ رونا دھونا بند کرو' سیپسا نے چڑ کر کہا' میں نے جو کچھ کہہ دیا وہ اب ان کہا تو ہو نہیں سکتا' لیکن خیال رہے اب کبھی یہ بے شرمی کا لباس پہن کر ہمارے سامنے نہ آنا۔ ہم یہاں اپنی آنکھیں سینکنے نہیں آئے ہیں لڑکی! دیکھو یہ ہے تمہارا بادشاہ اور چچیرا بھائی۔

اس نے فوراً آنکھیں پونچھ کر میری طرف دیکھا۔ جیسے وہ کبھی روئی ہی نہ تھی۔

میں سمجھتی ہوں' شہزادے ہم پہلے بھی مل چکے ہیں' اس نے کہا۔

شارمن! تمہارا خیال غلط نہیں ہے' میں نے شرم سے سرخ ہو کر کہا کیونکہ آج سے پہلے میں نے کسی لڑکی سے بات نہ کی تھی جب میں سیاہ فام غلام سے دست بگریباں تھا تو تم قلوپطرہ کے رتھ میں اس کے پیچھے کھڑی پنکھا جھل رہی تھیں' کیوں اب یاد آیا۔

ہاں اب یاد آیا' اس نے کہا اور اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ ناچنے لگی اور اس کی آنکھوں میں بجلیاں سی کوند گئیں' افوہ کیا بہادری سے لڑے تھے تم' میں کھڑی تم دونوں کو زمین پر لڑھکتے دیکھ رہی تھی اور حالانکہ اس وقت تمہیں نہ جانتی تھی لیکن دل سے یہی چاہتی تھی کہ فتح تمہاری ہی ہو غالباً تم نہیں جانتے اس کا بایاں ہاتھ اڑا دینے کا مشورہ میں نے ہی قلوپطرہ کو دیا

تھا' اگر اس وقت میں تمہیں جانتی ہوتی تو دیوتاؤں کی قسم اس منحوس کی گردن اُڑوا دیتی۔

اور وہ عجیب نظروں سے میری طرف دیکھ کر مسکرائی۔

تم یہ کیا فضول باتیں لے بیٹھی ہو' سیپسا نے کہا۔ وقت بہت کم ہے اور کام بہت زیادہ' مطلب کی بات کرو اور جلدی سے رخصت ہو جاؤ' ایسا نہ ہو کہ قلوپطرہ تمہاری طرف سے کھٹک جائے۔

اے مصر کے ہونے والے فرعون! اپنی اس کنیز کی بات ذرا غور سے سنئے۔ شارمن نے کہا' میں تمہارے چچا کی لڑکی ہوں' میرے والد کا جو تمہارے والد کے حقیقی بھائی تھے' عرصہ ہوا کہ انتقال ہو چکا ہے' مطلب یہ ہے کہ میری رگوں میں بھی وہی شاہی خون گردش کر رہا ہے جو تمہاری رگوں میں ہے میں بھی تمہاری ہی طرح مصر کے قدیم مذہب کی معتقد ہوں اور ان ہی دیوتاؤں کو پوجتی ہوں۔ جنہیں تم پوجتے ہو مجھے بھی یونانیوں سے نفرت ہے اور تمہیں مصر کے تخت پر بیٹھے دیکھنا چاہتی ہوں۔ چنانچہ اسی لیے اپنی حیثیت فراموش کر کے عارضی طور پر قلوپطرہ کی خادمہ بن گئی ہوں تاکہ میں اپنی قابلیتوں کی وجہ سے وہ زینہ تیار کرلوں جو وقت آنے پر تمہیں مصر کے تخت تک پہنچا دے اور اے مصر کے ہونے والے فرعون! وہ زینہ تیار ہو چکا ہے۔

اور اب سنو ہمیں کیا کرنا ہے؟ سب سے پہلے تو ہمیں قلوپطرہ کے محل میں داخل ہو کر اپنا اثر جمانا ہے پھر خواجہ سراؤں اور خاص خاص افسروں کو لالچ دے کر اپنے ساتھ ملانا ہے' کئی ایک کو میں ملا چکی ہوں۔ اس کے بعد تم قلوپطرہ کو قتل کر دو گے اور میرے ساتھ خفیہ راستوں سے گزرتے ہوئے محلات کے صدر دروازے پر پہنچو گے ہم دروازہ کھول دیں گے سیپسا چند بہادروں کے ساتھ دروازے پر کھڑے ہوں گے جو دروازہ کھلتے ہی اندر گھس آئیں گے اور ان محافظوں کو موت کے گھاٹ اتار دیں گے جو قلوپطرہ کے قتل کی خبر سن کر پہلے ہی سے بدحواس اور پریشان ہوں گے البتہ جو ہمارے وفادار ہوں گے' یا اس کا وعدہ کریں گے ان کی جان بخشی کردی جائے گی اور یوں قلوپطرہ کے محلات پر تمہارا قبضہ ہو جائے گا۔ اس کے دو ہی دن بعد اسکندریہ بھی تمہارے قبضہ میں ہوگا عین اسی وقت مصر کے ان شہروں میں جہاں کے لوگ تمہیں فرعون تسلیم کر چکے ہیں بغاوت ہو جائے گی اور اس طرح قلوپطرہ کی موت کے صرف دس دن بعد تم مصر زیریں اور مصر بالا کا تاج اپنے سر پر رکھ لو گے...... تو یہ ہے تجویز۔ ہر چند کہ انوال راکے کاہن میرے متعلق کچھ اچھی رائے نہیں

رکھتے لیکن اے مصر کے ہونے والے فرعون! تم دیکھ سکتے ہو کہ میں اپنا فرض کس خوبی اور تندہی سے انجام دے رہی ہو۔

میں نے تمہاری باتیں سنیں شارمن۔ میں نے کہا: یقین نہیں آتا کہ ایسی کم عمر لڑکی (کیونکہ اس کی عمر بیس سال سے زیادہ نہ تھی) سازش کا ایسا زبردست جال بن سکتی ہے۔ یہ خاکہ پورا کا پورا شارمن ہی کا بنایا ہوا تھا لیکن پہلی ہی ملاقات میں۔ میں اس لڑکی کو پہچان نہ سکا تھا۔

یہ سب تو ٹھیک ہے۔ میں نے کہا۔ لیکن یہ بتاؤ کہ قلوپطرہ کے محل میں پہنچنے کی کیا صورت ہوگی؟

بے حد آسان کام ہے یہ تو۔ قلوپطرہ کو جوان اور طاقتور مرد پسند ہیں اور مصر کا ہونے والا فرعون کنیز کی اس گستاخی کو معاف کرے۔ تم خوبصورت بھی ہو اور طاقتور بھی......
قلوپطرہ نے تمہیں دیکھا اور دو دفعہ مجھ سے کہا کہ میں معلوم کروں کہ یہ خوبصورت اور طاقتور نجومی کہاں رہتا ہے کیونکہ اس نے کہا: جو نجومی ''تیغ زن'' کو اٹھا کر پٹخ دے گا وہ یقیناً علم نجوم میں بھی اپنا ثانی نہ رکھتا ہوگا۔ اور اے مصر کے ہونے والے فرعون! میں نے وعدہ کرلیا کہ بہت جلد اس نجومی کا پتہ لگا لوں گی' اور ہرماسیس۔ اب سنو قلوپطرہ دوپہر کو اس عقبی کمرے میں آرام کرتی ہے۔ جس کی کھڑکیاں ساحل کی طرف باغات میں کھلتی ہیں' چنانچہ کل دوپہر کو تم محل کے صدر دروازے پر آجانا اور محافظوں سے کہنا کہ تم خاتون شارمن سے ملنا چاہتے ہو۔
میں وہیں تمہیں ملوں گی اور چونکہ آج ہی قلوپطرہ سے تمہاری باریابی کی اجازت لے لوں گی' اس لیے اسی وقت تمہیں اس کی خواب گاہ میں لے چلوں گی تاکہ جب قلوپطرہ دوپہر کی نیند سے بیدار ہو تو تمہیں وہیں موجود پائے اس کے بعد تمہیں اپنی قابلیتوں کو بروئے کار لانا ہوگا۔ ہاں اتنا سن لو قلوپطرہ کو جادو اور نجوم سے خاص دلچسپی ہے اور وہ رات گئے تک محل کی چھت پر کھڑی آسمان کو تکتی رہتی ہے اور ستاروں کی چال معلوم کرنے کی کوشش کرتی ہے۔
قسمت' معلوم ہوتا ہے یاوری کر رہی ہے۔ قلوپطرہ نے اپنے خاص نجومی ڈس کارڈس کو اس کے عہدے سے معزول کر دیا ہے' بات یوں ہوئی کہ اس نے پیشین گوئی کی تھی کہ قاسیوس انطونی کو شکست دے گا چنانچہ قلوپطرہ نے اپنی فوج کو جو شام کی طرف گئی تھی' حکم دیا کہ فوراً قاسیوس کی مدد کو پہنچے کیونکہ قلوپطرہ ہمیشہ ابھرتے ہوئے ستاروں کی پرستش کرتی ہے لیکن اتفاق ایسا ہوا کہ اس فوج کے پہنچنے سے پہلے ہی انطونی نے قاسیوس اور بروطوس کی فوجوں کو

شکست دے دی اور یوں ڈس کارڈس کی پیشین گوئی غلط ثابت ہوئی اور ان نجومی صاحب کو محل سے نکال دیا گیا' سنا ہے کہ اب وہ اسکندریہ کے بازاروں میں مجمع لگا کر جڑی بوٹیاں بیچتا اور ستاروں اور نجوم پر لعنت بھیجتا ہے تو کہنے کا مطلب یہ ہے کہ شاہی نجومی کی جگہ اب خالی ہے اور یہ عہدہ یقیناً تمہیں ملے گا اور پھر ہم عین عصائے شاہی کے سائے میں اپنا کام کریں گے اور ایسی خاموشی کہ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوگی' ہاں اس کیڑے کی طرح جو سیب کے قلب میں گھسا اطمینان سے اپنا کام کیے جاتا ہے اور کسی کو بھی اس وقت تک اس کیڑے کے وجود کا پتہ نہیں چلتا جب تک کہ سیب پھٹ نہیں جاتا' ہرماسیس تمہارا خنجر قلوپطرہ کے سینے میں اتر کر مصر کی غلامی کی زنجیریں کاٹ دے گا۔

میں نے ایک بار پھر حیرت سے شارمن کی طرف دیکھا۔ اس کے چہرے پر ایسی دمک تھی جو میں نے پہلے کبھی کسی کے چہرے پر نہ دیکھی تھی۔

ہوں۔ یہ ہے وہ شارمن جسے میں پسند کرتا ہوں' سیپسا نے کہا' اور اب اپنا یہ شرمناک لباس ڈھانپ لو اور جاؤ بہت دیر ہوگئی ہے۔ تمہاری ہدایت کے مطابق ہرماسیس کل محل کے دروازے پر آجائیگا۔ جاؤ دیوتا تمہاری حفاظت کریں گے۔

شارمن نے سیاہ چغہ اپنے جسم کے گرد لپیٹا۔ سیپسا کو سلام کیا' جھک کر میرا ہاتھ چوما اور کچھ کہے بغیر چلی گئی۔

عجیب لڑکی ہے' شارمن کے جانے کے بعد سیپسا نے کہا' مجھے اس پر کچھ زیادہ اعتبار نہیں۔

میرا خیال ہے' میں نے کہا' آپ اس سے ذرا سختی سے پیش آئے۔

ہاں' لیکن یہ سب نہیں ہرماسیس میں تمہیں خبردار کیے دیتا ہوں کہ شارمن کی طرف سے ہوشیار رہنا۔ وہ بڑی ضدی لڑکی ہے اور اپنی مرضی کی مالک' جب ضد پر آجاتی ہے تو اسے برے بھلے کی تمیز نہیں رہتی' اور جو راستہ پسند کرتی ہے اس پر چل دیتی ہے۔ وہ ضرورت سے زیادہ ذہین اور جذباتی ہے۔ میں دیوتاؤں سے دعا کرتا رہتا ہوں کہ اس لڑکی کے جذبات ابھر کر اسے اپنے فرض سے غافل نہ کر دیں اور اگر ایسا ہوا تو وہ جذبات کی غلام بن جائے گی اور کسی بھی بھلے یا برے طریقہ سے وہ چیز حاصل کرنے کی کوشش کرے گی' جسے حاصل کرنا چاہتی ہوگی چنانچہ اسی لیے ہمیشہ ڈانٹتا ڈراتا رہتا ہوں کہ مبادا وہ ہمارے اختیار سے باہر ہوجائے' افسوس' افسوس ہرماسیس' ہماری آلہ کار ایک جذباتی لڑکی ہے' لیکن کیا کیا جائے مجبوری ہے

......مجھے شارمن پر اعتبار نہیں' دیوتا کریں وہ آخر تک ہماری وفادار رہے۔ وہ جوان ہے' اور خوبصورت اور مجھے ڈر ہے وہ اپنی جوانی کے جوش اور خوبصورتی کے غرور میں کوئی ایسی حرکت نہ کر گزرے جو ہماری اور پورے مصر کی تباہی کا باعث ہو۔

افسوس ! صد افسوس! سیپسا نے مایوسی سے سر ہلا کر کہا کہ ہمارے اعلیٰ مقصد کی بنیاد ایک عورت کی وفاداری پر قائم ہے اور عورت اسی کی وفاداری رہتی ہے جس سے وہ محبت کرتی ہے اور جب وہ محبت کرتی ہے تو اس کی بے وفائی بھی وفا بن جاتی ہے' عورت جذبات کی لہروں میں بہتی رہتی ہے' کبھی تو وہ دنیا کی ہر چیز سے بلند ہو جاتی ہے' اور کبھی ہر چیز سے پست' عورت سمندر کی طرح ہے جس سے مدوجزر ہوتا رہتا ہے' عورت بادلوں کی طرح ہے مسلسل بدلتی ہوئی' ہرماسیس اس شارمن سے ہوشیار رہنا بہت ممکن ہے یہ تمہیں کسی اور طرف بہا لے جائے یا کسی چٹان سے ہی ٹکرا دے' اور تمہارے ساتھ ساتھ مصر کی امیدیں بھی پاش پاش ہو جائیں۔

❁ ❁ ❁

حواشی

(1) مصریوں کا عقیدہ تھا کہ جب آدمی مر جاتا ہے تو اس میں کوئی چیز زندہ رہتی ہے اس چیز کو وہ ''کا'' یا روح کہتے تھے اور خیال کرتے تھے وہ زندہ اور باقی چیز بدن کے مشابہ ہوتی ہے' وہ کہتے تھے کہ روح ظاہری لحاظ سے جسم کی طرح اور باطنی لحاظ سے خیال کی طرح ہے اور یہ کہ اسے چھونا ممکن نہیں۔ ان کا اعتقاد تھا کہ مرنے کے وقت یہ روح آدمی کے منہ سے نکلتی ہے اور ایک بار پھر بدن کی محتاج ہوتی ہے چنانچہ ان کے خیال میں اگر بدن کو محفوظ نہ رکھا جائے تو یہ روح آوارہ اور پریشان پھرتی رہتی ہے چنانچہ ان کے نزدیک مردے کی سب سے بڑی خدمت اور ''کا'' کے ساتھ سب سے بڑی نیکی یہ تھی کہ جسم کو سڑنے سے محفوظ رکھا جائے تاکہ روح جب دوبارہ اپنے بدن کی محتاج ہو تو اسے صحیح سلامت پائے چنانچہ اسی لیے مصریوں نے لاش کو حنوط کرنے کا طریقہ ایجاد کر لیا تھا' حنوط لگی لاش کو مومیائی یا ممی کہتے ہیں' مصر کے قبرستان میں سے کئی ممیاں ملی ہیں جو قاہرہ اور یورپ کے عجائب گھروں میں رکھی ہوئی ہیں' ایک چھوٹی سی ممی بڑودہ کے عجائب خانے میں بھی ہے جو کسی نوعمر لڑکی کی معلوم ہوتی ہے۔ (مترجم)

❁ ❁ ❁

تیسرا باب

حُسنِ خوابیدہ

دوسرے دن میں نے نجومیوں کا لباس پہنا یعنی ڈھیلا ڈھالا چغہ سر پر ٹوپی جس پر زربفت کا کام تھا' پٹکے سے نوشتہ جات کی تختی اور بردی کاغذ کا پلندہ لٹکایا جس پر علمِ نجوم کے حروف اور نشانیاں تھیں ہاتھ میں آبنوسی عصا لیا جس کی موٹھ ہاتھی دانت کی تھی۔ یہ عصا نجومیوں اور جادوگروں کی نشانی سمجھا جاتا تھا اور یوں ضروری اشیاء سے لیس ہو کر میں ماموں سیپسا کی رہبری میں محلات کی طرف چلا۔ آخر کار شارع ابوالہول پر سے گزر کر ہم محلات کے صدر دروازے کے سامنے پہنچ گئے۔ دروازے کی چوکھٹ سنگ مرمر کی' کواڑ کانسی کے تھے' اندر کی طرف دروازے کے دائیں بائیں محافظوں کی بارکیں تھیں اور یہاں پہنچ کر ماموں سیپسا میری سلامتی اور فتح و کامرانی کی ہزاروں دعائیں دینے کے بعد رخصت ہوئے' میں بے خوفی اور بے پروائی سے دروازے میں داخل ہوا۔ فوراً ہی محافظوں نے مجھے روک لیا اور میرا نام اور کام پوچھنے لگے۔

میں ہرماسیس نجومی ہوں' میں نے جواب دیا اور خاتون شارمن سے ملنا چاہتا ہوں۔ یہ سن کر محافظ دائیں بائیں ہٹ گئے کہ میں گزر جاؤں لیکن عین اسی وقت ان کا افسر جو پولوس نامی ایک رومی تھا آگے آیا اور محافظوں کو ڈانٹنے لگا کہ وہ اپنا اطمینان کیے بغیر ہی کیوں مجھے اندر جانے دے رہے تھے۔ پولوس دہرے بدن کا آدمی تھا لیکن اس کا چہرہ عورتوں جیسا تھا اور کثرت شراب نوشی کے باعث اس کے ہاتھ میں رعشہ آ گیا تھا۔ وہ چند ثانیوں تک گھور گھور کر مجھے دیکھتا رہا اور پھر اس نے مجھے پہچان لیا۔

ارے' یہ تو وہی ہے جس نے کل نوبیا کے تیغ زن کو پٹخ دیا تھا وہی تیغ زن جو اپنے کٹے ہوئے ہاتھ کی یاد میں میری کوٹھی کے نیچے پڑا کراہتا اور روتا رہتا ہے' برا ہو اس سیاہ فام غلام کا' کمبخت اپنا ہاتھ کٹوا بیٹھا' اسے میں نے مقابلہ پر اکسایا تھا کیونکہ میں نے ایک سپاہی

سے شرط بدی تھی اور مجھے یقین تھا کہ تیغ زن جیت جائے گا لیکن اب وہ کبھی کسی سے نہ لڑ سکے گا لعنت ہو اس پر' ہاں صاحب تو کیا کہا تھا آپ نے؟ آپ خاتون شارمن سے ملنا چاہتے ہیں نا' بس تو پھر آپ اندر نہیں جاسکتے۔ دوست ہم خاتون شارمن کے پرستار ہیں حالانکہ وہ ہماری آہوں کے بدلے میں چانٹے رسید کرتی ہے تاہم وہ ہماری دیوی ہے ہمارے دلوں کی دھڑکن ہے۔ ہائے ہائے کیا لڑکی ہے' چنانچہ ہم اس بات کو برداشت نہیں کرسکتے کہ آپ جیسی آنکھوں اور چوڑے چکلے سینے والا ہم پر بازی لے جائے اور شارمن ہم کو چھوڑ کر آپ کی گردن میں اپنی نازک بانہوں کی مالا پہنا دے' نہیں نہیں یہ نہیں ہوسکتا۔ دیوتاؤں کی قسم یہ تو ڈوب مرنے کا مقام ہے کہ ہم یہاں خاک چاٹتے رہیں اور آپ اس کے سرخ سرخ ہونٹوں سے امرت پیتے رہیں' اور آپ اندر نہیں جاسکتے جی ہاں کبھی نہیں۔

جناب! میں نے ملائمت مگر تمکنت سے کہا۔ آپ میری آمد کی اطلاع خاتون شارمن کو پہنچا دیں' میں زیادہ دیر انتظار نہیں کرسکتا۔

ہاہاہا' پولوس ہنسا۔ واہ کیا شان ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں انتظار نہیں کرسکتا۔

ہوہو' ہاہاہا' آخر آپ ہیں کون؟ جولیس سیزر۔ ہاہاہا تشریف لے جائیے جناب' لوٹ جائیے یہیں سے۔ غالباً آپ کو معلوم نہیں کہ نیزے کی نوک سینہ توڑ کر پشت کی طرف نکل آتی ہے تو آدمی مر جاتا ہے۔

سنو' ایک محافظ نے کہا' یہ صاحب کہتے ہیں کہ یہ نجومی ہیں اور غالباً ساحر بھی چنانچہ ہم کیوں نہ اپنی قسمتوں کا حال ان سے پوچھیں اور اگر دو چار شعبدے بھی ہوجائے تو کیا مضائقہ ہے' ذرا دل لگی رہے گی۔

بہت اچھا مجھے آزمانا چاہتے ہو۔ تو یوں ہی سہی جناب' میں اس آدمی کی طرف گھوم گیا جو پولوس کے قریب کھڑا تھا اور میرے شعبدہ کو دیکھنا چاہتا تھا' آپ ذرا آگے آئیے یہاں میرے سامنے۔ میں آپ کی آنکھوں میں جھانک کر آپ کی قسمت کا حال معلوم کرلوں گا۔

اچھی بات ہے' اس نے کہا' لیکن میں تو جناب خاتون شارمن کو ہی ساحرہ سمجھتا ہوں اگر وہ میری آنکھوں میں جھانکے تو کچھ مزہ بھی آئے۔ ہاں تو نجومی صاحب لیجئے۔ جھانکئے میری آنکھوں میں۔

میں نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں۔

ہاں۔ میں دیکھ رہا ہوں' میں نے کہا' جوان! میں دیکھ رہا ہوں کہ ایک وسیع وعریض

میدان ہے اور رات کا وقت' میدان میں بہت سی لاشیں پڑی ہوئی ہیں اور ان میں میں تمہاری لاش دیکھ رہا ہوں جس کا گلا ایک چرخ ادھیڑ رہا ہے جوان! ایک سال کے اندر تمہاری موت واقع ہوجائے گی اور اس طرح کہ ایک تلوار تمہارے پیٹ کے آر پار ہوگی۔

دیوتاؤں کی قسم! اس نے سمندر کے جھاگ کی طرح سرخ ہوکر کہا' بڑے منحوس نجومی ہو تم اور گھبرا کر چند قدم پیچھے ہٹ گیا' میری یہ پیشین گوئی صحیح ثابت ہوئی ...... چند مہینوں بعد ہی اس نوجوان محافظ کو ایک فوج کے ساتھ قبرص بھیج دیا گیا جہاں وہ مارا گیا۔

اب آپ آیئے' میں نے پولوس سے کہا۔ دیکھئے میں اس دروازے میں داخل ہوجاؤں گا اور آپ مجھے نہ روک سکیں گے صرف یہی نہیں بلکہ میں آپ کو بھی اپنے پیچھے لے چلوں گا۔ ہاں تو اپنی نظریں میرے عصا کی موٹھ پر گاڑ دیجئے۔

اپنے ساتھیوں کے اصرار سے مجبور ہوکر پولوس نے بادل ناخواستہ ایسا کیا۔ میں نے اپنے عصا کی موٹھ اس کی آنکھوں کے سامنے کردی۔

اسی موٹھ پر نظریں گاڑے رکھو...... ہاں یوں...... شاباش۔ پولوس موٹھ کو گھورتا رہا یہاں تک کہ اس کی آنکھیں بے نور ہوگئیں' اب میں نے عصا ہٹا کر چہرہ اس کے سامنے کردیا اور اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اسے اپنے اثر میں لے لیا۔ میں ایک قدم دائیں طرف ہٹا تو پولوس بھی اسی طرف گھوم گیا میں بائیں طرف ہٹا تو پولوس بھی اسی طرف گھوم گیا وہ پوری طرح میرے اثر میں تھا۔ میں قدم قدم ہٹنے لگا یہاں تک کہ صدر دروازے میں سے گزر گیا۔ پولوس ایک غلام کی طرح میرے پیچھے پیچھے چلا آرہا تھا۔ دروازے میں سے گزر کر میں نے اپنے سر کو جھٹکا دیا اور پولوس دھم سے زمین پر گرا اور فوراً آنکھیں ملتا اٹھ کھڑا ہوا۔

کہو مغرور رومی' اب تو میرے کمال کے قائل ہوئے۔ میں نے کہا' دیکھو ہم دروازے سے گزر کر اندر گئے ہیں۔ کہو تو اور کوئی کمال دکھاؤں۔

طوفان کے دیوتا ٹائیفون کی قسم' ایک محافظ جس کا نام برونوس تھا بولا:

ہم اور کچھ نہیں دیکھنا چاہتے۔ صاحب! ہم آپ کے کمال کے قائل ہوگئے تاہم میں آپ کو قطعی پسند نہیں کرتا جو آدمی محض اپنی آنکھوں کی وجہ سے ہمارے افسر کو غلام بنالے وہ بڑا ہی خطرناک انسان ثابت ہوسکتا ہے۔ کمال ہے صاحب! پولوس جیسا ہٹ دھرم آدمی آپ کے پیچھے پیچھے ایک غلام کی طرح چلا آئے' افوہ میں تو سمجھتا ہوں کہ آپ کی ایک آنکھ میں عورت اور دوسری میں شراب ہوگی ورنہ پولوس کسی اور کی طرف کھنچ نہیں سکتے۔

عین اسی وقت شارمن آ گئی۔ اس کے ساتھ ایک مسلح غلام تھا۔ وہ اپنی پشت کی طرف ہاتھ باندھے کہیں خلاؤں میں دیکھتی' جیسے بڑی بے پروائی سے چلی آ رہی تھی' جب وہ قریب آئی تو محافظوں نے بڑے ادب سے جھک کر اسے سلام کیا' بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ محلات شاہی میں قلوپطرہ کے بعد شارمن کی ہی سب سے زیادہ عزت تھی اور ملکہ کے بعد اسی کا حکم چلتا تھا۔

برونوس! یہ کیا گڑبڑ ہے؟ اس نے یوں پوچھا کہ گویا مجھے دیکھا ہی نہیں' جانتے نہیں کہ اس وقت ملکہ مصر استراحت فرماتی ہیں؟ اگر تمہاری گڑبڑ سے وہ بیدار ہو گئیں تو جانتے ہو تمہارا کیا حشر ہو گا۔

بات یہ ہے خاتون کہ یہ صاحب کہیں سے آ گئے ہیں' برونوس نے میری طرف اشارہ کیا۔ بڑے ہی منحوس نجومی صاحب معاف' کیجئے گا' میرا مطلب ہے بڑے ہی زبردست نجومی اور جادوگر ہیں۔ کمال ہے خاتون! کہ اپنا چہرہ ہمارے افسر کے چہرے کے سامنے لا کر انہوں نے ہمارے افسر کو اپنا غلام بنا لیا تھا' اور خاتون یہ پولوس کی آنکھوں کے سامنے اندر آ گئے اور وہ کچھ نہ کر سکا' اس نے قسم کھائی تھی ...... کہ وہ انہیں اندر داخل نہ ہونے دے گا اور یہ نجومی صاحب کہتے ہیں کہ انہیں آپ سے ملنا ہے۔ ذرا ہوشیار رہنا خاتون کہیں یہ آپ کو بھی اپنا غلام نہ بنا لیں۔ اگر ایسا ہوا تو میں بے موت ہی مر جاؤں گا۔

شارمن نے جیسے پہلی دفعہ میری طرف دیکھا۔

اچھا تو تم آ گئے' اس نے کہا ملکہ' مصر بہت دیر سے تمہارا انتظار کر رہی ہیں اور تمہارے شعبدے دیکھنے کے لیے بے چین ہیں لیکن میں تمہیں خبردار کیے دیتی ہوں کہ اگر تم ملکہ کو خوش نہ کر سکے' اگر تمہارا کمال صرف یہی ہوا کہ ایک عادی شرابی کو بدحواس کر دیا اور یہاں اس نے نفرت سے پولوس کی طرف دیکھا تو تم دھکے مار کر یہاں سے نکال دیئے جاؤ گے' آؤ میرے ساتھ' اور برونوس تم اپنے پاگل پن کا علاج کراؤ کسی اچھے حکیم سے تاکہ تمہارے دماغ میں جو ہوا بھر گئی ہے وہ نکل جائے اور پولوس جب بھی مجھے کوئی پوچھتا ہوا آئے تو فوراً میرے پاس پہنچا دیا کرو سمجھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ تم خود تو شراب پیتے ہو' لیکن شراب تمہاری عقل پی جاتی ہے۔

اور شارمن پلٹ کر چل دی۔ میں اور مسلح غلام اس کے پیچھے پیچھے چلتے رہے۔

ہم سنگ مرمر کی روش پر چلے جا رہے تھے جو پھولدار پودوں کے تختوں کے درمیان

سے گزر رہی تھی اور جس کے دونوں کناروں پر رومیوں اور یونانیوں کے باطل دیوتاؤں کے قد آدم مجسمے تھے۔ پھر ہم ایک خوبصورت غلام گردش کے سامنے پہنچے جو سنگ سیاہ کے گول ستونوں پر کھڑی ہوئی تھی۔ یہاں بھی محافظ پہرہ دے رہے تھے جو شارمن کو دیکھتے ہی مؤدب کھڑے ہو گئے۔ غلام گردش کو عبور کر کے ہم سنگ مرمر کی ڈیوڑھی میں پہنچے جس کے بیچ میں فوارہ تھا۔ اس ڈیوڑھی سے گزر کر ہم دوسرے کمرے میں پہنچے' یہ کمرہ سنگ جراحت کا کمرہ کہلاتا تھا اور خاصا فراخ تھا اس کی چھت جو سیاہ مدور ستونوں پر قائم تھی بہت اونچی تھی۔ کمرے کی دیواریں چونے کے پتھروں کی تھیں اور ان پر یونانی دیوتاؤں کی تصویریں اور بیل بوٹے بنے ہوئے تھے۔ اس کا فرش آئینے کی طرح شفاف تھا۔ جس پر مختلف رنگوں سے پچی کاری کی گئی تھی۔ فرش پر عین عشق کے دیوتا کیوپڈ اور اس کی معشوقہ سائیگی کی تصویر تھی وہ دونوں ہم آغوش تھے۔ کمرے کی دیواروں سے لگی سونے اور ہاتھی دانت کی کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔ اس کمرہ میں ملکہ دربار کیا کرتی تھی۔ شارمن نے مسلح غلام کو اس بڑے کمرے کے دروازے پر ہی رک جانے کو کہا اور مجھے لے کر آگے بڑھی کمرے کے آخری سرے پر ریشمی پردے لٹک رہے تھے اور دو خواجہ سرا ننگی تلواریں لیے پہرہ دے رہے تھے۔ ان دو خواجہ سراؤں کے علاوہ وہاں کوئی تیسرا آدمی نہ تھا۔

مجھے افسوس ہے اے مصر کی امیدوں کے سہارے! شارمن نے سرگوشی میں کہا کہ صدر دروازے پر تمہیں محافظوں نے پریشان کیا' وہ نہیں جانتے کہ تم کون ہو اور مستقبل قریب میں کیا بننے والے ہو' یہ رومی دراصل بڑے گستاخ ہوتے ہیں اور مصریوں کو ذلیل سمجھتے ہیں لیکن جو کچھ ہوا اچھا ہی ہوا' یہ رومی بڑے توہم پرست ہوتے ہیں چنانچہ اب وہ تم سے ڈرنے لگیں گے۔ اچھا اب تم یہیں ٹھہرو' میں قلوپطرہ کی خوابگاہ میں جا کر دیکھتی ہوں کہ وہ بیدار ہوئی یا نہیں جیسے وہ بیدار ہو گی میں تمہیں بلا لوں گی کیونکہ وہ خود تم سے ملنے کے لیے بے چین ہے۔

اور شارمن میرے قریب سے کھسک گئی۔ چند ثانیوں بعد ہی وہ واپس آ ئی۔

تم نے کبھی دنیا کی خوبصورت ترین عورت کو محو خواب دیکھا ہے؟ اس نے میرے کان کے قریب منہ لا کر کہا۔

''نہیں'' تو دیکھنا چاہتے ہو؟ بہت اچھا' میرے ساتھ آؤ' گھبراؤ نہیں...... جب وہ بیدار ہو گی تو بجائے خفا ہونے کے تمہیں دیکھ کر خوش ہو گی کیونکہ یہ اس کا حکم ہے کہ میں فوراً تمہیں اس کے پاس پہنچا دوں' خواہ وہ کسی حال میں ہی کیوں نہ ہو' یہ دیکھو شاہی مہر میرے

پاس ہے۔

چنانچہ شارمن کے ساتھ ان پردوں کے سامنے پہنچا۔ جہاں دو خواجہ سرا ننگی تلواریں لیے پہرہ دے رہے تھے۔ انہوں نے شارمن کو تو کچھ نہ کہا لیکن مجھے روک دیا اس پر شارمن غصہ سے پلٹی اور اپنے گریبان میں سے شاہی مہر نکال کر خواجہ سراؤں کو دکھائی۔ انہوں نے انگوٹھی پر کے نقش کو غور سے دیکھا اور تلواریں جھکا کر کھڑے ہوگئے اور ہم ریشمی پردے ہٹا کر قلوپطرہ کی خوابگاہ میں داخل ہوئے۔ خوبصورت' بے حد خوبصورت خوابگاہ تھی وہ۔ جس کی دیواروں پر ہاتھی دانت' سنگ مرمر اور سونے کے تاروں سے گل بوٹے بنائے گئے تھے۔ دنیا کی ساری سجاوٹ دنیا کے سارے تکلفات جس کے ہر آدمی خواب دیکھتا ہے۔ قلوپطرہ کی خوابگاہ میں یکجا تھے۔ پھولوں کی تصویروں میں ایسی اصلیت تھی کہ بلبل اور بھنورا دھوکا کھا جائے اور ایک طرف عورتوں کے مجسمے تھے' نسائی حسن کی ساری خوبیاں پتھر میں موجود تھیں اور یوں معلوم ہوتا تھا کہ وہ اپسرائیں ابھی آپ سے ہمکلام ہوں گی اور اس طرف نفیس ریشمی پردے تھے جن میں سونے کے تاروں کی دھاریاں تھیں اور ایک طرف کوچیں تھیں جن میں نرم قالین بچھا ہوا تھا جس پر ٹخنوں ٹخنوں دھنس جاتے تھے۔ کمرے کی فضا عطر بیز تھی اور کھلی ہوئی کھڑکی میں سے تازہ ہوا کے جھونکوں کے ساتھ سمندر کا ہلکا ہلکا شور سنائی دے رہا تھا۔

اس کمرے میں ایک کوچ پر جس کے پردے اور چادر تکیے ریشمی تھے۔ قلوپطرہ محو خواب تھی۔ قلوپطرہ دنیا کی حسین ترین عورت' جوانی کی بے خبر نیند سو رہی تھی اور اس کے کالے گھنگھریالے بال ریشمی چادر پر کوڑیالے ناگوں کی طرح لہرا رہے تھے۔ وہ سو رہی تھی لیکن اس کا حسن بیدار تھا جو دل پر بجلیاں گرا رہا تھا۔ اس کے سونے کی ادا دل موہے لے رہی تھی۔ اس کا ایک مرمریں ہاتھ سر کے نیچے تھا اور دوسرا کوچ سے نیچے لٹک رہا تھا۔ اس کے سرخ ہونٹ نیم وا تھے جس سے اس کے موتی جیسے دانت نظر آ رہے تھے وہ ایسا باریک لباس پہنے تھی کہ اس میں سے اس کا گلابی بدن جھانک رہا تھا۔ تنفس کے زیر و بم کے ساتھ اس کے سینے کا تموج دیکھنے ہی سے تعلق رکھتا تھا۔ ایک فتنہ سو رہا تھا۔ ایک فتنہ جاگ رہا تھا اور میں اپنی جگہ حیران و ششدر کھڑا تھا۔ میں بے اختیار اپنے دل میں کہہ اٹھا' افسوس ایسی حسین عورت کو قتل کردوں گا۔

دفعتاً میں نے اپنے آپ کو جھنجوڑا اور بمشکل اپنی نظریں قلوپطرہ پر سے ہٹا سکا۔ اس اثنا میں شارمن برابر میری طرف دیکھ رہی تھی۔ اس نے میرے دلی جذبات معلوم کرلیے تھے۔

بڑے افسوس کا مقام ہے ہرماسیس' کیوں ہے نا؟ اس نے سرگوشی کی۔ اس

خوبصورت عورت کو قتل کرتے وقت تمہیں اپنے اوپر بہت جبر کرنا پڑے گا۔ ایسے حسین کھلونے کو توڑنے کے لیے' پتھر کا دل اور لوہے کا جگر چاہیے' لیکن یہ کام تمہیں ہی کرنا ہوگا کیونکہ اس کے علاوہ کوئی چارہ بھی تو نہیں۔

میں اس کے الفاظ کی تلخی محسوس کیے بغیر نہ رہ سکا اور ابھی میں نے جواب دینے کے لیے اپنے لبوں کو جنبش بھی نہ دی تھی کہ شارمن نے اپنی انگلی میرے ہونٹوں پر رکھ دی اور دوسرے ہاتھ سے قلوپطرہ کی طرف اشارہ کیا اور میں نے دیکھا کہ قلوپطرہ کو کچھ ہو رہا تھا۔ اس کے ہاتھوں کی مٹھیاں بھنچ گئی تھیں اس کے چہرے کا رنگ اڑ گیا تھا جیسے وہ بے حد خوفزدہ ہو' وہ الٹی سیدھی سانسیں لینے لگی' پھر اس نے اپنے دونوں ہاتھ اوپر یوں اٹھا دیئے جیسے کسی کا وار روک رہی ہو' اور پھر خوف کی ایک چیخ کے ساتھ وہ اٹھ بیٹھی۔ اس نے اپنی آنکھیں کھول دیں وہ رات کی طرح اداس تھیں لیکن رفتہ رفتہ ان میں چمک آنے لگی اور اب ان کا رنگ نیلا تھا بالکل ایسا ہی جیسا کہ پو پھٹنے سے پہلے آسمان کا ہو جاتا ہے۔

سیسرون' قلوپطرہ نے کہا' میرا بیٹا سیسرون کہاں ہے؟ تو ......وہ خواب تھا۔ ہاں خواب ہی تو تھا' اف' کس قدر بھیانک۔ میں نے دیکھا' دیکھا کہ جولیس سیزر جو مر چکا تھا میرے پاس آیا' اس کے کپڑوں سے خون ٹپک رہا تھا۔ وہ میرے پاس آیا اور سیسرون کو پکڑ کر کسی طرف لے گیا۔ اور پھر میں نے دیکھا کہ میں مر رہی ہوں' نہایت تکلیف کے عالم میں مر رہی ہوں اور ایک آدمی جو دیوتا جانیں کون ہے میرے سامنے کھڑا قہقہہ لگا رہا ہے' آہ یہ سب اور یہ کون آدمی ہے۔

ملکہ اس وقت بہت زیادہ پریشان اور سہمی ہوئی معلوم ہوتی ہیں' یہ ہرماسیس نجومی ہے! جسے کنیز ملکہ کے حکم کے مطابق یہاں لے آئی ہے۔

ہرماسیس نجومی' آہا...... یاد آیا وہی نا' جس نے میرے تیغ زن کو پٹخ دیا تھا۔ خوش آمدید نجومی' خوب وقت پر آئے بتاؤ میرے اس بھیانک خواب کی تعبیر کیا ہے؟ کتنی عجیب ہے یہ نیند بھی جو یادوں کے نہاں خانوں میں سے عجیب عجیب زندہ تصویریں نکال لاتی ہے۔ نجومی! وہ جولیس سیزر ہی تھا جو میرے بیٹے کو کہیں لے گیا تھا دیوتاؤں کی قسم وہی جولیس سیزر تھا جسے میں بھلا چکی ہوں' نجومی! میرے اس خواب کی صحیح تعبیر بتاؤ اور پھر دیکھو میں تمہاری کیسی قدر کرتی ہوں۔

ملکہ ٹھیک فرماتی ہیں! میں واقعی وقت پر حاضر ہوا ہوں' میں نے کہا' ملکہ! نیند ایک

زینہ ہے جس پر دیوتاؤں کے پیغامبر اتر کر انسانوں سے خواب میں ملاقات کرتے ہیں' خوابوں کا ایک مطلب ہوتا ہے جسے وہی انسان معلوم کرسکتا جو اس علم سے واقف ہو۔ میں نجومی ہوں اور جادوگر بھی چنانچہ میں کسی کے بھی خواب کی تعبیر معلوم کرسکتا ہوں' ملکہ نے خواب دیکھا ہے کہ جولیس سیزر خون میں لتھڑا ہوا آیا ہے اور ملکہ کے لڑکے سیسرون کو کہیں لے جاتا ہے تو لیجئے اب اس کی تعبیر سنئے' وہ حقیقت میں سیزر تھا جسے ملکہ نے خواب میں دیکھا' وہ خون میں لتھڑا ہوا تھا' اس لیے کہ وہ جیسا کہ ملکہ کو معلوم ہے' دغا سے قتل کردیا گیا تھا' اس نے ملکہ کے بیٹے سیسرون کا ہاتھ پکڑا' جس کا مطلب یہ ہے کہ سیزر کی ساری عظمت' شان اور قوت اس لڑکے کو ورثہ میں ملی ہے یعنی وہ اپنے باپ جولیس سیزر کی طرح اقبال مند اور فاتح ہوگا۔ سیزر لڑکے کو کسی طرف لے گیا جس کا مطلب یہ ہوا کہ ملکہ کا بیٹا روم و یونان کا بادشاہ بنے گا۔ سیزر مملکت کا تاج اس لڑکے کے سر پر رکھنے کے لیے اسے روم کے دارالسلطنت کی طرف لے گیا تھا' اب رہا بقیہ خواب یعنی خاکم بدہن ملکہ انتہائی تکلیف کے عالم میں مر رہی ہیں تو ملکہ معاف فرمائیں باوجود کوشش کے غلام خواب کے اس حصہ کی تعبیر معلوم نہ کرسکا۔

اور یوں میں نے ملکہ کے خواب کی تعبیر بتلائی حالانکہ اس خواب کی تعبیر کچھ اور ہی تھی جسے میں جانتا تھا' لیکن عقلمند وہ ہے جو حکمرانوں کے سامنے سچ نہیں بولتا اور کوئی بری بات اپنے منہ سے نہیں نکالتا۔

اسی اثنا میں قلوپطرہ اٹھ کر کوچ کے کنارے پر آبیٹھی تھی۔ اس کی نظریں مجھ پر گڑی ہوئی تھیں اور اس کی نازک انگلیاں باریک لبادے کے بوتاموں سے جو ہیرے کے تھے کھیل رہی تھیں۔

واقعی تم دوسرے نجومیوں سے بہتر ہی ہو۔ اس نے کہا: تم نے بدشگونی کے منحوس خول میں سے نیک شگون کھینچ نکالا ہے۔

''ملکہ کو دیوتا اپنی حفاظت میں رکھیں'' شارمن نے نظریں جھکا کر کہا' لیکن میں اس کے ان سیدھے سادے لفظوں میں پنہاں نشتروں کو محسوس کررہا تھا۔ ملکہ کا اقبال بلند ہو اور شیطانی قوتیں ملکہ سے دور رہیں' واقعی اس نجومی نے بڑی مبارک تعبیر بتائی ہے۔

نجومی! اب اپنے شعبدے دکھاؤ' اب بھی خاصی گرمی ہے اور یہودی قاصدوں نے مجھے تھکا دیا ہے جو یروشلم اور ہیروڈ[1] کے علاوہ کچھ اور بات ہی نہیں کرتے۔ مجھے اس ہیروڈ سے نفرت ہے' ہاں تو کیسا جادو ہے تمہارے پاس' کوئی نیا شعبدہ دکھانا' تم نے ہمارے خواب کی

نیک تعبیر بتا کر ہمیں خوش کردیا اور اگر تمہارے شعبدے بھی ہمیں خوش کرسکے تو نجومی! تمہاری جگہ ہمارے دربار میں ہوگی اور وہ اپنے دونوں ہاتھ...... سر کے پیچھے رکھ کر میری طرف دیکھنے لگی۔

ملکہ معاف فرمائیں' غلام کے پاس کوئی نیا شعبدہ تو نہیں تاہم غلام چند ایسے شعبدے جانتا ہے جو عام نہیں ہیں' بہت ممکن ہے ملکہ کو یہ شعبدے سب نئے معلوم ہوں لیکن گستاخی معاف' ملکہ ڈر تو نہ جائیں گی؟

نہیں' میں کسی چیز سے نہیں ڈرتی۔ شارمن یہاں بیٹھ جاؤ میرے پاس اور ہاں دوسری لڑکیوں کو بھی تو بلالو' ایراس اور ماریا کو بھی جادو کے کھیل بہت پسند ہیں۔

نہیں ملکہ بہت سے لوگوں کی موجودگی میں جادو اپنا اثر کھو دیتا ہے۔ ملکہ دیکھئے۔

اور میں نے اپنا عصا فرش پر پھینک دیا۔ ایک لمحہ تک وہ یوں ہی پڑا رہا۔ پھر ہلنے اور مڑنے لگا اور یکایک کھڑا ہوکر ناچنے لگا پھر اس پر سیاہ کینچلی پیدا ہوگئی اور اب وہ ایک زبردست اژدھا بن کر پھنکار رہا تھا۔

''ہونہہ''...... قلوپطرہ نے کہا۔ اسے تم جادو کہتے ہو۔ یہ تو بہت پرانا اور عام شعبدہ ہے جسے کوئی عام اور بازاری جادوگر بھی دکھا سکتا ہے۔

''ملکہ ذرا صبر سے کام لیں' یہ تو ابتدا ہے' بس ملکہ دیکھتی جائیں۔'' میں نے کہا۔

فوراً ہی اس اژدھے کے ٹکڑے ہوگئے اور ہر ٹکڑا سانپ بن گیا' ان سانپوں کے بھی ٹکڑے ہوگئے اور ہر ٹکڑے سے ایک نیا سانپ بن گیا یہاں تک کہ پوری خوابگاہ میں سیاہ پھنکارتے ہوئے سانپ رینگنے لگے۔ میں نے اپنی انگلی سے اشارہ کیا سب سانپ میرے گرد جمع ہوگئے اور ٹانگوں پر سے ہوکر میرے بدن پر چڑھنے لگے یہاں تک کہ میرا پورا جسم سوائے آنکھوں کے سانپوں سے ڈھک گیا۔

اف! بھیانک' بے حد بھیانک' شارمن نے قلوپطرہ کے چغہ میں اپنا منہ چھپالیا۔

بس جادوگر' بس کرو' قلوپطرہ نے کہا۔ تمہارا جادو ہمیں گھبرائے دیتا ہے۔

میں نے اپنے ہاتھ ہلائے اور وہاں کچھ نہ تھا۔ میرے قدموں میں ہاتھی دانت کی موٹھ والا آبنوسی عصا پڑا ہوا تھا اور بس قلوپطرہ اور شارمن حیرت سے ایک دوسرے کی صورت تک رہی تھیں۔

ملکہ اس غلام کے جادو سے خوش ہوئیں۔ میں نے کہا۔

ہاں ہرماسیس! جادو کا ایسا کمال ہم نے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا' تم آج سے شاہی

نجومی ہو اور جب چاہو ہماری خدمت میں بلاروک ٹوک حاضر ہو سکتے ہو کوئی اور شعبدہ؟

جی ہاں' برائے کرم پردے کھینچ لینے کا حکم دیجئے تاکہ کمرے میں اندھیرا ہو جائے اور میں ملکہ کو ایک عجیب شعبدہ دکھا سکوں۔

میں خوفزدہ ضرور ہوں' قلوپطرہ نے کہا' تاہم شارمن' ہرماسیس جس طرح کہتے ہیں اسی طرح کرو۔

پردے کھینچ دیئے گئے اب کمرہ میں شام کا سا دھندلکا چھایا ہوا تھا میں آگے بڑھ کر قلوپطرہ کے قریب کھڑا ہو گیا۔

ملکہ اس طرف توجہ فرمائیں' میں نے اس جگہ کی طرف اشارہ کیا جہاں کچھ ہی دیر پہلے میں کھڑا ہوا تھا۔

اور ملکہ کے دماغ میں اس وقت جو خیال ہوگا وہ مجسم بن کر سامنے آجائے گا۔

دونوں عورتیں اس طرف دیکھنے لگیں جس طرف کہ میں نے اشارہ کیا تھا وہ دونوں کچھ سہمی ہوئی تھیں۔

اور یکلخت اس جگہ جہاں کچھ دیر پہلے میں کھڑا ہوا تھا کہرا جمع ہونے لگا جس نے جلد ہی بادل کی صورت اختیار کرلی اور اس میں ایک آدمی کی شبیہ بن گئی۔ شبیہ دھندلی دھندلی تھی جو مسلسل بن بگڑ رہی تھی۔

اور میں نے اونچی آواز میں کہا:

''اے انسانی سائے! تو جو کوئی بھی ہے میں حکم دیتا ہوں کہ نمودار ہو۔''

اور وہ شبیہ کہر کے بادل میں سے باہر نکل کر ہمارے سامنے کھڑی ہوگئی اور سب نے دیکھا وہ جولیس سیزر تھا جس کے زخموں سے خون ٹپک رہا تھا ایک لمحہ تک وہ شبیہ ہمارے سامنے کھڑی رہی اور جب میں نے ہاتھ ہلایا' تو کہرے میں وہ جا کر غائب ہوگئی ...... اور وہاں کچھ نہ تھا۔

میں نے گھوم کر دونوں عورتوں کی طرف دیکھا' قلوپطرہ کا چہرہ خوف و دہشت سے راکھ کی طرح سفید ہو رہا تھا۔

نجومی' تم کون ہو' اس نے کانپتی ہوئی آواز میں پوچھا' کون ہو تم کہ مردوں کو ان کی قبروں میں سے بلا لیتے ہو؟ کون ہو تم کہ تمہارے اشارے پر قبریں اپنے منہ کھول کر مردے اگل دیتی ہیں۔

میں' ہرماسیس...... ملکہ مصر کا خاص نجومی۔ ساحر اور ملکہ کا غلام ہوں' میں نے ہنس کر کہا۔

تو کیا اس وقت ملکہ اسی آدمی کے متعلق سوچ رہی تھیں؟

قلوپطرہ نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ اٹھی اور دوسرے کمرے میں چلی گئی۔

پھر شارمن اٹھی اس نے خوف بھری نظروں سے میری طرف دیکھا اور بولی:

''یہ...... یہ...... جادو تم نے کہاں سے سیکھا؟ مجھے بتاؤ ہرماسیس یہ سب کیا تھا؟ دیوتاؤں کی قسم میں تم سے ڈرنے لگی ہوں۔

ڈرو نہیں شارمن۔ یہ محض سایے تھے۔ اپنا دل مضبوط رکھو' یہ کردار ہمیں آخر تک ادا کرنا ہے۔ اگر تم ابھی سے ڈرنے لگی ہو تو دیوتا جانیں آگے کیا ہوگا۔

ہرماسیس تم نے چند گھنٹوں ہی میں اپنا اثر جما لیا ہے جو مٹائے نہ مٹ سکے گا' کل صبح ہونے سے پہلے ہی تمہارے سحر کی کہانیاں پورے اسکندریہ میں مشہور ہو جائیں گی۔ اور لوگ تم سے ڈرنے لگیں گے۔ ان کے دلوں میں قلوپطرہ کا اتنا خوف نہ ہوگا' جتنا تمہارا......

میرے ساتھ آؤ۔

❀ ❀ ❀

حواشی

(1) ہیروڈ اسرائیلیوں کا امام تھا۔ اس نے نہایت شان و دبدبہ سے حکومت کی لیکن یہ اسرائیلی بادشاہ رومی تہذیب کا دلدادہ تھا (کیونکہ انہیں کی مدد سے وہ بیت المقدس کا حکمران بنا تھا) چنانچہ اس نے عین خانہ خدا کے پڑوس میں ایمفی تھیٹر بنوایا اور وہاں بھی تماشے ہونے لگے اس پر یہودی اس سے بدظن ہوگئے کہ بظاہر تو ہیروڈ دین موسوی کا پیرو ہے لیکن اصل میں وہ بت پرست ہوگیا ہے۔ چنانچہ ہیروڈ کے آخری دن سخت تردد میں گزرے' اس کی حکمت عملی اس عام ناراضگی کو دبائے رہی لیکن اس کے مرتے ہی اس کے خاندان والوں نے اس کا سخت خمیازہ بھگتا اسی ہیروڈ کے زمانے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی ہیروڈ کی موت کے وقت آپ کی عمر تقریباً آٹھ سال کی ہوگی۔ اس نے 33 سال حکومت کی اور وہ یہودیوں کا آخری فرمانروا تھا جس کے ساتھ ہی تاج و تخت اور دولت و اقبال نے اسرائیلیوں کا ساتھ چھوڑ دیا' ارض مقدس پر رومیوں کا تسلط ہوگیا اور بنی اسرائیل ان کے غلام بن گئے۔ (مترجم)

❀ ❀ ❀

چوتھا باب

شاہِ عشق

دوسرے ہی دن مجھے ملکہ کا تحریری فرمان مل گیا اور اسی دن سے مجھے ملکہ ٔ مصر کا خاص نجومی تسلیم کرلیا گیا۔ محل میں مجھے دو الگ کمرے دیئے گئے جن سے ملی ہوئی رصدگاہ تھی میں ہر رات رصدگاہ میں جاتا اور ستاروں کی چال سے شگون لیتا کیونکہ ان دنوں قلوپطرہ بہت پریشان تھی اور کوئی نہیں جانتا تھا کہ رومیوں کی خانہ جنگی کا انجام کیا ہوگا۔ لیکن قلوپطرہ ہمیشہ سے فاتح اور طاقتور گروہ کا ساتھ دیتی آئی تھی اس لیے مجھ سے پوچھتی رہتی کہ ستاروں کی چال کیا بتاتی ہے اور فتح کس کی ہوگی۔ میں مناسب و موزوں جواب دے کر اسے اطمینان دلانے کی کوشش کرتا۔ خبر آئی تھی کہ ترامویر[1] انطونی ایشیائے کوچک تک پہنچ گیا تھا اور ان دنوں یہ افواہ عام تھی کہ قلوپطرہ نے مجلس ثلاثہ سے لڑائی کر کے اپنے جرنیل سارا پیوس کو قاسیوس کی مدد کرنے کا حکم دیا تھا۔ لیکن قلوپطرہ نے میرے سامنے شدت سے اس افواہ کی مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ دراصل سارا پیوس نے قلوپطرہ کی مرضی کے خلاف اور اس سے پوچھے بغیر ایسا کیا تھا لیکن شارمن نے مجھے بتایا کہ بات یوں نہ تھی بلکہ قلوپطرہ نے سارا پیوس کو خفیہ پیغام بھیجا تھا کہ وہ فوراً قاسیوس کی مدد کو پہنچے کیونکہ اس نجومی نے جو مجھ سے پہلے ملکہ ٔ خاص کا نجومی تھا پیشین گوئی کی تھی کہ انطونی کو شکست ہوگی لیکن ہوا یہ کہ انطونی نے قاسیوس اور بروطوس دونوں کو شکست فاش دی چنانچہ اس الزام سے بچنے کے لیے قلوپطرہ نے یہ کیا کہ اپنے وفادار جرنیل سارا پیوس کو جو ملکہ کے حکم سے قاسیوس کی مدد کو روانہ ہوا تھا قتل کروا دیا' افسوس ہے ان لوگوں پر جو بزدلوں کی چاکری کرتے ہیں۔ اس عرصہ میں ہماری سازش کی جڑیں مضبوط ہوتی گئیں۔

قلوپطرہ اور اس کے خیر خواہ دوسرے سیاسی معاملات کو سلجھانے میں ایسے الجھے ہوتے تھے کہ یہ بات ان کے وہم و گمان میں بھی نہ آ سکی کہ مصر میں زبردست انقلاب کی تیاریاں ہو رہی ہیں دن بدن ہماری سازش میں لوگ زیادہ سے زیادہ شریک ہو رہے تھے۔ مصر

کے تقریباً ہر شہر کے لوگ مجھے دل ہی دل میں فرعون تسلیم کر چکے تھے اور اشارے کے منتظر تھے میں ہر دوسرے دن اپنے ماموں سیپسا کے پاس جاتا اور وہاں ان امراء اور کاہنوں سے ملتا جو بھیس بدل بدل کر اسکندریہ آ رہے تھے کہ مقررہ وقت پر قلوپطرہ کے محل میں گھس جائیں۔

اس عرصہ میں قلوپطرہ سے بھی برابر ملتا رہا اور اس کی ذہانت اور قابلیت دیکھ کر حیران رہ گیا۔ وہ جتنی حسین تھی اتنی ہی ذہین اور ہوشیار تھی وہ میرے سحر اور علم سے مرعوب ہو چکی تھی اور مجھ سے کچھ کچھ ڈرنے لگی تھی چنانچہ وہ مجھ سے بہت اچھا سلوک کر رہی تھی تاکہ میں اس کا دوست اور دست راست بن جاؤں اور مجھے بار بار بلا بھیجتی اور اپنے ایسے سوال پوچھتی جن کا تعلق سحر یا نجوم سے نہ ہوتا۔ شارمن بھی مجھ سے برابر ملتی رہی بلکہ یوں کہنا مناسب ہوگا کہ میں ہر وقت اسے اپنے ہی پاس پاتا میں جب بھی کاغذ کے پلندوں پر سے نظر ہٹاتا وہ میرے قریب کھڑی اپنی آنکھوں میں عجیب سی چمک لیے مجھے دیکھ رہی ہوتی۔ وہ دبے پاؤں اس طرح آتی کہ مجھے پتہ بھی نہ چلتا کہ کب آئی اور کہاں سے آئی وہ اپنا فرض بڑی تندہی سے انجام دے رہی تھی اور اپنی ہوشیاری سے ایسا راستہ تیار کر رہی تھی جس پر سے گزر کر میں مصر کے تخت پر بیٹھ سکتا تھا غالباً وہ رات کو سوتی بھی نہ تھی اور اگر سوتی تھی تو بہت کم۔

اور جب میں نے شارمن کی ان خدمتوں کا شکریہ ادا کیا تو اس نے پیر پٹخ کر اور بچے کی طرح ہونٹ لٹکا کر جواب دیا کہ میں نے ساری دنیا کے علم سمیٹ لیے لیکن اتنی سی بات نہ سمجھ سکا کہ جو کام کسی کی محبت کی خاطر کیا جاتا ہے نہ تو وہ شکریہ کا محتاج ہوتا ہے اور نہ معاوضہ کا' اس کا صلہ اس نے کہا آخر میں خود ہی مل جاتا ہے اور ان دنوں چونکہ میں محبت وغیرہ سے واقف نہ تھا' اس لیے میں نے شارمن کے ان فقروں کا مطلب بالکل ہی مختلف سمجھا یعنی کہ اسے مصر ہی سے محبت ہے اور وہ جو کچھ کر رہی ہے اس کا صلہ دیوتاؤں کے دربار سے ملے گا۔ جب میں نے اس کے اس جذبے کی نہایت زور و شور سے تعریف کی تو وہ بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی اور بھاگ گئی۔ میں اپنی جگہ حیران کھڑا رہ گیا میں شارمن کے رونے کی وجہ نہ سمجھ سکا تھا۔

اور نہ جانتا تھا کہ شارمن مجھ سے محبت کرنے لگی ہے اور جانتا بھی کیسے؟ میں نے شارمن کو ہمیشہ اپنی جماعت کا ایک رکن اور اپنی سازش کا آلہ کار سمجھا اور بس میں نے کبھی اس کی طرف اس نظر سے نہ دیکھا تھا جس سے کہ مرد عورت کو دیکھتا ہے۔ اس کا حسن کبھی میرے دل پر اثر انداز نہ ہوا تھا۔ ہاں اس وقت بھی نہیں جبکہ وہ مجھ پر جھکی ہوئی تھی اور اس کی سانسیں میرے گالوں کو چھو رہی تھیں مجھے عورت اور اس کے حسن سے کیا تعلق' مجھے عورت اور اس کی

اداؤں سے کیا لینا تھا؟ میں نے تو قسم کھائی تھی کہ اپنے آپ کو مصر کے دیوتاؤں کے حوالہ کردوں گا پھر میں کسی بھی عورت کی طرف کس طرح متوجہ ہوسکتا تھا؟ دیوتاؤ! گواہ رہنا کہ اس وقت میں محبت کے نام سے واقف نہ تھا' یا...... اس چیز سے واقف نہ تھا جو میری اور پورے مصر کی تباہی کا باعث بننے والی تھی۔

اور کتنی عجیب شے ہے یہ محبت۔ ابتداء میں معمولی اور ادنیٰ لیکن آخر میں غیر معمولی اور عظیم الشان۔ ابتداء میں اس چشمہ کے مانند جو کسی پہاڑ کے قلب سے پھوٹ نکلا ہو۔ لیکن جو آگے چل کر بحرذخار بن جائے اور پھر بحرذخار سے سینے پر خوشیوں کے جہاز تیریں اور اس کے کناروں پر امیدوں کے پھول کھلتے رہیں۔ لیکن بعض دفعہ محبت کا یہی دریا سیل بے پناہ بن جاتا ہے جو امیدوں کی لہلہاتی ہوئی کھیتی کو غرق کردیتا ہے اور انسان کی معقولیت کے محلوں اور اس کے یقین اور اعتقادات کے معبدوں کو گرا دیتا ہے دیوتاؤں نے جب دنیا کو اخلاقی اصولوں اور قوانین سے آراستہ کرنا چاہا تو سب سے پہلے انہوں نے عورت کی محبت کا بیج پیدا کیا اور اس بیج سے ننھا سا پودا پھوٹا۔ پودا بڑھ کر خوبصورت بیل ہوا اور پھر یہ بیل بڑھنے لگی یہاں تک کہ اخلاقی اصولوں اور قوانین سے لپٹ گئی۔ عورت کی یہی محبت ہے جو ادنیٰ اور حقیر کو ان دیکھی پابندیوں تک پہنچا دیتی ہے اور یہی محبت ہے جو اعلیٰ کو انتہائی پستیوں میں گرا کر خاک دھول کردیتی ہے۔ محبت کی یہ بیل ہر قانون ہر اصول اور ہر جذبے سے لپٹی ہوئی ہے اور یوں ہم قدرت کے اس عجوبہ سے جسے عورت کہتے ہیں اپنے آپ کو الگ نہیں کرسکتے عورت اپنی جگہ پر خاموش کھڑی ہے اور بظاہر معصوم و بے ضرر معلوم ہوتی ہے لیکن یہی معصوم ہستی جذبہ' محبت سے اندھی ہوکر ہماری قسمت سے کھیلنے لگتی ہے۔ وہ تلخیوں کے جام میں امرت گھولتی ہے اور امرت کو زہر بنا دیتی ہے۔ وہ زندگی کی مقدس سانسوں کو اپنی خواہشات سے زہرآلود کردیتی ہے۔ عورت امرت بھی ہے اور زہر بھی۔ وہ جنت بھی ہے اور جہنم بھی۔ وہ امیدوں کے پھول کھلاتی ہے اور مسل بھی دیتی ہے۔ عورت سب کچھ ہے' عورت ہر جگہ ہے' ایک دفعہ موت سے بچنا ممکن ہے مگر عورت سے نہیں۔ تم کہیں بھی جاؤ عورت کو وہیں پاؤ گے۔ اس کی کمزوری میں تمہاری طاقت اور اس کی عظمت میں تمہاری ذلت ہے۔ تم اسی سے ہو اور اس کی طرف جاتے ہو۔ وہ تمہاری کنیز ہوتے ہوئے بھی تم پر غالب ہے۔ وہ مفتوح ہوتے ہوئے بھی فاتح ہے۔ اسی کے چھونے سے عزت اور شہرت کا پودا مرجاتا ہے۔ دل کا قفل کھل جاتا ہے اور پاکبازی کا جنگلہ ٹوٹ جاتا ہے۔ عورت سمندر کی طرح بیکراں بھی ہے اور بادلوں کی

طرح مسلسل بدلتی ہوئی بھی۔ وہ پاتال کی طرح عمیق ہے اور آسمانوں کی طرح بلند۔ وہ بیک وقت تمہاری پہنچ سے باہر بھی ہے اور تمہارے اختیار میں بھی۔ لوگو! عورت سے بھاگنے کی کوشش نہ کرو کیونکہ تم جہاں جاؤ گے اسے موجود پاؤ گے اور تم جو کچھ کرو گے اسی کے لیے کرو گے۔

چنانچہ یوں ہوا کہ میں' ہرماسیس' جو عورت اور اس کی محبت سے واقف نہ تھا اسی محبت کے طفیل تباہ و برباد ہونے والا تھا۔ یہ لڑکی شارمن مجھ سے محبت کرتی تھی' کیوں؟ یہ میں نہیں جانتا۔ بہرحال اس نے مجھ سے محبت کی اور اسی محبت کے ہاتھوں مجبور ہوکر اس نے سب کچھ کیا جو میں بیان کروں گا لیکن اس کی محبت سے بے خبر میں اس سے ایک بہن کا سا سلوک کرتا رہا اور میں سمجھتا تھا کہ ہم دونوں کا ایک مقصد مصر کو آزاد کرانا ہے اور بس۔ لیکن میں نہیں جانتا تھا کہ شارمن کے دل میں کیسے طوفان اٹھ رہے ہیں۔ میں نہیں جانتا تھا اس کی محبت تباہ کن ہے۔ چنانچہ وہ سب کچھ ہوگیا جو نہ ہونا چاہیے تھا۔

اور یوں وقت گزرتا رہا یہاں تک کہ سارے انتظامات مکمل ہوگئے۔

اور یہ اس مقررہ رات سے جس رات میں قلوپطرہ کو قتل کرنے والا تھا' ایک رات پہلے کا ذکر ہے کہ محل میں ہزاروں جھاڑ فانوس روشن تھے۔ محفل عیش و نشاط جمی ہوئی تھی اس دن میں ماموں سیپسا سے مل آیا تھا ان کے گھر میں ان پانچ سو سپاہیوں کے افسر موجود تھے جو قلوپطرہ کے قتل ہوتے ہی محل میں گھس آتے اور یونانیوں و رومیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیتے۔ اسی دن میں نے محافظوں کے افسر پولوس کو لالچ دے کر اور ڈرا دھمکا کر اپنے ساتھ ملا لیا تھا اور اسے اس بات پر رضامند کرلیا تھا کہ جیسے ہی قلوپطرہ کو قتل کروں وہ سیپسا اور ان کے آدمیوں کے لیے دروازہ کھول دے۔

سب انتظامات مکمل تھے' آزادی کی وہ کلی جو 25 سال سے اُگ رہی تھی۔ اب کھل کر پھول بن جانے والی تھی۔ مصر کے ہر شہر میں ابیدس سے انوال را تک مسلح لوگ اشارے کے منتظر تھے جاسوس مختلف سمتوں کو بھاگے جارہے تھے اور شہر کی فصیلوں پر کھڑے اس قاصد کے منتظر تھے جو قلوپطرہ کی موت کی خبر لائے گا۔ فتح و کامرانی پکے پھل کی طرح میرے سر پر لٹک رہی تھی کہ میں ہاتھ بڑھا کر اسے توڑ لوں۔ یہ سب کچھ تھا لیکن اداسیاں میرے دل میں گھر کررہی تھیں۔ میں ملکہ کی محفل عیش و نشاط میں بیٹھا تھا لیکن اداس تھا لیکن انجانا خوف مجھ پر غلبہ حاصل کرتا جارہا تھا۔ میں قلوپطرہ کے کوچ کے سرہانے بیٹھا ان لوگوں کی طرف دیکھ رہا تھا جن میں سے زیادہ تر کل رات کو اس دنیا میں نہ ہوتے......اور...... قلوپطرہ اپنے کوچ پر نیم

درازتھی وہ ایک ایک گھونٹ شراب پیتی اور پھر پھولوں کے مکٹ سے کھیلنے لگتی۔ میں اسے دیکھ رہا تھا۔ اس کا حسن دل پر بجلیاں گرا رہا تھا وہ مجھ پر حاوی ہوا جا رہا تھا۔ میں نے فوراً اپنا دھیان اس خنجر کی طرف منتقل کرلیا جو میرے چغہ میں چھپا ہوا تھا اور جو کل رات قلوپطرہ کے سینے میں اتر جانے والا تھا۔ میں بار بار قلوپطرہ کی طرف دیکھتا رہا اور اپنے دل میں اس کے خلاف شدید نفرت کے جذبات پیدا کرنے کی کوشش کرتا رہا لیکن کامیاب نہ ہوتا۔ میں یہ سوچ کر خوش ہونے کی کوشش کرتا کہ یہ حسن فروش ملکہ کل اس دنیا میں نہ ہوگی لیکن میری یہ کوششیں بھی بیکار ثابت ہوئیں۔ قلوپطرہ کے پیچھے شارمن کھڑی مجھے دیکھ رہی تھی۔ اس کے چہرے سے حد درجہ بھولا پن اور معصومیت عیاں تھی اور کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ اس لڑکی نے وہ پھندا تیار کیا ہے جس میں اس کی محسن اور اس سے محبت کرنے والی ملکہ پھنس کر نہایت بے کسی کے عالم میں جان دے گی۔ کسی کے خواب و خیال میں بھی یہ بات نہ ہوگی کہ اس خوبصورت لڑکی کے سینے میں کتنوں ہی کی موت مقفل ہے جو کل رات نکل آئے گی اور میں اداس تھا۔ مجھے یہ خیال پریشان کر رہا تھا کہ میں خون بہا کر اپنا تخت حاصل کروں گا میرے تخت کو جو راستہ جاتا تھا اس میں خون کا دریا پڑتا تھا اور اس وقت میں نے سوچا کہ کاش میں ایک غریب کاشتکار ہوتا اور ان جھمیلوں سے مجھے دور کا بھی واسطہ نہ ہوتا۔

''ہرماسیس'' کیا بات ہے؟ تم اداس و متفکر نظر آتے ہو؟ قلوپطرہ نے مسکرا کر پوچھا' کیا ستاروں کی چال نے میرے نجومی کو الجھن میں ڈال دیا ہے؟ یا کوئی تم نیا شعبدہ بنا رہے ہو؟ ہرماسیس کیا بات ہے کہ تم خوش نظر نہیں آتے؟ ہماری یہ محفل نشاط واقعی تمہیں خوش نہ کرسکی؟ میں جانتی ہوں میرے اچھے نجومی کہ تمہاری نظریں آسمان پر ہی رہتی ہیں اور تم زمین پر رہنے والے تمہارے لیے بے حقیقت ہیں' میں سمجھتی ہوں کہ وینس(2) نے تمہارا دل موہ لیا ہے۔

ملکۂ مصر! ستاروں کی دنیا میں بسنے والے آدمی کو عورت سے کیا تعلق؟

میں نے کہا: وینس بھی میرے لیے تو ایک ستارہ ہی ہے بس۔

قلوپطرہ نے آگے کی طرف جھک کر اپنی نظریں میرے چہرے پر گاڑ دیں اور میری رگوں میں خون سنسانے لگا۔

مغرور مصری! بڑائی کے بول نہ بولو' اس نے اتنی نیچی آواز میں کہا کہ اس کی یہ بات صرف میں اور شارمن ہی سن سکے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں اپنا سحر تمہارے سحر کے مقابلے میں لے آؤں۔ مجھے اپنا سحر آزمانے پر مجبور نہ کرو ہرماسیس! عورت یہ برداشت نہیں کرسکتی

ہے کہ کوئی مرد اسے بیکار اور بے حقیقت چیز کی طرح ایک طرف دھکیل دے۔ یہ ہماری توہین ہے ہرماسیس جیسے خود قدرت بھی برداشت نہیں کرسکتی۔

اور پھر وہ تکیہ سے لگ کر ہنسی' جیسے چاندی کی ہزاروں گھنٹیاں بج اٹھی ہوں۔ میں نے کنکھیوں سے شارمن کی طرف دیکھا۔ وہ اپنے ہونٹ کاٹ رہی تھی اور اس کی پیشانی پر بل پڑ گئے۔

ملکۂ مصر! غلام کی اس گستاخی کو معاف فرمائیں۔ یہ کہنے سے ملکہ کی توہین مقصود نہ تھی' میں نے مصنوعی خوش طبعی سے کہا۔ غلام جانتا ہے کہ آسمانوں کی ملکہ کے سامنے ستارے بھی ماند پڑ جاتے ہیں۔ یہ میں نے چاندنی کے متعلق کہا تھا جو دیوی ایزلیس کی علامت تھی اور قلوپطرہ اس دیوی سے حسد کرتی تھی اور کہتی تھی کہ وہ خود دیوی ایزلیس کا ایک روپ ہے۔

خوب کہا: ہرماسیس! واقعی خوب کہا' قلوپطرہ نے تالی بجا کر کہا میں تو تمہیں خشک آدمی سمجھتی تھی لیکن آج معلوم ہوا کہ تم حاضر جواب اور نکتہ سنج بھی ہو اور حسن کی تعریف بھی کرسکتے ہو۔ تمہیں اپنی اس حاضر جوابی پر کوئی انعام ملنا چاہیے میں ایسے پھڑکتے ہوئے جملوں کو بے حد پسند کرتی ہوں۔ شارمن! میرے سر پر سے پھولوں کا مکٹ اتار کر میرے نجومی کے سر پر رکھ دو' ہم آج کی محفل میں اپنے نجومی کو ''شاہِ عشق'' نامزد کرتے ہیں۔

شارمن نے ملکہ کے سر پر سے پھولوں کا تاج اٹھا کر میرے سر پر رکھ دیا لیکن اس طرح کہ میری پیشانی ذرا سی چھل گئی اور ایسا اس نے اس لیے کیا کہ وہ میرا ''آسمانوں کی ملکہ'' والا فقرہ سن کر ناراض ہوگئی تھی۔ حالانکہ بظاہر مسکرا رہی تھی' پھولوں کا مکٹ میرے سر پر رکھتے وقت وہ جھک گئی اور اس نے میرے کان میں کہا۔

مصر کے ہونے والے فرعون کو یہ نیک شگون مبارک ہو۔

پھر وہ میرے سامنے گھٹنوں کے بل جھک گئی' ہرماسیس ''شاہِ عشق'' زندہ باد' قلوپطرہ نے قہقہے لگا کر یہی الفاظ دہرائے اور محفل میں شریک ہر آدمی نے یہی کہا اور یوں وہ لوگ میرا مذاق اڑانے لگے کیونکہ وہ اس آدمی کو ناپسند کرتے تھے جو عورتوں سے دور رہتا تھا۔

اور میں اپنی جگہ پر بیٹھا دل ہی دل میں پیچ و تاب کھا رہا تھا حالانکہ میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔ وہ لوگ نہیں جانتے تھے کہ میں کون ہوں اور کل کیا بننے والا ہوں۔ آج یہ بیوقوف لوگ میرا مذاق اڑا رہے ہیں' میں نے سوچا لیکن کل میرے سامنے سجدہ ریز ہوں گے۔ شارمن نے پھولوں کے مکٹ کو شگون کہا تھا اور واقعی وہ شگون ہی تھا کیونکہ یہ میرے لیے مقدر ہوگیا تھا کہ پھولوں کے اس مکٹ کے عوض مصر کے تاج سے ہاتھ دھولوں اور مصر کے تخت پر

بیٹھنے کے بجائے ایک بے وفا عورت کی آغوش میں پڑ جاؤں۔

انہوں نے مذاق میں مجھے ''شاہِ عشق'' بنا دیا تھا بظاہر میرے سر پر پھولوں کا مکٹ رکھ دیا تھا لیکن دراصل غداری' بے شرمی اور لعنت کا تاج میرے سر پر رکھا گیا تھا۔ میں ہرماسیس مصر کے تاج وتخت کا حقیقی وارث اپنے سر پر پھولوں کا مکٹ رکھ کر ابیدس کے ہیکل کے اس کمرے کے متعلق سوچ رہا تھا جہاں میرے سر پر مصر بالا اور مصر زیریں کا دہرا تاج رکھا گیا تھا اس رات کی ایک ایک بات مجھ کو یاد آ رہی تھی وہ رسم جس کی ابتدا ابیدس کے ہیکل کے بند کمرے میں ہوئی تھی۔ اس کی تکمیل کل ملکہ مصر کی خوابگاہ میں ہونے والی تھی...... لیکن اس وقت میں نے ان کے مذاق کا جواب مذاق ہی میں دیا۔ میں اٹھ کر قلوپطرہ کے سامنے مؤدب کھڑا ہوگیا اور بولا:

آسمانوں کی ملکہ وینس' میں نے اس ستارے کے متعلق کہا جسے ہم صبح کو دانو اور شام کو بانو کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ اس وقت عروج پر ہے اور اب چونکہ میں ''شاہِ عشق'' ہوں اس لیے میرے لیے یہ ضروری ہے کہ اسی وقت اس کے حضور اظہار عقیدت کرنے پہنچ جاؤں' ورنہ وہ خفا ہوگی۔ اور یوں میں اس محفل سے اٹھ کر اپنی رصدگاہ میں آ گیا اور میں نے پھولوں کا مکٹ اتار کر نجوم کے آلات کے ساتھ ایک طرف پھینک دیا اور اپنی نظریں آسمان کی طرف گاڑ دیں لیکن میرا دماغ بھنا رہا تھا اور کوئی بات سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔ میں شارمن کا منتظر تھا جو ان لوگوں کے ناموں کی فہرست لانے والی تھی جن سے وہ شام ہی کو مل آئی تھی۔

آخر کار دروازہ کھلا اور شارمن داخل ہوئی وہ محفل سے اٹھ کر سیدھی میرے پاس آئی اس لیے وہی شرمناک لباس پہنے تھی جس سے اس کے سینے کا کچھ حصہ نظر آ رہا تھا۔

❁ ❁ ❁

حواشی

(1) مجلس ثلاثہ کا رکن' یہ مجلس روم کی فرمانروائی کے فرائض انجام دیتی تھی۔ (مترجم)

(2) وینس وہی سیارہ ہے جسے ہم زہرہ کہتے ہیں اس کے علاوہ وینس حسن کی دیوی بھی تسلیم کی جاتی تھی جو یونانیوں کی دیومالا کے مطابق سمندر کی جھاگ سے پیدا ہوگئی تھی اور ایک صبح بڑی سی سیپ پر بیٹھ کر کنارے پر آ گئی تھی۔ عشق کا دیوتا کیوپڈ اسی کا بیٹا تسلیم کیا جاتا ہے۔ (مترجم)

❁ ❁ ❁

پانچواں باب

ساحرہ

شکر ہے کہ تم آ گئیں شارمن' میں نے کہا' لیکن بہت دیر لگا دی۔

ہاں واقعی دیر ہوگئی لیکن میں بھی کیا کرتی؟ قلوپطرہ مجھ کو اپنے پاس سے ہٹنے ہی نہ دیتی تھی۔ کچھ عجیب حالت ہو رہی ہے اس کی۔ اس کے چہرہ پر ایک رنگ آتا اور جاتا ہے میں نہیں جانتی کہ کیا ہونے والا ہے اور قلوپطرہ کیا سوچ رہی ہے۔ باوجود کوشش کے میں اس کے دلی جذبات معلوم نہ کر سکی۔

بس بھئی قلوپطرہ کی باتیں ختم کرو یہ بتاؤ کہ سیپسا سے مل آئیں؟

''ہاں مل آئی۔''

''اور فہرست لائیں۔''

ہاں یہ رہی اور اس نے گریبان میں سے بردی کاغذ کا چھوٹا سا پلندہ نکالا۔ اس میں ان لوگوں کے نام درج ہیں جنہیں قلوپطرہ کے قتل کے بعد موت کے گھاٹ اتار دینا ضروری ہے۔ فہرست میں بوڑھے محافظ برونوس کا نام بھی ہے مارا جائے گا بے چارہ۔ مجھے اس کی موت پر بے حد افسوس ہوگا۔ وہ میرا دوست ہے۔ بہرحال کیا کیا جائے' خاصی طویل فہرست ہے۔

ہوں میں نے ناموں کی فہرست پر سرسری نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ جب آدمی اپنے دشمنوں کا شمار کرتا ہے تو اس کے بہت سے دشمن ایسے بھی نکل آتے ہیں جو بظاہر اس کے دوست ہوتے ہیں۔ ہوں' ٹھیک ہے اچھا اور کیا ہے؟

اور یہ ان لوگوں کے نام ہیں جنہیں بخش دیا جائے گا۔ یہ لوگ یا تو ہمارے دوست ہیں یا پھر وہ ہیں جن کے متعلق فی الحال یقین سے کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ اگر یہ ہمارے دشمن ہوئے تو بعد میں ان سے نمٹ لیا جائے گا اور ان شہروں کے نام ہیں جہاں کے لوگ قلوپطرہ کی

موت کی خبر پاتے ہی تمہاری حمایت میں اٹھ کھڑے ہوں گے ......

چلو یہ تو ہوا ...... اب یہ بتاؤ کہ قلوپطرہ کو قتل کرنے کا کیا طریقہ ہوگا؟ اور کیا وہ میرے ہی ہاتھوں قتل ہوگی۔

بالکل تمہارے ہاتھوں۔ شارمن نے تلخی سے کہا: میں سمجھتی ہوں کہ مصر کا ہونے والا فرعون ہمیشہ اس بات پر فخر کرتا رہے گا کہ خود اس نے غاصب اور حسن فروش ملکہ کا کام تمام کر کے مصر کو غلامی سے نجات دلائی۔

ایسی باتیں نہ کرو شارمن' میں نے کہا: غالباً تم نہیں جانتیں میں کسی کو بھی قتل کر کے فخر محسوس نہیں کرسکتا اور نہ خوشی ہی محسوس کرسکتا ہوں۔ یہ کام میں اپنی مرضی کے خلاف اور مجبوراً کر رہا ہوں۔ کیا ایسا نہیں ہوسکتا شارمن کہ قلوپطرہ کو بے خبری میں زہر دے دیا جائے۔ میرا دل اس خون خرابے کو پسند نہیں کرتا۔ مجھے حیرت ہے شارمن! تم اس عورت کے قتل کے سامان کر رہی ہو جو تمہیں اپنی بہن کی طرح چاہتی ہے۔ وہ بری ہی سہی تاہم وہ تمہاری محسن ہے۔

مصر کا ہونے والا فرعون ضرورت سے زیادہ رحمدل ہے۔ ہرماسیس! یہ نہ بھولو کہ مصر کی قسمت تمہارے خنجر کی نوکوں سے بندھی ہوئی ہے۔ یہ کام تمہیں اور صرف تمہیں کرنا ہے اگر تمہاری جگہ میں ہوتی تو بڑی خوشی سے یہ کام انجام دیتی۔ یہ بھی سن لو کہ ملکہ کو زہر دینا ناممکن ہے کیونکہ وہ جو بھی چیز پیتی ہے اور جو بھی کھاتی ہے' اسے تین الگ الگ مزہ چش[1] چکھتے ہیں اور ان کو کسی طرح کا لالچ دے کر ملایا نہیں جا سکتا۔ محافظ خواجہ سراؤں پر بھی بھروسہ نہیں کیا جاسکتا۔ دو خواجہ سرا ہم سے مل گئے ہیں' لیکن تیسرا ملکہ کا وفادار ہے چنانچہ اسے بعد میں قتل کر دیا جائے' اب سنو یہ کام کس طرح ہوگا۔ کل آدھی رات ہونے سے تین گھنٹہ پہلے تم ستاروں کی چال سے شگون لو گے پھر جیسا کہ طے ہو چکا ہے ملکہ کی خوابگاہ میں پہنچ جاؤ گے کوئی تمہیں روکے گا نہیں کیونکہ شاہی مہر تمہارے پاس ہوگی وہ جہاز جس میں فوجیں جانے والی ہیں پرسوں پو پھٹنے سے پہلے روانہ ہونے والا ہے اور چونکہ قلوپطرہ چاہتی ہے کہ اس جہاز کی روانگی کی خبر کسی کو نہ ہو' اس لیے وہ تخلیے میں تم سے ملے گی۔ تم نے ستاروں کی چال سے جنگ کے متعلق جو نتیجہ اخذ کیا ہوگا' وہ تم ایک بردی کاغذ پر لکھ کر لے جاؤ گے اور جب قلوپطرہ بردی کاغذ پر جھکی اس کی تحریر دیکھنے لگے تو پیچھے جا کر اپنا خنجر اس کی پیٹھ میں گھونپ دینا۔ خیال رہے تمہارے ہاتھ کانپنے نہ پائیں اگر تم ایک ہی وار میں ملکہ کا خاتمہ نہ کر سکے تو نتیجہ جو بھی ہوگا ظاہر ہے بے حد آسان کام ہے جس سے تم چند منٹوں میں فرصت پالو گے' اس کام سے فرصت

پانے کے بعد تم اس جگہ پہنچو گے جہاں ملکہ کا معتمد خواجہ سرا کھڑا رہتا ہے اسے پتہ بھی نہ ہوگا کہ تم کیا کر کے آئے ہو اور ملکہ کے ساتھ کیا واقعہ ہو گیا ہے! تم اس خواجہ سرا کا بھی کام تمام کردو گے۔ میں وہیں تم سے ملوں گی اور ہم دونوں صدر دروازے پر پہنچ جائیں گے جہاں پولوس کا ماتحت محافظ ہوگا' وہ میرے حکم پر دروازہ کی چھوٹی کھڑکی کھول دے گا کیونکہ میں نے پہلے ہی اسے اپنے ساتھ ملا لیا ہے' ہاں تو باہر سیپسا پانچ سو بہادروں کے ساتھ دروازہ کھلنے کے منتظر ہوں گے جو فوراً ہی اندر گھس آئیں گے اور محافظوں کو سوتے میں قتل کر دیں گے' بس قصہ ختم ہوا۔ کتنا آسان کام ہے لیکن خبردار عین وقت پر اپنے حواس بجا رکھنا اور......

ہش خاموش! میں نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر کہا: ''یہ کسی آواز ہے کوئی آ رہا ہے شاید ......شارمن دوڑ کر دروازے پر پہنچی' کچھ دیر تک اندھیری غلام گردش میں جھانکتی رہی پھر دوڑ کر میرے پاس آئی اور گھبرائی ہوئی آواز میں بولی۔

قلوپطرہ آ رہی ہے' تنہا آ رہی ہے اس کے ساتھ ایراس تھی جسے اس نے زینے پر سے ہی رخصت کر دیا' ہرماسیس اگر اس نے مجھ کو یہاں دیکھ لیا تو برا ہوگا یقیناً وہ ہماری طرف سے کھٹک جائے گی۔ وہ یہاں کیوں آ رہی ہے آخر؟ اور میں کہاں چھپوں گی...... میں نے رصدگاہ میں نظریں دوڑائیں۔ کمرے کے ایک کونے پر پردہ لٹک رہا تھا جس کے پیچھے میں نجوم کے آلات اور بردی کاغذ رکھا کرتا تھا۔

وہاں...... اس پردے کے پیچھے...... جلدی۔ میں نے کہا۔

شارمن دوڑ کر پردے کے پیچھے جا چھپی۔ میں نے آدمیوں کے ناموں کی فہرست تہہ کر کے چغے کے دامن میں چھپا دی اور اس کاغذ پر جھک گیا جس پر ستاروں اور بروج کے نقشے بنے ہوئے تھے۔ فوراً میں نے کپڑوں کی سرسراہٹ کی آواز سنی اور پھر دروازے پر دستک دی گئی۔

کون ہے۔ میں نے کہا' جو بھی ہو اندر آ جائے۔

کھٹکا اٹھانے کی آواز آئی' دروازہ کھلا اور زرق برق کپڑوں میں ملبوس قلوپطرہ کمرے میں داخل ہوئی۔ اس کے کالے ریشمی بال اس کی پشت پر لہرا رہے تھے اس کے سر پر سانپ کا تاج تھا۔

افوہ ہرماسیس! اس نے بیٹھتے ہوئے کہا' ستاروں کی دنیا تک پہنچنے کا زینہ بڑا ہی تھکا دینے والا ہے' تھک گئی میں تو کتنی اونچی رصدگاہ ہے تمہاری۔ بہرحال میں اپنے خاص نجومی

سے اس کی رصدگاہ میں ملنا چاہتی تھی۔

یہ غلام کی خوش قسمتی ہے کہ ملکۂ مصر خود اس سے ملنے چلی آئی ہیں۔ غلام اس پر جتنا بھی فخر کرے کم ہے۔

سچ کہتے ہو کیا واقعی تم میرے آنے سے خوش ہوئے؟ لیکن تمہارے چہرے سے تو فکر و تردد کے آثار ہویدا ہیں۔ تم جیسے نوجوان آدمی کے لیے یہ کام نجوم وغیرہ کا بڑا ہی اکتا دینے والا اور خشک ہے۔ حیران ہوں کہ تم نے یہ کام کیوں پسند کیا! تم جیسے نوجوان کو تو ...... ارے ہرماسیس، تم پھولوں کا مکٹ ایسی لاپرواہی سے آلات کے ساتھ پھینک دیا۔ سچ سچ تم ...... اور ...... ارے یہ کیا ہے؟ رومال، کسی عورت کا رومال! دیوتاؤں کی قسم یہ کسی خوبصورت عورت کا رومال ہے تو یوں کہو کہ عورتوں کے رومال بھی گویا نجوم کے آلات میں شامل ہیں۔ غالباً تم ان سے بھی شگون لیتے ہوگے، ہاہاہا۔

نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میں نے رومال کی طرف دیکھا۔ یہ شارمن کا رومال تھا جسے وہ افراتفری میں اٹھانا بھول گئی تھی۔ میں نہیں جانتا کہ کپڑے کا یہ بیکار ٹکڑا یہاں کیسے آ گیا؟ غالباً وہ خادمہ جو میرے کمرے کی صفائی کیا کرتی ہے، اسے یہاں بھول گئی ہوگی ......

اوہ، یہ بات ہے۔ قلوپطرہ نے کہا، وہ برابر ہنسے جا رہی تھی یعنی کمال ہے کہ کمرے کی صفائی کرنے والی دو ٹکے کی خادمہ بھی ایسا رومال رکھتی ہے کہ اگر میں بھی اسے اپنے گلے میں ڈال لوں تو برا معلوم نہ ہو۔ اور یقین مانو۔ ہرماسیس! یہ رومال میں پہلے بھی کسی کے پاس دیکھ چکی ہوں، یاد نہیں آتا کہ میں نے کس کے پاس دیکھا تھا اور اس نے وہ رومال اپنی صراحی دار گردن میں ڈال لیا ...... کیوں اچھا معلوم ہوتا ہے؟ لیکن میں نے کیا غضب کیا کہ تمہاری معشوقہ کا رومال اپنی گردن میں ڈال لیا۔ تمہیں غصہ تو بہت آ رہا ہوگا۔ واقعی یہ میری زیادتی ہے۔ اچھا یہ لو اور اسے اپنے سینے میں دل کے قریب رکھ لو کیونکہ وہیں اس کی جگہ ہے۔

میں نے رومال اس کے ہاتھ سے گھسیٹ لیا اور اس جھروکہ میں پہنچ کر جہاں سے میں ستاروں کا مطالعہ کیا کرتا تھا، رومال کو گولا سا بنا لیا اور اسے نیچے پھینک دیا ...... یہ کیا کیا تم نے ہرماسیس؟ تمہاری معشوقہ کو جب معلوم ہوگا کہ تم نے اس کی محبت کی نشانی کو یوں پھینک دیا تو وہ کیا سوچے گی، وہ بہت خفا ہوگی اور تم سے ناک رگڑوا لے گی تب کہیں جا کر مانے گی شاید میرے دیئے ہوئے پھولوں کے مکٹ کو بھی تم اسی طرح پھینک دو گے۔ اچھا اسے میرے سامنے پھینک دو۔ لیکن پھر فوراً ہی میں نے اپنا یہ خیال بدل دیا۔

نہیں، میں نے کہا، یہ ملکہ کا تحفہ ہے جو مجھے جان سے زیادہ عزیز ہے اور اس کی جگہ میرے سر پر اور میرے دل میں ہے۔

اور میں نے اس پردے کی طرف دیکھا جس کے پیچھے شارمن چھپی ہوئی تھی پردہ ہل رہا تھا۔ شارمن مارے غصہ کے کانپ رہی تھی کاش کہ میں نے یہ سیدھے سادھے الفاظ نہ کہے ہوتے۔

ملکۂ حسن شاہِ عشق کی ممنون ہے کہ اس نے ہمارے تحفہ کو بڑی عزت بخشی۔ قلوپطرہ نے ہنس کر کہا۔ اس کی آنکھیں مسکرا رہی تھیں اور ان میں عجیب سی چمک آ گئی تھی، مذاق بہت ہو چکا۔ ہرماسیس جھروکے میں آؤ اور مجھے ستاروں کے اسرار بتاؤ۔ آسمان پر چمکتے ہوئے یہ شفاف ستارے مجھے بہت پسند ہیں۔ میرا جی چاہتا ہے کہ اڑ کر اوپر جا پہنچوں اور شب کی تاریکیوں میں ستاروں کے جھولے میں بس بیٹھی جھولتی رہوں۔ کون کہہ سکتا ہے ہرماسیس! یہ ستارے کیا ہیں۔ شاید یہی ستارے قدرت سے ہمارا رابطہ قائم رکھتے ہیں۔ شاید یہی ہماری قسمتوں کو اپنے ساتھ لیے پھرتے ہیں۔ یونانی کہانیاں جو ستاروں کے متعلق ہیں بہت ممکن ہے صحیح ہوں، یونانی کہانیوں میں تو یہ ہماری روحیں ہیں جو دنیا کے ہنگاموں سے ہٹ کر منور ہو گئی ہیں یا پھر قندیلیں ہیں جو اندھیرے کے دیوتا کو شکست دینے کے لیے روشن ہو جاتی ہیں جب اندھیرے کا دیوتا اپنا سایہ آسمانوں اور دنیا پر ڈالتا ہے تو یہ ننھے ننھے ستارے اسے اپنا سایہ ہٹا لینے کے لیے مجبور کرتے ہیں، آخر یہ ستارے ہیں کیا، اور ان کا کارواں ہماری قسمتوں کو ساتھ لیے کس طرف جا رہا ہے؟ ہرماسیس میرے نجومی، اپنے علم سے مجھے یہ اسرار بتاؤ میں ان سے واقف نہیں، لیکن یہ اسرار معلوم کرنا چاہتی ہوں اگر مجھے تم جیسا استاد مل جائے تو ستاروں کی یہ دنیا میرے لیے پراسرار اور عجیب نہ رہے۔

میں قلوپطرہ کے اس شوق کو دیکھ کر حیران رہ گیا ملکہ کو نجوم اور ستاروں سے کیا تعلق؟ لیکن نہیں وہ تو سب کچھ جاننا چاہتی تھی، وہ دنیا کے ہر علم سے واقف ہونا چاہتی تھی اور میں خوش تھا کہ قلوپطرہ نے وہ موضوع چھیڑ دیا ہے جس پر میں گھنٹوں تقریر کر سکتا ہوں چنانچہ میں اسے بتانے لگا کہ آسمان دراصل ایک شفاف شامیانہ ہے جو زمین پر تان دیا گیا ہے اور ہوا کے ستونوں پر قائم ہے اور پھر خلاء کا سمندر ہے جس میں سیارے تیرتے ہیں اور اپنے مداروں پر گھومتے رہتے ہیں اور پھر میں نے بتایا کہ انہیں میں وینس (زہرہ) بھی ہے جو صبح کو نظر آتی ہے تو ہم اسے "دانو" اور شام کو "بانو" کہتے ہیں اور میں نے دوسری بہت سی باتیں اسے بتائیں اور

جب میں آسمان پر نظریں گاڑے ستاروں کے متعلق کہہ رہا تھا تو قلوپطرہ مجھے دیکھ رہی تھی۔

اچھا' آخر کار اس نے کہا' تو وینس صبح کو بھی نظر آتی ہے اور شام کو بھی سچ تو یہ ہے کہ وہ ہر وقت اور ہر جگہ ہے لیکن تمہیں شاید یہ لاطینی نام پسند نہیں یعنی وینس اور بلوطو وغیرہ چنانچہ ہم مصری زبان میں گفتگو کریں گے۔ ہرماسیس' بطلیموس کے پورے خاندان میں میں پہلی عورت ہوں کہ روانی سے مصری زبان بول سکتی ہوں اور اب وہ میری مادری زبان میں بولنے لگی۔

ستاروں کی باتیں بہت ہوچکیں چاہے وہ روحیں ہوں یا قندیلیں یا کچھ اور لیکن یہ حقیقت ہے کہ وہ تغیر پذیر اور ظالم ہیں۔ بہت ممکن ہے کہ اس وقت بھی یہ ستارے ہم میں سے کسی ایک یا دونوں ہی کے لیے کوئی منحوس گھڑی تیار کر رہے ہوں لیکن ہرماسیس سچ پوچھو تو میں یہ چاہتی ہوں کہ تم ستاروں کے متعلق ہی بولتے رہو کیونکہ جب تم ان کے متعلق باتیں کرتے ہو تمہارے چہرے پر سے تفکرات اور اکتاہٹ کے آثار دور ہوجاتے ہیں اور تم بہت خوبصورت معلوم ہونے لگتے ہو...... ہرماسیس! تم جوان اور خوبصورت ہو اور نجوم کا پیشہ تمہارے لیے ناموزوں ہے میں جلد ہی تمہیں کوئی بہتر عہدہ دے دوں گی۔ جوانی صرف ایک دفعہ ملتی ہے اور اسے ایسے اکتا دینے والے کام میں صرف کر دینا حماقت نہیں تو اور کیا ہے۔ جوانی تو اپنے ساتھ عیش و طرب اور بے فکری لاتی ہے لیکن تم ہو کہ اپنے اوپر تفکرات لادے پھرتے ہو' کتنی عمر ہوگی تمہاری؟

چھبیس سال۔

چھبیس سال! تو پھر میرے ہم عمر ہوئے۔ میری عمر بھی تو چھبیس سال ہی کی ہے اور یہ بھی ایک اتفاق ہے کہ میں اپنے وقت کی حسین ترین عورت ہوں اور تم بھی میرے خیال میں اپنے زمانے کے خوبصورت ترین مرد اور طاقتور ہو اور پھر عالم بھی' ہم دونوں ایک ہی دن پیدا ہوئے اور یہ قدرت کی ستم ظریفی ہے کہ میں ملکہ ہوں تم میرے ملازم! مگر ہم دونوں انسان ہیں اور ہم عمر ہیں۔ میں ملکہ ہوں تو کیا ہوا؟ میں تمہیں اپنا دوست اور اپنے تخت کا خاص ستون سمجھتی ہوں ہم دونوں ہر حال ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔

یا شاید دشمن! میں نے آسمان کی طرف دیکھ کر کہا' قلوپطرہ کی باتیں میرا دل لبھا رہی تھیں۔

دشمن کیوں ہونے لگے اور کبھی ہوں گے بھی نہیں یہاں آؤ ہرماسیس میرے پاس بیٹھو' بھول جاؤ کہ میں ملکہ ہوں اور تم میرے ملازم' سب کے سامنے اور دربار میں' میں واقعی ملکہ ہوں' لیکن یہاں تنہائی میں تمہاری دوست اور خیر خواہ ہوں اور تمہیں بھی اپنا دوست اور

خیر خواہ سمجھتی ہوں۔ شاید کہ تم مجھ سے خفا ہو کہ میں نے پھولوں کا مکٹ تمہارے سر پر رکھ کر تمہارا مضحکہ اڑایا تھا' ہرماسیس خفا نہ ہو' تم نہیں جانتے کہ حکمرانوں کا انتظام کتنا اکتا دینے والا ہوتا ہے چنانچہ میں اپنی اکتاہٹ کو ایسے ہی گھٹیا قسم کے مذاق سے دور کرتی ہوں اور گھڑی دو گھڑی ہنس لیتی ہوں' آہ ہرماسیس یہ خود پسند اور خوشامدی رومی مجھے تھکا دیتے ہیں۔ میں ان کی صحبت کو ذرا بھی پسند نہیں کرتی۔ لیکن کیا کروں مجبور ہوں۔ میرے سامنے تو لوگ میری خوشامدیں کرتے ہیں اور میری دوستی کا دم بھرتے ہیں لیکن میری غیر موجودگی میں میرا مذاق اڑاتے اور مجھے روم کی مجلس ثلاثہ یا رومی حکومت کی لونڈی کہتے ہیں۔ ان لوگوں میں انسانیت نام کو نہیں یہ سب کے سب بیوقوف کاسہ لیس اور کٹھ پتلیاں ہیں جس کے بھی ہاتھ میں ان کی ڈور ہوتی ہے اُسی کے اشاروں پر ناچا کرتی ہیں۔ یہ لوگ بزدل کمینے اور نمک حرام ہیں انہیں لوگوں نے جولیس سیزر کو دغا سے قتل کروا دیا۔ اسی سیزر کے خلاف اگر یہ پوری دنیا بھی اٹھ کھڑی ہوتی تو اسے مغلوب نہ کر سکتی تاہم میں انہیں اپنے دربار میں بلاتی اور انہیں خوش رکھنے کی کوشش کرتی ہوں۔ محض اس لیے کہ مصر کو ان کے چنگل سے بچا سکوں اور اس کا صلہ جانتے ہو مجھے کیا ملتا ہے؟ یہی کہ مصر کا بچہ بچہ مجھ سے نفرت کرتا ہے۔ میں جانتی ہوں کہ اگر مصریوں کو موقع مل جائے تو وہ مجھے قتل کرنے سے بھی دریغ نہ کریں' حالانکہ عورت کا قتل کسی مذہب میں جائز نہیں۔

اور اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنا چہرہ ڈھانپ لیا اور اچھا ہی ہوا کیونکہ اس کے آخری الفاظ نے مجھے بہت گھبرا دیا تھا اور میں انتہائی بدحواسی کے عالم میں اس کے قریب بیٹھ گیا تھا۔

لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں اور مجھے حسن فروش' فاحشہ' رنڈی اور نہ جانے کیا کیا کہتے ہیں اور میرا قصور صرف اتنا ہے کہ میں نے دنیا کے سب سے بڑے آدمی سے محبت کی تھی اور یہ حقیقت ہے کہ محبت کے دو بول میرے جذبات کو بھڑکا دیتے ہیں۔ تم چاہو تو اسے میری کمزوری کہہ لو۔ سکندریہ کے کند ذہن اور بیوقوف لوگ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی بطلیموس کو مروایا۔ جسے رومی حکومت نے میرا شوہر بنا دیا تھا کہ ہم دونوں بالاشتراک حکومت کریں چنانچہ مجھ پر ایک اور الزام لگا دیا گیا یعنی غاصب لیکن یہ جھوٹ ہے کیونکہ میں نے بطلیموس کو زہر نہیں دیا وہ بیمار ہوا اور طبعی موت مرا' لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ میں نے اپنی بہن ارسنیا کو قتل کروا دیا حالانکہ اگر اسے موقع ملتا تو وہ خود مجھے قتل کروا دیتی' یہ بھی جھوٹا الزام ہے میں نے ارسنیا کو قتل نہیں کروایا۔ مجھے اس سے محبت تھی آخر وہ میری بہن ہی تو تھی۔ ہاں

ہرماسیس ہر آدمی مجھے برا سمجھتا ہے حالانکہ تم بھی میرے متعلق کچھ اچھے خیالات نہیں رکھتے۔

ہرماسیس کوئی فیصلہ کرنے سے پہلے یہ بات ذہن نشین کرلو کہ بیجا تعصب ایک ایسا مرض ہے جو اچھے اچھوں کو اندھا کر دیتا ہے اور اسی اندھے پن میں وہ لوگ نیکی کو بدی سمجھتے ہیں اور پاک باز کنواری کے دامن پر خواہ مخواہ داغ تلاش کر لیتے ہیں۔ بہت ہی بری بلا ہے یہ تعصب۔ جو عقل و ہوش کو لپیٹ کر خاک سیاہ کر دیتا ہے' ذرا سوچو ہرماسیس خوشامدی اور مکار لوگوں کے بیچ میں بیٹھنا کتنا مشکل ہے خصوصاً اس وقت جب کہ تمہیں معلوم ہے کہ ان میں ایک ایک آدمی تمہاری دولت کو بہ نظر حسد دیکھتا ہے اور منتظر رہتا ہے کہ کب موقع ملے اور تمہارے سر سے تاج گھسیٹ کر اپنے پیروں تلے روند ڈالے اور تمہیں ذلیل کرنے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھے۔ ہرماسیس یہ میرے دل سے پوچھو کہ مجھے اپنے آپ پر کتنا جبر کرنا پڑتا ہے۔

ہرماسیس بڑے آدمیوں کے متعلق اپنے دل میں کوئی خیال نہ لاؤ' دنیا میں سب سے زیادہ یہی لوگ قابل رحم ہیں۔ ہر چند کہ بڑے اور عظیم ہیں لیکن ان کے منہ سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ' ان کا ایک ایک کام اور ان کی معمولی سی غلطی پر بھی کڑی تنقید کی جاتی ہے یوں نہ کہوں کہ یوں ہوا' یوں کیا گیا...... بلکہ یہ سوچو کہ...... اگر یوں ہوا تو کیوں اور کیسے ہوا اور یہ کہ کیا ملکہ نے یہ کام صرف اپنے ہی فائدہ کے لیے کیا ہے...... ہاں یہ کوئی نہیں سوچتا بلکہ سب یہی کہتے ہیں کہ یوں کیا گیا اور یوں ہوا' نہیں ہرماسیس! میرے متعلق جلدی میں کوئی فیصلہ نہ کرو' مبادا تم میرے متعلق کوئی غلط رائے قائم کرلو اور پھر تمہیں دیوتاؤں کے متعلق جواب دہ ہونا پڑے گا۔ یاد رکھو ہرماسیس! کوئی بھی حکمران آزاد و مختار نہیں ہوتا بلکہ وہ ان سیاسی قوتوں کے زیر اثر ہوتا ہے جو تاریخوں کے اوراق سیاہ کرتی ہیں۔ آہ! ہرماسیس! میرا کوئی دوست نہیں ہے' آؤ ہرماسیس تم میرے دوست اور مشیر بن جاؤ' ہاں ایسے دوست بن جاؤ جس پر میں بھروسہ کرسکوں۔ ہرماسیس! میں بھرے دربار میں تنہائی محسوس کرتی ہوں' میں کسی پر بھروسہ نہیں کرسکتی' ہر آدمی کے دل میں بغض و حسد کے شعلے بھڑکتے ہیں اور ان کی چمک مجھے ان کی آنکھوں میں نظر آتی ہے لیکن مجھے تم پر اعتبار ہے ہرماسیس! مجھے تمہارے آنکھوں میں وفاداری نظر آتی ہے' تمہارے ماتھے پر ایمانداری لکھی ہوئی ہے۔ میں تمہیں کوئی اونچا عہدہ دوں گی اور تم میرے راز دار اور خلوت و جلوت کے شریک ہو گے۔ میں اپنے دل کا راز تم پر ظاہر کرسکوں گی' میں تمہارے سامنے اپنے دل کی بھڑاس نکال سکوں گی اور اس طرح میرے غموں کا بوجھ ہلکا ہو جائے گا اور پھر میں تنہائی بھی محسوس نہ کروں گی۔ مجھے اعتراف ہے کہ مجھ

میں کمزوریاں ہیں' اور کمزوریاں کس میں نہیں ہوتیں؟ لیکن میں تمہاری دوستی کی اہل ہوں' میں صرف کمزوریوں کی ہی پوٹ نہیں ہوں بلکہ مجھ میں کچھ خوبیاں بھی ہیں اور میں تمہاری قدر کرسکتی ہوں بتاؤ ہرماسیس تمہیں مجھ پر رحم نہیں آتا؟ کہو تم میرے دوست بنو گے؟ ایک ملکہ کے دوست جس کی خوشامدیں کرنے والے بہت ہیں لیکن دوست کوئی نہیں...... اور اس نے اپنا ہاتھ میرے کندھے پر رکھ دیا اور اپنی نظریں مجھ پر گاڑ دیں اور آنے والی رات کے خیال سے میں کانپ اٹھا' میں اس کا دوست! ہرماسیس قلوپطرہ کا دوست! جو کل رات اسے قتل کرنے والا ہے! ہرماسیس جو قلوپطرہ کو ختم کرنے کی قسم کھا چکا ہے...... اس کا دوست! وہ خنجر جس سے میں قلوپطرہ کا کام تمام کروں گا اس وقت بھی میرے چغے کے نیچے چھپا ہوا تھا اور ملکہ مجھے اپنا دوست بنانا چاہتی ہے' وہ درخواست کر رہی تھی...... میرے دل میں ایک ہلچل سی مچی ہوئی تھی' اور میرے حلق میں پھندے سے پڑ گئے تھے' بے اختیار میرے منہ سے ایک آہ نکل گئی' اور قلوپطرہ یہ سمجھ کر کہ میں اس کی باتوں سے متاثر ہوا ہوں' مسکرا اٹھی۔

رات بہت جا چکی ہے ہرماسیس! کل رات جب تم ستاروں سے فال اور شگون لے کر میری خواب گاہ میں آؤ گے تو ہم جی بھر کر باتیں کریں گے' میرے دوست ہرماسیس! تم جواب دیتے تھک جاؤ گے لیکن میں سوال پوچھتے نہ تھکوں گی۔

اور اس نے اپنا ہاتھ میری طرف بڑھا دیا اور یہ نہ جانتے ہوئے کہ میں کیا کر رہا ہوں میں نے جیسے خواب کے عالم میں اس کا ہاتھ چوم لیا' دوسرے ہی لمحہ وہ جا چکی تھی اور میں اپنی جگہ پر بت بنا اس دروازے کی طرف دیکھ رہا تھا جس سے قلوپطرہ گئی تھی۔

❁ ❁ ❁

حواشی

(1) مزہ چش: اس آدمی کو کہتے ہیں جو شراب اور کھانے کا مزہ چکھ کر یقین کرلے کہ یہ مضر نہیں ہے' ایسے لوگ ہر شاہ کے دربار میں ہوتے تھے اور بڑی بڑی تنخواہیں پاتے تھے۔ (مترجم)

❁ ❁ ❁

چھٹا باب

کش مکش

قلوپطرہ کے جانے کے بعد بھی میں اپنی جگہ بت بنا کھڑا رہا پھر میں نے پھولوں کا مکٹ اٹھایا اور اسے دیکھنے لگا۔ دیوتا جانیں میں کب تک پھولوں کے مکٹ پر نظریں گاڑے رہا اور جب نظریں اٹھائیں تو شارمن سامنے کھڑی تھی۔ میں اسے بھول ہی گیا تھا' اس کا چہرہ غصہ سے تمتما رہا تھا اور وہ اپنا ایک پیر زمین پر پٹخ رہی تھی۔

اوہ! تم ہو شارمن' میں نے چونک کر کہا' اور تمہارا چہرہ کیوں تمتما رہا ہے؟ اور تم پیر پٹخ رہی ہو' کیا تکلیف ہے تمہیں' پردے کے پیچھے اتنی دیر کھڑے رہنے کی وجہ سے غالباً تمہارے اعضاء اکڑ گئے ہیں لیکن جب قلوپطرہ مجھے جھروکے میں لے آئی تو تم چپکے سے کھسک کیوں نہ گئیں۔

میرا رومال کہاں ہے؟ اس نے خشمناک نظروں سے مجھے گھور کر کہا' وہ یہیں گر گیا تھا رومال؟ تم نے دیکھا نہیں۔ قلوپطرہ کے ہاتھ میں آ گیا تھا چنانچہ وہ میرا مذاق اڑانے لگی اور میں ایسا گھبرایا کہ میں نے تمہارا رومال نیچے پھینک دیا۔

ہاں میں نے دیکھا جو دیکھنا نہ چاہتی تھی وہ دیکھا۔ تم نے میرا رومال تو نیچے پھینک دیا لیکن پھولوں کا مکٹ نہ پھینک سکے' اور پھینک بھی کیسے سکتے تھے' ملکہ کا تحفہ جو تھا پھر اسے پھینکنا بہت بڑا پاپ تھا' چنانچہ مصر کے ہونے والے فرعون' نجات دہندہ' دیوتاؤں کے پیارے اور مصر کی امیدوں کے سہارے نے اس مکٹ کو اپنے سینے سے لگا لیا۔ ٹھیک تو ہے ملکہ کا تحفہ جو تھا' لیکن میرا رومال کیوں پھینک دیا گیا محض اس لیے کہ اس فاحشہ نے اس کے متعلق دو باتیں کہہ دی تھیں۔

یہ کیا کہہ رہی ہو تم؟ میں نے حیرانی سے پوچھا' دیوتاؤں کی قسم میں یہ پہیلیاں نہیں بوجھ سکتا۔

کیا کہہ رہی ہوں؟ اس نے سر ہلا کر تلخی سے کہا' کچھ بھی تو نہیں کہہ رہی' محض

بکواس کر رہی ہوں؟ اس کا مطلب تم جو چاہو سمجھ لو' لیکن کیا واقعی تم میرا مطلب نہیں سمجھ سکے؟ بہت اچھا مجھ سے سنو! ہرماسیس تم ایک ایسی ٹھوکر کھانے والے ہو کہ کبھی سنبھل نہ سکو گے۔ اس حرافہ قلوپطرہ نے مکر و فریب کا جال بچھا دیا ہے اور تم کوئی دم میں اس میں پھنسنے والے ہو' صاف نہ کہہ دوں ہرماسیس۔ اس حسین ساحرہ کا جادو تم پر چل گیا ہے اور تم اس کی محبت میں گرفتار ہو چکے ہو۔ ہاں تم اس عورت سے محبت کرنے لگے ہو جسے کل رات تم قتل کرنے والے ہو' پھولوں کے اس مکٹ کو اپنے سینے سے لگا لو ہرماسیس' کیونکہ جولیس سیزر اور دوسرے آدمیوں کی داشتہ کے بالوں کی مہک ہے اس میں' چوم لو اسے کہ یہ قلوپطرہ کے سر پر رکھا ہوا تھا اور تم دونوں جھروکے میں بیٹھے اتنی دیر تک باتیں کرتے رہے' میں نہ تو تمہیں دیکھ سکی اور نہ تمہاری باتیں سن سکی' واقعی عاشق و معشوق کی ملاقات کے لیے اس سے بہتر اور کونسی جگہ ہو سکتی ہے اور وقت بھی کتنا اچھا اور مبارک تھا۔ سچ مچ آج رات وینس ستاروں کی مہربانی ہے۔

اس کے ایک ایک لفظ میں زہر تھا اس کا ایک ایک لفظ مجھے غصہ دلا رہا تھا اور آخر کار میرا غصہ اس انتہا کو پہنچا کہ میں کچھ بول ہی نہ سکا۔

واہ کیا سیاست ہے تمہاری بھی' واقعی تم اپنے زمانے میں عقلمند ترین آدمی ہو۔

اس نے میری خاموشی سے شہ پا کر کہا۔ یقیناً تم نے ان ہونٹوں کو چوما ہوگا' جنہیں کل رات تم پتھر کی طرح بے جان کرو گے' واقعی موقع کی مناسبت سے تمہارا یہ اقدام قابل تعریف اور عقلمندانہ تھا۔

میں زیادہ دیر تک برداشت نہ کر سکا اور چیخ اٹھا۔

کیا بک رہی ہے لڑکی؟ اور یہ سب تو کس سے کہہ رہی ہے؟ کس کو ڈانٹ رہی ہے؟ یہ نہ بھول کہ میں کون ہوں۔

اس وقت تم کون ہو اور کیا ہو۔ میں یہ نہیں جانتی۔ البتہ تمہیں کیا ہونا ہے یہ میں تمہیں یاد دلا رہی ہوں۔ تم کیا ہو یا تو تم جانتے ہو یا قلوپطرہ۔

کیا مطلب؟ میں نے کہا اور اس میں میرا کیا قصور اگر ملکہ......

ملکہ! تو تم بھی اسے ملکہ کہنے لگے ہو؟ کیوں نہ ہو...... ہمارے فرعون کی بھی ایک ملکہ ہے جو۔

اگر قلوپطرہ' میں نے تصحیح کی' آج رات اور کسی رات یہاں آ کر مجھ سے گفتگو کرنا چاہے......

ستاروں کے متعلق ...... ستاروں کے متعلق ہرماسیس ۔ ستاروں' پھولوں کے مکٹ اور حسن کی دیوی وینس کے متعلق تم دونوں کی گفتگو کا موضوع ہوسکتا ہے بھلا۔

اب زیادہ برداشت کی تاب نہ تھی' شارمن کے زہریلے نشتروں نے مجھے بالکل ہی دیوانہ کردیا اور میں دیوتا جانیں کیا بک گیا...... یہ تو میں نہیں جانتا کہ میں نے کیا کہا۔ البتہ اتنا یاد ہے کہ جب میں یوں دیوانوں کی طرح چیخ رہا تھا تو شارمن مارے خوف کے کئی قدم پیچھے ہٹ گئی تھی۔ بالکل اسی رات کی طرح جبکہ ماموں سیپیسا نے اس کو ڈانٹا تھا' وہ منہ ڈھانپ کر رونے لگی۔

اور میں خاموش ہوگیا۔ یوں دیوانوں کی طرح چیخنے پر میں شرمندگی محسوس کررہا تھا لیکن میرا غصہ کم نہ ہوا تھا کیونکہ شارمن روتی بھی جاتی تھی اور باتوں کے درمیان برابر اپنے زہریلے نشتر بھی چلاتی جارہی تھی اور آپ جانئے آدمی سب کچھ تو برداشت کرسکتا ہے لیکن عورتوں کے طعنے برداشت نہیں کرسکتا۔ وہ ہوتے ہی ناقابل برداشت ہیں۔

تمہیں مجھے اس طرح نہ ڈانٹنا چاہیے اس نے ہچکیاں لیتے ہوئے کہا۔ یہ تمہاری زیادتی ہے لیکن میں بھول ہی گئی کہ تم پتھر دل کاہن ہو۔ مرد قطعی نہیں ہو' اور اگر ہو بھی تو شاید قلوپطرہ جیسی کے لیے۔ تمہارے سینے میں دل نہیں اور اگر ہے تو' وہ اُسی کے لیے دھڑکتا ہے۔

کیا حق ہے تمہیں کہ تم ...... کیا مطلب ہے تمہارا؟

کیا حق ہے؟ یہ تم پوچھ رہے ہو؟ اس نے اپنی سیاہ آنکھوں سے مجھے دیکھا۔ آنسو اس کے رخساروں پر بہہ رہے تھے' جیسے کنول پر شبنم۔ کیا حق ہے' ہمیں کیا حق ہے کیا واقعی تم ایسے اندھے ہو کہ میرا حق نہیں پہچان سکتے' یا تم پہچاننا نہیں چاہتے بہرحال میں تمہیں بتاؤں گی کہ اسکندریہ میں اس کا عام رواج ہے اور اسے شرمناک اور ذلیل کام نہیں سمجھا جاتا۔ اچھا سنو ہرماسیس! میں تم سے محبت کرتی ہوں' اور یہی محبت ہے جو مجھے ایسی باتیں کہنے کا حق دلا رہی ہے۔ سنا تم نے میں تمہیں چاہتی ہوں۔ آہ ہرماسیس غصہ نہ کرو اور مجھے ذلیل بھی نہ سمجھو' صرف اس لیے کہ سچی بات میرے منہ سے نکل گئی۔ میں محبت کے ہاتھوں مجبور ہوں ہرماسیس ورنہ حقیقت میں ایسی نہیں ہوں۔ میں تمہارے لیے سب کچھ کروں گی اور ویسی ہی بن جاؤں گی جیسی کہ تم خود مجھے بناؤ گے میری رگوں میں بھی فراعنہ کا خون ہے۔ میں بھی تمہاری طرح فرعون کی نسل سے ہوں۔ میں بھی عزت' شہرت' عظمت کی خواہشمند اور حقدار ہوں اور اگر تم نے میرا ہاتھ پکڑا ہرماسیس تو یہ خواب پورے ہوں گے لیکن اگر میں تمہیں نہ پاسکی تو پھر جو کچھ

بھی ہوگا اس کے ذمہ دار صرف تم ہوگے تمہاری طرح میں بھی عالی نسب ہوں اور میرے بھی خیالات بلند ہیں۔ میں بھی زیرک ہوں۔ اپنی کوئی الجھن بیان کرو۔ میں اسے سلجھا دوں گی۔ تمہارا اور میرا مقصد ایک ہی ہے' مصر سے تمہیں بھی محبت ہے اور مجھے بھی جس کام کو پورا کرنے کی تم نے قسم کھائی ہے اسی کو پورا کرنے کی میں نے بھی قسم کھائی ہے۔ ہرماسیس! مجھے اپنی بیوی بنالو کہ جب تم مصر کے تخت پر بیٹھو تو میری جگہ تمہارے پہلو میں ہو اور پھر میں تمہیں ان بلندیوں تک پہنچا دوں گی جہاں تک خیال کی بھی رسائی ممکن نہیں لیکن اگر تم نے میری محبت کو ٹھکرا دیا تو خبردار ہو جاؤ میں انتقام لوں گی اور تمہیں ذلت و رسوائی کی پستیوں میں دھکیل دوں گی' قلوپطرہ اپنا کامیاب سحر تم پر آزما چکی ہے اور تمہیں اس سے ہوشیار رہنا چاہیے مجھے جو کچھ کہنا تھا کہہ چکی اور اب تمہارے جواب کی منتظر ہوں۔

چند ثانیوں تک میں دم بخود کھڑا رہا۔ شارمن کی مسحورکن آواز اس کی زوردار تقریر اور پھر اس انکشاف نے مجھے چکرا دیا۔ اگر میں اس سے محبت کرتا تو دیوتا جانیں میرا کیا حال ہوتا۔ لیکن شکر ہے کہ مجھے اس سے محبت نہ تھی اور اب مجھے وہ پہلے واقعات یاد آگئے اور ساتھ ہی ہنسی بھی آئی۔ مجھے یاد آیا کہ اس نے جھلا کر کس طرح پھولوں کا مکٹ میرے سر پر رکھا تھا اور پھر اس کے رومال کا خیال آیا کہ میں نے کس طرح غصہ میں آکر اسے پھینک دیا تھا اور پھر یہ بھی خیال آیا کہ سیپیسا شارمن کو اس حال میں دیکھتے تو کیا کہتے اور میں قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔ اور میرا یہ احمقانہ قہقہہ ہی میری تباہی کا باعث بنا۔

شارمن کے چہرے کا رنگ سفید ہوگیا۔ مردے کی طرح سفید۔

تم میری باتوں کو مذاق سمجھ رہے ہو ہرماسیس' اس نے کانپتی ہوئی آواز میں کہا۔ میں نے کوئی ایسی بات تو نہیں کہی تھی کہ تم یوں قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔

معاف کرنا شارمن! میں تم پر یا تمہاری باتوں پر نہیں ہنسا تھا۔ یہ تو دراصل کھسیانی ہنسی تھی کیونکہ میرے پاس تمہاری باتوں کا کوئی جواب نہیں' حیران ہوں کہ کیا کہوں۔ تم نے نہایت زوردار الفاظ کہے ہیں' تاہم میرا فرض ہے کہ دو باتیں میں بھی کہوں۔

کہو۔

تم جانتی ہو شارمن کہ میں کون ہوں اور میرا مقصد کیا ہے' تم یہ بھی جانتی ہو کہ میں نے دیوی ایزیس کے حضور قسم کھائی ہے چنانچہ میرا تمہاری طرف متوجہ ہونا دیوتاؤں کے حکم سے روگردانی کرنا اور اپنی قسم توڑنا ہے۔

تو یوں کیوں نہیں کہتے کہ تم نے صرف مجھ سے دور رہنے کی قسم کھائی ہے اور اگر تم نے ہر عورت سے دور رہنے کی قسم کھائی ہے تو میں جانتی ہوں کہ یہ قسم ٹوٹ چکی ہے۔ بظاہر تو نہیں ٹوٹی لیکن میں تمہارے دل کا حال تمہارے چہرے سے پڑھ سکتی ہوں ہرماسیس! تم قلوپطرہ کو چاہنے لگے ہو۔

بکتی ہو تم۔ میں چلایا' ہوس پرست لڑکی تو مجھے ورغلانا چاہتی ہے تو چاہتی ہے کہ میں اپنا فرض بھول جاؤں اگر ایسا ہوا تو لعنت ہے مجھ پر' جاہ طلب اور نفسانی خواہشات کی غلام' ایسے شرمناک الفاظ اپنے منہ سے نکالتے تجھے حیا نہ آئی اور تو مجھے دھمکیاں دے رہی ہے؟ تو اپنی خواہشات کی تسکین مجھ سے چاہتی ہے؟ تو بہت آگے بڑھ گئی ہے لڑکی۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ میرے ہاتھوں کوئی نقصان تم کو پہنچ جائے تو جواب سننا چاہتی ہے' بہت اچھا سن' تو میری مشیر اور آلہ کار ہے اس کے علاوہ کچھ نہیں۔ تیرا یہ حسن اور یہ تیری محبت بھری نگاہ میرے دل کی دھڑکنوں کو نہیں تیز کر سکتی۔ آج تک میں تجھے اپنی دوست سمجھتا تھا لیکن اب تو وہ بھی نہیں رہی۔ اب میں تجھ پر بھروسہ نہیں کر سکتا لیکن سن لے تو میرے رازوں سے واقف ہے اور چاہے تو مجھے برباد کر سکتی ہے لیکن اگر ایسا ہوا' اگر تو نے ہمارے خلاف انگلی بھی ہلائی تو وہ دن تیری زندگی کا آخری دن ہوگا۔

اور جب میں غصہ میں بھرا بول رہا تھا تو شارمن خوف سے قدم قدم پیچھے ہٹتی جا رہی تھی یہاں تک کہ وہ دیوار سے ٹکرائی اور اس نے اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں سے ڈھک لیا اور جب میں خاموش ہوا اور جب اس نے اپنے چہرہ پر سے ہاتھ ہٹا لیے تو میں نے دیکھا کہ اس کا چہرہ پتھر کی مورت کے چہرہ کی طرح کرخت ہو رہا تھا اور اس کی آنکھیں شعلے برسا رہی تھیں۔

ہرماسیس' اس نے کہا' ایسی بیکار اور ادنیٰ باتوں پر اپنا قیمتی غصہ صرف نہ کرو۔ میں نے ایک تیر پھینکا تھا جو بدقسمتی سے نشانہ پر نہ بیٹھا۔ مجھے تم سے کوئی شکایت نہیں۔ قسمت ہی بری ہو تو ہمارا کیا زور! البتہ ایک درخواست ہے اپنا خنجر مجھے دو تاکہ میں اپنی شرمناک زندگی کا خاتمہ کر دوں۔ نہیں' بہت اچھا جیسی تمہاری مرضی' تم نے میری محبت ٹھکرائی ہے' اور میری حماقتوں پر ہنستے ہو۔ تاہم میں وعدہ کرتی ہوں کہ اب بھی میں تمہاری ویسی ہی کنیز ہوں جیسے کہ پہلے تھی تم اطمینان رکھو کہ میں تمہارے مقصد میں روڑے نہ اٹکاؤں گی۔ اچھا اب میں چلتی ہوں۔

اور وہ چلی گئی۔ میں نے اپنے آپ کو کوچ پر ڈال دیا اور خیالات کے گھوڑے لگام تڑا کر بگٹٹ بھاگ پڑے۔ افسوس ہم کیا سوچتے ہیں اور کیا ہو جاتا ہے۔ ہم نقشے بناتے

ہیں۔ امیدوں کے محل تعمیر کرتے ہیں لیکن نہیں جانتے کہ وقت کس قسم کے مہمان کو ان محلات میں لے آئے گا' مستقبل کے سامنے کون باڑھ باندھ سکتا ہے۔

یوں ہی پڑے پڑے دیوتا جانیں کب سو گیا اور ساری رات اوٹ پٹانگ خواب دیکھتا رہا اور جب بیدار ہوا تو وہ دن طلوع ہو چکا تھا جس کی رات ہماری سازش کا انجام دیکھے گی ...... بہت دیر تک میں یوں ہی پڑا رہا اور ناقابل برداشت بے چینی میرے رگ و پے میں سرایت کرتی چلی گئی۔ میں نے سوچا اس سے پہلے کہ آج کا دن ''ماضی'' کے بطن میں جا سوئے مجھے اپنے ہاتھ قلوپطرہ کے خون سے رنگنے ہوں گے۔ ہاں اسی قلوپطرہ کے خون سے جسے مجھ پر اعتبار تھا اور جو مجھے اپنا دوست اور صلاح کار بنانا چاہتی تھی لیکن ...... یہ کیا بات تھی؟ میں اس سے ایسی نفرت کیوں نہیں کر سکتا جیسی کہ مجھے کرنی چاہیے؟ ایک وہ بھی وقت تھا کہ میں اس خونی فرض کو مقدس محترم اور ضروری سمجھتا تھا لیکن اب ...... اب ...... اگر کوئی یہ خونی فرض اپنے ذمہ لے لیتا تو میں بخوشی اپنے تاج و تخت سے دست بردار ہو جاتا ہاں میں سب کچھ اسے بخش دیتا لیکن آہ ...... میں جانتا تھا کہ فرار کی کوئی راہ نہیں۔ بہرطور مجھے یہ تلخ جام پینا ہے۔ ورنہ میں کہیں کا نہ رہوں گا دنیا میں اور آخرت میں کسی کو بھی اپنا منہ نہ دکھا سکوں گا۔ مصر کے لوگوں اور دیوتاؤں کی نظریں میری طرف تھیں۔ مصر کے لوگ غلامی کی زنجیریں کٹنے کے منتظر تھے۔ میں نے دیوی ایزیس کے حضور سر جھکایا اور گڑگڑا کر دعا کی کہ وہ مجھے یہ فرض انجام دینے کی قوت عطا فرمائے۔ ایسے خلوص دل سے میں نے پہلے کبھی دعا نہ کی تھی لیکن میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ میری اس دعا کے بعد کوئی جواب نہ آیا تھا۔ آہ یہ کیا ہوا؟ پہلے تو کبھی ایسا نہ ہوا تھا؟ دیوی نے ہر دفعہ میری دعا کا جواب دیا تھا لیکن آج کوئی جواب نہ آیا تو کیا ہم دونوں کے درمیان جو رابطہ قائم تھا وہ ٹوٹ گیا؟ تو کیا شارمن کا یہ کہنا سچ تھا کہ میں قلوپطرہ سے محبت کرنے لگا ہوں؟ نہیں ہزار بار نہیں۔ میں اس سے محبت نہیں کرتا۔ تو پھر دیوی ایزیس نے میری دعا کا جواب کیوں نہیں دیا ...... میری دعا بے اثر کیوں رہی۔ یہ غالباً دھوکے کے قتل اور خون خرابے کے خلاف قدرت کا اظہار نفرت ہے' کیا ممکن نہیں کہ دیوی ایزیس بھی اس خون خرابے سے نفرت کرتی ہو؟

خوف و مایوسی میرے دل پر مسلط تھی۔ میں اپنے کام میں مصروف ہو گیا لیکن وہ پہلے کا سا جوش اور ولولہ نہ تھا میں نے اس فہرست کو کئی دفعہ دیکھا۔ جس میں ان بدقسمتوں کے نام تھے جو کل اس دنیا میں نہ ہوں گے۔ میں نے آئندہ کل کا ایک خاکہ تیار کیا اور پھر وہ تقریر

بھی تیار کرلی جو میں تخت پر بیٹھنے سے پہلے کرتا۔ وہ یوں شروع ہوئی تھی۔ اے مصر اور اسکندریہ کے لوگو! قلوپطرہ مقدونی کو دیوتاؤں کے حکم کے مطابق اس کے گناہوں کی سزا مل گئی ہے۔ وغیرہ...... میں نے سب تیاریاں کرلی ہیں لیکن اس آدمی کی طرح جو کسی کے حکم سے مجبور ہو کر اپنی مرضی کے خلاف کوئی کام کررہا ہو...... اور یوں وقت گزرتا رہا۔

دوپہر ڈھل رہی تھی جب میں وعدے کے مطابق سیپسا سے ملنے ان کے گھر پہنچا اور وہاں ان سات آدمیوں سے ملا جو مصر کے مختلف شہروں سے انقلابیوں کے نمائندے تھے جب گھر کے دروازے بند کردیئے گئے تو وہ لوگ میرے سامنے سجدہ میں گر گئے اور چلائے۔ زندگی' خون! قوت! فرعون! فرعون! لیکن میں نے یہ کہتے ہوئے کہ میں ابھی فرعون نہیں بنا ہوں انہیں اٹھ کر بیٹھ جانے کو کہا اور کہا کہ ابھی انڈا کھٹک کر بچہ باہر نہیں نکلا ہے۔ اس لیے نہیں کہا جاسکتا وہ کیسا ہوگا۔

تاہم اس کی چونچ باہر نکل آئی ہے' سیپسا نے کہا' مصر کے لوگ صدیوں سے جو خواب دیکھتے چلے آئے ہیں وہ آج پورا ہوگا' اگر تمہارے خنجر نے دغا نہ کی تو آج مصر کی غلامی کی زنجیریں کٹ جائیں گی۔

فی الحال کچھ نہیں کہا جاسکتا جو دیوتاؤں کی مرضی ہوگی وہی ہوگا۔ میں نے کہا۔

نہیں ہرماسیس' دیوتاؤں نے اپنی مرضی ایک انسان کے ہاتھ میں دے دی ہے اور وہ تم ہو' اور یہ لو یہ آخری فہرست ہے' خبر آئی ہے کہ مصر کے خطہ میں تقریباً تیس ہزار آدمی منتظر ہیں کہ قلوپطرہ کی موت کی خبر آتے ہی اٹھ کھڑے ہوں گے پانچ دنوں کے اندر اندر مصر کے ہر قلعہ پر ہمارا پرچم لہرا رہا ہوگا اور پھر کسی طرف سے خوف باقی نہ رہے گا۔ تم کہو گے کہ دولت روم کا خطرہ تو پھر بھی باقی رہتا ہے لیکن نہیں خود روم خانہ جنگیوں میں الجھا ہوا ہے اس کے علاوہ ہم مجلس ثلاثہ سے صلح وصفائی کرلیں گے اور اگر ضرورت ہوئی تو مجلس کے اراکین کو رشوت دے کر اپنا حامی بنالیں گے۔ روپے کی کوئی کمی نہیں' اگر محسوس ہوئی بھی ہرماسیس تو تم جانتے ہو کہ مصر کا قدیم خزانہ کہاں ہے' تم بہ وقت ضرورت اس خزانے کو حاصل کرکے مصر کی بھلائی کے لیے خرچ کرسکتے ہو۔ پھر ہمیں کیا خطرہ ہے؟ کوئی بھی نہیں ہاں البتہ ہوسکتا ہے کہ اسکندریہ میں بغاوت ہوجائے' لیکن ہم اسکندریہ کو ہی روئے زمین سے ختم کردیں گے۔

یہ سب کچھ سہی لیکن خطرہ تو پھر باقی رہ سکتا ہے' میں نے کہا یعنی قلوپطرہ کا بیٹا سیسرون' دولت روم جولیس سیزر کے اس بیٹے کو مصر کے تخت پر بٹھانے کی کوشش کرے گی۔

اس طرف سے تم بے فکر رہو۔ سیسرون کل ہی اپنی فاحشہ ماں اور اپنے ہوس پرست باپ سے آمنتی میں جا ملے گی۔

سیسرون بھی قتل کردیا جائے گا' کیا اس کے علاوہ اور کوئی راہ نہیں؟ میں نے کہا: اس خونی کام کے لیے ہی میرا دل لرزتا ہے۔ اس لڑکے میں قلوپطرہ کا حسن اور جولیس سیزر کی ہوشیاری وقابلیت یکجا ہوگئی ہے۔

تب تو اس کا قتل کرنا اور بھی ضروری ہوگیا۔

جیسی آپ کی مرضی' میں نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا: بہرحال وہ بے گناہ اور معصوم ہے' ہاں تو ہمیں کیا کرنا چاہیے؟

اور پھر ہم نہایت اہم امور پر گفتگو کرنے لگے یہاں تک کہ میری ہمت بندھ گئی اور میں پہلے کا سا ہی جوش اور ولولہ محسوس کرنے لگا۔ سب تیاریاں مکمل ہوچکی تھیں۔ سب امور طے ہوچکے تھے۔ یہ بھی طے ہوچکا تھا کہ اگر میں کسی وجہ سے آج رات قلوپطرہ کو قتل نہ کرسکوں تو پھر یہ کام کل تک اٹھا رکھوں' قلوپطرہ کا قتل ہی یہ اشارہ ہوگا کہ لوگ میری حمایت میں اٹھ کھڑے ہوں۔ یہ سب امور طے ہوجانے کے بعد ہم سب نے ایک بار پھر وہ مقدس قسم کھائی جو توڑی نہیں جاسکتی۔ پھر ماموں سیپسا نے میری پیشانی چوم لی ان کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو تھے انہوں نے مجھے ہزاروں دعائیں دے ڈالیں اور کہا کہ اگر انہیں سو زندگیاں بھی عطا ہوں تو وہ ہر زندگی کو مجھ پر اور مصر پر سے قربان کردیں گے۔ حقیقت میں سیپسا زبردست محبّ وطن تھے جواب میں میں نے بھی ان کی پیشانی چوم لی اور یوں ہم ایک دوسرے سے رخصت ہوئے اور یہ ہماری آخری ملاقات تھی' اس زندگی میں میں پھر اپنے ماموں سیپسا سے نہ مل سکا۔

ابھی بہت وقت باقی تھا چنانچہ میں اسکندریہ کی سڑکوں پر گھومنے اور اس جگہ کا جائزہ لینے لگا۔ جہاں آج رات ہمارے آدمی چھپنے والے تھے یوں ہی گھومتا گھامتا میں بندرگاہ پہنچ گیا' ایک جہاز لنگر اٹھا کر روانہ ہورہا تھا اور میں نے سوچا کہ کاش میں بھی اس جہاز کے مسافروں میں ہوتا اور وہ مجھے کسی دور افتادہ خطہ میں پہنچا دیتا جہاں میں گمنامی مگر امن وسکون کی زندگی گزارتا اسی وقت ایک دوسرا جہاز بندرگاہ میں لنگر انداز ہوا تھا اور اس کے مسافر اتر رہے تھے میں وہیں کھڑا جہاز کے مسافروں کو دیکھ رہا تھا کہ شاید اس میں کوئی ابیدس کا مسافر بھی ہو دفعتاً مجھے ایک مانوس آواز سنائی دی...... اوہو ہو کیا شہر ہے ہائے ہائے مجھ جیسی بڑھیا تو اس

میں کہیں گم ہو جائے گی اور کوئی ٹھکانہ نہ پا سکے گی اور میں ان لوگوں کو کہاں تلاش کروں گی جو میرے دوست تھے اور ...... ارے پرے ہو یہ کیا کہ بس اوپر ہی گرے پڑتے ہو اور ...... اے خبردار! اگر میری اس ٹوکری کو ہاتھ لگا دیا تو دیوتاؤں کی قسم میں اپنے جادو کے زور سے مینڈھا بنا دوں گی' ہٹ ایک طرف ...... میں اس آواز کو سن کر حیرانی سے پلٹا اور سامنے بوڑھی انا آتوا کھڑی تھی۔ وہ مجھے پہچان کر چونکی لیکن چونکہ ہوشیار تھی اس لیے انجان بنی رہی۔

جناب! وہ میرے قریب آئی' وضع قطع سے آپ نجومی معلوم ہوتے ہیں اور میرے استاد نے مجھے نجومیوں سے دور رہنے کی ہدایت کی ہے کیونکہ یہ لوگ جھوٹے اور خودغرض ہوتے ہیں لیکن میں تم پر اعتبار کر سکتی ہوں کیونکہ اس شہر اسکندریہ کا باوا آدم ہی نرالا معلوم ہوتا ہے یعنی یہاں کی ہر بات الٹی ہے چنانچہ یہاں کے نجومی اصولاً جھوٹے اور خودغرض نہ ہوں گے اور پھر اس نے کسی کو آس پاس نہ دیکھ کر کہا۔

ہرماسیس! میں تمہارے والد آمن مہت کا پیغام لے کر آئی ہوں۔

وہ خیریت سے تو ہیں؟ میں نے پوچھا۔

ہاں خیریت سے ہیں اور اس مبارک ساعت کے منتظر ہیں۔

کیا پیغام لائی ہو؟

سنو' وہ تمہیں سلام و دعا کے بعد خبردار کرتے ہیں کہ تمہاری راہ میں ایک زبردست خطرہ حائل ہے۔ باوجود کوشش کے وہ معلوم نہ کر سکے کہ کیا خطرہ ہے اور کون سے روپ میں ظاہر ہو گا۔ اور سنو یہ ہیں اُن کے الفاظ ...... ثابت قدم رہو تو کامیابی ہو گی۔

ان لفظوں نے میرے بدن میں سنسنی کی ایک لہر سی دوڑا دی۔

اور وہ مبارک ساعت کب آنے والی ہے؟ آتوا نے پوچھا۔

آج رات کو۔ کہاں جاؤ گی تم؟

سیپسا کے پاس' اور کہاں جا سکتی ہوں۔ تم مجھے ان کے گھر تک پہنچا دو۔

میرا تمہارے ساتھ آنا ٹھیک نہیں۔ ٹھہرو' میں نے قریب سے گزرتے ہوئے ایک حمال کو روک لیا اور اس کی ہتھیلی پر چند سکے رکھ کر اسے سیپسا کے گھر کا پورا پتہ دیا کہ وہاں آتوا کو پہنچا دے۔

کل تک کے لیے میں تم سے رخصت ہوتی ہوں' آتوا نے کہا' ثابت قدم رہو' تو کامیابی ہو گی۔

میں محل کی طرف چل دیا۔ سڑکوں پر کافی بھیڑ بھاڑ تھی لیکن لوگ دائیں بائیں دب کر میرے لیے راستہ چھوڑ دیتے تھے کیونکہ ہر آدمی جانتا تھا کہ میں ملکہ کا خاص نجومی ہوں ...... میں سر جھکائے اپنے خیالات میں گم چلتا رہا اور میرے قدموں کی بے معنی چاپ نے الفاظ کی صورت اختیار کر لی مجھے اپنے قدموں کی چاپ یوں کہتی ہوئی محسوس ہوئی ثابت قدم رہو ثابت قدم رہو ___ اور میں حیران تھا کہ ایسا کیوں ہے اور مجھے کب ثابت قدم رہنا ہے۔

ان سوالات کے جواب میرے پاس نہ تھے۔

❁ ❁ ❁

ساتواں باب

شکست

رات کا وقت تھا اور میں اپنے کمرے میں بیٹھا شارمن کا انتظار کر رہا تھا' جو قلوپطرہ کی خوابگاہ میں لے جانے والی تھی میرے سامنے میز پر خنجر پڑا تھا جس سے میں ملکہ کو قتل کرنے والا تھا کافی لمبا اور تیز خنجر تھا وہ۔ جس کا دستہ ابوالہول کی شکل اور ہاتھی دانت کا تھا۔ میں بیٹھا اور اپنے مستقبل کے متعلق شگون لے رہا تھا لیکن میری انتھک کوشش کے باوجود مستقبل مجھ پر ظاہر نہ کیا گیا تھا۔ دیوتا جانیں کیا ہونے والا تھا؟ بیزار کن انتظار کے بعد شارمن آ گئی وہ بہت کچھ بدل گئی تھی۔ اس کا رنگ زرد ہو رہا تھا' آنکھیں بجھی بجھی سی اور چہرے سے روحانی کرب کے آثار ہویدا تھے۔

مصر کے ہونے والے فرعون کو قلوپطرہ بلا رہی ہے۔ اس نے کہا' وہ معلوم کرنا چاہتی ہے کہ ستاروں کی چال سے تم نے کیا نتیجہ اخذ کیا۔

شارمن! سب کچھ ٹھیک ٹھاک ہے نا؟

ہاں شہزادے! سب ٹھیک ہے دروازے پر پولوس پہرہ دے رہا ہے۔ دوسرے محافظ بے خبر سو رہے ہیں اور سیپسا اپنے جانباز ساتھیوں کے ساتھ دروازے سے باہر چھپے بیٹھے ہیں اور قلوپطرہ مذبح میں داخل ہوتی ہوئی بھیڑ کی طرح اپنی موت سے بے خبر ہے۔

تو چلو پھر۔

میں خنجر اپنے چغے میں چھپا کر اٹھا میرا وہ پورا دن عجیب کشمکش اور بے چینی میں گزرا تھا اور میں کھانا بھی نہ کھا سکا تھا چنانچہ اس وقت میں نے اپنی بے چینی کو دور کرنے اور دل کو مضبوط کرنے کے لیے میز پر سے شراب کا جام اٹھایا اور ایک ہی گھونٹ میں خالی کر گیا۔ ٹھہرو ہرماسیس! شارمن نے نظریں جھکا کر کہا۔

پہلے میری ایک بات سن لو' کل رات جو کچھ ہوا' وہ' ایک خواب سا تھا' اور میں سمجھتی

ہوں کہ تم بھی اسے خواب پریشان سے زیادہ اہمیت نہیں دے رہے ہو۔

ہاں' ہاں' میں نے بے چینی سے کہا: شارمن تم اس وقت مجھے پریشان نہ کرو۔

میں تمہیں پریشان نہیں کر رہی ہوں ہرماسیس لیکن میں سمجھتی ہوں کہ آج رات قسمت کوئی نیا اور عظیم فتنہ جگانے کی تیاری کر رہی ہے! ہوسکتا ہے وہ مجھے کچل دے ـــــ یا تمہیں ـــــ یا پھر ہم دونوں کو ہی کچل دے۔ اور اگر ایسا ہوا تو میں ڈرتی ہوں کہ تم مجھے معاف نہ کرو گے چنانچہ گزشتہ رات جو کچھ ہوا میں اس کی معافی چاہتی ہوں وہ ایک خواب......

ہاں بھئی ہاں' مان لیا کہ خواب تھا ـــــ اور یہ سب خواب ہی تو ہے! میں نے مری ہوئی آواز میں کہا' تم اور میں۔ یہ بھیانک رات اور میرے چغے میں چھپا ہوا یہ خنجر یہ سب خواب ہی تو ہے شارمن اور نہیں کہا جا سکتا کہ جب ہم بیدار ہوں گے تو کیا دیکھیں گے۔

تو اب تم میری ہی طرح سوچنے لگے ہو یعنی کہ یہ سب خواب ہے اور اس سے تو تمہیں بھی انکار نہ ہوگا کہ خواب میں مناظر جلد جلد بدلتے ہیں۔ بڑے ہی عجیب اور تغیر پذیر ہوتے ہیں یہ خواب' آسمان پر تیرتے ہوئے بادلوں کی طرح نت نئی شکلیں بگاڑتے اور بناتے رہتے ہیں' کبھی بھیانک اور کبھی خوشنما' کبھی اداس اور کبھی خوشگوار کون کہہ سکتا ہے کہ وہ جو خواب دیکھ رہا ہے' اس کا منظر ایسا ہی خوشنما اور یکساں رہے گا چنانچہ ہرماسیس! ہم بھی اس وقت ایک خواب ہی دیکھ رہے ہیں اور میں تم سے پوچھتی ہوں اس سے پہلے کہ ہم بیدار ہوں میں تم سے پوچھتی ہوں کہ خواب کا منظر کیا یکساں ہی رہے گا' خوب سوچ لو کہ بیدار ہونے کے بعد تم اس منظر کو نہ بدل سکو گے۔

مجھے افسوس ہے شارمن کہ میرے الفاظ سے تمہیں دکھ پہنچا' میں نے کہا' لیکن یہ منظر بدل نہیں سکتا۔ مجھے جو کچھ کہنا تھا وہ میں نے کل ہی کہہ دیا تھا تم میری ایک بہترین دوست اور قرابت دار ہو اس کے علاوہ کچھ نہیں۔

یوں ہی سہی' شارمن نے کہا' چنانچہ بھول جاؤ کہ بے حیا بن کر میں نے اظہار محبت کیا تھا...... میرے خواب کا منظر تو بدل گیا ہرماسیس۔

اور وہ مسکرائی' پہلے کبھی میں نے اس کے ہونٹوں پر ایسی مسکراہٹ نہ دیکھی تھی' اداس' غمناک اور کینہ درانہ۔

اس وقت میں ایسا اندھا ہو گیا تھا کہ شارمن کی اس مسکراہٹ کو نہ سمجھ سکا تھا۔ اس مسکراہٹ کے ساتھ شارمن کی زندگی کی تمام مسرتیں ہمیشہ کے لیے ختم ہو گئیں۔ اس کی جوانی

کی دلچسپیاں مرگئیں اور اس کی امیدوں نے دم توڑ دیا اور یہی مسکراہٹ تھی جس نے شارمن کے مقدس فرض کی دھجیاں بکھیر دیں' اسی غمناک اداسی اور کینہ ورانہ مسکراہٹ کے ساتھ شارمن مصری نے اپنے آپ کو شیطانی قوتوں کے حوالے کر دیا' اسی مسکراہٹ نے شارمن مصری کے دل میں جلتی ہوئی ربانی جوت بجھا دی اسی مسکراہٹ کے ساتھ اس نے مصر کے لوگوں اور دیوتاؤں سے غداری کی اور اپنی وہ قسم توڑ دی جسے توڑنے کی کوئی جرأت نہ کر سکتا تھا۔ یہ مسکراہٹ اس وقت کی طرف اشارہ کر رہی تھی جبکہ تاریخ کا دھارا اپنا رخ بدلنے والا تھا۔ یہ مسکراہٹ مصر پر سیاہ بختی کی لہر تھی اگر میں شارمن کی اس مسکراہٹ کو سمجھ سکا ہوتا تو مصر کی تاریخ کچھ اور ہی ہوتی' اگر وہ مسکراہٹ اس مصری لڑکی کے ہونٹوں پر نہ ناچی ہوتی تو مصر کی تاریخ میں فرعون ہرماسیس اور دوسرے فراعنہ کے نام نظر آتے لیکن افسوس میں شارمن کی مسکراہٹ کو نہ سمجھ سکا۔ اس میں چھپا ہوا تباہ کن طوفان نہ دیکھ سکا اور وہ ہو گیا جو نہ ہونا چاہیے تھا کتنی زہریلی اور تباہ کن مسکراہٹ تھی۔ وہ حالانکہ کہنے کو ایک خوبصورت لڑکی کی مسکراہٹ تھی۔

شارمن! تم ایسی عجیب نظروں سے مجھے کیوں دیکھ رہی ہو؟ میں نے پوچھا۔

کچھ نہیں ہرماسیس! اس نے جواب دیا' آؤ میرے ساتھ اب وقت آ گیا ہے۔ اے مصر کے ہونے والے فرعون! ثابت قدم رہو۔ دیوتا تمہیں کامیابی عطا فرمائیں گے۔

اور اس نے جھک کر میرا ہاتھ چوم لیا۔ ایک بار پھر عجیب نظروں سے مجھے دیکھا اور گھوم کر چل دی۔ خالی کمروں میں سے گزرتے ہوئے ہم اس بڑے کمرے میں پہنچ گئے جس کے آخری سرے پر قلوپطرہ کی بڑی خوابگاہ تھی۔ وہی خوابگاہ کہ جہاں میں پہلی دفعہ ملکہ سے ملا تھا اور اپنے شعبدے دکھائے تھے۔

یہاں ٹھہرو ہرماسیس! میں قلوپطرہ کو تمہاری آمد کی اطلاع دے آؤں۔ اس نے کہا اور مجھے چھوڑ کر وہاں سے چلی گئی۔

اور میں اس بڑے کمرے میں تنہا کھڑا اپنے دل کی دھڑکنیں سنتا اور اپنی ہمت بندھاتا رہا۔ وقت گزرتا رہا۔ ایک ایک پل ایک ایک سال معلوم ہو رہا تھا۔ بہت دیر ہو گئی تھی لیکن شارمن واپس نہ آئی تقریباً آدھ گھنٹہ گزر گیا۔ میری بے چینی بڑھتی جا رہی تھی۔ میری نظریں بار بار خوابگاہ کی طرف اٹھ جاتی تھیں قلوپطرہ آج کے بعد اس خوابگاہ میں نہ سوئے گی بلکہ اب اپنے مقبرے میں ہی سوئے گی لیکن شارمن کو کیا ہوا؟ کیا کر رہی تھی وہ وہاں؟ پہلے تو کبھی اسے وہاں اتنی دیر نہ ہوئی تھی۔ میں بے چینی سے ٹہلنے لگا۔

آخرکار شارمن آتی نظر آئی اس کا سر جھکا ہوا تھا اور وہ لڑکھڑا رہی تھی اس کے چہرے کا رنگ سفید ہو رہا تھا۔

جاؤ قلوپطرہ تمہارا انتظار کر رہی ہے۔ اس نے کانپتی ہوئی آواز میں کہا۔ جاؤ اور بے خوف خطر اپنا کام انجام دو خوابگاہ کے باہر ایک بھی محافظ نہیں ہے۔

جب میں' جب میں...... یعنی اس کام سے فرصت پانے کے بعد تم سے کہاں ملاقات ہو گی؟ میں نے تھوک نگل کر پوچھا میرا حلق سوکھ رہا تھا۔

میں تمہیں اسی جگہ ملوں گی پھر ہم جا کر دروازہ کھول دیں گے۔ جاؤ ہرماسیس! دیوتا کریں کہ تمہیں کامیابی ہو' اور میں آگے بڑھ گیا۔ خوابگاہ کے پردوں کے قریب پہنچ کر میں نے گھوم کر شارمن کی طرف دیکھا اور ایک عجیب منظر نظر آیا۔ کمرے کے انتہائی سرے پر شارمن میری طرف دونوں ہاتھ پھیلائے یوں کھڑی تھی۔ جیسے وہ مجھے ہمیشہ ہمیشہ کے رخصت کر رہی ہو اس کے چہرے سے ایسے کرب کے آثار ہویدا تھے جنہیں الفاظ میں بیان کرنا ناممکن ہے۔ اس کا سر قدرے پیچھے کو ڈھلکا ہوا سینہ آگے کو ابھرا ہوا اور ہونٹ آپس میں سختی سے بھنچے ہوئے تھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ چیخ روکنے کی کوشش کر رہی ہو۔ میں نے خیال کیا کہ چونکہ وہ مجھ سے محبت کرتی ہے اور اس کے خیال میں میں اپنی موت کی طرف جا رہا تھا شاید اسی لیے اس کی حالت ایسی ہو گئی ہے لیکن افسوس ایسا نہ تھا کاش میں شارمن کو سمجھ سکتا۔ میں پردہ ہٹا کر ملکہ کی خوابگاہ میں پہنچا اور وہاں سفید کپڑوں میں ملبوس قلوپطرہ سنہری کوچ پر تکیہ کے سہارے نیم دراز تھی۔ اس کے ہاتھ میں شترمرغ کے پروں کا نہایت خوبصورت پنکھا تھا جس میں جواہرات ٹنکے ہوئے تھے' اور قلوپطرہ کے پاس ایک طرف بربط پڑا ہوا تھا کوچ کے سامنے سنگ مرمر کی چھوٹی سی میز پر صراحی اور جام قرینے سے رکھے ہوئے تھے صراحی انگوری شراب سے لبالب بھری ہوئی تھی۔ میں دھڑکتا دل لیے کانپتے پیروں سے اس کوچ کی طرف بڑھا جس پر دنیا کی حسین ترین عورت نیم دراز تھی' اس منحوس اور لعنتی رات سے پہلے کبھی وہ مجھے اتنی خوبصورت معلوم نہ ہوئی تھی' جواہرات ٹنکے نرم تکیوں کے بیچ میں نیم دراز قلوپطرہ ستارۂ شام کی طرح دلکش معلوم ہو رہی تھی۔ اس کے لباس اور بدن سے مست کن اور بھینی بھینی خوشبو اڑ رہی تھی۔ اس کے سرخ ہونٹوں کے کونے آہستہ آہستہ کانپ رہے تھے اور اس کی پلکوں کے سایے اس کے رخساروں پر رینگ آئے تھے۔

اور اسی عورت کو میں قتل کرنے والا تھا۔

میں آگے بڑھا‘ میں نے جھک کر اسے سلام کیا لیکن وہ میری طرف متوجہ نہ ہوئی بلکہ اسی طرح بیٹھی پنکھا جھلتی رہی۔

میں اس کے سامنے جا کھڑا ہوا۔ قلوپطرہ نے سر اٹھا کر میری طرف دیکھا اور شترمرغ کا پنکھا اپنے عریاں سینے پر رکھ دیا۔ سیاہ پروں نے اس کی سفید چھاتیاں ڈھک دیں پھر قلوپطرہ کا وہ ہاتھ جس سے وہ پنکھا پکڑے تھی آہستہ آہستہ نیچے پھسلا‘ آہستہ آہستہ اس کی چھاتیاں عریاں ہونے لگیں اور اب پنکھا اس کے سینے پر اس طرح پڑا تھا کہ قلوپطرہ کے سینے کا کچھ حصہ میری نظر کے سامنے تھا اور کچھ پنکھے کے نیچے...... اور میرے دل میں تلاطم بپا تھا۔

”تو تم آ گئے ہرماسیس میرے دوست“ قلوپطرہ نے کہا۔ اچھا ہوا کہ تم آ گئے۔ تنہا پڑے پڑے میں اکتا رہی تھی‘ اف کیسی تھکا دینے والی جگہ ہے۔ یہ دنیا بڑی ہی خراب ہے۔ اتنے بہت لوگوں سے ہم ملتے ہیں لیکن ہرماسیس اس میں کتنے ایسے ہوتے ہیں جن پر ہم بھروسہ کر سکیں اور جنہیں خلوص سے چاہ سکیں؟ ایک شاید دو۔ اب یہ تم کھڑے ہوئے میری صورت کیا تک رہے ہو۔ بیٹھ جاؤ۔

اور اس نے ہاتھی دانت کی اس کرسی کی طرف اشارہ کیا جو کوچ کے پائنتی کی طرف رکھی ہوئی تھی۔ میں سلام کر کے بیٹھ گیا۔

ملکہ کے حکم کے مطابق میں نے کہا۔ غلام نے ستاروں کی چال کا مطالعہ بڑی باریک بینی سے کیا اور اس سے جو نتیجہ اخذ کیا ہے ملکہ اجازت دیں تو پڑھ کر سناؤں؟

اور میں اٹھا کہ قلوپطرہ کے پیچھے پہنچ جاؤں اور موقع ملتے ہی اس کی پشت میں خنجر اتار دوں۔

نہیں ہرماسیس! تم بیٹھو اور کاغذ مجھے دے دو۔ اس نے مسکرا کر کہا۔ میں پڑھ لوں گی دیوتاؤں کی قسم ہرماسیس تم بہت خوبصورت ہو اور میرا جی چاہتا ہے کہ بس تمہیں دیکھتی رہوں چنانچہ وہیں میرے سامنے بیٹھے رہو۔

مجبوراً میں نے کاغذ کا پلندہ اس کی طرف بڑھا دیا اور سوچا کہ جب وہ اس کے مطالعہ میں مصروف ہوگی میں دفعتاً جا پڑوں گا اور خنجر اس کے سینے میں اتار دوں گا۔ قلوپطرہ نے مسکرا کر پلندہ لے لیا اور بظاہر پڑھنے لگی لیکن میں نے دیکھا وہ پڑھ نہ رہی تھی بلکہ کاغذات کے اوٹ سے وہ مجھے دیکھ رہی تھی۔

کیوں ہرماسیس‘ خیریت تو ہے‘ تم نے اپنا ہاتھ چوغے کے گریبان میں ڈال کر

اپنے دل پر کیوں رکھ لیا ہے؟ اس نے پوچھا۔ کیونکہ میں نے چغہ میں ہاتھ ڈال کر خنجر کا دستہ پکڑ لیا تھا۔

معلوم ہوتا ہے میرے نجومی کے دل میں درد ہو رہا ہے اس نے مسکرا کر کہا...... ملکہ کا اندازہ غلط نہیں ہے۔ میں نے جواب دیا بہت بری طرح دل دھڑک رہا ہے۔

اس نے کوئی جواب نہ دیا وہ پھر پڑھنے لگی۔ دراصل وہ مجھے دیکھ رہی تھی۔

کیا کروں‘ میں دل ہی دل میں بولا‘ اگر اس پر جھپٹ پڑا تو یہ چیخنے چلانے لگے گی اور محافظ دوڑ آئیں گے‘ نہیں مجھے مناسب موقع کا انتظار کرنا چاہیے جلد بازی اچھی نہیں۔

ہرماسیس تم شگون تو بہت نیک نکال رہے ہو‘ اس نے کہا‘ حالانکہ اس نے تحریر پڑھی نہ تھی۔

جی ہاں‘ میں نے جواب دیا۔

بس تو ٹھیک ہے اس نے کاغذ کا پلندہ فرش پر پھینک دیا۔ جہاز کل روانہ ہو جائیں گے‘ ستارے خواہ کچھ ہی کیوں نہ کہیں۔

بلکہ معاملہ ذرا نازک ہے‘ بہر حال میں جو معلوم کر سکا۔ وہ آپ کے حضور پیش کر دیا۔

میں تمہیں کوئی الزام نہیں دے رہی ہرماسیس۔ بات یہ ہے کہ میں ستاروں اور ان کی چالوں سے عاجز آ چکی ہوں۔ تمہاری پیشین گوئی میرے لیے کافی ہے اور چونکہ تم میرے مخلص دوست ہو۔ اس لیے مجھے یقین ہے کہ جو تم نے لکھا ہے۔ صحیح لکھا ہے اور میرے فائدہ کے لیے لکھا۔ بس ہرماسیس ان خشک باتوں کو ختم کرو۔ اور آؤ ذرا ہنس بول لیں ذرا دل بہلا لیں۔ غالباً تم نہیں جانتے کہ میں بہت اچھا ناچ لیتی ہوں کہو تو تمہیں خوش کرنے کے لیے ناچوں؟ لیکن نہیں ایک ملکہ کے لیے یہ سب نامناسب بات ہے۔ اس کے علاوہ تمہارے سامنے ناچتے مجھے شرم بھی آتی ہے‘ نہیں بھئی میں ناچوں گی لیکن ...... ہاں ایک گیت سناؤں بس یہ ٹھیک ہے تمہیں ایک گیت سناتی ہوں۔

اور اس نے بربط اٹھا لیا اور اس کے تاروں پر انگلیاں پھیرنے لگی اس نے سر ملائے اس کے سرخ ہونٹ مسکرا کر وا ہوئے اور اس نے اپنی مسحور کن آواز میں ایک نغمہ چھیڑ دیا:

”رات‘ خوبصورت رات

آسمانوں پر اور زمین پر

تاریکی پھیلی ہوئی اور ہم
اپنے دلوں میں موسیقی کا طوفان لیے
اڑے چلے جا رہے ہیں اس دنیا سے دور
خوابوں کی دنیا میں
سمندر کا شور ہمیں لوریاں دیتا ہے ہوا پنکھا جھلتی ہے
اور ہم ہیں اور تم
اڑے چلے جا رہے ہیں
ہوا میرے ریشمی بالوں کو اڑاتی ہے' میرے رخسار چومتی ہے
اور تم میرے پیارے
اپنی آنکھوں میں پیار لیے مجھے دیکھ رہے ہو اور کہتے ہو
تم کتنی حسین ہو
اور پھر میری گردن میں اپنی بانہوں کی مالا پہنا دیتے ہو
رات نے سیاہ لبادہ میں ہمیں لپیٹ رکھا ہے
تمہیں اور مجھے
تم میرے ہونٹوں پر اپنے ہونٹ رکھ دیتے ہو اور پھر
جیسے جوانی کی شراب پی کر گانے لگتے ہو
اور یوں گاتے ہو تم
زمین سے اوپر تاروں بھرے آسمان تلے
بہتے چلو بہتے چلو
موت سے دور اور زندگی سے قریب
بہتے چلو بہتے چلو
اور ستاروں کا قافلہ اور چاند اور سورج
ہمارے جلو میں چلتے ہیں
ہم یادوں کے ویرانے پیچھے چھوڑ آئے ہیں......
اور ہمارے سامنے نہ مستقبل ہے اور نہ پیچھے ماضی
بلکہ آج ہے' لافانی آج

اور میں تمہارے قریب آنے لگتی ہوں یہاں تک کہ
میرے ہونٹ تمہارے ہونٹوں میں مل جاتے ہیں
میرا سینہ تمہارے سینے سے لگ جاتا ہے
اور ستارے اور چاند اور زمین ہماری محبت کا یہ منظر
دیکھنے کے لیے اپنی گردش روک دیتے ہیں
اور سمندر کا پانی اچھل کود کر ہمیں مبارکباد دیتا ہے
اور تارے ٹوٹ ٹوٹ کر میرے بالوں میں اٹک جاتے ہیں
رات' خوبصورت رات
ہمیں اپنی آغوش میں لے لیتی ہے اور میں تم میں
اور تم مجھ میں گم ہو جاتے ہو
اور ہم بہنے لگتے ہیں خلاؤں میں خوابوں کی دنیا میں
آہ پیارے
اپنے ہونٹ میرے ہونٹوں پر سے نہ ہٹاؤ
مجھے اپنے سینے سے لگائے رکھو
تاکہ ہم دونوں تفکرات کی دنیا سے دور رہیں
اور لافانی ہو جائیں
آؤ میرے سینے سے لگ جاؤ آؤ میرے ہونٹوں کا رس پیو
اور لافانی ہو جاؤ

☆☆☆

وہ خاموش ہوگئی لیکن اس کی آواز میرے کانوں میں گونجتی رہی قلوپطرہ کے اس گیت نے مجھ پر سحر سا کر دیا تھا کچھ یہ بات نہ تھی کہ وہ بہت ہی اچھا گاتی تھی۔ نہیں' میں نے ابیدس میں بہت سی ایسی عورتوں کا گانا سنا تھا جن کی آواز قلوپطرہ سے زیادہ پختہ اور پرسوز تھی لیکن قلوپطرہ کی آواز میں ایک عجیب طرح کا نیا لوچ اور رس تھا۔ اس میں جذبات کی لرزش تھی شہد کی مٹھاس تھی اور بیتاب کر دینے والا اثر تھا۔ پھر خوابگاہ کی معطر فضا وہاں کا ساز و سامان اور سجاوٹ رات کا سکوت اور سامنے بیٹھی ہوئی دنیا کی حسین ترین عورت' ان سب باتوں نے مل جل کر مجھے بالکل ہی ازخود رفتہ کر دیا اور حقیقت میں میں یوں محسوس کرنے لگا کہ میں اور

قلوپطرہ تاروں بھرے آسمان تلے بہتے چلے جارہے ہیں۔ چنانچہ جب قلوپطرہ نے بربط رکھ کر دونوں ہاتھ میری طرف بڑھا دیئے تو میں بے اختیار اس کی طرف جھکا لیکن فوراً ہی سنبھل گیا' مجھے یاد آیا کہ میں اس عورت کو قتل کرنے آیا ہوں۔

''بڑے ناقدرے ہو ہرماسیس کیا تمہیں میرا گانا پسند نہیں آیا؟'' اس نے پوچھا۔

''یہ بات نہیں ہے ملکہ''۔ میں نے نیچی آواز میں کہا۔ میری آواز کانپ رہی تھی۔ آپ کا گیت انسانوں کے لیے نہیں ہے یہ تو دیوتاؤں کو بے خود کرسکتا ہے پھر میں کیا اور میری تعریف کیا۔

ہرماسیس کیسا دل پایا ہے تم نے! بالکل ٹھنڈا آہن جیسا...... لیکن ہم ٹھنڈے آہن سے بےخبر کھیل سکتے ہیں' ہاں ایک بچہ بھی کھیل سکتا ہے۔

میرا جی چاہا کہہ دوں کہ ٹھنڈے لوہے کو بھی اگر تیز شعلوں کے پاس رکھ دیا جائے تو وہ پل بھر میں تپ جائے گا لیکن کہہ نہ سکا۔ میرے دماغ میں جھکڑ سے چل رہے تھے اور دل جیسے مادرنیل کے پانی میں ڈوبا جارہا تھا۔ میرے ہاتھ کانپ رہے تھے لیکن ایک بار پھر ہمت کرکے چغے میں ہاتھ ڈال کر خنجر کا دستہ پکڑ لیا اور سوچا کہ اپنے حواس گنوانے سے پہلے ہی ملکہ کا خاتمہ کردوں۔

یہاں آؤ ہرماسیس' اس نے کہا' یہاں میرے قریب بیٹھو۔

اور اس خیال سے کہ اس طرح میں بہت جلد اور آسانی سے قتل کرسکوں گا' اٹھا اور کوچ پر قلوپطرہ سے ذرا دور ہٹ کر بیٹھ گیا اس نے اپنی نظریں میرے چہرے پر گاڑ دیں۔

بے حد مناسب موقع تھا۔ اس کا سر اوپر اٹھا ہوا تھا اور اس کا مرمریں سینہ میرے سامنے عریاں تھا' چنانچہ پھر میں نے اپنے چغہ میں ہاتھ ڈالنا چاہا لیکن قلوپطرہ نے فوراً ہی میرا اٹھا ہوا ہاتھ پکڑ لیا۔

ہرماسیس' کیا بات ہے تم اتنے گھبرائے ہوئے کیوں ہو؟ کچھ بیمار ہو گیا؟

''جی ہاں' بیمار ہی ہوں۔''

ارے تو مجھ سے کہا کیوں نہیں؟ ذرا لیٹ جاؤ۔ طبیعت ابھی سدھر جائے گی۔

میرا ہاتھ اب تک اس کے نرم نازک ہاتھ میں تھا۔ اس کا ہاتھ آپیس معبود کی زبان کی طرح نرم تھا اور قوت میرے ہاتھ سے نکلی جارہی تھی۔ وہ لمحہ بہ لمحہ بے جان ہوا جارہا تھا۔

ذہنی تکان کے علاوہ کچھ اور نہیں۔ معلوم ہوتا ہے آج تم نے ستاروں کی چال معلوم

کرنے میں اپنی ساری ذہنی قوتیں صرف کردی ہیں' اتنی محنت نہ کرو ہرماسیس — کتنی خوبصورت رات ہے اور ہوا میں پھولوں کی خوشبو رچی ہوئی ہے۔ سنو ہرماسیس' سمندر گنگنا رہا ہے اور تم بلبل کا نغمہ بھی سن رہے ہو نا؟ آہ کتنی پرسوز آواز میں وہ اپنے معشوق کو یاد کررہی ہے۔ شاید اسے اپنے دل کا درد ستا رہا ہے۔ سمندر کا شور' ہوا کی سائیں سائیں اور درخت کے پتوں کی سرسراہٹ ہرماسیس' یہ قدرت کا گیت ہے اور اگر تمہارا دل چوٹ کھایا ہوا ہو تو تم قدرت کے الوہی سے اس گیت کے بول کو سمجھ سکتے ہو' سنو ہرماسیس' میں نے تمہارے لیے ایک رائے قائم کی ہے جو یقیناً غلط نہیں ہے۔ میرا خیال ہے کہ تم کوئی کم رتبہ اور ذلیل آدمی نہیں ہو بلکہ کسی اونچے خاندان سے تعلق رکھتے ہو۔ شاید تمہاری رگوں میں شاہی خون گردش کررہا ہے' تمہارے چہرے پر جو وقار اور تمکنت ہے وہ شہزادوں کے ہی چہرے پر دیکھی گئی ہے اور...... یہ تم میرے سینے کی طرف گھور گھور کر کیا دیکھ رہے ہو؟ ہٹو...... ہمیں شرم آتی ہے ...... اچھا تو تم میری چھاتی پر بنے ہوئے اس پتے کے نشان کو دیکھ رہے ہو' اس میں حیران ہونے کی کیا بات ہے' تمہاری طرح میں بھی دیوتا ازیس کی پرستار ہوں اور اس کی یاد میں میں نے یہ پتہ اپنی چھاتی پر بنالیا ہے' لو دیکھو خوبصورت ہے نا؟ اور میرے سینے پر تو یہ بہت ہی بھلا معلوم ہوتا ہے دیکھو نا؟ تم تو شرمانے لگے...... ملکہ...... غلا......م کو...... اجازت دیں۔ میں نے کراہ کر کہا اور اٹھنے کی کوشش کی لیکن اٹھ نہ سکا۔ میری جسمانی قوتیں سلب ہوچکی تھیں۔

بیٹھو ہرماسیس۔ ابھی تو بہت رات باقی ہے تم مجھے تنہا چھوڑ کر کہیں نہ جاؤ گے...... کم سے کم اس وقت...... آہ ہرماسیس بڑے بے درد ہو تم' کبھی کسی سے محبت کی ہے؟

نہیں ملکہ مجھے محبت وغیرہ سے کیا تعلق؟ مجھے جانے دیجئے...... میں...... میں بہت تھکا ہوا ہوں...... مجھے نیند آرہی ہے۔

کبھی کسی سے محبت نہیں کی! تعجب ہے ہرماسیس تو تم محبت کی شیرینی کو کیا جانو' تم اس کے درد کو کیا سمجھو۔ کبھی تم نے اس دل کی دھڑکنیں سنی ہی نہیں جو صرف تمہارے لیے اور تمہاری یاد میں دھڑکتا ہے' کبھی تم نے غزالی آنکھوں میں وہ آنسو دیکھے ہی نہیں جو تمہاری بے مہری کی وجہ سے آ گئے ہوں' کیسے آدمی ہو تم ہرماسیس کہ نہ تم نے کسی سے محبت کی اور نہ کبھی کسی کی محبت کو محسوس کیا...... تم کیا جانو کہ کتنی عجیب چیز ہے یہ محبت جو تمہاری اکتا دینے والی تنہائیوں کو حسین بنا دیتی ہے' محبت کے سنہرے جال میں پھنس کر آدمی اپنے آپ کو پہچاننے لگتا ہے' محبت کے بغیر زندگی زہر ہے میرے دوست۔

اور اسی اثنا میں وہ آہستہ آہستہ میرے قریب سرکتی آرہی تھی۔ ایک گہری سانس لے کر اس نے اپنا بازو میری گردن میں ڈال دیا۔ اس کی سانسیں میرے گالوں پر بکھر گئیں اور پھر اس کے مسکراتے ہونٹ یوں کھلے جیسے کلی چٹک رہی ہو۔ میرے بدن میں بجلی دوڑ گئی' میری پیشانی پر پسینے کے قطرے ابھر آئے ...... قلوپطرہ میرے قریب آئی اور اب اس کی ران میری ران سے چھو رہی تھی وہ مجھ پر جھکی اور پھر ...... اس کے پھڑکتے ہوئے ہونٹ میرے ہونٹوں سے مل گئے۔

اور یہ طویل اور ناقابل فراموش بوسہ میری تباہی کا پیش خیمہ تھا' اس ایک بوسے نے مجھے اپنے آپ سے بے خبر کر دیا' میں اپنی قسم' اپنا مقصد' مصر کی غلامی اور خود دیوی ایزیس کو بھول گیا' ہاں سب کچھ بھول گیا اور یاد رہا تو صرف یہ کہ قلوپطرہ مجھ سے ہم آغوش ہے' وہ مجھے ...... میرے پیارے' میرے سرتاج کہہ رہی تھی اور ان لفظوں کے سامنے میں ایزیس کے الفاظ بھول گیا' آہ کیسا جادو تھا' ان لفظوں میں' کیسا زہر تھا قلوپطرہ کے بوسوں میں کہ انہوں نے مجھے تباہ کر کے ہی چھوڑا۔ میں سب کچھ بھول گیا تھا۔ اس دنیا میں نہ تھا۔ کسی دوسری ہی دنیا میں تھا جہاں صرف قلوپطرہ تھی اور اس کے شیریں اور گرم بوسے تھے۔

ہرماسیس! کتنے شیریں لب ہیں تمہارے۔ آؤ ہرماسیس میرے ہاتھ سے جام لے کر شراب پیو اور ہماری محبت پر نہ ٹوٹنے والی مہر لگا دو۔

اور قلوپطرہ نے میز پر سے جام اٹھا کر میری طرف بڑھا دیا میں نے جام لے کر قلوپطرہ کی طرف دیکھا' اس کی آنکھوں میں عجیب سی چمک تھی اور ہونٹوں پر عجیب سی مسکراہٹ میں نے بے سوچے سمجھے جام اپنے ہونٹوں سے لگا لیا اور خالی کر دیا ...... تیز و تند شراب میرے حلق کو جلاتی ہوئی نیچے اتری اور تب مجھے معلوم ہوا کہ اس میں بیہوشی کی دوا ملی ہوئی تھی۔

میں کوچ پر لڑھک گیا حالانکہ اب تک میرا دماغ کام کر رہا تھا لیکن میں نہ بول سکتا تھا اور نہ اٹھ سکتا تھا۔ میں سب کچھ سن سکتا تھا لیکن ایسا مفلوج ہو گیا تھا کہ اب انگلی تک نہ ہلا سکتا تھا۔

قلوپطرہ نے جھک کر میرے چغے سے خنجر نکال لیا۔

فتح میری ہوئی ہاہاہا' فتح میری ہوئی۔ وہ دیوانوں کی طرح ہنسنے لگی' اے دیوتاؤ دیکھو کیسی زبردست بازی میں نے جیتی ہے ہاہاہا۔ میں نے مصر جیت لیا ___ میں نے مصر جیت لیا ___ کتنی زبردست سازش ___ کتنی زبردست سازش۔ اس نمک حرام کے ساتھی باب قصر کے

باہر چھپے دروازہ کھلنے کے منتظر ہوں گے ___ لیکن وہ نہ کھلے گا ___ فتح میری ہوئی ہاہاہا ___ فتح میری ہوئی۔ ہاں قلوپطرہ کی۔ جس نے ہر دفعہ ہاری ہوئی بازی جیتی ہے۔ ارے بدنصیب شکست خوردہ فرعون! تم ہوش میں ہو اب تک۔ کیوں نہ یہی خنجر میں تمہارے سینے میں اتار دوں؟

اور میں نے بمشکل اپنا بیجان ہاتھ اٹھا کر اپنے سینے کی طرف اشارہ کیا کہ ہاں ایسا ہی کرو' اب میرے لیے دنیا میں رہ ہی کیا گیا تھا؟ میں مرنا چاہتا تھا' میں واقعی مرنا چاہتا تھا' قلوپطرہ نے اپنا ایک گھٹنا میرے سینے پر ٹیک کر خنجر والا ہاتھ بلند کیا' اس کا ہاتھ جھکا اور خنجر کی نوک میرے سینے کو چھو گئی ...... ''نہیں'' ...... قلوپطرہ چلائی اور اس نے خنجر پھینک دیا' تم مجھے پسند ہو' تم جیسے خوبصورت نوجوان کو قتل کرتے دل دکھتا ہے۔ جاؤ میں تمہاری جان بخشی کرتی ہوں' بدنصیب فرعون دیکھ ایک کمزور عورت نے تیری امیدوں کے محل گرا دیئے دیکھ! اب تو غلام ہے تو زندہ رہے گا اور میری عظمت و شان کو دیکھ کر کڑھتا رہے گا' دیکھ میری فتح ہوئی اور اب تو کبھی مصر کا تاج و تخت حاصل نہ کر سکے گا' خبردار ایسی احمقانہ کوشش پھر نہ کرنا ...... ہاہاہا ...... تو میرا غلام ہے ...... ہاہاہا ...... فتح میری ہوئی ...... ہاہاہا۔

پھر میری آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا۔ میں کچھ دیکھ نہیں سکتا تھا' لیکن میں بلبل کا نغمہ' سمندر کا شور' اور قلوپطرہ کے فتح مندانہ قہقہے سن رہا تھا۔ یہ آوازیں بھی دور ہوتی چلی گئیں اور پھر جیسے ڈوب گئیں۔

قلوپطرہ کے وہ قہقہے اب بھی میرے کانوں میں گونج رہے ہیں اور آخر دم تک گونجتے رہیں گے۔

❁ ❁ ❁

آٹھواں باب

مُردہ مقاصد

اور جب مجھے ہوش آیا تو میں نے اپنے آپ کو رصدگاہ والے کمرے میں پایا میں یکلخت چونک کر اٹھ بیٹھا۔

یہ سب کیا تھا؟ کیا میں نے کوئی بھیانک خواب دیکھا تھا؟ یقیناً یہی بات تھی۔

میں کسی طرح یہ یقین کرنے کو تیار نہ تھا کہ میں نے مصر کے دیوتاؤں اور لوگوں سے غداری کی تھی' کیا میں غدار تھا؟ ناممکن میں یہ تسلیم کرنے کے لیے ہرگز تیار نہ تھا۔ مصر ہمیشہ کے لیے نکل چکا ہے اور یہ کہ اب میں فرعون نہ بن سکوں گا۔ نہیں یہ نہیں ہوسکتا تو پھر کیا ہوا یہ؟ کیا سیپسا اپنے بہادر ساتھیوں کے ساتھ باب قصر سے باہر دروازہ کھلنے کے لیے ساری رات منتظر رہے تھے؟ اور کیا مصر کے قلعوں کی فصیل پر اب تک لوگ کھڑے اس قاصد کی راہ تک رہے تھے جو قلوپطرہ کی موت اور میری فتح کی خبر لائے گا۔ نہیں یہ ناممکن ہے ایسا نہیں ہوا۔ ہو ہی نہیں سکتا۔ دراصل میں نے کوئی ایسا بھیانک سا خواب دیکھا تھا اور کتنا بھیانک خواب ...... میں سوچ رہا تھا کتنا بھیانک' کبھی کسی نے ایسا خواب نہ دیکھا ہوگا۔ یقیناً یہ شیطانی قوتوں کی کارستانی تھی' لیکن میں یہاں کیا کر رہا ہوں' میں دل میں بولا: مجھے تو اس بڑے کمرے میں ہونا چاہیے جہاں میں کھڑا شارمن کا انتظار کر رہا تھا جو ملکہ کو میری آمد کی خبر دینے گئی تھی۔

میں کہاں ہوں۔ میں چیخ اٹھا' میں کہاں ہوں اور — آہ اے دیوتاؤ! یہ آدمی کی شکل کی کیا چیز پڑی ہوئی ہے۔ ہاں یہ کیا چیز ہے جو سفید کپڑے میں جس پر خون کے داغ ہیں' لپٹی ہوئی ہے؟ اور یہاں کہاں سے آ گئی؟

میں اٹھا اور پوری قوت سے کپڑوں میں لپٹی ہوئی اس چیز کو ٹھوکر ماری' وہ لڑھک کر سیدھی ہوگئی میں نے اس پر سے کپڑا ہٹایا اور میرے منہ سے چیخ نکل گئی۔ وہ ایک آدمی کی ننگی

لاش تھی۔ میں نے اسے پہچان لیا۔ وہ محافظوں کے رومی افسر پولوس کی لاش تھی اور میرا وہ خنجر جس سے میں قلوپطرہ کو قتل کرنے والا تھا اس کے سینے میں دستے تک اترا ہوا تھا اور اس کے دستے سے بروی کاغذ کا ایک ٹکڑا بندھا ہوا تھا جس پر یونانی زبان کی کوئی تحریر تھی پولوس کے پیر گھٹنوں پر سے مڑے ہوئے تھے' جیسے تشنج کے عالم میں اور بڑی تکلیف سے اس کا دم نکلا ہو میں ایک سناٹے کے عالم میں کھڑا اس لاش کو دیکھ رہا تھا آخر اس کا مطلب کیا تھا میں نے اپنا کانپتا ہوا ہاتھ بڑھا دیا اور خنجر کے دستے پر سے کاغذ کا ٹکڑا چھڑا لیا۔

اور یہ لکھا ہوا تھا اس پر۔

سلام ہو تجھ پر اے ہرماسیس' میں وہی پولوس ہوں جسے تم نے لالچ دے کر اپنے ساتھ ملا لیا تھا۔ دیکھو غداری کا یہی انجام ہوتا ہے جو میرا ہوا۔

میں خوف اور دیوانگی کے عالم میں پیچھے ہٹتا چلا گیا یہاں تک کہ دیوار سے جا ٹکرایا اور باہر پرندے چہچہا چہچہا کر صبح کا خیر مقدم کر رہے تھے اور پولوس کی لاش میرے سامنے پڑی تھی۔

تو وہ خواب نہ تھا واقعی مجھے شکست ہوگئی تھی۔

اور مجھے اپنے بوڑھے باپ آمن مہت کا خیال آیا جب قاصد ان کے بیٹے کی اس شرمناک ناکامی کی خبر انہیں سنائے گا تو ان کے دل پر کیا گزرے گی؟ مجھے سیپسا کا خیال آیا' اس بوڑھے محب وطن کا جو ساری رات باب قصر کے باہر دروازہ کھلنے کا منتظر رہا ہوگا۔ دیوتا جانیں سیپسا اور ان کے ساتھیوں پر کیا گزری؟ اور پھر میرے دماغ میں خیالات ہجوم کر آئے۔ میں پریشان ہوگیا۔ یہ کیا ہوا اور کیسے ہوا؟ میں نے غداری کی تھی میں غدار تھا لیکن ...... نہیں میں غدار نہ تھا۔ کسی نے ہم سے بیوفائی کی تھی کسی نے ہمارے ارادوں کی خبر قلوپطرہ کو دے دی تھی لیکن کون تھا وہ؟ شاید یہی پولوس لیکن اگر یہ پولوس ہی تھا تو ان آدمیوں کو نہ جانتا تھا جو اس سازش میں شریک تھے۔ لیکن ان کے ناموں کی فہرست میرے چغے کے جیب میں ہی تو تھی لیکن ...... اف! وہ فہرست غائب تھی چنانچہ سیپسا اور اس کے ساتھیوں کا انجام وہی ہوگا جو پولوس کا ہوا۔ اے دیوتاؤ یہ کیا ہوگیا؟ کیا ہوگیا یہ؟ میرا دماغ سن ہونے لگا۔ میرے پیر کانپنے لگے اور جہاں کھڑا تھا وہیں بیہوش ہو کر گرا۔

مجھے پھر ہوش آیا۔

اور لمبے سایوں نے بتایا کہ دوپہر ڈھل رہی تھی میں کراہ کر اٹھا۔ سر میں اب تک گرانی تھی اور پولوس کی لاش وہیں پڑی ہوئی تھی میں دیوانوں کی طرح دروازے کی طرف

بھاگ کہ یہاں سے باہر نکل جاؤں لیکن دروازہ باہر سے بند تھا اور میں پہرے داروں کے پیروں کی چاپ سن رہا تھا یقیناً وہ میرے کمرے کے دروازے پر پہرہ دے رہے تھے وہ اپنے نیزے فرش پر بجا بجا کر پہرہ دے رہے تھے' دیوتا جانیں کب تک وہاں کھڑا رہا کہ کھٹکا گرنے کی آواز آئی اور کواڑ کھل گئے۔ میں گھبرا کر پیچھے ہٹا اور کمرے میں قلوپطرہ داخل ہوئی۔ دروازہ پھر بند کر دیا گیا۔ قلوپطرہ میرے قریب آ کھڑی ہوئی۔

سلام ہرماسیس! اس نے مسکرا کر کہا۔ تو میرا قاصد تمہارے پاس پہنچ گیا۔

اور اس نے پولوس کی لاش کی طرف اشارہ کیا۔ مردہ ہے لیکن اس نے میرا پیغام تو تم تک پہنچا ہی دیا' افوہ کیا مکروہ معلوم ہوتا ہے' محافظو۔ دروازہ کھلا اور دو مسلح سپاہی کمرے میں آ گئے۔

اس سڑی ہوئی لاش کو لے جاؤ یہاں سے اور چیلوں اور کوؤں کے آگے ڈال دو۔

قلوپطرہ نے نفرت سے کہا۔ ٹھہرو' یہ خنجر اس کے سینے میں سے نکال لو۔

ایک سپاہی نے جھک کر پولوس کے سینے سے خنجر کھینچ کر میز پر رکھ دیا اور' پھر دونوں لاش کو گھسیٹتے ہوئے باہر چلے گئے۔

تمہاری طبیعت کچھ زیادہ ہی خراب معلوم ہوتی ہے ہرماسیس۔ قلوپطرہ نے کہا۔

قسمت کی چکی بھی کتنے عجیب ڈھنگ سے گھومتی ہے' یہ خنجر جو پولوس کے سینے میں اترا ہوا تھا میرے سینے میں ہوتا۔ اگر پولوس نہ ہوتا تو اس خنجر کے پھل پر پولوس کے بجائے میرے خون کی سرخی ہوتی۔

تو اس پولوس نے ہی غداری کی تھی۔

اور گزشتہ رات جب تم میری خوابگاہ میں آئے تھے تو میں جانتی تھی کہ تم کس ارادے سے آئے تھے۔ بار بار جب تم اپنا ہاتھ چغے کے گریبان میں لے جاتے تھے تو میں جانتی تھی کہ تمہارا وہ ہاتھ خنجر کا دستہ پکڑ لیتا تھا۔ میں یہ بھی دیکھ رہی تھی کہ تم مجھے قتل کرنا چاہتے تھے۔ اس خیال ہی سے تم اداس ہو جاتے تھے تاہم میں دیکھ رہی تھی کہ تم مجبور تھے۔ اف کیسی آزمائشی اور سنسنی خیز گھڑی تھی وہ' اور میں سوچ رہی تھی کہ فتح کس کی ہوتی ہے تمہاری یا میری؟ تمہارا مکر میرے مکر سے اور تمہارا سحر میرے سحر سے ٹکرا رہا تھا' مقابلہ سخت تھا۔

ہاں ہرماسیس! مسلح سپاہی تمہارے کمرے کے باہر پہرہ دے رہے ہیں لیکن کسی دھوکے میں نہ رہنا۔ میں جانتی تھی کہ نگہبانوں کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ میں نے اور میرے حسن نے تمہیں ایک ایسے بندھن میں جکڑ لیا ہے جو آہنی بیڑیوں سے زیادہ مضبوط ہے' ہرماسیس تم

شریف اور عالی نسب ہو چنانچہ ہم کسی کو بھی دغا سے قتل نہیں کر سکتے۔ میں ملکہ ہوں چنانچہ میں تمہیں قتل نہ کر سکی ورنہ پولوس کی جگہ تمہاری لاش کو چیلیں اور کوئے نوچتے لیکن یہ جان لو کہ نہ تم مجھے قتل کر سکتے ہو اور نہ میں تمہیں' یہ کام تو نیچ اور کمینے ہی کر سکتے ہیں۔ لو یہ ہے تمہارا خنجر' اور اس نے میز پر سے خنجر اٹھا کر میرے ہاتھ میں دے دیا۔ اگر تم میری جان لے سکتے ہو' لو' میں حاضر ہوں اور اس نے ریشمی عبا کے بند کھول کر اپنا سینہ عریاں کر دیا' لو ہرماسیس اٹھاؤ خنجر اور میرے سینے میں اتار دو' نہیں تم مجھے قتل نہیں کر سکتے۔ اس نے کہا' دنیا میں بہت سے ایسے کام ہیں جنہیں کرنے کے بعد تم جیسا آدمی زندہ نہیں رہ سکتا اور اگر رہا بھی تو زندگی بھر اپنے ضمیر کی ملامت برداشت کرتا رہتا ہے اور قتل ان ذلیل کاموں میں سے ایک ہے...... ٹھہرو...... رک جاؤ...... میں کہتی ہوں رک جاؤ خنجر کا رخ اپنے سینے کی طرف نہ کرو۔ تم مجھے قتل نہیں کر سکتے چنانچہ اپنے کو بھی نہیں کر سکتے' خودکشی بزدلوں کا کام ہے اور پھر مرنے کے بعد تم جاؤ گے کہاں؟ آمنتی ہی میں نا؟ اس جگہ نا جہاں دیوی ایزیس سے قول و قرار کیے تھے۔ کیا واقعی تم آمنتی کا عذاب برداشت کر سکو گے؟ کیا واقعی تم ایزیس کے حضور یہ ذلت لے کر جا سکتے ہو کہ تم نے نہ صرف اپنے فرض سے روگردانی کی ہے بلکہ خودکشی بھی؟ کیا دیوتا تمہارے اس دہرے گناہ کو معاف کر دیں گے' نہیں ہرماسیس' تم گناہوں کا بوجھ لے کر دیوتاؤں کے حضور میں نہیں جا سکتے تمہیں جانا بھی نہیں چاہیے خودکشی کا خیال ترک کر دو' تم زندہ رہ کر اپنے گناہوں کا کفارہ ادا کر سکتے ہو اور کفارہ ادا کرنے کے بعد تم آمنتی میں گئے تو بہت ممکن ہے کہ تم بخش دیئے جاؤ اور دیوتا تمہیں ہاتھوں ہاتھ لیں۔

قلوپطرہ کا کہنا سچ ہی تھا۔ کیا منہ لے کر دیوتاؤں کے حضور جاتا' آہ! کس قدر قابل رحم حالت تھی میری کہ میں مر بھی نہ سکتا تھا' زندگی میں میرے لیے اب کچھ نہ تھا اور موت —— نہیں میں مرنے کی بھی ہمت نہ کر سکتا تھا۔ میں سر پکڑ کر کوچ پر بیٹھ گیا اور پھر —— تکیوں میں منہ چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔ قلوپطرہ میرے قریب آ کر بیٹھ گئی اور میری گردن میں باہیں ڈال کر بولی:

یہ کیا کر رہے ہو ہرماسیس! دیکھو پیارے' دیکھو میری طرف دیکھو۔ تمہیں مایوس نہ ہونا چاہیے نہ تو تم بازی بالکل ہی ہار چکے ہو اور نہ میں تم سے خفا ہی ہوں' اب بھی کچھ نہیں بگڑا ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ تم نے ایک خطرناک کھیل کھیلا اور میں نے پہلے ہی تمہیں خبردار کر دیا تھا کہ مبادا میں اپنے حسن کے جادو کو تمہارے جادو کے مقابلہ میں لے آؤں' سو ایسا ہی

ہوا اور حسن کی فتح ہوئی۔ ہرماسیس میں تم سے کچھ چھپانا نہیں چاہتی اور صاف گوئی سے کام لے کر کہتی ہوں کہ میں پہلے عورت ہوں پھر ملکہ' تم مجھے پسند ہو چنانچہ میں تمہیں اداس اور غمگین نہیں دیکھنا چاہتی۔ مصر کے تخت پر تمہارا بجا حق ہے اور تم نے اسے حاصل کرنے کی کوشش کی تو بھی کوئی گناہ نہ ہوا۔ وہ تمہارا تھا اور تم نے اسے حاصل کرنا چاہا یہ اور بات ہے کہ تمہیں کامیابی نہ ہوئی' تمہاری جگہ اگر میں بھی ہوتی تو یہی کرتی۔ ہرماسیس مجھے تم سے ہمدردی ہے اور میں تمہاری شرافت اور جرأت کی بھی قائل ہوگئی ہوں۔ تم اپنے زوال کا جتنا بھی غم کرو کم ہے تمہارے یہ آنسو بجا طور پر بہہ رہے ہیں اور بہنے ہی چاہئیں' اگر تم نہ روتے تو میں تم سے نفرت کرنے لگتی اور تمہیں ہوس پرست اور بے حس سمجھتی' چنانچہ اے ہرماسیس ایک ملکہ ہو کر نہیں بلکہ ایک عورت ہو کر میں تمہارے غم میں شریک ہوں۔ مجھے تم سے دلی ہمدردی ہے' اب بھی کچھ نہیں بگڑا ہے آدمی ایک بازی ہار کر دوسری جیت سکتا ہے اور یہ بھی سن لو ہرماسیس کہ تمہاری یہ سازش احمقانہ تھی۔ تم لوگ جذبات کی رو میں بہہ کر اندھے ہوگئے تھے' اگر تم کامیاب ہوگئے ہوتے اور یقیناً ہو جاتے' اگر تمہارا راز عین وقت پر فاش نہ ہوگیا ہوتا تو رومی مصر پر چڑھ دوڑتے اور تم ان کے سامنے ٹک نہ سکتے۔ ہرماسیس یقین کرو نہ کرو لیکن یہ حقیقت ہے کہ مصر مجھے بھی اتنا ہی عزیز ہے جتنا کہ شاید تمہیں لیکن افسوس کہ میں مصر کے لیے آج تک کچھ نہ کرسکی' مسلسل جنگوں اور بغاوتوں اور اندرونی سازشوں نے مجھے مصر کی طرف متوجہ ہونے کا موقع ہی نہ دیا لیکن ہرماسیس میں تمہاری مدد سے یہ کام کرسکتی ہوں' ہرماسیس تم مجھے بتاؤ گے کہ مجھے کیا کرنا ہے اور اس طرح' تم میرے محبوب اور صلاح کار رہو۔ ہرماسیس' سچ کہنا کیا ایک ملکہ کا دل' ہاں وہی دل جسے تم خاموش کردینا چاہتے تھے' جیت لینا کوئی چھوٹی بات ہے؟ نہیں قلوپطرہ کا دل جیتنا بہت بڑی اور قابل فخر بات ہے۔ ہرماسیس! تم مجھ میں اور میری رعایا میں ملاپ کرا سکتے ہو۔ ہم دونوں مل کر مصر پر حکومت کریں گے اور اس طرح ہم قدیم و جدید اعتقادات کو ایک ڈور میں پرو دیں گے اور پھر مصر پہلے ہی کی طرح زریں بن جائے گا۔ ہم دونوں شب و روز مصر کی فلاح و بہبود کے لیے کوشش کرتے رہیں گے اور اس طرح ہرماسیس تم ایک دوسرے اور بے حد سہل راستہ سے مصر کے تخت پر پہنچ جاؤ گے۔

اور تمہاری غداری کا داغ دھل جائے گا۔ یہ تمہارا قصور تو نہیں کہ ایک رومی غلام نے تمہاری سازش کا بھانڈا پھوڑ دیا اور یہ بھی تمہارا قصور نہیں کہ تمہیں بیہوشی کی دوا پلا کر تمہارے کاغذات چرائے گئے۔ تم تو نہایت خلوص سے اپنا فرض انجام دے ہی رہے تھے۔

قسمت دھوکا دے گئی تو تم اور کوئی بھی کیا کرسکتا ہے؟ تمہارا ایک قدم غلط پڑا تو تم دوسرا صحیح اٹھا سکتے ہو تم دوسری طرح سے بھی تو مصر کی خدمت کرسکتے ہو' مثلاً ملکہ مصر کا دل جیت کر اور یہی تم نے کیا تم نے ملکہ مصر کا دل جیت لیا اور اس نئے سہل طریقہ سے بھی تم وہ مقصد حاصل کرسکتے ہو جسے تم نے احمقانہ سازش کے ذریعہ حاصل کرنا چاہا تھا' کیوں ہرماسیس میں غلط تو نہیں کہہ رہی۔

امید کی کرن میرے دل کی تاریکیوں میں رینگ آئی۔ ڈوبتا آدمی تنکوں کا ہی سہارا لیتا ہے' میں نے سر اٹھا کر پرامید نظروں سے قلوپطرہ کی طرف دیکھا اور کانپتی ہوئی آواز میں بولا۔

لیکن میرے ساتھی' جنہوں نے مجھ پر بھروسہ کیا تھا ان کا کیا ہوگا۔

یعنی تمہارے بوڑھے والد آمن مہت' تمہارے ماموں سیپسا اور......

میرا خیال تھا کہ وہ شارمن کا بھی نام لے گی لیکن قلوپطرہ نے اس کا نام نہ لیا اور اس نے اپنی بات جاری رکھی' دوسرے بہت سے لوگوں کو جانتی ہوں' جو اس سازش میں شریک تھے۔

ہاں ہاں' ان سب کا کیا ہوگا؟ میں نے بے چینی سے پوچھا۔

سنو ہرماسیس' اس نے اپنا ہاتھ میرے ہاتھ پر رکھ دیا۔ تمہاری خاطر میں ان سب سے رحم کا برتاؤ کروں گی اور اس سے زیادہ کچھ نہ کروں گی جو کرنا ضروری ہے۔ میں مصر کے تخت اور دیوتاؤں کی قسم کھا کر کہتی ہوں کہ آمن مہت کا بال بیکا تک نہ ہوگا۔ اگر وقت نکل نہیں گیا تو میں تمہارے ماموں سیپسا کو بھی بچا لوں گی اور دوسروں کے ساتھ بھی جہاں تک ممکن ہوگا رعایت کروں گی میرے دادا ایلی فانس نے غداروں کو رتھ کے پیچھے بندھوا کر شہر پناہ کے گرد گھسیٹا تھا لیکن میں ایسا نہ کروں گی میں رحم دلی سے کام لے کر سب کو بخش دوں گی لیکن اگر تمہاری سازش میں عبرانی بھی شریک ہیں تو میں انہیں سخت سے سخت سزا دوں گی' یہ لوگ مجھے ذرا بھی پسند نہیں۔

ایک بھی عبرانی ہمارا شریک نہیں ہے۔ میں نے کہا۔

بس تو ٹھیک ہے اب اطمینان ہوا؟ اب تم ہی کہو ہرماسیس کہ کیا میں ایسی ظالم اور بری ہوں جیسی کہ لوگ سمجھتے ہیں؟ تمہاری فہرست میں بہت سے لوگوں کے نام تھے جنہیں قتل کرنا سیاست کی رو سے میرا فرض تھا لیکن دیکھو ہرماسیس! میں نے صرف ایک رومی کو قتل کیا اور وہ بھی صرف اس لیے کہ اس نے نہ صرف مجھ سے بلکہ تم سے بھی غداری کی...... ارے تو تم میری اس رحم دلی سے ذرا بھی متاثر نہیں ہوئے؟ یہ سن لو کہ اتنی رعایت میں یوں ہی نہیں کررہی ہوں۔ وہ ہنسی۔ تمہیں اس کی قیمت ادا کرنی ہوگی اور جانتے ہو کیا ہے وہ قیمت؟ فی الحال ایک بوسہ۔

نہیں' میں نے منہ پھیر کر کہا' نہیں۔ بہت بھاری قیمت ہے یہ۔

تم پھر حماقت کر رہے ہو۔ اس نے غصہ سے کہا۔ اچھی طرح سوچ لو' میں ان عورتوں میں سے نہیں ہوں جو مردوں کی خوشامدیں کیا کرتی ہیں' بہت اچھا۔ جیسی تمہاری مرضی لیکن اتنا سن لو اگر تم نے مجھ کو ٹھکرایا تو میں رحم کو ظلم میں بدلنا بھی جانتی ہوں۔ چنانچہ اے بے حس اور پتھر دل کاہن! سوچ لو' تمہیں دو میں سے کسی ایک چیز کا انتخاب کرنا ہے' میری محبت یا پھر بوڑھے آمن مہت اور تمہارے دوسرے ساتھیوں کی موت۔ ایک بوسے کے عوض' اور اوپر سے اپنے آپ کو تمہارے حوالے کر کے میں ان کی جان بخشی کرتی ہوں۔ سودا برا تو نہیں ہرماسیس۔

قلوپطرہ غصے ہو گئی تھی۔ اس کی بھویں تن گئی تھیں اور وہ تیز تیز سانسیں لے رہی تھی چنانچہ میں نے ٹھنڈی سانس بھر کر اپنے ہونٹ قلوپطرہ کے ہونٹوں پر رکھ دیئے اور اس طرح اپنی ذلت اور غلامی پر کبھی نہ ٹوٹنے والی مہر لگا دی' اس کے بعد قلوپطرہ اپنے ہونٹوں پر کامیاب مسکراہٹ لیے اٹھی اور میرا خنجر لیے کمرے میں چلی گئی۔

اور اس وقت میں نے جانا تھا کہ میری جان بخشی کیوں کی گئی تھی۔ میں نے اس بات پر غور نہ کیا کہ ظالم و بے رحم قلوپطرہ دفعتاً ایسی رحم دل کیوں بن گئی تھی۔ میں نہ جانتا تھا کہ وہ مجھے قتل کرتے ڈرتی تھی۔ اسے ڈر تھا کہ اگر ہرماسیس کو قتل کر دیا گیا تو پورا مصر اس کے خلاف اٹھ کھڑا ہو گا اور پھر اسے اپنا تاج و تخت سنبھالنا مشکل پڑ جائے گا' اس نے اس لیے میری اور میرے ساتھیوں کی جان بخشی کی تھی کہ اسے مجھ سے محبت تھی بلکہ اس لیے کہ اسے اپنا تاج و تخت عزیز تھا' تاہم اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ وہ مجھے پسند ضرور کرتی تھی۔ وہ مجھے اپنا غلام بنا لینا چاہتی تھی' اور یہ اسی صورت میں ممکن تھا کہ مجھ سے اور میرے ساتھیوں سے رحم کا برتاؤ کر کے میرا اعتماد حاصل کر لے۔

اور یوں وہ حسین ساحرہ اپنی عظمت' رحم اور حسن کا سکہ میرے دل پر جما کر میرے کمرے سے چلی گئی اور مجھے برباد کر گئی' اب میں راندۂ درگاہ تھا اور مصر کے دیوتاؤں اور دیوی ایزیس سے ہمکلام نہ ہو سکتا تھا۔ اندھیرا...... گہرا اندھیرا۔ شرمناک' ذلیل اور اداس اندھیرے نے مجھے اپنی لپیٹ میں لے کر اندھا کر دیا تھا اور روسیاہی میرا مقدر بن چکی تھی' اور اب میرے سامنے صرف ایک صورت تھی ...... قلوپطرہ کی ...... میں صرف ہی ایک آواز سن سکتا تھا...... قلوپطرہ کی...... تاہم اس اندھیرے میں بھی امید کی ایک دھندلی سی شعاع لرز رہی تھی جو میری

ڈھارس بندھاتی تھی۔ میں بالکل ہی مایوس نہ ہوا تھا' میں سوچ رہا تھا کہ میں ایک بازی ہار چکا ہوں تو کیا ہوا' دوسری جیت سکتا ہوں۔ ایک دفعہ میں ناکام رہا لیکن دوسری دفعہ اور دوسرے طریقہ سے اپنا مقصد حاصل کر سکتا ہوں۔ میرا مقصد مصر کی فلاح و بہبود ہے اور یہ بلاتشدد بھی حاصل ہو سکتا ہے' قلوپطرہ نے وعدہ کیا تھا۔

آہ! کیسا باطل خیال تھا یہ۔

اور یوں گنہگار و ناکام لوگ اپنے آپ کو دھوکا دیتے ہیں اور پھر ایک موہوم امید کے سہارے اس راستہ پر چل پڑتے ہیں۔ جس میں شرم' خجالت' ذلت اور تباہی و بربادی کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا' اور افسوس ہے ان لوگوں پر جو ایسی راہ اختیار کرتے ہیں۔

اور میں ہرماسیس بھی ایک جھوٹی امید کا سہارا لے کر اسی راستہ پر چل پڑا اور تباہی و بربادی میرے ساتھ چلی اور ذلت و روسیاہی نے میرے لیے اپنی آغوش وا کر دی۔ ہائے مجھ جیسا گنہگار بھی دنیا میں کوئی دوسرا نہ ہو گا۔

❀ ❀ ❀

نواں باب

انطونی کا قاصد

اور پورے گیارہ دن تک میں اپنے کمرے میں قید رہا۔

اس عرصہ میں نگہبانوں اور ملازموں کے علاوہ جو دن میں دو دفعہ میرے لیے کھانا لے آتے تھے' میں صرف قلوپطرہ کو دیکھ سکا کیونکہ وہ مجھ سے برابر ملنے آتی رہی۔ وہ دنیا جہان کی باتیں کرتی لیکن یہ نہ بتاتی کہ میری ناکامی پر مصر کے لوگوں پر کیا اثر ہوا اور مصر میں کیسے حالات پیدا ہو گئے تھے' کبھی تو وہ ہنستی ہوئی میرے پاس آتی۔ کبھی اداس' متفکر' کبھی غصہ میں بھری ہوئی اور کبھی محض جذباتی وصل کی پیاسی صورت کے روپ میں اور ہر حال میں وہ زیادہ سے زیادہ حسین معلوم ہوتی۔ بہت دیر تک میرے پاس بیٹھی' اپنی شدید محبت کا اظہار کرتی۔ میری ڈھارس بندھاتی اور پوچھتی کہ ہم کس طرح مصر' کو رومیوں سے بچا سکتے ہیں۔ وہ مصر کو قدیم فراعنہ کے مصر کی طرح بنانے کے منصوبے گھڑتی اور میرا مشورہ طلب کرتی۔ ابتداء میں میں اس کی باتیں بے دلی سے سنتا رہا لیکن رفتہ رفتہ اس کی طرف کھنچنے لگا وہ بڑی ہوشیاری سے آہستہ آہستہ مجھے اپنے حسن کے اس سنہرے جال میں لپیٹتی رہی جس سے آزاد ہونا ممکن نہ تھا۔ یہاں تک کہ میں اس کی باتوں اور منصوبوں سے دلچسپی لینے لگا اور پھر اس بتانے لگا کہ مصر کی بھلائی کے لیے خود میں نے کیا سوچا تھا اور کیسے منصوبے بنائے تھے وہ بظاہر میری باتیں بڑی دلچسپی سے سنتی اور خوش ہو کر میرے ہونٹ چوم لیتی اور بتاتی کہ وہ کس طرح مصر کے دیوتاؤں کی پرستش دوبارہ جاری کر دے گی اور نئے نئے عظیم الشان مندر بنوائے گی اور خود بھی مصر کے دیوتاؤں کی پوجا کرے گی اور یوں وہ میرا دل اپنے قبضہ میں کرتی رہی۔ میں اس کے حسن کے جال میں پھنستا چلا گیا اور پھر وہ وقت آیا کہ میرے دل میں قلوپطرہ کی صورت کے علاوہ کچھ اور نہ تھا اور اب چونکہ میری ساری امیدیں خاک ہو چکی تھیں لہٰذا میں قلوپطرہ چاہنے لگا تھا۔ میرے پاس صرف ایک سہارا تھا' قلوپطرہ کی محبت کا اور میں نے قلوپطرہ اور اس کی محبت سے

اپنی ساری امیدیں بالکل اس طرح سے وابستہ کر لی تھیں جیسی کہ ایک بیوہ اپنے اکلوتے بیٹے سے وابستہ کر لیتی ہے اور یوں نیل کی ساحرہ قلوپطرہ جو میری تباہی و بربادی کا اصلی سبب تھی میری زندگی بن گئی مجھے اس ناگن سے پیار ہو گیا جس نے مجھے ڈسا تھا وہ ساحرہ مجھے اپنی جان سے زیادہ عزیز تھی جس نے مجھے ذلیل و خوار کیا تھا۔ میں اس کی محبت میں ایسا ازخود رفتہ ہوا کہ ماضی ایک خواب پریشان معلوم ہونے لگا۔ میں اندھا ہو گیا تھا اور اسی تلوار کو بوسہ دے رہا تھا جو مجھ پر گری تھی میں انہیں ہاتھوں کو چوم رہا تھا جنہوں نے مصر کے تخت پر سے مجھے گھسیٹ لیا تھا۔ میں اسی جلتی ہوئی سلاخ کو اپنے سینے سے لگا رہا تھا جس نے مصر کی امیدوں کو خاک کر دیا تھا اور میں اسی بجلی سے پیار کرتا تھا جو میری عظمت پر گری تھی۔ ہاں' میں قلوپطرہ کا غلام بن چکا تھا۔

اور آج بھی جب میں سوتا ہوں تو قلوپطرہ کو ہی خواب میں دیکھتا ہوں۔ وہی ریشمی لباس' وہی سرخ ہونٹ' وہی حسن اور ویسے ہی پگھلا دینے والے گرم بوسے' اتنے سال گذر گئے لیکن میں قلوپطرہ کو نہ بھلا سکا۔ بھلا ہی نہیں سکتا تھا حالانکہ میں جانتا ہوں کہ وہ مجسم دھوکا اور جھوٹ تھی۔

اور پھر ایک دن وہ مجھ سے ملنے آئی تو دربار کا لباس پہنے تھی۔ اس کے ہاتھ میں شاہی عصا تھا اور سر پر مصر کا دہرا تاج اس نے کہا کہ وہ دربار سے سیدھی اٹھ کر میرے پاس آئی ہے۔ وہ میرے سامنے بیٹھی ہنس رہی تھی۔ اور میرا دل قابو سے باہر ہوا جا رہا تھا۔ اس نے کہا کہ وہ دربار میں بیٹھے بیٹھے اور انطونی فتوحات کا حال سنتے سنتے اکتا گئی تھی چنانچہ اس نے درباریوں سے کہا کہ وہ رومیوں کے ایک خاص پیغام پر تنہائی میں غور کرنا چاہتی ہے اور یوں وہ دربار سے اٹھ کر سیدھی میرے پاس چلی آئی۔ درباریوں کو یوں بیوقوف بنا کر وہ بے حد خوش اور میرے سامنے بیٹھی ہنس رہی تھی۔

پھر وہ اٹھ کر میرے قریب آئی اپنے سر سے تاج اٹھا کر میرے سر پر رکھا۔ شاہی عصا میرے ہاتھ میں دے دیا اور میرے سامنے جھک کر بولی:

''تم واقعی میرے بادشاہ ہو۔''

اور پھر مجھے وہ تاج یاد آ گیا جو ابیدس کے ہیکل میں میرے سر پر رکھا گیا تھا اور پھولوں کا وہ مکٹ یاد آیا جو قلوپطرہ نے میرے سر پر رکھوا کر مجھے' شاہ عشق نامزد کیا تھا اور میرا مذاق اڑایا تھا' میں غصہ میں بھرا ہوا اٹھا اور عصا ایک طرف پھینک دیا اور چیخ کر بولا۔

قلوپطرہ' میرا مذاق نہ اڑاؤ' میں بس تمہارا قیدی ہوں اور قیدی سے مذاق کرنا ایک

ملکہ کو زیب نہیں دیتا۔

وہ چونک کر کئی قدم پیچھے ہٹی اور حیرت سے میری صورت تکنے لگی۔

ہرماسیس! غصہ نہ کرو۔ اس نے کہا: میں تمہارا مذاق نہیں اڑا رہی ہوں۔ حیران ہوں کہ تمہیں یہ خیال کیوں آیا؟ یہ تم نے کون سے الہام سے معلوم کرلیا کہ تم فرعون نہیں بن سکتے؟ ہرماسیس! سب کچھ ممکن ہے۔

کیسے ممکن ہے کہ میں فرعون بن سکتا ہوں۔ یہ تم کیا کہہ رہی ہو؟ تو کیا۔ تو کیا مجھ سے شادی کرلوگی؟ چوری چھپے نہیں بلکہ سب کے سامنے پورے مصر کے سامنے' کیا تم مجھ سے شادی کرلوگی؟ اس کے علاوہ میرے فرعون بننے کی اور کوئی صورت کم سے کم مجھے تو نہیں آتی۔

قلوپطرہ نے نظریں جھکالیں!

یہ بھی ممکن ہے۔ ہوسکتا ہے میں یہی سوچ رہی ہوں بلکہ تم سے شادی کرنے کا پختہ ارادہ ہی کرلیا ہو۔ ہر بات ممکن ہے ہرماسیس' اس نے نیچی آواز میں کہا' سنو۔

اس نے بات جاری رکھی' ہائے کیسے زرد ہورہے ہو تم۔ غالباً میں نے تمہیں قید کرکے غلطی کی ہے اور پھر تمہیں کھانا بھی تو پیٹ بھر کر نہ ملتا ہوگا۔ میں واقعی ظالم ہوں۔ دیکھو تو کیسا مرجھا گیا ہے تمہارا چہرہ' واقعی تم پیٹ بھر کر نہیں کھاتے' انکار نہ کرو مجھ سے نگہبانوں نے یہی کہا تھا لیکن ہرماسیس میں نے صرف تمہاری بہتری کے خیال سے تمہیں قید کیا تھا۔ اگر میں ایسا نہ کرتی تو تمہارے ساتھی اور میرے درباری تمہیں زندہ نہ چھوڑتے۔ میں یہ ظاہر کرنا چاہتی تھی کہ تم میرے قیدی ہو' اس طرح تم بھی بچ گئے اور مجھ پر بھی کوئی الزام نہیں آیا لیکن اب میں تم سے ملنے یہاں نہ آسکوں گی' چنانچہ کل تمہیں آزاد کردوں گی لیکن بظاہر تم میرے غلام رہو گے اور دربار میں میرے تخت کے پیچھے کھڑے رہو گے تاکہ لوگوں کو شک نہ ہو' تم بدستور میرے نجومی بھی رہو گے۔ میں یہ مشہور کروں گی کہ تم نے اپنی صفائی پیش کرکے معافی مانگ لی ہے۔ اس کے علاوہ تمہاری پیشین گوئیاں چونکہ صحیح ہوتی ہیں۔ اس لیے میں نے دوبارہ تمہیں اپنا نجومی بنالیا ہے اور پھر کوئی کچھ نہ کہے گا کیونکہ ان دنوں ہر آدمی جنگ اور اس کے نتیجہ کے متعلق پیشین گوئی سننا چاہتا ہے' تو اب میں چلتی ہوں' سفیروں سے نمٹ لوں اور درباری بھی بے چارے میرے منتظر ہوں گے اور ہرماسیس تم اتنی جلدی غصے میں نہ آجایا کرو۔ کون جانتا ہے کہ جلد ہی ہمارے اور تمہارے درمیان کوئی رشتہ قائم ہوجائے۔

مجھے وہ سلام کرکے رخصت ہوئی اور مجھے یقین دلا گئی کہ بھرے دربار میں وہ مجھے

اپنا شوہر اور مصر کی حکومت میں اپنا شریک تسلیم کرلے گی' اور میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت اس کے دل میں یہ ارادہ تھا بھی' یعنی مجھ سے شادی کرنے کا کیونکہ وہ چاہتی تو نہ تھی لیکن پسند ضرور کرتی تھی اور اس وقت تک مجھ سے اکتائی نہ تھی۔

دوسرے دن قلوپطرہ کے بجائے شارمن آئی اور اپنے زوال کی منحوس رات کے بعد آج پہلی دفعہ میں نے شارمن کو دیکھا۔ اس کی نظریں جھکی ہوئی تھیں' چہرے کا رنگ زرد ہورہا تھا' لیکن اس کی زبان ویسی ہی زہریلی تھی اور اس کے ایک ایک لفظ میں جو اس کی زبان سے ادا ہوتا تھا وہی تیز نشتر تھے۔

معاف کرنا' اس نے کہا: ''کہ قلوپطرہ کے بجائے میں نے یہاں آنے کی جرأت کی' مجبوری تھی کیا کرتی' لیکن بیتاب ہونے کی کوئی ضرورت نہیں تم بہت جلد اس کے پہلو میں ہوگے۔''

میں خاموش رہا' ڈنک مارنا بچھو کی عادت ہی ہے۔

ہرماسیس! اس نے اپنی بات جاری رکھی: میں تمہیں یہ اطلاع دینے آئی ہوں کہ تم آزاد ہو' اب تم آزاد ہو کہ لوگوں کی ان آنکھوں میں نفرت و حقارت کی چمک دیکھو جو کبھی احترام سے تمہارے سامنے جھک جاتی تھیں تم آزاد ہو کہ اپنے ماتھے کے کلنک کے ٹیکے کی نمائش کرو' اب تم فرعون نہیں رہے' تمہارے منہ پر کالک لگ گئی ہے اور تم انسانوں اور دیوتاؤں کی نظروں میں ذلیل ہوچکے ہو۔ میں تمہیں اطلاع دینے آئی ہوں کہ وہ سازش جو پچیس سال سے پک رہی تھی ختم ہوگئی' تمہارے ساتھیوں میں سے ایک آدمی بھی قتل نہیں کیا گیا' البتہ سیپسا کے متعلق میں کچھ کہہ نہیں سکتی کیونکہ اب وہ لاپتہ ہیں اور اغلب ہے کہ وہ قتل کردیے گئے ہوں' تمہارے ساتھیوں کو گرفتار کرکے بہتوں کو جلاوطن کردیا گیا ہے۔ وہ انقلابی جماعت جو تمہیں فرعون بنانا چاہتی تھی۔ اب نہیں رہی۔ ہرماسیس بادل محض گرجتے ہی رہے اور برسے بغیر بکھر گئے۔ مصر غلام رہا اور اب یوم آخر تک غلام ہی رہے گا۔ اس کی آخری امید بھی ختم ہوگئی۔ مصر اب کبھی آزادی کے لیے جدوجہد نہ کرسکے گا۔ مصریوں کی گردنیں اب ہمیشہ دوسروں کے سامنے جھکتی رہیں گی۔ غیر ملکی لیٹرے اسے لوٹتے رہیں گے اور وہ لٹتا رہے گا۔ مصر غلام تھا' غلام ہے اور غلام ہی رہے گا...... کھیل ختم ہوا اور بڑا ہی برا انجام ہوا اس کھیل کا۔

افسوس مجھے دھوکا دیا گیا۔ میں نے کہا: شارمن مجھ سے دغابازی کی گئی۔ پولوس نے غداری کی۔

تمہیں دھوکا دیا گیا؟ تم سے غداری کی گئی؟ نہیں...... تم خود غدار ہو...... اگر تم غدار

نہیں ہو تو بتاؤ اپنا فرض کیوں بھول گئے؟ کیوں تم نے قلوپطرہ کو قتل نہ کر دیا دوسروں کو الزام نہ دو...... بدنصیب فرعون...... تم خود غدار ہو۔

قلوپطرہ نے مجھے بیہوشی کی کوئی دوا پلا دی تھی۔

تم کتنے گر گئے ہو ہرماسیس! بے رحم شارمن نے کہا: میں نہ جانتی تھی کہ تم جھوٹ بھی بول سکتے ہو، تم ایسے تو نہ تھے ہرماسیس! یوں کیوں نہیں کہتے کہ تمہیں محبت کی شراب پلائی گئی تھی؟ تم یہ کہتے کیوں ڈرتے ہو کہ تم نے ایک رنڈی کے ایک پھیکے میٹھے بوسے کے عوض مصر کی امیدیں فروخت کر دیں؟ تم یہ کیوں نہیں کہتے کہ تم قلوپطرہ کو قتل نہیں کر سکتے۔ اس لیے کہ تم اسے چاہتے ہو، نہیں، ہرماسیس! جھوٹ نہ بولو اور...... یہ تم پیچھے کیوں ہٹ رہے ہو؟ مجھ سے دور ہٹ رہے ہو؟ ہاں ٹھیک تو ہے ایک شریف اور باعصمت عورت کے قریب تم کیوں رہنے لگے۔ جاؤ قلوپطرہ کے قدموں میں کتے کی طرح لوٹتے اور اس کے تلوے چاٹتے رہو، اس وقت تک کہ وہ تم سے تھک کر تمہیں ٹھکرا نہیں دیتی۔ جاؤ، اس فاحشہ کی گود میں اپنا سر رکھ کر اور ہر مخلص اور شریف آدمی سے دور بھاگتے رہو۔ اصلی چیزوں کے مقابلہ میں نقلی چیزیں زیادہ خوبصورت اور بھلی معلوم ہوتی ہیں۔

لیکن یہ کیا بات ہوئی، آخر کار میں نے پھٹی ہوئی آواز میں کہا کہ تمہیں گرفتار نہیں کیا گیا؟ تم بھی تو ہماری سازش میں شریک تھیں؟ تم نے بھی تو کوئی فرض انجام دینے کی قسم کھائی تھی؟ اس کے علاوہ تمہیں تو میری محبت کا بھی دعوئ تھا؟ پھر کیا وجہ ہوئی کہ تم مجھے طعنے دینے کے لیے بچ گئیں؟

میرا نام فہرست میں نہ تھا، اس نے کانپ کر جواب دیا لیکن تم چاہو تو مجھے گرفتار کروا سکتے ہو اور یہ میری احمقانہ محبت کا صلہ ہوگا۔ تم کہتے ہو کہ میں تمہیں طعنے دیتی ہوں؟ میری باتیں تمہیں کڑوی معلوم ہوتی ہیں؟ تو ہرماسیس اس کا سبب یہ ہے کہ تمہاری ناکامی کا غم سب سے زیادہ مجھے ہی ہوا ہے۔ تمہارا دکھ میرا دکھ، تمہاری ذلت میری ذلت اور تمہاری ناکامی میری ناکامی ہے۔ ہرماسیس میں اب بھی تم سے محبت کرتی ہوں اور کرتی رہوں گی۔ مرتے دم تک میری اس محبت میں کوئی فرق نہ آئے گا۔ ہرماسیس ہرماسیس...... تم تائب ہونے کے بعد میرے پاس آ جاؤ گے؟ جب اس فاحشہ کی گود میں گرمی نہ رہے گی تو کیا تم میری گود میں سر رکھ دو گے؟ جب تمہیں کہیں پناہ نہ ملے گی تو کیا اس وقت تم میرا سہارا تلاش کرو گے؟ بولو ہرماسیس، بولو۔

ہاں تو یوں کہو نا، تم اب بھی مجھ سے محبت کرتی ہو! خوب، شارمن مجھے شک ہو چلا ہے کہ حسد و غصہ میں شاید تم ہی نے ہمارا راز فاش کر دیا ہے، سیپسا نے مجھے پہلے سے آگاہ کر دیا تھا کہ اس لڑکی سے ہوشیار رہنا اور یاد پڑتا ہے کہ......

یہ تو عام بات ہے، اس نے تیوری پر بل ڈال کر کہا کہ جو جیسا ہوتا ہے دوسروں کو بھی ایسا ہی سمجھتا ہے چونکہ تم نے غداری کی اس لیے تمہارے نزدیک ہر آدمی غدار ہوگا، لیکن سن لو میں غدار نہیں ہوں۔ یہ اس رومی غلام پولوس کا ہی کام تھا جسے اس کے کیے کی سزا مل گئی۔ میں ایسے بے بنیاد الزام برداشت نہیں کر سکتی اور نہ تمہاری احمقانہ اور ذلیل قسم کی باتیں سننا چاہتی ہوں، میں تو صرف تمہیں یہ اطلاع دینے آئی ہوں کہ تم آزاد ہو......اور قلوپطرہ ملکۂ مصر تمہیں دربار میں طلب کرتی ہیں۔

اور یوں ایکبار میں قلوپطرہ کے دربار میں حاضر ہوا۔ میرا خیال تھا کہ ہر آدمی کی نظریں مجھ پر گڑ جائیں گی اور ان میں نفرت و حقارت ہوگی لیکن میرا یہ خیال غلط ثابت ہوا کسی نے میری طرف کوئی توجہ نہ کی۔ ہماری سازش سے جو لوگ واقف تھے۔ وہ لوگ اسکندریہ چھوڑ کر کسی طرف چلے گئے تھے اور شارمن نے اپنی طرف سے کچھ نہ کہا تھا کیونکہ خود اس کی بہتری بھی اسی میں تھی۔ اس کے علاوہ قلوپطرہ نے یہ مشہور کر دیا تھا کہ ہرماسیس بے گناہ ہے اور یہ کہ ایک غلط فہمی کی بنا پر اسے قید کر دیا گیا تھا چنانچہ میری طرف کسی نے نفرت و حقارت سے نہ دیکھا لیکن خود میرا دل ڈوبا جا رہا تھا۔ میں خود اپنی نظروں میں ذلیل و خوار ہو چکا تھا اور شرم و خجالت کے باعث میں سر نہ اٹھا سکتا تھا اور میری آنکھیں آنسوؤں سے دھندلائی رہتی تھیں...... اور حالانکہ کہنے کو میں آزاد تھا لیکن دراصل آزاد نہ تھا۔ قلوپطرہ کے جاسوس سائے کی طرح میرے پیچھے لگے رہتے اور میں محل کی چار دیواری سے باہر نہ جا سکتا تھا۔

''تو ایسی تھی میری آزادی۔''

اور پھر وہ منحوس دن طلوع ہوا جس دن کہ انطونی کا سفیر قیونطس ولیوس جو بڑا ہی موقع پرست تھا اسکندریہ کی بندرگاہ پر اترا، یہ وہی قیونطس ولیوس تھا جو دولت کا بھوکا، ابھرے ستاروں کی پوجا کرنے والا، لومڑی کی طرح مکار تھا اور یہ اسی انطونی کا خط لایا تھا جو فلپی کی جنگ میں فتحیاب ہونے کے بعد اب ایشیائے کوچک میں آ گیا تھا اور وہاں کے حکمرانوں سے جرمانے اور ٹیکس وصول کرتا پھرتا تھا کہ مجلس[1] ثلاثہ کے اراکین کی ہوس دولت کو پورا کر سکے۔

مجھے وہ دن اچھی طرح یاد ہے گویا ابھی کل کا ہی واقعہ ہو۔

قلوپطرہ فوق البھڑک شاہی پوشاک پہنے دربار میں بیٹھی تھی تخت کے دائیں بائیں اور پیچھے کنیزیں اور غلام مؤدب کھڑے تھے اور ان میں' میں ہرماسیس' بھی تھا' قلوپطرہ نے نقیبوں کو حکم دیا کہ انطونی کے سفیر کو دربار میں آنے دیں' دربار کے کمرے کا دروازہ کھلا اور ساتھ ہی بگل چیخ اٹھے اور مارکیوس انطونی کا سفیر رومی لباس میں ملبوس' دربار میں داخل ہوا' وہ عجیب شان اور تکبر سے سپاہیوں کا سلام لیتا ہوا گویا بڑی بے پروائی سے قلوپطرہ کے تخت کی طرف بڑھ رہا تھا بگل برابر بج رہے تھے' ولیوس کے پیچھے رومی افسر جھنڈے اٹھائے تھے' ولیوس دہرے بدن کا گورا چٹا اور قبول صورت آدمی تھا لیکن اس کے چہرے سے خوشامد' چاپلوسی اور ڈھٹائی ہویدا تھی' اس کی آنکھوں میں مکاری کی چمک تھی اور ہونٹوں پر مصنوعی مسکراہٹ' نقیب ولیوس کا نام' رتبے اور القابات سے قلوپطرہ کو آگاہ کر رہے تھے اور خود ولیوس دم بخود کھڑا قلوپطرہ کو دیکھ رہا تھا' جو تخت پر بے پروائی سے نیم دراز تھی لیکن اس کی یہ شان ہی گھائل کر دیتی تھی' نقیب خاموش ہو گیا۔ قلوپطرہ منتظر رہی کہ ولیوس کچھ کہے گا' جب وہ یوں ہی بُت بنا کھڑا رہا تو قلوپطرہ نے لاطینی زبان میں کہا۔

فاتح اور بہادر انطونی کے سفیر ہم تمہیں خوش آمدید کہتے ہیں۔ بہادر انطونی نے ہمیں کیا پیغام بھیجا ہے؟

لیکن ولیوس خاموش رہا' جیسے اس نے کچھ سنا ہی نہیں۔ قلوپطرہ کے حسن نے اسے مسحور کر دیا تھا۔

ولیوس! کیا بات ہے تم بولتے کیوں نہیں؟ قلوپطرہ نے پوچھا۔ معلوم ہوتا ہے ایشیا میں رہنے کی وجہ سے تم اپنی مادری زبان بھی بھول گئے ہو۔ بتاؤ معزز رومی ہم کونسی زبان میں گفتگو کریں' ہم سب زبانیں جانتے ہیں۔

اگر میری زبان گنگ ہو گئی اور میں نے ملکہ مصر کے سوال کا جواب نہ دیا تو ملکہ معاف کریں۔ دراصل یہ میری گستاخی نہ تھی بلکہ یہ ملکہ کے حسن کا رعب تھا جس نے میری زبان بند کر دی تھی' ملکہ مصر اگر کوئی آدمی سورج کی طرف دیکھتا ہے تو اسے دیر تک دوسری چیزیں نظر نہیں آتیں۔ ملکہ کا حسن بھی کچھ ایسا ہی ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ علاقہ قلی قیہ میں کوئی خاص مدرسہ ہے جہاں خوشامد سکھائی جاتی ہے اور غالباً تم اسی مدرسہ کے تعلیم یافتہ ہو۔

ملکہ مصر! یہ غالباً آپ کے شہر اسکندریہ کی ہی مثل مشہور ہے کہ خوشامدی کی سانسیں

بادلوں کو نہیں اڑا سکتیں[2]۔ خیر تو ملکہ مصر میری ان بے موقع باتوں کو نظر انداز کر دیں' میں قیونطس ولیوس' ترامویز' مارکیوس انطونی کا ایک خط لے کر ملکہ مصر کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں اگر ملکہ اجازت دیں تو میں وہ خط پڑھ کر سناؤں اجازت ہے۔''

بہت اچھا سنئے۔

''ترامویز' مارکیوس انطونی کی طرف سے قلوپطرہ کے نام جو رومیوں کی مہربانی سے مصر بالا اور مصر زیریں کی ملکہ ہے۔ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ تم نے مجلس ثلاثہ کے خلاف بروطوس اور قاسیوس کو مدد دی تھی اور رومی جمہوریت کو ختم کرنا چاہا تھا۔ صرف یہی نہیں بلکہ ہمیں معلوم ہوا تھا کہ تم خود بھی بروطوس اور قاسیوس کی مدد کو جانے کے لیے ایک بیڑا تیار کر رہی تھیں چنانچہ ہم تمہیں حکم دیتے ہیں کہ علاقہ قلوقیہ کے شہر طرطوس میں حاضر ہو کر اپنی صفائی پیش کرو' تم پر جو الزام لگائے گئے ہیں وہ سنگین ہیں اور ان کی جوابدہی کے لیے تمہیں طرطوس میں حاضر ہونا ہے ہم تمہیں خبردار کیے دیتے ہیں۔ اگر تم نے اس حکم کی تعمیل نہ کی تو انجام جو کچھ بھی ہو گا۔ اس کی ذمہ داری خود تم پر عائد ہو گی' سلام ہو تم پر۔

(مارکیوس انطونی)

خط کے یہ سخت اور گستاخانہ الفاظ سن کر قلوپطرہ کی آنکھیں شعلے برسانے لگیں۔

ہم نے خوشامد سنی تھی' اور اس کا بدل بھی ضروری تھا۔ چنانچہ اب ایسے گستاخانہ الفاظ بھی سنئے' سنو ولیوس' ہم پر جو الزام لگایا گیا ہے وہ سراسر غلط ہے' تاہم ہم نہ تو تمہارے سامنے صفائی پیش کر سکتے ہیں اور نہ قلی قلیہ ہی آ سکتے ہیں کہ وہاں ایک کم رتبہ مجرم کی طرح انطونی سے معافی اور رحم طلب کریں' اگر انطونی ہم سے گفتگو کرنا چاہتے ہیں' تو اسکندریہ کی بندرگاہ کھلی ہے۔ ان کا جب جی چاہے چلے آئیں۔ ان کا استقبال کرنے کے لیے ہم تیار ہیں' تو یہ ہے ہمارا جواب۔

لیکن ولیوس مسکرایا۔ اس آدمی کی طرح جو اپنا غصہ چھپانا چاہتا ہو۔

ملکہ مصر انطونی سے واقف نہیں ہیں' اس نے کہا' ان کا قلم اکھڑ ہے اور گستاخانہ تحریر لکھتا ہے لیکن خود انطونی ایسے نہیں ہیں جب ملکہ ان سے ملیں گی تو ان کو یقین نہیں آئے گا کہ ایسے ٹھنڈے مزاج کا آدمی بھی ایسا زبردست فاتح ہو سکتا ہے چنانچہ میں ملکہ کو مشورہ دیتا ہوں

کہ وہ ضرور تشریف لائیں۔ مارکیوس انطونی کے سفیر کو ایسے سخت اور توہین آمیز جواب کے ساتھ نہ لوٹائیے' ملکہ انطونی کو مصر آنے کی دعوت دیتی ہیں چنانچہ ملکہ اور خود مصر کو تیار رہنا چاہیے' انطونی آئے گا ضرور آئے گا لیکن اپنے ساتھ لشکر لے کر ایک فاتح کی حیثیت سے آئے گا اور پھر ملکہ کے بنائے کچھ نہ بنے گی۔ متحدہ روم کو للکارنا' ملکہ مصر معاف کریں' خود اپنی تباہی کو دعوت دینا ہے' چنانچہ میرا مشورہ یہی ہے کہ ملکہ انطونی کے حکم کی تعمیل کریں' ملکہ قلی قیہ تشریف لاویں' اور حُسن کی دیوی بن کر تشریف لائیں' ملکہ بن کر نہیں' ملکہ اپنے بہترین لباس' حسن کی ساری رعنائیوں اور پوری شان سے تشریف لائیں اور ملکہ دیکھیں گی انطونی سے انہیں کوئی خطرہ لاحق نہ ہوگا بلکہ وہ انہیں سر آنکھوں پر بٹھائے گا۔

اور ولیوس نے پرُمعنی نظروں سے قلوپطرہ کو دیکھا۔ میں اس کا مطلب سمجھ کر غصے اور بے چینی سے اپنے ہونٹ کاٹنے لگا۔

قلوپطرہ بھی اس کی بات سمجھ گئی۔ اس نے اپنی ہتھیلی کے کٹورے میں اپنی تھوڑی ٹکا دی اور میں نے دیکھا کہ اس کی آنکھوں میں بادل سے منڈلا رہے تھے' کچھ دیر تک وہ یوں ہی سوچ میں بیٹھی رہی اور اس تمام عرصہ میں چالاک ولیوس قلوپطرہ کے چہرے کے جذبات کے اتار چڑھاؤ سے اپنی بات کا اثر معلوم کرنے کی کوشش کرتا رہا۔

شارمن بھی رومی سفیر کا مطلب سمجھ چکی تھی۔ اس کا چہرہ دمک اٹھا' اور پھر زرد پڑ گیا۔

آخر کار قلوپطرہ نے ولیوس کی طرف دیکھا۔

معاملہ نازک ہے اور ہم اپنے صلاح کاروں سے مشورہ کیے بغیر جواب نہیں دے سکتے' ملکہ نے کہا' چنانچہ ہم نو دن کی مہلت چاہتے ہیں' دسویں دن تمہیں جواب مل جائے گا' اس عرصہ میں تم شاہی مہمان خانہ میں رہو گے۔

انطونی کا عیار سفیر چند ثانیوں تک سوچتا رہا۔ پھر بولا:

''بہت اچھا' میں دسویں دن ملکہ کا جواب سننے حاضر ہو جاؤں گا اور اسی دن اسکندریہ سے روانہ ہو جاؤں گا۔''

قلوپطرہ نے اشارہ کیا۔ بگل چیخ اٹھے اور ولیوس دربار سے رخصت ہوا۔

❁ ❁ ❁

حواشی

(1) جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ یہ مجلس روم میں فرمانروائی کے فرائض انجام دیتی تھی سب سے پہلے پومپے' جولیس سیزر اور قراس سوس نے آپس میں ایک معاہدہ کیا جس کی رو سے تینوں کا فرض تھا کہ ایک دوسرے کے مددومعاون رہیں اور سلطنت کو اپنا مطیع بنانے اور اس کے دشمنوں کے زیر کرنے میں بھی ایک دوسرے کی مدد کریں' یہ پہلا اتحاد ثلاثہ (رومی زبان میں تری یوم ویرات) کہلاتا ہے جولیس سیزر کے قتل کے بعد ملک میں ایک عام ابتری پھیل گئی۔ قاسیوس اور بروطوس رومی فوج سے الگ ہو کر جولیس سیزر کے بھتیجے اقیاد یانوس کے خلاف صف آرا ہو گئے اور یوں روم کی جمہوریت خطرے میں پڑ گئی چنانچہ انطونی' نوعمر قیصر اقیایانوس اور لوپی دوس دریائے ارمی داکوس کے کنارے ملے اور معاہدہ کیا کہ پانچ سال کے لیے ہم تینوں کا اتحاد ثلاثہ قائم ہوتا کہ ہم تینوں اپنے دشمنوں سے میدان صاف کرلیں۔ اس کے بعد مقدونیہ کے شہر فلپی میں انطونی نے قیوس اور بروطوس کو شکست دی اور ان دونوں افسروں نے ناامید ہو کر خودکشی کر لی۔ اتحاد ثلاثہ کے رکن کو 'تراموئز' کہتے ہیں۔ (مترجم)

(2) دوسرے لفظوں میں ملکوتی چیز انسانی تعریف سے باہر ہے۔ (مؤلف)

❁ ❁ ❁

دسواں باب

تیسرے ہرم کا راز

اسی رات قلوپطرہ نے مجھے اپنی خوابگاہ میں طلب کیا۔

میں وہاں پہنچا۔ قلوپطرہ انتہائی پریشانی اور بے چینی کے عالم میں ٹہل رہی تھی۔ پہلے کبھی میں نے اسے اس قدر پریشان اور بے چین نہ دیکھا تھا۔

آ گئے ہرماسیس!' اس نے بڑھ کر میرا ہاتھ پکڑ لیا' میں بہت پریشان ہوں اور کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کروں۔ میں نے تمہیں اس لیے بلایا ہے کہ تم شاید کوئی مناسب مشورہ دے سکو۔ آہ! دیوتاؤں کو مجھ سے بیر کیوں ہو گیا ہے۔ ہرماسیس! بچپن سے لے کر اب تک کبھی مجھے چین سے بیٹھنا نصیب نہیں ہوا' ابھی تمہارے قاتل خنجر سے بچے زیادہ عرصہ نہ ہوا تھا کہ یہ ایک نئی مصیبت آ کھڑی ہوئی' تم نے اس رومی سفیر کو دیکھا؟ کتنا عیار اور چالاک ہے' جی تو چاہتا ہے کہ اس پر بھی اپنا جادو چلا دوں' بڑا کمینہ ہے یہ ولیوس' زبان پر مٹھاس اور بغل میں چھری' کمبخت بظاہر تو بلی کی طرح خر' خر' کرتا ہے' لیکن ساتھ ہی ناخن تیز کرتا رہتا ہے اور تم نے انطونی کا خط سنا؟ کس قدر توہین آمیز الفاظ استعمال کیے ہیں۔ اس وقت سے میں انطونی کو جانتی ہوں' ایک دفعہ جب میں بچپن کے حدود سے گزر کر سن بلوغت میں قدم رکھ رہی تھی تو میں نے اسے دیکھا تھا' لیکن اس وقت بھی ہر چند کہ میں کم عمر تھی میری نظریں گہری تھیں' میں نے پہلی ہی نظر میں اسے پہچان لیا تھا یعنی اس کی طبیعت اور مزاج سے واقف ہو گئی تھی اور مجھ پر ہی کیا منحصر ہے میں سمجھتی ہوں جو بھی اسے دیکھے۔ پہلی نظر میں نہیں دو چار بار دیکھنے کے بعد اسے سمجھ لینے میں کامیاب ہو جائے گا۔ خیر تو انطونی نصف ہرکولیس[1] ہے اور نصف بے وقوف اور اس بے وقوفی میں کہیں کہیں ہوشیاری اور عقلمندی کی جھلک ہے' وہ شہوت پرست اور عشرت پسند ہے اور ان لوگوں کا دوست ہے جو اس کی عشرت پسندیوں میں شریک ہوتے ہیں لیکن جس سے خفا ہوتا ہے اس کا جانی دشمن بن جاتا ہے اور جن سے دوستی کرتا ہے ان سے خلوص اور

محبت سے پیش آتا ہے لیکن بعض دفعہ اپنے فائدہ کے پیش نظر دوستی کو بھی قربان کر دینے سے دریغ نہیں کرتا۔ مصلحت ہو تو جھوٹ اور فریب کو برا نہیں سمجھتا وہ سخی اور بہادر ہے اور مصیبت میں ثابت قدم رہتا ہے۔ میدان جنگ میں شیر اور ایک قابل افسر' لیکن میدانِ جنگ سے دور ایک پکا شرابی اور عورتوں کا متوالا' تو ایسا ہے یہ انطونی حیران ہوں کہ ایسے آدمی کے ساتھ کیا سلوک کروں۔ قسمت اس کے ساتھ ہے۔ وہ قسمت کی لہروں کی چوٹی پر بیٹھا ہے' وہ ایک دن ڈوبے گا ضرور لیکن فی الحال تو ان لوگوں پر ہنس رہا ہے جو بدقسمتی کے بھنور میں پھنسے ہیں۔

''انطونی دیوتا نہیں محض انسان ہے'' میں نے کہا: اور ایسا انسان جس میں بہت سی کمزوریاں ہیں چنانچہ ایسے آدمی کو شکست دینا کوئی بڑی بات نہیں۔

یہ ٹھیک ہے لیکن تنہا انطونی سے ہمارا مقابلہ نہ ہو گا' یہ مجلس ثلاثہ کے تین اراکین میں سے ایک ہے بغرض محال ہم نے انطونی کو شکست دے دی بھی تو اس کے دوسرے دو ساتھی لوپی دوس اور نوجوان قیصر اقطادیانوس مصر پر چڑھ دوڑیں گے جو پچھلی فتوحات کے نشہ میں سرشار ہیں۔ اگر میں قلی قیہ نہ گئی تو روم اپنی قوت کے ساتھ مصر پر آخری ضرب لگانے کے لیے چل پڑے گا' پھر کیا ہو گا ہرماسیس؟

ہو گا یہ کہ ہم رومیوں کا مقابلہ کریں گے اور انہیں مار بھگائیں گے۔

یہ تم کہتے ہو ہرماسیس! اگر تمہاری سازش کامیاب ہو گئی ہوتی اور تم فرعون ہو گئے ہوتے تو تم واقعی مصریوں کی مدد سے رومیوں کو بھگا دیتے لیکن مجھے مصری پسند نہیں کرتے اور اب تو جبکہ تمہاری سازش ناکام ہو چکی ہے۔ مصری میرے نام سے بھی بیزار ہوں گے۔ اب تم ہی بتاؤ کیا یہ لوگ میری آواز پر لبیک کہیں گے؟ اگر مصری میرا ساتھ دیتے تو میں رومیوں کو ایسی شکست دیتی کہ پھر وہ کبھی ادھر کا رخ نہ کرتے لیکن افسوس کہ مصر والے مجھ سے نفرت کرتے ہیں' اس کے باوجود اگر میرے پاس دولت ہوتی' میرا خزانہ بھرا ہوا ہوتا تو میں ایک جرار لشکر رومیوں کے مقابلے میں لے آتی' لیکن ہرماسیس خزانہ خالی ہے اور میں خود مقروض۔ ان جنگوں نے تو مجھے بالکل تباہ کر دیا۔ ہرماسیس! آخر دولت آئے گی کہاں سے؟ بیشک میں دولت روم سے قرض لے سکتی ہوں لیکن اس طرح مصر رومیوں کے قبضہ میں چلا جائے گا اور میں ایک خود مختار ملکہ نہ رہوں گی لیکن ہرماسیس! اور وہ مجھ سے لگ کر بیٹھ گئی۔ تم موروثی کاہن ہو اور اہرام کے راز سے واقف۔ اگر یہ روایات کہ قدیم فراعنہ نے اہرام میں خزانہ دفن کر رکھا ہے غلط نہیں ہیں تو تم مجھے بتا سکتے ہو کہ وہ خزانہ کہاں ہے' اور پھر ہرماسیس! میں تمہارے مصر کو

اور تمہاری محبت کو جو میرے دل میں ہے، رومیوں سے بچالوں گی' کیا واقعی یہ روایات صحیح ہیں ہرماسیس؟

چند ثانیوں تک میں سوچتا رہا۔

اور اگر یہ روایات صحیح ہوں' میں نے کہا۔ اور اگر میں خزانے کا پتہ بھی جانتا ہوں اور تمہیں بتا بھی دوں تو' قلوپطرہ' اس کی کیا ضمانت ہے کہ تم اس خزانے کو جسے محض اس لیے محفوظ کیا گیا ہے کہ برے وقت میں مصر کے کام آئے' اسی نیک کام میں صرف کرو گی؟

تو کیا واقعی کسی ہرم میں خزانہ دفن ہے؟ اس نے بڑے اشتیاق سے پوچھا۔ نہیں ہرماسیس! مجھے بتاؤ نہیں۔

قلوپطرہ ایک ہرم میں خزانہ ہے ضرور' حالانکہ اسے میں نے اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا' لیکن یہ میرا ایمان ہے کہ وہاں خزانہ ہے اور اسی جگہ ہے جہاں زمانہ قدیم میں رکھا گیا تھا اور وہ آج تک اس لیے محفوظ ہے کہ قدیم فراعنہ نے اس کو حاصل کرنے کی ہمت نہ کی تھی کیونکہ یہ بات مشہور ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ جو کوئی اس خزانے کو اپنی ضرورت کے لیے یا کسی برے مقصد کے لیے حاصل کرے گا اس پر فرعون اور دیوتاؤں کا غضب نازل ہوگا۔

تو یوں کہو کہ قدیم فراعنہ بزدل تھے' اس نے کہا' یا پھر انہیں دولت کی ضرورت نہ تھی' تو ہرماسیس میرے پیارے' تم مجھے اس خزانے کا پتہ بتا دو گے نا؟

اگر وہ خزانہ اب تک وہیں ہو اور تم نے مجھے' قسم کھا کر یقین دلا دیا کہ تم اسے مصر اور مصریوں کی بھلائی کے لیے صرف کرو گی تو میں نہ صرف تمہیں اس کا پتہ بتاؤں گا' بلکہ میں خود تمہیں وہاں لے جاؤں گا۔

میں قسم کھاتی ہوں' قلوپطرہ نے جلدی سے کہا' میں مصر کے سب دیوتاؤں کی قسم کھا کر کہتی ہوں کہ اگر یہ خزانہ مجھے مل گیا تو میں انطونی کے خلاف اعلان جنگ کر دوں گی' صرف یہی نہیں ہرماسیس! بلکہ میں وعدہ کرتی ہوں کہ: ''جلد از جلد تم سے شادی کرلوں گی اور چوری چھپے نہیں بلکہ سب کے سامنے اور پھر تم اپنی تدبیروں سے رومی بھیڑیوں کو بھگا دو گے۔ ہاں' ہرماسیس! تم یوں بھی فرعون بن جاؤ گے اور مصر کی فلاح و بہبود کے لیے جو چاہو کر سکو گے۔ کوئی تمہیں روکنے والا نہ ہوگا اور قلوپطرہ تمہاری محبت کرنے والی بیوی ہوگی۔''

اس نے پیار بھری نظروں سے مجھ کو دیکھا اور میرے زوال کی اس منحوس رات کے بعد آج پہلی مرتبہ میں نے اپنے دل میں مسرت کی لہریں محسوس کیں اور میں نے سوچا کہ اب

بھی کچھ نہیں بگڑا ہے' قلوپطرہ کا شوہر بن کر' جسے میں دل و جان سے چاہتا ہوں' اپنا مقام حاصل کر سکتا ہوں۔ قسم کھاؤ قلوپطرہ' میں نے کہا:

''میرے پیارے میرے سرتاج' میں قسم کھاتی ہوں اور اس پر کبھی نہ ٹوٹنے والی مہر ثبت کرتی ہوں' اور یہ کہہ کر اس نے میرے ہونٹ چوم لیے اور میں نے اسے اپنی آغوش میں بھینچ لیا اور دیوانوں کی طرح اس کے گال اور آنکھیں چومنے لگا اور پھر ہم باتیں کرنے لگے کہ شادی کے بعد کس طرح ہم اپنے شب و روز گزاریں گے اور کس طرح رومیوں کو مار بھگائیں گے۔

اور یوں ایک بار پھر میں دھوکا کھا گیا حالانکہ میں آج تک یہی سمجھتا ہوں اور مجھے یقین ہے۔ کہ اگر شارمن رشک و رقابت کی آگ میں نہ جل رہی ہوتی تو پھر قلوپطرہ مجھ سے شادی کر لیتی' لیکن شارمن مجھ سے محبت کرتی تھی اور نہیں چاہتی تھی کہ کوئی دوسری عورت اس کی جگہ لے' اگر قلوپطرہ نے مجھ سے شادی کر لی ہوتی. تو واقعی مصر کی تاریخ کچھ اور ہی ہوتی لیکن آپ دیکھیں کہ ایسا نہ ہوا اور رات گئے تک ہم دونوں بیٹھے باتیں کرتے رہے اور میں نے قلوپطرہ کو اس خزانے کا راز بتا دیا جو فرعون منقورا کے ہرم ''حر'' میں دفن تھا چنانچہ طے یہ ہوا کہ ہم کل ہی اس ہرم کی طرف روانہ ہو جائیں گے۔

چنانچہ دوسرے دن ایک کشتی تیار کی گئی اور قلوپطرہ ہوریم خور کے مندر کی زائرہ کا لباس پہن کر کشتی میں سوار ہوئی' میں بھی زائر کے بھیس میں تھا اور دس معتبر غلام ملاحوں کے لباس میں۔ شارمن ہمارے ساتھ نہ تھی' ہوا موافق تھی چنانچہ ہم آدھی رات کے قریب سائیس پہنچ گئے۔ یہاں ہم نے قیام کیا' پو پھٹتے ہی کشتی پھر مادر نیل کے پانی پر بہنے لگی اور سورج غروب ہونے کے تین گھنٹوں بعد ہمیں دور قلعہ بابلیوں کی روشنیاں نظر آئیں اور یہاں کشتی لنگر انداز ہوئی۔ اس جگہ سے اہرام صرف دو فرسخ کے فاصلہ پر ہیں چنانچہ ہم نے ایک خواجہ سرا کو ساتھ لیا۔ دوسرے غلام کو کشتی میں چھوڑا اور پیدل اہرام کی طرف چل پڑے' اتفاق سے راستے میں ایک گدھا نظر پڑا۔ میں نے دوڑ کر اسے پکڑ لیا۔ اپنا چغہ اتار کر اس پر ڈالا اور قلوپطرہ سے اس پر سوار ہو جانے کو کہا۔ اس نے ایسا ہی کیا' اب میں گدھے کو کھینچتا ہوا اس راستے پر ہولیا جو اہرام کی طرف جاتا تھا اور جس سے میں بخوبی واقف تھا۔ خواجہ سرا پیچھے پیچھے چلا آ رہا تھا' ہم کوئی ایک گھنٹہ تک چلتے رہے اور سامنے وہ عظیم الشان اہرام نظر آ رہے تھے جنہیں دیکھتے ہی دل پر ایک عجیب رعب اور ہیبت چھا جاتی ہے۔ چاندنی رات میں اہرام ریت کے بڑے بڑے تودوں جیسے نظر آ رہے تھے' دیکھنے والا بڑے بڑے تودوں کو دیکھ کر حیران رہ

جاتا ہے اور جیسے جیسے آگے بڑھتا ہے۔ اس کے دل کی حالت عجیب ہونے لگتی ہے میں قلوپطرہ
کے دل کا حال نہیں جانتا البتہ اپنے متعلق کہتا ہوں کہ میرا دل بری طرح دھڑک رہا تھا ہم
خاموشی سے قدیم قبرستان [2] میں داخل ہوئے جہاں دیوتا جانیں کون کون سے بادشاہ ابدی
نیند سو رہے تھے۔ ہم تیز تیز قدم اٹھاتے اس دہشت زدہ مقام سے گذر گئے اور ایک ٹیلہ عبور
کرنے کے بعد فرعون خوفو کے عظیم الشان ہرم کے سامنے کھڑے تھے۔

واقعی' قلوپطرہ نے میرے کان کے قریب منہ لا کر اور ہرم اعظم کو حیرت وخوف سے
دیکھتے ہوئے کہا: ''واقعی ہرماسیس پہلے مصر پر دیوتاؤں کی حکومت ہوگی۔ یہ کام کسی انسان کا
نہیں ہوسکتا...... تو اسی ہرم میں خزانہ ہے؟''

''نہیں' اس میں نہیں ہے''۔ میں نے جواب دیا: ''آگے چلو۔''

ہم آگے بڑھے اور کچھ دیر بعد فرعون خف را کے ہرم ''اور'' کے قدموں میں
کھڑے تھے' قلوپطرہ نے حیرت سے ہرم کے ان سرخ پتھروں کو دیکھا۔

''تو اس میں ہے وہ خزانہ؟'' اس نے پوچھا۔ ''نہیں اس میں نہیں ہے اور آگے۔''

اور ہم فرعون منقورا کے ہرم ''حز'' [3] کے سامنے پہنچے۔ یہ ہرم شفاف چمکدار پتھروں
کا بنا ہوا ہے' ہزاروں سال گزر گئے لیکن اس کی چمک دمک میں فرق نہیں آیا۔ یہ پہلے دو
اہرام سے چھوٹا لیکن خوبصورتی میں ان سے بڑھ کر ہے۔ ''تو اس ہرم میں ہمیں داخل ہونا
ہے''۔ قلوپطرہ نے پوچھا: ''ہاں اسی میں'' میں نے جواب دیا۔

ہم گھوم کر شمالی پہلو کی طرف آ گئے یہاں ہرم کی دیوار کے عین بیچ میں فرعون منقورا
کا نام کھدا ہوا ہے' اسی فرعون نے یہ ہرم اور اسی کے قریب ایک معبد بنوایا تھا کہ کاہن منقورا کی
روح کے لیے شب و روز دعا کرتے رہیں۔ اسی فرعون منقورا نے اپنے اسی ہرم میں خزانہ رکھا
تھا کہ جب کبھی مصر پر کوئی آفت آئے اور مصر کا خزانہ خالی ہو تو فرعون وقت اس خزانہ کو کام
میں لائے۔ اگر خزانہ اب تک اسی ہرم میں ہے۔ میں نے کہا: ''جیسا کہ میرے اجداد کے
زمانہ میں محفوظ تھا جو اس ہرم اور اس کے قریب بنے ہوئے تھے معبد کے موروثی کاہن تھے' تو
قلوپطرہ! وہ خزانہ اس ہرم کے قلب میں کہیں ہوگا اور یہ بھی بتا دوں کہ اس خزانے کو کافی
مشکلات اور خطرات کا مقابلہ کرنے کے بعد ہی حاصل کیا جا سکتا ہے۔ یہ سوچ لو قلوپطرہ کہ اس
ہرم میں داخل ہونا خطرے سے خالی نہیں۔''

''کیا ایسا نہیں ہوسکتا ہرماسیس کہ تم اس خواجہ سرا کو ساتھ لے کر جاؤ اور خزانہ لے

آؤ میں یہیں تمہارا انتظار کروں گی' قلوپطرہ نے کہا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس کی ہمت جواب دے
گئی تھی۔''

''نہیں قلوپطرہ!'' میں نے کہا۔ تمہارے لیے اور کسی کے لیے بھی میں یہ کام نہیں کر
سکتا۔ یہ گناہ سب گناہوں سے بڑھ کر ہے تاہم میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ موروثی کاہن کی وجہ
سے تمہیں' چونکہ تم ملکۂ مصر ہو وہ جگہ بتا دوں جہاں وہ خزانہ ہے اور تحریر بھی پڑھ کر سنا دوں جو
وہاں رکھی ہوئی ہے۔ اس کے بعد ملکہ فیصلہ کریں کہ کیا مصر کی بھلائی ہی کے لیے فراعنہ کے
غضب کا خوف نہ ہو...... اور مصر کو دولت کی ضرورت ہو تو بے شک تم وہ خزانہ حاصل کر لو'
قلوپطرہ میں نے پرانی دستاویزوں میں پڑھا ہے کہ زمانہ قدیم میں تین فراعنہ خزانہ حاصل
کرنے کے لیے اس ہرم میں داخل ہوئے۔ اس میں پہلی [4] ملکہ ہت شی پشت تھی' دوسرا فرعون
طوطمیس [5] اور تیسرا فرعون راسس می آمن' [6] لیکن قلوپطرہ! ان تینوں میں سے ایک بھی خزانہ
لینے کی ہمت نہ کر سکا حالانکہ انہیں دولت کی سخت ضرورت تھی لیکن انہیں خوف تھا کہ مبادا کوئی
غضب ان پر نازل ہوگا چنانچہ وہ خزانہ چھوئے بغیر لوٹ گئے۔

قلوپطرہ کچھ دیر تک سوچتی رہی یہاں تک کہ اس کے دل سے خوف جاتا رہا اور
نئے سرے اس کی ہمت بندھ گئی۔ اب یہاں تک آئی ہوں' اس نے کہا: ''تو اس قدیم خزانے
کو اپنی آنکھوں سے دیکھے بغیر نہ جاؤں گی۔''

''بہت اچھا'' میں نے جواب دیا۔

اور پھر میں نے بہت سے چوکور پتھر ایک پر ایک رکھ دیئے اور خواجہ سرا کا سہارا لے
کر ان پتھروں پر کھڑا ہو گیا اور اس نشان کو تلاش کرنے لگا جو پودے کی پتی سے بڑا نہ تھا۔
تھوڑی سی کوشش کے بعد مجھے وہ نشان مل گیا جو باد و باراں اور ریت کی رگڑ سے دھندلا پڑ گیا
تھا۔ میں نے انگوٹھا اس پر رکھ کر ایک خاص ترکیب سے دبایا اور فوراً ہی ہلکی سی گڑگڑاہٹ کی
آواز کے ساتھ ایک پتھر اپنی جگہ سے سرک گیا اور دیوار میں اتنا بڑا دروازہ کھل گیا کہ ایک آدمی
رینگ کر اس میں داخل ہو سکے۔ دروازہ کھلتے ہی ایک بہت بڑا چمگادڑ' جیسا میں نے پہلے کبھی
نہیں دیکھا تھا اور جس کا رنگ بھورا تھا' پھڑ پھڑا کر ہرم میں سے نکلا اور چند ثانیوں تک قلوپطرہ
کے سر پر منڈلانے کے بعد اڑتا ہوا سامنے کے ٹیلے پر پہنچ کر غائب ہو گیا۔ قلوپطرہ کے منہ
سے چیخ نکل گئی اور خواجہ سرا خوف سے کانپ کر اوندھے منہ گر پڑا۔ میں بھی سہما ہوا تھا لیکن
میں نے کچھ کہا ہی نہیں۔ مجھے یقین تھا اور اب بھی ہے وہ دراصل فرعون منقورا کی روح تھی جو

چمگادڑ کے روپ میں ہمیں تنبیہ کرنے آئی تھی کہ شاید ہم اپنا ارادہ بدل دیں۔

میں کچھ دیر تک انتظار کرتا رہا کہ مقبرے کی زہریلی ہوا باہر نکل جائے' کچھ دیر بعد میں نے چغے کے دامن میں سے چھوٹی چھوٹی مشعلیں نکالیں اور سلگا کر اپنے پاس رکھیں اور ایک خواجہ سرا اور ایک قلوپطرہ کو دے دی' پھر میں نے خواجہ سرا سے وعدہ لیا کہ وہ اس ہرم میں جو کچھ دیکھے گا۔ اس کا ذکر کبھی اور کسی حال میں کسی کے سامنے نہ کرے گا' خواجہ سرا نے خوف و ہراس سے کانپتے ہوئے قسموں پر قسمیں کھا ڈالیں۔

اب میں نے اپنی کمر سے رسہ باندھا جو ہم اپنے ساتھ لائے تھے اور ہرم کے دروازہ میں رینگ گیا' اوپر پہنچ کر میں نے قلوپطرہ سے کہا کہ وہ بھی آ جائے قلوپطرہ نے پتھروں پر کھڑے ہو کر ہاتھ بلند کیے اور میں نے اسے اوپر کھینچ لیا۔ اس کے بعد خواجہ سرا بھی اوپر گیا' میرے پاس ہرم کے راستوں کا مکمل نقشہ تھا جو اکتالیس پشتوں سے کاہنوں کے پاس چلا آ رہا تھا' اصل اور قدیم نقشہ تو میرے والد آمن مہت کے پاس تھا لیکن میرے پاس اس کی صحیح نقل تھی میں کچھ دیر تک نقشہ پڑھتا رہا اور پھر ہاتھ میں مشعل اٹھائے تنگ اور ڈھلوان غلام گردش میں چل پڑا اندر گرمی اور گھٹن تھی۔ قلوپطرہ میرے پہلو بہ پہلو چل رہی تھی اور خواجہ سرا پیچھے۔ کچھ دیر تک چلتے رہنے کے بعد ہم دوسری غلام گردش میں داخل ہوئے' جو پتھروں کی تھی' پہلی غلام گردش جس میں سے ہم گزر کر آ رہے ہیں بھٹی کی اینٹوں اور چونے کی تھی' کوئی بیس قدم تک دوسری غلام گردش چلی گئی پھر ڈھلوان بتدریج کم ہوتی گئی اور اب ہم ایک کمرے میں کھڑے تھے جس کی دیواریں سفید تھیں اور چھت اتنی نیچی کہ اسے میرا سر چھو رہا تھا' کمرے کی لمبائی اور چوڑائی ذرا زیادہ تھی اور اس میں جگہ جگہ مجسمے رکھے ہوئے تھے جو دیوتاؤں اور قدیم فراعنہ کے تھے اور اس کمرے میں قلوپطرہ بیٹھ گئی وہ تھک گئی تھی۔

''اٹھو قلوپطرہ'' میں نے کہا: ''اگر ہم چند لمحے بھی یہاں رکے تو بیہوش ہو جائیں گے۔''

وہ اٹھی اور میرے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا۔ اس کمرے کو عبور کیا تو ہم ایک زبردست دیوار کے سامنے کھڑے تھے یہاں پہنچ کر میں نے پھر نقشہ دیکھا اور پھر اپنے پیر سے ایک پتھر دبا کر منتظر کھڑا رہا۔ پتھر کی کافی وزنی سل' دیوتا جانیں کس طرح اوپر اٹھنے لگی اور چھت کی ایک جھری میں پوری کی پوری سما گئی' ہم اس دروازے سے گزرے تو دوسری دیوار کے سامنے کھڑے تھے۔ میں نے پھر ایک خاص پتھر کو دبایا اور دروازے کی سل اوپر اٹھنے کی بجائے

دائیں طرف سرک گئی اور اب تیسری دیوار سامنے تھی۔ نقشہ دیکھ کر میں نے اس دیوار پر ایک خاص جگہ پر ٹھوکر ماری' اور یہ دیکھ کر میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ ایک بڑی سل جو پہلی دو سلوں سے کافی بڑی تھی فرش میں دھنسنے لگی یہاں تک کہ اس کی چوٹی فرش کے برابر ہو گئی اور اس دروازے سے گزر کر ہم ایک قدرے فراخ غلام گردش میں پہنچ گئے جو بتدریج نیچے اتر رہی تھی تقریباً چودہ قدم چلنے کے بعد ہم ایک کمرے میں پہنچ گئے جو کہ سنگ سیاہ کا تھا اس کی چھت نو کیوبت [7] سے اونچی تھی اس کی چوڑائی بھی اتنی ہی تھی۔ لیکن لمبائی تیس کیوبت ہو گی کمرے کے بیچ میں پتھر کا بڑا تابوت رکھا ہوا تھا جس کے ڈھکن پر منقورا کی بیوی کا نام تھا اور القاب کھدے ہوئے تھے اور عجیب بات یہ تھی...... کہ کمرے کی ہوا تازہ اور صاف تھی۔ میں نہیں جانتا کہ تازہ ہوا کہاں سے آتی تھی؟ میں نے چاروں طرف نظر دوڑائی لیکن ہوا کے آنے کا کوئی بھی راستہ نظر نہ آیا۔

یہاں ہے خزانہ' قلوپطرہ نے کہا۔ ''نہیں'' میں نے جواب دیا ''آؤ''۔

اور میں اس غلام گردش میں ہو لیا جس میں داخل ہونے کا دروازہ ملکہ کے تابوت والے کمرے کے فرش میں تھا یہ دروازہ پہلے بند ہو گا لیکن جب ہم داخل ہوئے تو اسے کھلا پایا' غالباً پچھلے فراعنہ میں سے جو اس ہرم میں داخل ہوئے تھے۔ کوئی فرعون اسے بند کرنا بھول گیا ہو گا۔ ہم اس تقریباً عمودی غلام گردش میں رینگتے اور پھسلتے ہوئے آخر کار کوئی دس قدم کے بعد ایک کنوئیں کے دہانے پر پہنچ گئے۔ جو تقریباً سات کیوبت گہرا تھا یہاں پہنچ کر میں نے رسے کا ایک سرا اپنی کمر سے باندھ لیا اور پتھر کے اس حلقے سے جو کنوئیں کے دہن پر تھا' قلوپطرہ اور خواجہ سرا مل کر مجھے آہستہ آہستہ مقدس گہرائیوں میں اتارنے لگے۔

اور کچھ ہی دیر بعد میں فرعون منقورا کی آرام گاہ میں کھڑا تھا۔

نیچے پہنچ کر رسہ میں نے اپنی کمر سے کھول کر اسے ہلکا سا جھٹکا دیا۔ رسہ فوراً ہی اوپر کھینچ لیا گیا اب قلوپطرہ نے اپنی کمر کے گرد رسہ باندھا اور خواجہ سرا اسے نیچے اتارنے لگا۔ میں نے ہاتھ بڑھا کر قلوپطرہ کو اپنی آغوش میں لے لیا' میں نے خواجہ سرا سے کہا کہ وہ اوپر ہی رکا رہے۔ حالانکہ وہ بہت ڈرا ہوا تھا اور اکیلا رہنا نہ چاہتا تھا لیکن ایسے مقدس مقام میں اسے ساتھ لے جانا مناسب نہ تھا۔ چنانچہ وہ بادل ناخواستہ اوپر ہی رکا رہا۔

❀ ❀ ❀

حواشی

(1) بہت سے دیوتاؤں کے علاوہ یونانیوں میں ''ہیروز'' بھی تھے یعنی وہ انسان جو اپنے اچھے کاموں کے صلے میں آسمان پر چڑھ گئے تھے یا انسانیت سے ترقی کر کے دیوتاؤں میں شریک ہو گئے تھے ہرکولیس انہی ہیروز میں سے ایک تھا۔ یہ بہت زورآور تھا اور اس کی نسبت مشہور تھا کہ وہ دنیا کو موذیوں کی دستبرد سے بچانے میں بارہ دفعہ اپنی زورآوری کے کمالات دکھانے کے بعد دیوتاؤں میں چلا گیا تھا۔ یونانی کہتے ہیں کہ وہ وہاں شیر کی کھال اوڑھے آرام کر رہا ہے اور جب کبھی دنیا میں زورآزمائی اور تحمل کی ضرورت پیش آتی ہے وہ غضبناک ہو کر جاگ اٹھتا ہے۔ (مترجم)

(2) ہرم بنانے سے پہلے مصری چبوترے بنا کر ان میں اپنے مردے دفن کرتے تھے یہ چبوترے کچی اینٹوں یا پتھروں کے ہوتے تھے اور ان کی بلندی دس سے پندرہ میٹر اور چوڑائی سترہ میٹر ہوتی تھی یہی چبوترے دراصل اہرام کے جدامجد ہیں' اس کے علاوہ مصری پہاڑوں میں چٹانیں کاٹ کر بھی مقبرے بناتے' اور وہاں مردے رکھتے تھے

(3) ''حر'' یعنی اعلیٰ اب یہ ہرم تیسرے ہرم کے نام سے مشہور ہے۔

(4) مصر کی تاریخ میں اس ملکہ کی مثال عجیب وغریب ہے مصر میں کسی عورت کا فرعون بن جانا ایک نئی اور بالکل انوکھی بات تھی۔ یہ مصر کی پہلی ملکہ تھی وہ عورت ضرور تھی مگر کسی بات میں مردوں سے کم نہ تھی اس نے جیتے جی اپنے شوہر کو ابھرنے نہ دیا اور نہ حکومت ہی میں اس کا ساجھا منظور کیا وہ بڑی خودمختاری سے حکومت کرتی رہی۔ مصر کے فرعون ہمیشہ مرد ہی ہوئے تھے۔ فرعون کے نام کے ساتھ کبھی کسی عورت کا تصور بھی نہ کیا جاتا تھا چنانچہ مصریوں نے اپنی تسکین کا سامان اس عجیب ڈھنگ سے یہ کیا کہ ملکہ ہت شی پشت کے بت اور تصویریں داڑھی کے ساتھ بنا ڈالیں اس ملکہ نے بیس برس تک نہایت شان سے حکومت کی۔

(5) یہ ملکہ ہت شی پشت کا شوہر تھا اور طوطمیس کے نام سے تخت پر بیٹھا' یہ بڑا جنگجو تھا چنانچہ اب یہ ''مصر کا نپولین'' کے نام سے مشہور ہے۔

(6) یہ فرعون راسس کے نام سے مشہور ہے۔ یہ فرعون بلند حوصلہ اور شہرت کا بھوکا تھا چنانچہ اس نے محض شہرت کی خاطر کئی جنگیں لڑیں اسی فرعون کا بیٹا منفتاح تھا' جس کے دور میں حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر مصر سے نکلے تھے اور منفتاح آپ کا تعاقب کرتا ہوا اپنی فوج سمیت سمندر میں غرق ہو گیا تھا۔ (مترجم)

(7) ایک پیمانہ جو تقریباً 22 انچ تک ہوتا ہے۔ (مؤلف)

❀ ❀ ❀

گیارھواں باب

قدیم خزانہ

ہم ایک چھوٹے سے محرابی کمرے میں کھڑے تھے اور ہمارے سامنے پتھر کے ایک اونچے ابوالہول کی پیٹھ پر جس کا سر سونے کا تھا' منقورا کا بڑا سا سنگین تابوت رکھا ہوا تھا۔

ہم دونوں خاموش تھے۔ کمرے کے مقدس سکوت نے ہمارے دل پر ہیبت طاری کر دی تھی اور ہمارے سروں پر چھت تھی جو دیوتا جانیں کتنے ہی من کا اہرام اٹھائے کھڑی تھی جس کی چوٹی کو تازہ ہوا چھو رہی تھی اور ہم دونوں یعنی میں اور قلوپطرہ اس ہرم کے سب سے نچلے کمرے میں کھڑے تھے' خاموش' حیران اور خائف۔ ہم ایک مردے کے ساتھ تنہا تھے جس کی ابدی نیند میں ہم خلل ڈالنے والے تھے۔ کوئی آواز' کوئی غیر مرئی سی آواز بھی سنائی دے رہی تھی' خاموشی گہری' موت کی سی خاموشی دلوں پر ہیبت طاری کر رہی تھی' میں خوفزدہ سا سنگین تابوت کے ڈھکن کی طرح دیکھ رہا تھا جو تابوت پر نہیں بلکہ اس کے پہلو پر پڑا ہوا تھا' اور دیوتا جانیں کتنے ہی سالوں کی دھول تابوت اور اس کے ڈھکن پر جمع تھی۔

دیکھو قلوپطرہ میں نے اس تحریر کی طرف اشارہ کیا جو دیوار پر سرخ رنگ سے قدیم خطِ مقدس میں لکھی ہوئی تھی۔

یہ کیا لکھا ہوا ہے' پڑھو' ہرماسیس! قلوپطرہ نے سرگوشی میں کہا۔

''سنو'' میں نے کہا اور وہ تحریر پڑھنے لگا۔

''میں راسس دوم اپنے دور حکومت میں اس مقبرے میں داخل ہوا تھا حالانکہ میں دل کا کچا نہیں ہوں اور حالانکہ مجھے دولت کی سخت ضرورت تھی لیکن میں فرعون' منقورا اور دیگر دیوتاؤں کے غضب سے ڈرتا ہوں' چنانچہ میں نے خزانے کو چھوا تک نہیں' چنانچہ اے وہ' جو میرے بعد اس مقبرے میں داخل ہو گا۔ اگر تیرا دل مضبوط ہے اور تجھے یقین ہے کہ تو

منقورا کے غضب میں مبتلا نہ ہوگا' تو وہ خزانہ حاصل کر لے جو میں
چھوڑے جا رہا ہوں لیکن پہلے سوچ لے اور پھر کوئی قدم اٹھا۔ کہیں ایسا
نہ ہو کہ دولت کا لالچ تجھے تباہ کر دے۔ سلام ہو تجھ پر۔''

''لیکن خزانہ کہاں ہے؟'' قلوپطرہ نے پوچھا۔ اور کیا اس ابوالہول کا سر سونے کا ہے؟
دیکھو اس پر بھی کچھ لکھا ہوا ہے' میں نے سنگین تابوت کی طرف اشارہ کیا:

''قریب آؤ قلوپطرہ' اور وہ میرے قریب آ کھڑی ہوئی اس نے میرا ہاتھ پکڑ لیا۔''

تابوت کا ڈھکن' جیسا کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں' تابوت کے پہلو میں پڑا ہوا تھا اور اس سنگین تابوت میں منقورا کی لاش کا منقش چوبی تابوت رکھا ہوا تھا۔ ہم دونوں ابوالہول پر چڑھ گئے۔ میں نے منقورا کی لاش کے تابوت پر صدیوں کی مٹی صاف کی اور اس پر کی تحریر پڑھنے لگا اور یوں لکھا ہوا تھا اس پر:

''دیوتاؤں کا نور نظر
فرعون منقورا' آمن دیوتا کا پسر
فرعون منقورا' بطن نوط میں سو رہا ہے
فرعون منقورا' ابدی نیند سو رہا ہے۔
فرعون منقورا' اور ابد تک زندہ رہے گا۔
فرعون منقورا''

اور خزانہ کہاں ہے؟ قلوپطرہ نے پوچھا: ''بیشک یہ منقورا کی لاش ہے لیکن اس کی کھال سونے کی تو ہے نہیں جسے ہم کام میں لائیں اور اس ابوالہول کا سر سونے کا ہے تو ہم اسے کس طرح الگ کر سکیں گے؟''

جواب دینے کے بجائے میں نے قلوپطرہ سے کہا کہ وہ لاش کے تابوت کا اوپری حصہ پکڑ لے اور میں نچلا حصہ پکڑوں گا۔ قلوپطرہ نے ایسا ہی کیا اور پھر میری ہدایت کے مطابق تابوت کا ڈھکن پکڑ کر کھینچا جو فوراً ہی نکل آیا کیونکہ وہ جڑا ہوا نہیں تھا۔ ہم نے ڈھکن نیچے رکھ دیا اور وہاں ...... اس تابوت میں فرعون منقورا کی حنوط شدہ لاش رکھی ہوئی تھی' فرعون تین ہزار سال سے اسی تابوت میں سو رہا تھا۔ قدرے لمبی اور بھدی ممی تھی وہ' صرف یہی نہیں بلکہ رسم کے مطابق اس کے چہرے پر سونے کا مصنع نہیں چڑھا ہوا تھا' اس کے بجائے اس کے چہرے پر سن کے کپڑے کی پٹیاں لپٹی ہوئی تھیں جن کا رنگ زرد ہو گیا تھا اور پٹیوں کے باہر کنول کے

پھولوں کی خشک ڈنڈیاں نکلی ہوئی تھیں' فرعون کو دفن کرتے وقت کنول کے تازہ پھول رکھ دیئے گئے ہوں گے لاش کے سینے پر سونے کی ایک لوح تھی جس پر قدیم مصری تحریر تھی' میں نے وہ تختی اٹھائی اور مشعل کی روشنی میں اس پر کی تحریر نیچی آواز میں پڑھنے لگا۔ اور یہ لکھا تھا اس پر:

''میں فرعون مصر منقورا' ان فراعنہ سے مخاطب ہوں جو میرے بعد مصر پر حکومت کریں گے' میں فرعون منقورا ہوں دیوتاؤں کا نور نظر اور دیوتا آمن کا بیٹا میں انصاف اور رحم دلی سے مصر پر حکومت کرتا رہا اور کبھی اس راستہ سے نہیں ہٹا جو دیوتاؤں نے میرے لیے مقرر کر دیا تھا۔

اے میرے بعد آنے والو سنو! میں نے ایک خواب دیکھا کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا جب مصر کو اجنبی فاتحین کا خطرہ لاحق ہو گا اور اس وقت فرعون کو دولت کی ضرورت ہو گی چنانچہ اسی وقت اور اسی فرعون کے لیے میں اپنا خزانہ محفوظ کر رہا ہوں اور ایسا میں دیوتاؤں کی مرضی سے کر رہا ہوں' دیوتاؤں نے مجھے اتنی دولت دی ہے جو مجھ سے پہلے کسی فرعون کو نہ دی تھی' ہزاروں مویشی' ہزاروں بار بردار جانور' ہزاروں من اناج اور سونے چاندی اور جواہرات کے انبار' میں بڑی فراخ دلی سے یہ دولت مصر کی بھلائی کے لیے خرچ کرتا رہا اور جو بچ رہی' اس کے تبادلے میں' میں نے موتی' لعل اور زمرد لے لیے اور ایسے زمرد ہیں یہ کہ کسی کے پاس نہ ہوں گے اور یہ قیمتی پتھر میں نے اسی دن کے لیے محفوظ کر لیے جبکہ مصر کو اجنبی فاتحین کا خطرہ لاحق ہو گا اور فرعون وقت کو دولت کی ضرورت ہو گی لیکن دنیا میں حریص اور عیار لوگ پیدا ہوتے رہیں گے اور پیدا ہوتے ہیں' جو یقیناً میری جمع کی ہوئی اس دولت کو چرانا چاہیں گے۔ چنانچہ اے وہ جواب تک پیدا نہیں ہوا۔ میں تیرے لیے یہ تحریر لکھ رہا ہوں۔ جان لے میں نے یہ قیمتی خزانہ اپنی ہڈیوں کے ساتھ رکھ دیا ہے تا کہ تیرے سوا اسے اور کوئی حاصل نہ کر سکے' چنانچہ اے وہ' جواب تک پیدا نہیں ہوا لیکن ایک دن میری لاش کے سامنے کھڑا یہ تحریر پڑھ رہا ہو گا۔ میں تجھ سے مخاطب ہوں کہ اگر حقیقت میں تجھے دولت کی ضرورت ہے اور تو مصر کو غیروں کے چنگل سے بچانا

چاہتا ہے تو نہ گھبرا اور دیر نہ کر میری لاش کو تابوت سے باہر نکال' کفن کی پٹیاں دور کر اور بے جھجک میرا سینہ چاک کر دولت کو حاصل کر لے اور دیوتاؤں نے چاہا تو کوئی خوف نہ رہے گا' لیکن یہ میرا حکم ہے کہ دولت حاصل کرنے کے بعد میری ہڈیاں تابوت میں رکھ دینا لیکن اگر تجھے دولت کی ایسی سخت ضرورت نہ ہو' اگر تیری نیت صاف نہیں ہے اور تیرے دل میں پاپ ہے تو سن لے کہ منقورا کا غضب تجھ پر نازل ہوگا جو ایسا خود غرض ہے کہ مردوں کو ستانے میں بھی دریغ نہیں کرتا اور اس پر غضب نازل ہوگا' جو غدار کے ساتھ اس مقبرے میں داخل ہوگا' اور اس پر غضب نازل ہوگا' جو دولت کی حرص میں دیوتاؤں کی پروانہ کرے گا اور کیا ہی عبرتناک حالت ہو جائے گی اس کی...... سن لے کہ تو عمر بھر چین نہ پائے گا اور کتے کی موت مرے گا' تو لعنتی ہوگا اور تیرا انجام خون اور خوف میں ہوگا' کیا ہی بری موت مرے گا تو اور پھر آخر دن تک آمنتی کے عذاب میں مبتلا رہے گا۔ دنیا کی خوشی نہ دیکھے گا اور مرنے کے بعد آمنتی کی خوشی بھی نہ دیکھ سکے گا' افسوس افسوس کیا ہی بری حالت ہوگی تیری۔

چنانچہ اس خزانے کے راز کو محفوظ رکھنے کے لیے میں نے اپنے ہرم کے قریب ایک مندر بنوا دیا ہے جہاں کے کاہنوں کو اس راز سے آگاہ کر دیا گیا ہے اور یہ راز اس کی نسل میں سینہ بہ سینہ محفوظ رہے گا اور اگر کوئی کاہن فرعونِ مصر کے علاوہ یا اس عورت کے علاوہ جو مصر کی ملکہ ہوگی' کسی دوسرے پر یہ راز ظاہر کرے گا تو اس کاہن پر بھی غضب نازل ہوگا' اور یہ میں نے فرعون منقورا نے لکھا ہے' اور اب میں اس سے مخاطب ہوں جو اب تک پیدا نہیں ہوا جو ایک زمانہ میں میری لاش کے سامنے کھڑا یہ تحریر پڑھ رہا ہوگا' سن لے میں تجھ سے مخاطب ہوں' اور یوں کہتا ہوں کہ پہلے سوچ لے اور فیصلہ کر لے کہ کیا واقعی تجھے دولت کی ضرورت ہے؟ اگر تو نے لالچ کے جال میں پھنس کر غلط فیصلہ کیا تو خبردار ہو جا کہ فرعون منقورا کے غضب سے تو نہ بچ سکے گا' تو لعنتی ہو

جائے گا' تو معتوب ہوگا اور تیرا انجام برا ہوگا' خبردار' سوچ سمجھ کر کوئی فیصلہ کرنا۔

تیرا اس مقبرے میں آنا مبارک ہو

خوش آمدید اور الوداع

سلام ہو تم پر''

سن لیا' قلوپطرہ ؟ میں نے کہا: تم اپنا دل ٹٹولو' اور اگر وہ گواہی دے تو بے شک خزانہ حاصل کر لو' لیکن دیوتاؤں کے لیے جلدی میں کوئی فیصلہ نہ کرنا ورنہ تم اور میں کہیں کے نہ رہیں گے۔

قلوپطرہ سر جھکائے چند ثانیوں تک سوچتی رہی۔

یہ...... یہ کام کرتے ہوئے مجھے خوف آتا ہے۔ اس نے کہا' ہرماسیس یہاں سے چلو......

شکر ہے' میں نے اطمینان کی سانس لی' کیونکہ میں خود بھی یہ کام کرتے ڈر رہا تھا میں تابوت کا ڈھکن اٹھانے کے لیے جھکا۔

منقورا نے کیا لکھا ہے اپنی اس تحریر میں؟ قلوپطرہ نے کہا: ''یہی نا کہ بڑے بڑے زمرد ہیں؟ اب تو کہیں زمرد دیکھنے میں بھی نہیں آتے اور اگر کسی کے پاس ہیں بھی تو ان کی قیمت زیادہ ہے اور زمرد گھٹیا قسم کے ہیں۔ ہائے کتنے پسند ہیں مجھے زمرد' میں نے اچھا سے اچھا زمرد خریدا لیکن اس میں ایک نہ ایک نقص نکل ہی آیا' ہائے مجھے بیحد پسند ہیں۔''

یہاں تمہاری پسند اور ناپسند کا سوال نہیں ہے قلوپطرہ' میں نے کہا: بلکہ مصر کی ضرورت اور بھلائی کا سوال ہے' صرف یہی نہیں بلکہ نیک نیتی اور صاف دلی بھی شرط ہے جس کا فیصلہ تم خود کر سکتی ہو' تمہارے دل میں کیا ہے یہ میں اور کوئی بھی نہیں جان سکتا۔

ٹھیک ہے ہرماسیس! بالکل ٹھیک ہے لیکن تم ہی بتاؤ' کیا مصر کو دولت کی ضرورت نہیں ہے؟ کیا ملک کو رومیوں کا خطرہ لاحق نہیں ہے؟ میں رومیوں کو لشکر کے بغیر کسی طرح شکست دے سکتی ہوں اور لشکر کی فراہمی کے لیے کیا دولت کی ضرورت نہیں پڑتی؟ اور کیا میں نے قسم کھا کر نہیں کہا کہ تم سے شادی کر لوں گی اور رومیوں سے مقابلہ کروں گی؟ اور اگر تم کہو تو میں منقورا کی لاش پر ہاتھ رکھ کر دوبارہ قسم کھا لوں' یہی تو وہ زمانہ ہے جس کا خواب منقورا نے دیکھا تھا اور اگر ایسا نہ ہوتا تو ملکہ ہت شی پشت' راسس یا کوئی دوسرا فرعون یہ خزانہ حاصل کر لیتا۔

لیکن انہوں نے ایسا نہ کیا کیونکہ اس زمانہ میں بیرونی فاتحین کا خطرہ لاحق نہ تھا چنانچہ ہمارا زمانہ ہی وہ زمانہ ہے جس کے لیے فرعون منقورا نے یہ دولت محفوظ کر رکھی ہے' چنانچہ اگر میں نے یہ خزانہ حاصل نہ کیا تو مصر پر رومی قابض ہو جائیں گے اور کوئی فرعون رہے گا ہی نہیں جس پر تم اس خزانے کا راز ظاہر کر سکو' میں ہی وہ ملکہ ہوں جس کا ذکر منقورا نے اپنی تحریر میں کیا ہے' آؤ ہرماسیس! خوف و ہراس دور کر کے ہم اپنا کام کریں' آخر تم اتنے خوفزدہ کیوں ہو؟ نیت نیک اور دل صاف ہو تو خوف کی کوئی وجہ نہیں۔

جیسی تمہاری مرضی' میں نے کہا: یہ فیصلہ تو تمہیں ہی کرنا ہے' قلوپطرہ تم اس خزانے کی مستحق ہو یا نہیں' اگر تم نے غلط فیصلہ کیا تو تم پر وہ غضب نازل ہوگا جس سے مفر ممکن نہیں۔

بہر حال ہمارے دل صاف ہیں' ہرماسیس تم فرعون کی لاش کا سر تھامو۔ میں ٹانگیں پکڑتی ہوں' ہم دونوں مل کر لاش باہر نکالیں اور' اف کتنی بھیانک جگہ ہے؟

اور دفعتہً وہ مجھ سے چمٹ گئی۔

ہرماسیس ......وہ...... وہ ...... میں نے ...... وہ دیکھو...... میں نے دیکھا کہ اندھیرے کی چادر میں سے نکل کر ایک سفید سایہ ہماری طرف بڑھا چلا آ رہا ہے لیکن مشعل کی روشنی میں آ کر وہ غائب ہو گیا۔ یہ آسیب زدہ مقام ہے' چلو یہاں سے چلو' تمہیں نظر نہیں آیا وہ سایہ؟

''نہیں' لیکن میں سمجھتا ہوں وہ منقورا کی روح ہوگی' تم تو جانتی ہی ہو کہ روح اپنے مسکن یعنی جسم کے قریب ہی منڈلایا کرتی ہے' بہر حال ہمیں یہاں سے چلے جانا چاہیے' میں خوش ہوں کہ تم نے یہ فیصلہ کیا قلوپطرہ۔''

وہ جانے کے لیے تیار ہو گئی' میں خوش تھا کہ ایک بہت بڑے گناہ اور منقورا کے غضب سے محفوظ رہوں گا' لیکن فوراً ہی قلوپطرہ نے اپنا ارادہ بدل دیا۔

نہیں بھئی' کچھ بھی تو نہیں تھا ہرماسیس! وہم تھا میرا' ایسے ہیبت ناک اور خاموش مقام میں وہمی صورتوں کا نظر آنا لازمی ہے' نہیں میں ان زمردوں کو دیکھے بغیر نہ جاؤں گی چاہے کچھ بھی کیوں نہ ہو جائے' آؤ ہرماسیس اپنا کام کریں اور ڈرنے کی کوئی وجہ نہیں۔

اور اس نے جھک کر وہ ظروف اٹھا لیے جو تابوت میں رکھے ہوئے تھے جن میں منقورا کے پیٹ کی آلائش تھی' اس نے ایک ظرف کا ڈھکن اٹھا کر دیکھا تو اس میں انتڑیوں وغیرہ کے علاوہ کچھ نہ تھا۔

ہم نے منقورا کی لاش تابوت سے نکال کر فرش پر رکھ دی۔ قلوپطرہ میرے خنجر سے کفن کی پٹیاں کاٹنے لگی' یہ وہی خنجر تھا جس سے میں نے قلوپطرہ کو قتل کرنا چاہا تھا۔ تین ہزار سال پرانے کپڑے کی پٹیاں آسانی سے کٹ گئیں اور ان پھولوں کی خاک جو منقورا کے عزیزوں نے ممی پر رکھے ہوں گے' قلوپطرہ کے ہاتھ اور کپڑوں پر چپک گئی' اوپری پٹیوں کے بعد دوسری پٹیوں کا کفن تھا یہ پٹیاں اتنی زیادہ بوسیدہ نہ تھیں چنانچہ میں ابوالہول سے ٹیک لگا کر اور منقورا کی ممی کو لے کر بیٹھ گیا۔ قلوپطرہ پٹیاں کاٹنے لگی' میں ممی کو گھماتا جاتا تھا کوئی چیز فرش پر گری' یہ خالص سونے کا شاہی عصا تھا جس کی موٹھ میں ایک زمرد جڑا ہوا تھا۔

قلوپطرہ نے بڑے اشتیاق سے وہ عصا جو منقورا کے کفن میں سے گرا تھا اٹھا لیا اور بہت دیر تک اسے دیکھتی رہی' پھر ہم اپنے کام میں مصروف ہو گئے جیسے جیسے یہ پٹیاں کھلتی گئیں ان میں وہ چیزیں گرتی گئیں جو زمانہ قدیم میں فراعنہ کی لاشوں کے ساتھ دفن کی جاتی تھیں۔ مثلاً سونے کا گلوبند اور کنگن' سنگمرمر کا سنہرا نمونہ اور سونے کی کلہاڑی وغیرہ' پٹیاں کھلتی گئیں اور اب منقورا کی لاش موٹے کپڑے کے اَن سلے کفن میں لپٹی ہمارے سامنے تھی اور اس کفن پر سرخ روغن سے لکھا ہوا تھا۔

''فرعون منقورا پسر را۔''

کوشش کے باوجود ہم اس کفن کو فرعون کی لاش سے الگ نہ کر سکے۔ وہ جلد سے بری طرح چپک گیا تھا چنانچہ لاش میں نے زمین پر رکھ دی میرے دل پر ہیبت سی چھا رہی تھی' دم گھٹ رہا تھا اور حنوط کے مسالے کی بو پریشان کر رہی تھی قلوپطرہ نے خنجر کی نوک کفن میں گھونپ دی۔ ''چرررر'' کی ہلکی سی آواز کے ساتھ کفن پھٹ گیا۔ میں نے فرعون کے چہرے پر سے کفن ہٹایا اور اب وہ چہرہ جسے تین ہزار سال سے کسی نے نہ دیکھا تھا ہمارے سامنے تھا۔ خاصا رعب دار چہرہ تھا' بلند پیشانی' گھنی بھویں اور لانبی پلکیں' سر پر مصر کا دہرا تاج اور سفید لانبے بال کندھوں پر پڑے ہوئے تھے۔ موت کا سرد ہاتھ اور تین ہزار سال کا طویل زمانہ فرعون منقورا کے خدوخال بگاڑ نہ سکا تھا' وہی شان' وہی تمکنت اور وہی دبدبہ اس خشک چہرے پر منجمد تھا جو تین ہزار سال پہلے لوگوں کو لرزا دیتا ہوگا' میں سہما ہوا سا کھڑا منقورا کے چہرے کو دیکھتا رہا تو یہی تھا وہ فرعون جسے مصر کا اتنا خیال تھا کہ اس نے مصر کے برے وقت کے لیے دولت محفوظ کر رکھی تھی۔ قلوپطرہ حیرت اور استعجاب سے کچھ دیر تک منقورا کے چہرے کو دیکھتی رہی' تھوڑی دیر بعد ہمارے حواس بجا ہوئے اور ہم نے لاش پر سے کفن اتار کر ایک طرف رکھ

دیا اور اب منقورا کی ممی ہمارے سامنے پڑی تھی' خشک اور عریاں' سخت اور خوفناک لاش کے بائیں پہلو میں ران سے ذرا اوپر' اسی شگاف کا نشان تھا جہاں سے حنوط کرنے والے نے لاش میں مسالے بھرے تھے [1] اور ایسی مہارت سے وہ شگاف بند کیا گیا تھا کہ پہلی نظر میں کوئی کہہ نہ سکتا تھا کہ وہاں شگاف ہوگا۔

خزانہ فرعون کے بدن میں ہے' میں نے کہا: ''اب اگر تمہارا دل مضبوط ہے تو خنجر اس خاکی جسم میں اتار دو۔

سوچنے سمجھنے کا وقت گزر چکا ہے ہرماسیس' اس نے میری طرف دیکھ کر کہا۔ قلوپطرہ کا چہرہ سفید ہو رہا تھا اور اس کی آنکھیں پھیل گئی تھیں' اس نے خنجر والا ہاتھ بلند کیا اور اس زمانے کی ملکہ نے تین ہزار سال پہلے کے فرعون کے خشک سینے میں گھونپ دیا اور جیسے ہی قلوپطرہ نے یہ لرزا دینے والا کام کیا' اوپر سے جہاں ہم خواجہ سرا کو چھوڑ آئے تھے کراہنے اور ہاتھ پاؤں پٹخنے کی آوازیں آنے لگیں' ہم دونوں گھبرا کر اٹھ کھڑے ہوئے لیکن پھر کوئی آواز نہیں آئی۔

کچھ نہیں' قلوپطرہ نے کہا: ''وہم تھا آؤ ہم اپنا کام پورا کریں''۔

بڑی مشکل سے ہم خشک جلد کو چیرنے میں کامیاب ہوئے ''کھرر'' کی آواز آئی خنجر کی نوک زمردوں پر گھس رہی تھی۔

قلوپطرہ نے فرعون کے چرے ہوئے سینے میں ہاتھ ڈال کر کوئی چیز نکالی اس نے اپنی مٹھی مشعل کے قریب لے جا کر کھولی اور بے اختیار قلوپطرہ کے منہ سے حیرت و خوشی کی چیخ نکل گئی۔ اسکی ہتھیلی پر ایک بڑا سا زمرد چمک رہا تھا جس پر فرعون منقورا ''پسررا'' کندہ تھا اور ایک عجیب بات یہ تھی کہ زمرد کنڈلی مار کر بیٹھے ہوئے سانپ کی شکل میں تراشا گیا تھا۔

قلوپطرہ ایک جنون کے عالم میں فرعون کے سینے میں ہاتھ ڈالتی اور زمرد باہر نکالتی رہی کچھ زمرد ترشے ہوئے تھے اور کچھ غیر تراشیدہ' لیکن سب کے سب بڑے بڑے اور بیش قیمت تھے ایسے زمرد کبھی کسی نے نہ دیکھے ہوں گے۔ قلوپطرہ بار بار اپنا ہاتھ فرعون کے بدن میں ڈالتی رہی یہاں تک کہ وہاں ایک بھی زمرد نہ رہا اور فرعون منقورا نے اپنے بدن میں ایک سو چالیس زمرد سلوا دیئے تھے آخری دفعہ جب قلوپطرہ نے مردہ فرعون کو کھلا سینہ ٹٹولا تو اسے زمرد نہ ملے البتہ دو موتی اس کے ہاتھ میں آ گئے اور ایسے موتی کبھی کسی نے نہ دیکھے ہوں گے اور پھر...... ان دو 2 موتیوں کے بعد...... بہت سے موتی...... چھوٹے اور بڑے۔

آخر کار وہ بھیانک کام ختم ہوا' ایک طرف جگمگاتے ہوئے زمرد اور موتیوں کا انبار تھا' ایک طرف شاہی ساز و سامان ایک طرف کفن کی پٹیاں اور سامنے فرعون منقورا کی لاش۔

ہم اٹھے' عجیب طرح کا ناقابل برداشت خوف ہمارے دلوں پر مسلط ہو گیا تھا ایسا خوف جس نے ہماری زبانیں گنگ کر دیں۔ اب تک تو ہم ایک جوش و اشتیاق کے عالم میں کام کرتے رہے لیکن اب کام ختم ہو چکا تھا اور جوش و اشتیاق کی جگہ خوف نے لے لی تھی۔ میں نے قلوپطرہ کو اشارہ کیا۔ اس نے فرعون کی لاش کا سر پکڑا اور میں نے ٹانگیں پکڑیں' ہم لاش کو اٹھا کر ابوالہول پر چڑھے اور وہ لاش جس کا سینہ چاک تھا تابوت میں رکھ کر اوپر کفن کی پٹیاں ڈھیر کر دیں۔

اس کے بعد ہم خزانے کی طرف متوجہ ہوئے' شاہی ساز و سامان میں ہم نے وہ چیزیں اٹھائیں جو آسانی سے ساتھ لے جائی جا سکتی ہیں' میں نے جواہرات چغے کی جیبوں اور آستینوں میں بھر لیے اور سونے کی چیزیں دامن کے نیچے چھپا لیں جو کچھ بچ رہا وہ قلوپطرہ نے اپنے لباس میں چھپا لیا۔ ہم نے ابوالہول منقورا کے تابوت اور فرعون کی خواب گاہ پر آخری نظر ڈالی اور لدے پھندے اس راستہ پر ہو لیے جس سے کہ یہاں آئے تھے۔

جلد ہی ہم اس کنویں کے پیندے میں پہنچ گئے جس کے دہانے پر خواجہ سرا کو چھوڑ آئے تھے میں نے خواجہ سرا کو آواز دی' اور اس دفعہ میں نے اسے پھر پکارا' اور اس دفعہ ذرا اونچی آواز میں' اور اس دفعہ میں نے' میرا خیال ہے کہ کسی کے ہنسنے کی آواز سنی اور عجیب ہنسی تھی وہ۔ جیسے ہمارا مذاق اڑا رہی ہو اب میں خواجہ سرا کو پکارتے ڈرتا تھا اس کے علاوہ یہ بھی خوف تھا کہ اگر ہم زیادہ دیر تک یہیں ٹھہرے رہے تو بیہوش ہو جائیں گے چنانچہ میں نے وہ رسہ پکڑ لیا جو کنویں میں اترتے وقت ہم نے اوپر باندھ دیا تھا میں رسہ پکڑ کر بدقت تمام اوپر پہنچا' وہاں وہ مشعل جل رہی تھی جو ہم خواجہ سرا کو دے آئے تھے' لیکن خود خواجہ سرا کا کہیں پتہ نہ تھا میں نے خیال کیا کہ بیچارہ تھک کر یہیں کہیں سو گیا ہوگا' چنانچہ میں نے قلوپطرہ سے کہا کہ وہ رسہ اپنی کمر سے باندھ لے اس نے ایسا ہی کیا' میں نے قلوپطرہ کو اوپر کھینچ لیا' قلوپطرہ کی اور میری بھی سانس پھول گئی تھی' چنانچہ ہم وہیں بیٹھ کر کچھ دیر تک دم درست کرتے رہے اور پھر مشعل اٹھا کر خواجہ سرا کو تلاش کرنے لگے۔

معلوم ہوتا ہے کہ وہ ڈر کر بھاگ گیا لیکن عجیب احمق ہے کہ مشعل یہیں چھوڑ گیا' قلوپطرہ نے کہا: وہ' وہ...... کون بیٹھا ہوا ہے؟

میں نے مشعل والا ہاتھ اونچا کیا اور دو قدم آگے بڑھا کہ ٹھیک سے دیکھ سکوں...... اور میرا خون منجمد ہو گیا۔ وہ بھیانک نظارہ میں کبھی بھول نہ سکوں گا۔ ہرم کی دیوار سے ٹیک لگائے خواجہ سرا بیٹھا تھا...... مردہ اس کی بے نور آنکھیں کھلی تھیں...... اس کا منہ کھلا تھا...... جیسے وہ چیخنا چاہتا تھا مگر چیخ نہ سکتا تھا' اس کے چہرے پر ایسا خوف منجمد تھا کہ خود دیکھنے والا لرز اٹھے اور اس مردہ خواجہ سرا کی منڈی ہوئی تھوڑی میں پنجے گھسائے وہی بھوری اور بڑی چمگادڑ لٹک رہی تھی جو ہرم کا دروازہ کھلتے ہی باہر نکل آئی تھی وہ بھوری بلا خواجہ سرا کی تھوڑی سے لٹکی آگے پیچھے جھول رہی تھی اور اس کی آنکھیں انگاروں کی طرح چمک رہی تھیں۔

میں اور قلوپطرہ انتہائی وحشت کے عالم میں کھڑے وہ بھیانک نظارہ دیکھ رہے تھے کہ دفعتہً چمگادڑ پھڑ پھڑا کر اڑی اور آہستہ آہستہ جیسے بہت زیادہ وزنی ہو' ہماری طرف آنے لگی اور اب وہ قلوپطرہ کے سر پر منڈلا رہی تھی۔ قلوپطرہ بت بنی کھڑی تھی نہ اس میں اتنی سکت تھی اور نہ مجھ میں اتنی ہمت کہ ہاتھ ہلا کر چمگادڑ کو شش کار دیتا ہم دونوں بت بنے کھڑے تھے دفعتہً وہ بھوری بلا عورت کی طرح چیخی...... اس چیخ نے مجھے لرزا دیا اور پھر وہ چمگادڑ' وہ بھوری بلا اس کنویں میں اتر گئی جو منقورا کے مقبرے تک جاتا تھا' میں پیچھے ہٹا اور دیوار سے ٹکرا گیا قلوپطرہ جہاں کھڑی تھی وہیں بے جان پوٹ کی طرح گری اور اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں سے ڈھانپ کر پاگلوں کی طرح چیخنے لگی اور اس کی چیخیں اس بھیانک مقام میں دگنی شدت سے گونجتی رہیں۔ میں نے بہ مشکل اپنے حواس درست کیے۔

قلوپطرہ اٹھو' دیوتاؤں کے لیے اٹھو' میں چلایا' اس سے پہلے کہ منقورا کی روح دوبارہ ہماری ملاقات کو آئے ہمیں یہاں سے نکل بھاگنا چاہیے۔ اگر ہم ذرا دیر بھی یہاں ٹھہرے تو ہمارا نشان بھی کوئی نہ پا سکے گا۔

وہ اٹھی لیکن اس پر لرزہ طاری تھا۔ میں نے ایک ہاتھ سے مشعل اٹھائی اور دوسرے ہاتھ سے قلوپطرہ کو گھسیٹتا ہوا' اس کمرے میں آ گیا جس میں ملکہ کا تابوت تھا پھر وہاں سے ڈھلوان سرنگ میں اور وہاں سے غلام گردش میں' مجھے ایک خیال پریشان کر رہا تھا کہ اگر منقورا کی روح نے وہ تمام دروازے بند کر دیئے ہوں گے تو کیا ہو گا' یقیناً ہم اس ہرم میں زندہ دفن ہو جائیں گے' لیکن نہیں تینوں دروازے کھلے تھے اور میں قلوپطرہ کو گھسیٹتا ہوا دروازوں میں سے گذر گیا اور تیسرے دروازے سے نکل کر اسے بند کرنے لگا۔ میں نے وہ کل جس سے میں واقف تھا دبائی اور بڑی سے سل ہلکی سی گڑگڑاہٹ کے ساتھ چھت میں سے نکل کر آہستہ

آہستہ نیچے سرکنے لگی کچھ دیر بعد دروازہ بند تھا' اب ہمارے مردہ خواجہ سرا اور اس بھوری بلا کے بیچ پتھر کی ایک مضبوط اور موٹی سل حائل تھی' اور ہم ایک حد تک محفوظ تھے' ہم دوسرے کمرے میں سے گزر رہے تھے' اب ہم آخری غلام گردش کو طے کر رہے تھے اور اب اس راستے پر تھے جو ہرم کے بیرونی دروازے تک جاتا تھا' جیسا کہ پہلے میں کہہ چکا ہوں کہ یہ غلام گردش ڈھلوان تھی اور میں اس آخری چڑھائی کو کبھی نہ بھلا سکوں گا۔

ہم ایک خوف اور افراتفری کے عالم میں بڑی بے احتیاطی سے اوپر چڑھ رہے تھے' دو دفعہ قلوپطرہ کا پیر پھسلا اور وہ لڑھکنیاں کھاتی فرش پر جا گری اور دونوں ہی دفعہ میں نے اسے اٹھایا اور اسے گھسیٹتا ہوا اوپر چڑھا' وہ تیسری دفعہ پھر پھسلی اور اس کے ہاتھ سے مشعل چھوٹ کر نیچے جا پڑی۔ قلوپطرہ کو سنبھالنے کی کوشش میں میرے ہاتھ سے بھی مشعل چھوٹی اور اب ہم گھور اندھیرے میں کھڑے تھے اور شاید اس اندھیرے میں وہ بھیانک چمگادڑ ہمارے قریب ہی کہیں منڈلا رہی ہو گی۔

''اپنے حواس بجا رکھو قلوپطرہ'' میں نے جھنجھلا کر کہا۔ دیوتاؤں کے لیے ہمت کر کے جیسے تیسے اس ہرم سے باہر نکل چلو' جلدی کرو' اگر ایک لمحہ بھی تاخیر ہوئی تو شاید ہم دونوں آمنتی میں پہنچ جائیں گے' جواہرات وغیرہ کا بوجھ اٹھا کر تم آسانی سے چل نہیں سکتیں تو انہیں پھینک دو اور بھاگو' اپنی جان بچانے کے لیے بھاگو۔

اور آج پہلی دفعہ مجھے معلوم ہوا کہ یہ عورت' قلوپطرہ کیسی زبردست قوت ارادی کی مالک تھی' اس نے اندھیرے میں ٹٹول کر میرا ہاتھ پکڑا اور ہم دونوں ہانپتے اور ٹھوکریں کھاتے اوپر چڑھنے لگے...... اور اب ہمیں دھندلی سی روشنی نظر آئی۔ یہ چاند کا اجالا تھا جو ہرم کے کھلے دروازے میں سے اندر تک رینگ آیا تھا۔ ہم تیزی سے روشنی کی طرف چلے اور چند قدم ہی چلے تھے کہ تازہ ہوا کے جھونکوں نے ہمارے بدن میں زندگی کی نئی لہر دوڑا دی۔

میں ہرم کے دروازے میں سے نکل آیا اور پتھروں کے ڈھیر پر کھڑے ہو کر قلوپطرہ کو بھی باہر کھینچ لیا وہ ٹھنڈی ریت پر گری اور بے حس و حرکت پڑی رہی کانپتے ہاتھوں سے میں نے دروازہ بند ہونے کی کل دبائی وہ بند ہو گیا۔ میں پتھروں پر سے اتر کر قلوپطرہ کے قریب اکڑوں بیٹھ گیا۔ وہ بے حس و حرکت پڑی تھی اور اس کا چہرہ مُردوں جیسا معلوم ہو رہا تھا اس کے بالوں اور رخساروں پر ریت کے ذرات چمک رہے تھے' اس کا چہرہ ایسا زرد ہو رہا تھا جیسے اس کے بدن میں خون کا ایک قطرہ تک نہ ہو میں سمجھا کہ وہ مر چکی ہے۔ میں نے اپنا ہاتھ اس

کے سینے پر رکھ دیا' نہیں وہ مری نہ تھی بلکہ صرف بیہوش ہو گئی تھی۔

تکان اور خوف نے مجھے بھی نیم جان کر دیا تھا چنانچہ میں بھی بیہوش قلوپطرہ کے قریب ٹھنڈی ریت پر لیٹ گیا اور اپنا دم درست کرنے لگا۔

❁ ❁ ❁

حواشی

(1) ضروری معلوم ہوتا ہے کہ یہاں حنوط کرنے کی تفصیل درج کر دی جائے' میں یہ تو پچھلے حاشیہ میں لکھ چکا ہوں کہ مصری روح کی بقاء کے قائل تھے اور یہ بھی مانتے تھے کہ وہ اپنے جسم کی پھر محتاج ہوتی ہے چنانچہ جسم کو سڑنے گلنے سے محفوظ رکھنا ضروری ہوا اور اسی غرض سے اس زمانہ میں حنوط کا طریقہ عام طور پر جاری تھا' مصر کے شہروں میں کچھ لوگ ایسے رہتے تھے جو حنوط کرنے کا پیشہ کرتے تھے جس وقت وارث لاش کو حنوط کرنے والوں کے پاس لے جاتا تو موخر الذکر اسے لکڑی کے نمونے دکھاتا' جو تین طرح کے ہوتے اعلیٰ اوسط اور ادنیٰ درجہ کے' قیمت اور اجرت ہر نمونے کی حیثیت کے مطابق ہوتی' جب اجرت طے ہو جاتی تو وارث میت لاش کو حنوط کرنے والوں کے سپرد کر کے چلا آتا اور اب حنوط کرنے والا اپنے کام میں لگ جاتا' درجہ اول کے حنوط کے لیے پہلے لاش کے سر سے اس کا بھیجا نکالتے تھے اور اس [illegible] یقہ یہ تھا کہ کوئی خاص عرق اس کے سر میں پہنچا کر بھیجے کو اس میں خوب حل کرتے تھے اور پھر ایک آنکڑا ناک کے نتھنوں میں ڈال کر بھیجے کو باہر کھینچ لیتے تھے۔ اس کے بعد لاش کا پہلو جسم چیر کر آلائش باہر نکالتے تھے اور کھجور کی شراب سے دھو کر جس میں خوشبودار دوائیں بھر دیتے تھے اور اس کے بعد لاش کو پورے ستر 70 دن تک کھاری نمک میں رکھتے تھے پھر اس کو باہر نکال کر دھوتے تھے اور گوند بھرے کپڑے کی پٹیاں اس پر لپیٹ دیتے اور بدن کی آلائش خوبصورت منقش ظروف میں رکھ دیتے تھے یہ ظروف لاش کے ساتھ مقبرے میں رکھ دیئے جاتے تھے۔ یہ گویا درجہ اول کا کام تھا' یعنی بادشاہوں اور امراء کی لاشیں اسی طرح حنوط کی جاتی تھیں حنوط کا دوسرا طریقہ اس سے سستا تھا ازرہ (جو سرو کی قسم کا ایک درخت ہوتا ہے) کا گوند پیٹ میں داخل کر دیتے تھے اور پیٹ کو پھاڑے اور آلائش نکالے بغیر سوراخ بند کر دیتے تھے کہ گوند باہر نہ نکل جائے پھر لاش کو ستر 70 دن تک نمک میں رکھتے تھے' اس کے بعد لاش کو نکال کر گوند جسم سے باہر نکال لیتے تھے اس گوند کے ساتھ آلائش بھی حل ہو کر باہر نکل آتی تھی' کھار میں رکھنے کے سبب گوشت گل جاتا تھا اور لاش میں چمڑے اور ہڈی کے سوا کچھ نہ رہتا تھا۔ اس کے بعد لاش بندش وغیرہ کے بغیر وارثوں کے سپرد کر دی جاتی تھی۔ حنوط کی تیسری قسم غرباء کے لیے تھی اور وہ یہ تھی کہ حنوط کرنے والے ایک عرق کو جسم میں پہنچا کر لاش کو نمک میں رکھ دیتے تھے اور پھر اس کے وارثوں کے سپرد کر دیتے تھے۔ (مترجم)

❁ ❁ ❁

بارھواں باب

ہائے! وہ راتیں

کچھ دیر بعد میں اٹھ کر بیٹھ گیا' قلوپطرہ کو اب تک ہوش نہ آیا تھا۔ میں نے آہستہ سے اس کا سر اٹھا کر اپنے گھٹنے پر رکھ لیا اور اس کے رخساروں پر سے ریت صاف کرنے لگا۔ ہائے اس چاندنی میں کس قدر خوبصورت معلوم ہو رہی تھی۔ وہ جیسے دیولوک کی کوئی اپسرا ہو یہ عورت' یہ قلوپطرہ' جس کے حسن اور گناہوں کی داستان رہتی دنیا تک قائم رہے گی' اہرام مٹ جائیں گے لیکن کوئی قلوپطرہ کی داستان کو نہ بھلا سکے گا۔ یہ وہی قلوپطرہ بیہوش تھی اور اسی بیہوشی [illegible] اعث اس کے چہرے پر سے سارے مصنوعی تاثرات دور ہو گئے تھے' اور وہ بہت بھولی معلوم ہو رہی تھی۔ اس کے چہرے پر سکون تھا' الوہی سکون اس کا چہرہ جذبات سے عاری تھا اور وہ اس عالم میں پہلے سے زیادہ حسین معلوم ہو رہی تھی اور اس عورت کی محبت جیتنے اور حاصل کرنے کے لیے مجھے کتنی بڑی قیمت ادا کرنی پڑی تھی' میں نے مصر سے غداری کی تھی' میں نے مصریوں کی امیدوں کا خون کیا تھا۔ اس کی خاطر میں نے منقورا کے ہرم کا راز ظاہر کر دیا تھا' صرف یہی نہیں بلکہ اسے ہمراہ لے کر میں ہرم میں داخل ہوا تھا اور اس دہشت کا مزہ چکھا تھا جو کسی کے تصور میں بھی نہیں آ سکتا۔ اور اب مجھے قلوپطرہ دنیا کی ہر چیز سے زیادہ عزیز تھی۔ میرا مایوس' بیقرار اور لعنتی دل اب قلوپطرہ کی آغوش میں قرار تلاش کر رہا تھا' میں ساری دنیا کو چھوڑ کر قلوپطرہ کے قدموں میں آ پڑا تھا۔ کیونکہ اس کے علاوہ اب میرا کوئی رہ ہی نہ گیا۔ تھا اس نے مجھ سے شادی کرنے کا وعدہ کیا تھا اور یہ خزانہ حاصل کر لینے کے بعد ہم دشمنوں کا مقابلہ کر سکتے تھے' ہاں اب بھی کچھ نہیں بگڑا تھا۔ قلوپطرہ سے شادی کر کے میں مصر کو آزادی دلا سکتا تھا۔ میں مصر کو قلوپطرہ' دیوتاؤں اور فراعنہ کا مصر بنا سکتا تھا۔ کاش اس وقت میں مستقبل کا حال معلوم کر سکتا۔ کاش! مجھے معلوم ہو جاتا کہ ایک دفعہ میں پھر قلوپطرہ کا سر اپنے گھٹنوں پر رکھوں گا اور اس وقت اس حسین چہرے پر موت کی زردی ہو گی' کاش! میں اپنی بدقسمتی سے

آ گاہ ہو گیا ہوتا۔

میں نے قلوپطرہ کا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں لے لیا' پھر اسے آہستہ آہستہ جھنجھوڑا۔ لیکن وہ ہوش میں نہ آئی۔ میں نے جھک کر اس کے ہونٹ چوم لیے اور اسے فوراً ہوش آ گیا وہ چند ثانیوں تک پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھتی رہی جیسے معلوم کرنا چاہتی ہو کہ وہ کہاں ہے۔

آہ یہ تم ہو' ہرماسیس! اس نے مری ہوئی آواز میں کہا' اور ہم کہاں ہیں؟ کیا ہو گیا تھا مجھے؟ ہاں یاد آیا تم ہی تو مجھے اس آسیب زدہ ہرم سے نکال لائے تھے اور اس نے اپنی بانہیں گردن میں حمائل کر کے میرے ہونٹ چوم لیے۔

چلو ہرماسیس! یہاں سے چلو' میں تھکن اور شدید پیاس محسوس کر رہی ہوں اور یہ زمرد بھی میرا سینہ چھیلے ڈال رہے ہیں' اف! اتنی دشواری سے کسی نے کبھی دولت نہ حاصل کی ہو گی۔ افوہ! صحیح معنوں میں ہم موت کے منہ سے واپس آئے ہیں۔ چلو ہرماسیس! اس آسیب زدہ ہرم کے سایے میں بھی بیٹھنا خطرے سے خالی نہیں۔ دیکھو ہرماسیس! پو پھٹ رہی ہے اس ہرم میں مجھے یقین ہو گیا تھا کہ کبھی دن کی روشنی نہ دیکھ سکوں گی اور وہ منظر۔ خواجہ سرا' مردہ خواجہ سرا اور اس کی تھوڑی سے لٹکتی ہوئی وہ بھوری بلا' اف! میں وہ نظارہ کبھی نہ بھول سکوں گی۔

ذرا خیال تو کرو ہرماسیس کہ وہ خواجہ سرا یوم آخر تک وہیں بیٹھا رہے گا اور وہ بھوری بلا اس کی تھوڑی سے لٹکتی رہے گی۔ چلو ہرماسیس! یہاں سے چلو' میرے حلق میں کانٹے پڑ گئے ہیں' پانی کہاں ملے گا؟ ایک گھونٹ پانی کے عوض میں ایک زمرد دے سکتی ہوں' ہائے اس وقت مجھے کوئی پانی پلا دے۔

قریب ہی ہوریم خود کا مندر ہے اور وہاں ایک نہر بہہ رہی ہے ہم وہیں چلتے ہیں' میں نے کہا: ''اگر کوئی دیکھ لے گا تو کہہ دیں گے کہ ہم زائر ہیں۔''

اور رات کو بھٹک کر قبرستان میں پہنچ گئے تھے چنانچہ قلوپطرہ اپنے آپ کو خوب اچھی طرح چھپا لو اور اپنے چغے کو اپنے جسم پر اچھی طرح لپیٹ لو اگر کسی نے زمرد وغیرہ دیکھ لیے تو ہم بچ نہ سکیں گے۔

قلوپطرہ اٹھی' اس نے چغہ ٹھیک کیا اور میں نے اسے اٹھا کر گدھے پر بٹھا دیا جو قریب ہی چر رہا تھا اور اس طرح ہم روانہ ہوئے۔ قلوپطرہ بار بار مڑ کر ہرم کی طرف دیکھ لیتی تھی جیسے اسے خوف ہو کہ بھورا چمگادڑ ابھی نکل کر اس کا تعاقب کرے گا۔ ہم لوگ عظیم الشان ابوالہول کے قریب پہنچے اور عین اس وقت صبح کا اجالا آسمان سے زمین پر اترا اور اس نے سب

سے پہلے ابوالہول کے مسکراتے ہوئے ہونٹ چوم لیے اور پھر یہ اجالا صحرا میں بکھر گیا اور پھر مشرق سے ''را'' دیوتا طلوع ہوا اور صبح مسکرا اٹھی۔

ہم اس مندر کے قریب سے گزرتے ہوئے جو فرعون خوفو کے عہد سے بھی پہلے بنایا گیا تھا' نہر کے کنارے پہنچ گئے' ہم نے اوندھے لیٹ کر اپنے ہونٹ نہر کے گندے پانی کی سطح سے لگا دیئے اور وہ گندا پانی اس وقت ہمیں اسکندریہ کی قیمتی شراب سے بھی زیادہ مزیدار معلوم ہوا پھر ہم منہ ہاتھ دھونے لگے' قلوپطرہ آگے کو جھکی منہ دھو رہی تھی کہ اس کے گریبان میں سے ایک زمرد نکل کر نہر میں جا پڑا اور یہ اتفاق ہی تھا کہ بعد میں وہ مجھے دلدل میں مل گیا' ایک بار پھر میں نے قلوپطرہ کو اٹھا کر گدھے پر سوار کرایا اور گدھے کو کھینچتا ہوا' آہستہ آہستہ' کیونکہ میں تھکا ہوا تھا' نیل کے اس کنارے کی طرف چلا جہاں ہماری کشتی لنگر انداز تھی' ہم لوگ وہاں پہنچے تو آس پاس کوئی نظر نہ آ رہا تھا البتہ کچھ دور چند کاشتکار اپنے کھیتوں میں کام کر رہے تھے چنانچہ میں نے گدھے کو اسی جگہ چھوڑ دیا جہاں سے پکڑا تھا۔

ہم کشتی میں سوار ہو گئے' غلام جو ملاحوں کے لباس میں تھے' پڑے خراٹے لے رہے تھے میں نے جلدی جلدی انہیں اٹھایا اور کہا کہ فوراً لنگر اٹھا دیں ایک غلام نے خواجہ سرا کے متعلق پوچھا تو میں نے کہہ دیا کہ ملکہ کی اجازت سے قریب کے گاؤں میں اپنے کسی رشتہ دار سے ملنے چلا گیا ہے اور بعد میں آ جائے گا۔ کشتی کے بادبان کھول دیئے گئے اور یوں ہم منقورا کا خزانہ اپنے ساتھ لیے اسکندریہ کی طرف روانہ ہوئے۔

اور چار دنوں سے پہلے ہم اسکندریہ نہ پہنچ سکے کیونکہ ہوا مخالف تھی اور وہ چار دن میری زندگی کے بہترین دن تھے۔ شروع شروع تو قلوپطرہ خاموش اور اداس رہی منقورا کے ہرم میں جو واقعات ہوئے تھے۔ قلوپطرہ کے دل پر ان کی ہیبت چھائی ہوئی تھی لیکن جلد ہی اس کی خوش طبعی لوٹ آئی۔ اس کے دل سے خوف و ہراس دور ہوا اور اب پھر وہ وہی قلوپطرہ تھی' ہوشیار بذلہ سنج اور حسین۔

روزانہ رات کو میں اور قلوپطرہ کشتی کے تنے ہوئے شامیانوں کے نیچے گدوں پر بیٹھتے' کبھی تو اس کا نازک ہاتھ میرے ہاتھ میں ہوتا اور کبھی اس کا سر میرے کندھوں پر ٹکا ہوتا اور رات گئے تک ہم یوں ہی بیٹھے نیل کے پانی کی موسیقی سنتے اور دور پرے ابھرتے ہوئے نورانی چاند کو دیکھتے رہتے۔ کنارے پر کے کھجور کے درخت قطار اندر قطار کھڑے ہم دونوں کی محبت کے منظر کو گویا حیرت و استعجاب سے دیکھتے ہوا کے جھونکوں سے ان کے پتے سرسراتے

اور ریت کے ذرات چاندنی میں ابھرتے۔ ہم دونوں' اپنی شادی کی باتیں کرتے اور ایک دوسرے کو چومتے اور وہ مجھ سے کہتی کہ مرتے دم تک وہ مجھ سے ایسی ہی محبت کرتی رہے گی اور میں کہتا کہ میں بھی اس سے ایسی ہی محبت کروں گا اور ایسا شوہر ثابت ہوں گا کہ وہ مجھ پر فخر کر سکے گی' پھر ہم رومیوں کو شکست دینے کی ترکیبیں سوچتے' قلوپطرہ میری باتوں کو نہایت غور اور توجہ سے سنتی اور پھر خوش ہو کر میرے ہونٹ اور پیشانی چوم لیتی اور میرے بالوں میں اپنی نرم و نازک انگلیوں سے کنگھی سی کرنے لگتی اور کہتی کہ میری مرضی اس کی مرضی اور میری خوشی اس کی خوشی ہے اور یوں وہ دن اور راتیں گذرتی رہیں۔

ہائے دریائے نیل کی وہ راتیں۔

میں ان راتوں کو کبھی نہ بھلا سکوں گا' ان کی یاد مجھے آج بھی بے چین کیے دیتی ہے میں اب بھی تصویر میں چاند کی کرنوں کو نیل کے پانی پر ٹوٹتے بکھرتے دیکھ رہا ہوں۔ میں آج بھی قلوپطرہ کے سر کا نازک بوجھ اپنے کندھے پر پاتا ہوں' میں آج بھی اس کی معطر سانسوں کو اپنے رخساروں پر اور اس کے ہونٹوں کے لمس کو اپنے ہونٹوں پر محسوس کر رہا ہوں' اب بھی مجھے اس کے بدن کی بھینی بھینی اور مسحور کن خوشبو آ رہی ہے۔

ہائے دریائے نیل کی وہ راتیں!

افسوس وہ راتیں نہ رہیں' قلوپطرہ نہ رہی۔ اس کے بوسے نہ رہے لیکن ان کی یاد اب بھی مجھے ڈستی ہے۔

ہائے وہ راتیں!

کاش وہ راتیں کبھی ختم نہ ہوتیں......کاش......اے کاش!

اور ایک بار پھر میں قلوپطرہ کے محل میں تھا۔ جیسے کوئی حسین خواب دیکھتے دیکھتے چونک اٹھا ہوں۔ دریائے نیل کی وہ راتیں' ماضی کے اندھیرے اور اداس قبرستان میں دفن ہو چکی تھیں۔

ہرماسیس! قلوپطرہ کے ساتھ کہاں کی سیر کر آئے؟ جس دن ہم اسکندریہ پہنچے۔ اسی دن شارمن کا سامنا ہو گیا اور اس نے چھوٹتے ہی پوچھا: ''اپنے اعمال نامے میں ایک اور گناہ کا اضافہ کرنے گئے تھے یا صرف محبت کا سفر تھا؟ اپنی معشوقہ کے ساتھ ماہ عسل منانے گئے تھے کیا؟'' میں......وہ......قلوپطرہ کے ساتھ ایک اہم سرکاری کام انجام دینے گیا تھا' میں نے رکھائی سے جواب دیا......

بیحد اہم اور خفیہ کام ہو گا لیکن وہ کہتے ہیں نا کہ کوئی شیطانی کام ہی یوں چوری چھپے خاموشی سے کیا جاتا ہے' یہ بھی حقیقت ہے کہ شیطان کو رات بہت پسند ہے اور یہ بھی تم جانتے ہو گے کہ منحوس پرندے رات کو ہی پرواز کرتے ہیں اور میں تمہاری عقل مندی کی داد دیتی ہوں کہ تم راتوں رات ہی یہاں سے قلوپطرہ کے ساتھ روانہ ہوئے کیونکہ اب تم اپنا منہ کسی کو دیکھا ہی نہیں سکتے' سچ تو یہ ہے کہ تم کون سا منہ لے کر مصریوں کے سامنے جا سکتے ہو' تھوک نہ دیں گے وہ تمہارے منہ پر' یہ تم نے واقعی اچھا کیا کہ رات کو سفر کرتے رہے۔

غصہ سے میرا خون سنسنانے لگا' شارمن کی زبان میں زہر تھا۔

طعنوں کے علاوہ شاید تمہارے پاس کہنے کو کچھ اور ہے ہی نہیں' میں نے دانت پیس کر کہا۔ بہت اچھا سنو! میں وہاں گیا تھا جہاں تم تو کیا کوئی بھی جانے کی ہمت نہیں کر سکتا اور ہم وہ چیز لینے گئے تھے جس کی مدد سے ہم مصر کو انطونی سے بچا سکتے ہیں۔

تو یہ بات ہے لیکن سن لے بیوقوف ہرماسیس! تمہاری سب محنت رائیگاں ہی گئی' بہتر ہوتا کہ اگر تم نے یہ دن کسی نیک کام میں صرف کیے ہوتے' تمہاری ان کوششوں کے باوجود انطونی مصر میں آئے گا' تمہاری حیثیت ہی کیا ہے؟ کون سے بل بوتے پر تم یہ کہتے ہو؟ تم فرعون نہیں ہو' کوئی افسر نہیں ہو اور نہ تمہارے پاس قوت و اقتدار ہی ہے۔

میرے پاس چاہے کچھ نہ ہو لیکن قلوپطرہ کے پاس تو سب کچھ ہے۔

ہاں ہے تو سہی لیکن بھولے اور بیوقوف آدمی سن لو کہ تمہاری قلوپطرہ ہی انطونی کو مصر میں لے آئے گی اور شارمن کے ہونٹوں پر زہریلی مسکراہٹ ناچ گئی۔ تمہاری یہی حسن فروش ملکہ جس کے پیچھے تم ایسے دیوانے ہو رہے ہو۔ انطونی کے بلاوے پر طرطوس جائے گی اور اس شہوت پرست انطونی کو اپنے حسن کے جال میں پھنسا کر اس کے دل پر فتح حاصل کر کے اور اسے تمہاری طرح اپنا غلام بنا کر اسکندریہ میں لے آئے گی۔ تم اس قلوپطرہ کو نہیں جانتے۔ اس کا اصول یہ ہے کہ جو گڑ سے مرے اسے زہر کیوں دوں۔

بکتی ہو تم......قلوپطرہ کبھی طرطوس نہ جائے گی اور انطونی کبھی یہاں نہ آئے گا اور اگر آیا بھی تو اعلان جنگ قبول کرنے کے بعد۔

کس خیال میں ہو ہرماسیس! وہ ہنسی' اُفوہ آدمی کیسی کیسی خوش فہمیوں میں مبتلا رہتا ہے۔ بہت اچھا تمہارا جو دل چاہے سمجھو لیکن آخر کب تک یہ فریب چلے گا۔ تین دنوں کے بعد تم لوگ جان لو گے کہ کیا ہو گا۔ تب تک ہرماسیس تم اپنے آپ کو دھوکا دیتے اور محبت کی دنیا کی سیر

کرتے رہو اور واقعی بیحد خوبصورت دنیا ہے۔ خود میرا دل چوٹ کھایا ہوا ہے۔ اس لیے ایک حد تک تمہارے دل کی حالت کو سمجھ سکتی ہوں۔ محبت کے جتنے خواب دیکھ سکو دیکھ لو کیونکہ وہ وقت دور نہیں جب یہ خواب ختم ہو جائیں گے۔ میں نہ جانتی تھی کہ تمہیں اتنی آسانی سے بیوقوف بنایا جا سکتا ہے۔ اور شارمن میرے دل میں شکوک وشبہات جگا کر اور مجھے غصہ میں پھنکتا چھوڑ کر چلی گئی۔

☆☆☆

وہ پورا دن گزر گیا لیکن قلوپطرہ سے ملاقات نہ ہو سکی دوسرے دن میں اس کی خواب گاہ میں پہنچا تو اس نے بڑی ناگواری اور رکھائی سے بیٹھ جانے کو کہا۔ میں نے مصر اور رومیوں کا ذکر چھیڑا تو اس نے مجھے جھڑک دیا۔

ہرماسیس! تم اپنی باتوں سے مجھے تھکا دیتے ہو۔ اس نے غصہ ہو کر کہا۔

کیا نہیں دیکھ رہے کہ میں متفکر اور پریشان ہوں؟ مصر...... مصر...... جب دیکھو تو یہی راگ الاپتے رہتے ہو' کل انطونی کے سفیر قیونطس ولیوس کو جواب دینے کے بعد ہم اس مسئلہ پر گفتگو کریں گے۔ اس سے پہلے نہیں۔

ہاں ولیوس کو کل جواب مل جائے گا لیکن قلوپطرہ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ شارمن جو پورے اسکندریہ میں ملکہ کی راز دار کے نام سے مشہور ہے مجھ سے کہہ رہی تھی کہ ولیوس کو یہ جواب دیا جائے گا' کہ جاؤ ولیوس اپنے آقا سے کہو کہ میں طرطوس آ رہی ہوں۔

شارمن میرے دل کا حال کیا جانے؟ قلوپطرہ نے پاؤں پٹخ کر کہا: ''اگر وہ لڑکی حقیقت میں اتنی بڑھ گئی ہے کہ ہمارے متعلق ایسی جھوٹی سچی باتیں کہتی پھرتی ہے تو اسے محل سے نکال دینا ہی بہتر ہوگا' تاہم اتنا ضرور کہوں گی کہ شارمن میرے سب مشیروں سے زیادہ ہوشیار اور عقل مند ہے۔''

ہاں ہرماسیس! اس نے لہجہ بدل کر کہا: ''جانتے ہو کہ کل رات میں نے اسکندریہ کے یہودی تاجروں کو بلا کر چند زمرد فروخت کر دیئے۔ نہیں تم نہیں جانتے' ایک ایک پانچ ہزار سسترشیا(1) میں فروخت ہوا' لیکن جیسا کہ میں پہلے کہہ چکی ہوں' وہ تاجر گنتی کے چند زمرد ہی خرید سکے کیونکہ سب کے سب خریدنے کے لیے ان کے پاس روپیہ نہ تھا' قابل دید نظارہ تھا وہ' تاجروں نے جب زمرد دیکھے تو ان بیچاروں کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں' اور انہیں سکتہ سا ہو گیا' اور اب ہرماسیس تم جاؤ' میں آرام کرنا چاہتی ہوں' منقورا کے حرم کی وہ بھیانک رات بھلائے نہیں بھولتی۔''

میں اٹھا' کچھ دیر تک پس وپیش کے عالم میں کھڑا رہا' اور پھر جھجکتے ہوئے بولا:

''قلوپطرہ مجھے کچھ کہنا ہے۔''

''کہو۔''

''وہ ...... ہماری شادی......؟'' شادی...... تو کیا ہماری شادی نہیں ہوگئی؟ کیا ہم میں زن وشوہر کے تعلقات قائم نہیں ہو گئے۔

کیا ہم دونوں ساتھ نہیں سوئے؟

یوں تو واقعی ہماری شادی ہو چکی ہے' لیکن اس سے تم واقف ہو یا میں۔ سب کے سامنے کہاں ہوئی ہے۔ تم نے وعدہ کیا تھا کہ......

تو تمہیں میرے وعدے پر اعتبار کرنا چاہیے' کل ولیوس کو جواب دینے کے بعد میں اعلان کر دوں گی کہ تم میرے شوہر ہو اور سلطنت میں برابر کے شریک۔ کل دربار میں حاضر رہنا اور اپنی جگہ پر کھڑے رہنا' کہو اطمینان ہوا؟۔

اور اس نے اپنا ہاتھ میری طرف بڑھا دیا۔ اس وقت وہ عجیب نظروں سے میری طرف دیکھ رہی تھی' جیسے اس کے دل میں دو متضاد ارادوں میں جدوجہد ہو رہی ہو۔ میں اس کا ہاتھ چوم کر چلا آیا' اسی رات میں نے قلوپطرہ سے ملنا چاہا لیکن نہ مل سکا۔ پہرے دار خواجہ سراؤں نے مجھے خواب گاہ کے پردوں کے باہر ہی روک دیا اور کہا کہ اس وقت وہ خاتون شارمن کے ساتھ ہیں' اور وہاں کسی کو بھی جانے کی اجازت نہیں۔

دوسرے دن دوپہر ہونے سے ایک گھنٹہ پہلے ملکہ نے دربار لگایا' میں قلوپطرہ کا ولیوس کو جواب اور مجھ سے شادی کا اعلان سننے کے لیے دھڑکتا ہوا دل لیے دربار میں پہنچا' دربار کا کمرہ درباریوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ تخت کے پیچھے ملکہ کی خاص کنیزیں اور خادمائیں کھڑی تھیں لیکن شارمن کا کہیں پتہ نہ تھا' وقت گزرتا گیا لیکن ملکہ آئی نہ شارمن' آخرکار جب میری بے چینی انتہا کو پہنچ چکی تھی تو شارمن عقبی دروازے سے دربار کے کمرے میں داخل ہوئی اور تخت کے پیچھے کھڑی ہوگئی' اس نے میری طرف دیکھا' اس کی آنکھوں میں عجیب طرح کی چمک تھی' فتح مندانہ چمک' میں نہیں جانتا تھا کہ یہ کون سی فتح کی چمک تھی۔ یہ بات تو میرے خواب وخیال میں بھی نہ تھی کہ شارمن میری تباہی و بربادی اور مصر کی بدقسمتی کا مکمل سامان کر کے آئی ہے۔

دفعتہً بگل بج اٹھے۔ دروازہ کھلا اور سر پر دوہرا تاج رکھے شاہی لباس میں ملبوس

قلوپطرہ' ایک عجیب شان اور تمکنت سے قدم اٹھاتی دربار میں آئی' اس کے سینے پر وہ بڑا زمرد جگمگا رہا تھا جو فرعون منقورا کی لاش سے نکالا گیا تھا وہ آہستہ آہستہ تخت کی طرف آئی اس کے پیچھے محافظ سپاہیوں کا دستہ تھا' قلوپطرہ کا چہرہ اداس تھا اور اس کی آنکھوں میں غم کے بادل منڈلا رہے تھے۔ وہ تخت پر بیٹھ گئی اور ایک نظر حاضرین پر ڈال کر نقیبوں کے سردار سے مخاطب ہوئی۔

معزز رومی سردار انطونی کا سفیر حاضر ہے۔

نقیبوں کے سردار نے گردن جھکا کر اثبات میں جواب دیا۔

''تو پھر آنے دیا جائے کہ وہ ہمارا جواب سن لے۔''

دروازہ کھلا' بگل چلائے اور رومی لباس میں ملبوس انطونی کا سفیر قیونطس ولیوس مغرورانہ شان سے چلتا ہوا تخت کے سامنے آ کھڑا ہوا۔ اس کے ساتھی رومی نائٹ' اس کے دائیں بائیں مؤدب کھڑے ہو گئے' ولیوس نے جھک کر ملکہ کو سلام کیا۔

میں ملکہ مصر کا جواب سننے کے لیے حاضر ہوا ہوں' ملکہ مصر میرے آقا انطونی کا خط سن چکی ہیں۔ میں اس خط کا جواب لے کر فوراً ہی طرطوس کے لیے روانہ ہو جاؤں گا' ملکہ مصر سوچ سمجھ کر جواب دیں' کہیں ایسا نہ ہو کہ ان سرخ ہونٹوں سے نکلے ہوئے الفاظ مصر کی بربادی کو دعوت دیں' ملکہ میری اس جرأت اور گستاخی کو معاف فرمائیں لیکن اگر میرا مشورہ قبول کیا گیا اور ملکہ طرطوس تشریف لائیں تو میرا آقا ملکہ کو وہ سب کچھ دے ڈالے گا جو ملکہ کا حصہ ہے اور جس کی ملکہ مستحق ہیں' یعنی عزت و شہرت' تاج و تخت' دولت و حشمت اور سب سے بالا وہ تاج جس کے ذریعے ملکہ کسی کے دل پر بھی حکومت کر سکیں گی۔ ملکہ کو یہ نہ بھولنا چاہیے کہ شاہوں کی قسمتیں میرے آقا انطونی کی مٹھی میں ہیں جب وہ خاموش ہوتا ہے تو انہیں الٹ دیتا ہے اور جب خوش ہوتا ہے تو انہیں سنوار دیتا ہے۔ شاہوں کا وجود اور عدم' انطونی کی خوشی اور ناخوشی سے وابستہ ہے۔

اور ولیوس خاموش ہو گیا وہ ملکہ کے جواب کا منتظر تھا' چند ثانیوں تک قلوپطرہ نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ کہیں خلا میں گھورتی رہی۔ اس کے چہرے کا رنگ زرد ہو رہا تھا اور اس کی آنکھیں بجھ سی گئیں تھیں۔ آخر کار اس کے ہونٹوں کو جنبش ہوئی اور میں دھڑکتا ہوا دل لیے رومیوں کے خلاف مصر کا اعلان جنگ سننے کے لیے تیار ہو گیا۔

معزز ولیوس! ہم نے دس روز پہلے انطونی کا خط سنا تھا اور آج تک ہم اس پر غور کرتے رہے۔ ہم نے اپنے ہوشیار اور زیرک مشیروں سے مشورہ لیا امراء کا عندیہ لیا'

دارالاستخارہ میں بھی دیوتاؤں سے پیشین گوئی طلب کی۔ ہم مصر اور مصر کے لوگوں کی فلاح و بہبود کے خواہاں ہیں' معزز ولیوس! درشت اور توہین آمیز ہیں وہ الفاظ جو تم اپنے آقا کے پاس سے لائے ہو' ایسے سخت لفظ استعمال کرنا انطونی کو زیب نہیں دیتا اور نہ کوئی ملکہ ہی انہیں برداشت کر سکتی ہے چنانچہ ہم نے جتنی فوج جمع کر سکتے ہیں کر لی ہے جتنی کشتیاں مل سکی ہیں حاصل کر لی ہیں اور ہمارے پاس اتنی دولت بھی ہے کہ ہم اخراجات جنگ برداشت کر سکیں انطونی کتنے ہی طاقتور کیوں نہ ہوں مصر ان سے نہیں ڈرتا۔

وہ خاموش ہو گئی اور پورا دربار مکھیوں کے چھتے کی طرح بھنبھنا اٹھا' ملکہ کے ان زوردار الفاظ کی ہر آدمی تعریف کر رہا تھا۔ ولیوس نے یوں ہاتھ ہلائے جیسے وہ ان کچل دینے والے الفاظ کو پیچھے دھکیل رہا ہو۔

معزز ولیوس ہم اور بھی بہت کچھ کہنا چاہتے تھے...... ہم چاہتے تو انطونی کے سے ہی درشت لفظوں میں جواب دے سکتے تھے اور یہ بھی سن لو کہ ہمارے قلعے اتنے مضبوط ہیں کہ رومی انہیں کبھی فتح نہ کر سکیں گے' اگر ہم چاہتے تو تمہیں اسکندریہ سے ذلیل کر کے اور کوئی جواب دیئے بغیر نکلوا دیتے لیکن ہم نہیں چاہتے' کہ تم خالی ہاتھ واپس جاؤ' ہم انطونی کے خط کا جواب دیں گے ہم پر جو الزام لگایا گیا ہے وہ بے بنیاد ہے اور معزز انطونی اس جھوٹے الزام کی آڑ لے کر ہمیں ڈرا رہے ہیں لیکن ہم اس الزام کی جواب دہی کے لیے طرطوس نہ آئیں گے۔

ایک بار پھر پورا دربار بھنبھنا اٹھا اور میرا دل خوشی سے ناچنے لگا؟

تو پھر کیا یہ اعلان جنگ ہے؟ ہم کہہ چکے ہیں کہ ان الزامات کی جواب دہی کے لیے ہم طرطوس نہ آئیں گے۔ لیکن...... قلوپطرہ مسکرائی۔ ہم انطونی اور دولت روم کے دوست ہیں اور اپنی دوستی کا ثبوت دینے اور اسے مضبوط کرنے کے لیے ہم طرطوس آئیں گے۔ ہم نہیں چاہتے کہ جنگ کے شعلے بھڑک اٹھیں اور ملک مصر یا دولت روم کو جلا کر خاک سیاہ کر دیں۔

قلوپطرہ کے آخری الفاظ نے مجھے پریشان کر دیا کہ کہیں میرے کانوں نے مجھے دھوکا تو نہیں دیا؟ کیا قلوپطرہ اسی طرح اپنے وعدے وفا کرتی ہے؟ غصہ نے مجھے پاگل کر دیا اور میں دفعتہً چلا اٹھا۔ ملکہ یہ نہ بھولیں...... کہ

اے غلام خاموش رہو' قلوپطرہ نے کہا: تمہیں بیچ میں ٹپکنے کو کس نے کہا تھا؟ تم ستاروں کی چال دیکھا کرو' سیاست سے تمہیں کیا سروکار؟ اور پھر ہمارے

معاملے میں دخل دینے والے تم کون ہو؟ میری گردن شرم سے جھک گئی۔ آج سے پہلے کبھی میری اس طرح توہین نہ کی گئی تھی ہتک کی اس ناقابل برداشت ضرب سے میں لڑکھڑا گیا اور اس وقت میں نے دیکھا کہ شارمن مسکرا رہی تھی۔

ملکہ نے اپنے غلاموں کو معلوم ہوتا ہے' سر چڑھا رکھا ہے' لیکن یہ دیکھ کر میں خوش ہوا کہ اس منہ پھٹ غلام کو ڈانٹ دیا گیا اور ولیوس نے میری طرف اشارہ کیا' چنانچہ اب ملکہ کی اجازت سے' میں ملکہ کا شکریہ!......

ہمیں تمہارے شکریہ کی ضرورت نہیں اور نہ ہی ہمارے کسی خادم کو جھڑکنے کا تمہیں حق ہے۔ قلوپطرہ نے سرخ ہو کر کہا۔ ہم صرف انطونی سے ہی شکریہ قبول کریں گے۔ جاؤ اپنے آقا سے کہو کہ ملکہ مصر تشریف لا رہی ہے۔ چنانچہ ہمارے شایانِ شان ہمارا استقبال کیا جائے' تم جا سکتے ہو ولیوس' تمہارے اور تمہارے ساتھیوں کے لیے ہم نے کچھ تحائف جہاز پر پہنچا دیئے ہیں۔

ولیوس نے تین دفعہ جھک کر قلوپطرہ کو سلام کیا اور چلا گیا' درباری اپنی جگہ پر کھڑے ملکہ کے حکم کے منتظر تھے اور میں بھی منتظر تھا کہ شاید اپنا وہ وعدہ وفا کرے گی لیکن اس نے کچھ نہ کہا' وہ دربار سے چلی گئی۔ درباری بھی جانے لگے۔ وہ میری طرف دیکھ دیکھ کر مسکرا رہے تھے۔ وہ میرے اور قلوپطرہ کے تعلقات سے واقف نہ تھے لیکن میرا عروج دیکھ دیکھ کر مجھ سے جلنے لگے تھے۔

مجھے سر دربار ڈانٹ دیا گیا تو وہ بیحد خوش ہوئے لیکن مجھے ان کی کوئی پرواہ نہ تھی بلکہ یوں کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ میں ان کی طرف متوجہ نہ ہوا بلکہ میں اپنی جگہ بت بنا کھڑا تھا اور حیران تھا کہ یہ ایک دم سے کیا ہو گیا؟ اور یہ کہ میں کس خیال خام میں اب تک مبتلا رہا تھا! میری امیدیں اوندھے منہ گری تھیں اور دنیا میری نظروں میں تیرہ و تار تھی۔

❁ ❁ ❁

حواشی

(1) تقریباً چالیس ہزار پونڈ۔ (مؤلف)

❁ ❁ ❁

تیرہواں باب

آخری ضرب

سب لوگ چلے گئے دربار کے کمرے میں' میں اکیلا کھڑا تھا کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کروں دیوتا جانیں میں کب تک وہاں کھڑا رہتا کہ ایک خواجہ سرا نے بڑی بدتمیزی اور گستاخی سے میرے کندھے پر ہاتھ مار کر کہا کہ ملکہ بلا رہی ہیں۔ یہ وہی خواجہ سرا تھا کہ کچھ کہنے سے پہلے میرے سامنے گھٹنوں کے بل جھک جاتا تھا لیکن اب جبکہ وہ سب کچھ دیکھ اور سن چکا تھا ایسی بدتمیزی سے پیش آ رہا تھا ایک ہی گھنٹہ میں میری قسمت پلٹ گئی تھی۔ میری خوش بختی کا وہ ستارہ جو بڑی آب و تاب کے ساتھ چمک رہا تھا' اب غروب ہو چکا تھا' عروج ......اور اس کے بعد فوری زوال اور جب ایسی حالت ہو تو ہر طرح کی ذلت برداشت کرنا ہی پڑتی ہے۔

''چنانچہ بدقسمت ہیں وہ لوگ جو آج عظیم ہیں کیونکہ ان کا بھی زوال ہوگا اور وہ دنیا کی ہر ذلت کا مزہ چکھیں گے۔''

مارے غصہ کے میرا خون کھولنے لگا اور میں یوں غرا کر خواجہ سرا کی طرف پلٹا کہ وہ بزدل سہم کر ایک طرف ہٹ گیا۔ میں نے اس پر ہاتھ اٹھانا مناسب نہ سمجھا چنانچہ میں کچھ کہے بغیر ملکہ کی خوابگاہ کے سامنے پہنچا محافظوں نے مجھے نہ روکا۔

قلوپطرہ اپنی سنہری کوچ پر بیٹھی ہوئی تھی اور شارمن' یونانی کنیز ایراس ماریا اور دوسری کنیزیں اسے گھیرے کھڑی تھیں۔

تم سب جاؤ۔ قلوپطرہ نے کہا: ''میں اپنے نجومی سے تنہائی میں کچھ پوچھنا چاہتی ہوں۔''

کنیزیں چلی گئیں اور اب میں قلوپطرہ کے ساتھ تنہا تھا۔

وہیں کھڑے رہو' قلوپطرہ نے نظریں اٹھا کر میری طرف دیکھا' میرے قریب نہ آنا

مجھے تم پر بھروسہ نہیں رہا۔ بہت ممکن ہے کہ تم اس وقت بھی اپنے چغہ میں خنجر چھپائے ہوئے ہو‘ ہاں اب بتاؤ تمہیں کیا کہنا ہے اور جب میں رومی سفیر سے گفتگو کر رہی تھی تو تمہیں بیچ میں بولنے کا کیا حق تھا؟ مایوسی اور خجالت اور غصہ نے مجھے پاگل سا کر دیا۔

قلوپطرہ میں تم سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ تمہیں کیا کہنا ہے؟ میں نے دلیری سے پوچھا: تمہاری وہ قسم کیا ہوئی جو تم نے منقورا کی لاش کے سامنے کھائی تھی؟ وہ اعلان جنگ کیا ہوا‘ جو تم رومیوں کے خلاف کرنے والی تھیں؟ بھرے دربار میں مجھے اپنا شوہر تسلیم کر لینے کا تمہارا وعدہ کیا ہوا؟ جواب دو قلوپطرہ؟

یہ تم پوچھ رہے ہو ہرماسیس! دیوی ایزیس کے چہیتے کاہن! تم نے بھی تو کوئی قسم کھائی تھی‘ تم نے بھی تو مصریوں سے کچھ وعدے کیے تھے؟ پہلے تم ہی اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھو کیا ہوئے تمہارے وہ وعدے! کہاں گئیں وہ تمہاری قسمیں؟ کیا تم نے مصریوں کو آزادی دلا دی؟ کیا تم ایک عورت کی محبت میں پھنس کر اپنے فرائض نہیں بھول گئے؟ نہیں ہرماسیس! یہ سوال تمہیں مجھ سے نہ پوچھنا چاہیے اور یہ تم نے کس طرح سمجھ لیا کہ میرے وعدے جھوٹے ہیں‘ کوئی ثبوت ہے تمہارے پاس؟

میں تمہارے ان طنزیہ جملوں کا جواب دینا نہیں چاہتا۔ میں نے غصہ پر قابو حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا اور تمہیں یہ پوچھنے کا کوئی حق نہیں ہے کہ میں نے اپنا فرض پورا کیا یا نہیں؟ البتہ میں تمہارے آخری سوال کا جواب دوں گا تم انطونی سے ملنے جا رہی ہو۔ تمہاری بیوفائی کا یہی ایک ثبوت کافی ہے کہ تم انطونی سے ملنے جا رہی ہو اور جیسا کہ اس رومی سفیر نے کہا ہے زرق برق لباس میں جا رہی ہو...... اور کس کے بلاوے پر جا رہی ہو‘ اس انطونی کے جس کا مقابلہ کرنے کی قسم تم نے کھائی تھی‘ تم اس آدمی کے ساتھ دعوتیں اڑاؤ گی جس کی لاش پر چیلیں اور کوے دعوت اڑاتے اور یہ سب کون سی دولت سے ہوگا ذرا سوچو تو قلوپطرہ! تم نے جو دولت منقورا کے مقبرے سے حاصل کی ہے وہ مصر کی فلاح و بہبود کے لیے محفوظ تھی لیکن اب اس دولت سے رنگ رلیوں کے سامان ہوں گے‘ تم نے اسی دولت کے سہارے رومیوں کا مقابلہ کرنے کی قسم کھائی تھی اور میں تمہاری محبت میں ایسا اندھا ہو گیا تھا کہ تمہاری مکاری کو سمجھ نہ سکا بلکہ یہی نہیں تم نے گزشتہ رات ہی مجھ سے شادی کرنے کی قسم کھائی تھی اور آج تم اتنی بدل گئیں کہ تم نے اس رومی سفیر کے سامنے اور بھرے دربار میں مجھے ڈانٹ دیا اور اب مجھ پر طنز کے نشتر چلا رہی ہو۔ میں نہ جانتا تھا کہ اس گورے سینے میں ایسا سیاہ

دل ہے۔

میں نے تم سے شادی کرنے کی قسم کھائی تھی؟ بہت اچھا یوں ہی سہی لیکن شادی ہے کیا؟ غلامی کی زنجیر جو عورت اپنے پیروں میں ڈال لیتی ہے اور تم سمجھتے ہو کہ میں شادی کروں گی؟ اگر تمہارا یہ خیال ہے تو سراسر غلط ہے میں نے کبھی کسی کی غلامی نہیں کی اور کروں گی بھی نہیں۔ میں شادی کروں ہی کیوں؟ شادی کے بغیر میں سب حاصل کر سکتی ہوں جو چاہتی ہوں‘ نہیں میں اپنی آزادی کو بھینٹ نہیں چڑھا سکتی‘ اور یہ بھی یاد رکھو ہرماسیس کہ شادی کے بعد محبت میں اتنا جوش و خروش نہیں رہتا۔ نوجوان عورت کو اپنی زندگی میں دو خطرے لاحق ہوتے ہیں‘ ایک شادی اور دوسری موت۔ موت تو خیر کوئی روک نہیں سکتا لیکن شادی روکی جا سکتی ہے‘ اور ان دو خطرات میں سے شادی سب سے بڑا خطرہ ہے‘ موت تو پھر بھی ابدی سکون اور آرام کا پیغام لے آتی ہے‘ لیکن شادی‘ خصوصاً ناکام شادی دنیا میں جہنم مہیا کر دیتی ہے‘ اور پھر شادی عام عورتوں کا کام ہے اور میں عام عورت نہیں ہوں چنانچہ میں محبت تو کر سکتی ہوں لیکن شادی! کبھی نہیں۔ ”لیکن کل ہی تم نے قسم کھائی تھی کہ بھرے دربار میں مجھ سے شادی کر لو گی۔“

کل کی بات جانے دو ہرماسیس! کل آسمان پر طوفانی بادل منڈلا رہے تھے لیکن آج کا دن شفاف طلوع ہوا ہے لیکن کون کہہ سکتا ہے کہ طوفان آئندہ کل بھی نہ آئے گا؟ بہت ممکن ہے کہ میں نے مصر کو رومیوں سے نجات دلانے کی آسان راہ تلاش کر لی ہو اور کون کہہ سکتا ہے کہ میں تم سے شادی نہ کروں گی؟ نہیں بھئی ابھی یقین سے نہیں کہا جا سکتا جو ناممکن ہے وہ ہو سکتا ہے کہ ممکن ہو جائے۔

اب میں زیادہ دیر تک اس کا جھوٹ برداشت نہ کر سکتا تھا۔ قلوپطرہ اپنے اصلی روپ میں میرے سامنے تھی‘ وہ مجھے بیوقوف بنا رہی تھی کھیل رہی تھی میرے ساتھ اور میں غصہ سے دیوانہ ہو گیا۔ اور وہ باتیں کہہ گیا جو ایک مدت سے کہنا چاہتا تھا۔

قلوپطرہ! میں چلایا۔ تم ایک طرف تو مصر کو بچانے کی قسم کھاتی ہو اور دوسری طرف اسے رومیوں کی غلامی میں دینے کی قسم کھاتی ہو‘ تم نے منقورا کے خزانے سے مصر کو آزادی دلانے کی قسم کھائی لیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ تم اسی دولت سے مصر کو جکڑنے کے لیے سنہری زنجیر تیار کر رہی ہو‘ تم نے مجھ سے شادی کرنے کا وعدہ کیا لیکن تم میرا مذاق اڑانے اور ڈانٹنے لگ جاتی ہو حالانکہ میں تم سے محبت کرتا ہوں۔ تمہارے لیے میں نے اپنا سب کچھ قربان کر دیا اور تم مجھ سے کھیلتی رہیں۔ نہیں قلوپطرہ! آج سے یہ کھیل ختم ہوتا ہے اور میں فراعنہ کی روحوں

کی قسم کھا کر تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ منقورا کا غضب تم پر اور صرف تم پر نازل ہو گا کیونکہ تم نے دھوکے اور فریب سے دولت حاصل کی ہے' مجھے جانے دو۔

ہاں مجھے چلا جانے دو تا کہ میں کسی دور افتادہ اور سنسان خطے میں بیٹھ کر اپنے گناہوں کا کفارہ ادا کروں بہت ممکن ہے کہ دیوتا مجھے بخش دیں...... اور پھر میں اپنے آپے میں نہ رہا۔ مکار' جھوٹی' فاحشہ' جانے دے مجھے میں تیری صورت تک دیکھنا نہیں چاہتا۔

قلوپطرہ پیر پٹخ کر اٹھی وہ غصہ سے کانپ رہی تھی۔

''جانے دوں؟ تمہیں جانے دوں تا کہ تم میرے خلاف کوئی نئی سازش کرو؟ تمہیں جانے دوں۔ جس نے ایک دفعہ مجھے قتل کرنا چاہا تھا؟ نہیں' تم نہیں جا سکتے! تم میرے ساتھ طرطوس آؤ گے شاید میں تمہیں جانے کی اجازت دے دوں۔''

اور اس سے پہلے کہ میں کچھ کہتا اس نے کوچ کے سرہانے لٹکتا ہوا چاندی کا گھنٹہ بجا دیا فوراً ہی ایک دروازے سے شارمن اور دوسری کنیزیں اور دوسرے دروازے سے محافظ سپاہی داخل ہوئے یہ سپاہی سب کے سب قوی الجثہ اور وحشی تھے۔ ''گرفتار کر لو اس نمک حرام کو'' قلوپطرہ نے میری طرف اشارہ کیا۔

محافظوں کا افسر برونوس تلوار کھینچ کر میری طرف لپکا لیکن اس وقت میں دیوانہ ہو رہا تھا اور زندگی سے عاجز تھا چنانچہ ادھر سے میں برونوس کی طرف دوڑا اور اس سے پہلے کہ وہ مجھ پر وار کرتا۔ میں نے اپنی پوری قوت سے اس کے جبڑے پر ایک گھونسا رسید کیا' برونوس چکرا کر دھم سے فرش پر گرا' ایک دوسرا دیو قامت سپاہی اپنے افسر کو گرتے دیکھ کر دانت پیستا اور تلوار ہلاتا میرے سر پر آ پہنچا۔

میں نے جلدی سے بیہوش برونوس کے ہاتھ سے تلوار چھڑائی اور اس سپاہی پر وار کر دیا۔ تلوار اسی جگہ پڑی جہاں گردن دھڑ سے جڑی ہوتی ہے اور ایسی شدید ضرب تھی وہ کہ تلوار زرہ کو کاٹتی ہوئی سپاہی کی گردن اڑا گئی۔ اس کا بے سر دھڑ ایک لمحہ تک کھڑا کانپتا رہا اور پھر تناور درخت کی طرح گر پڑا۔ اس عرصہ میں تیسرا سپاہی میری طرف دوڑا میری سمجھ میں کچھ نہ آیا تو تلوار کی نوک اس کے سینے کی طرف کر دی وہ ایسی تیزی سے بھاگا چلا آ رہا تھا کہ فوراً ہی اپنے آپ کو روک نہ سکا اور میری تلوار میں چھد کر رہ گیا۔ وہ بھی مردہ ہو کر گرا۔ اب صرف ایک سپاہی بچ رہا تھا۔ میں نے پوری قوت سے اس پر وار کیا۔ اس نے ڈھال سامنے کر دی اور ایسی شدید ضرب تھی کہ...... میری تلوار نہ صرف اس کی ڈھال چیر گئی بلکہ خود تلوار بھی بیچ سے

ٹوٹ گئی...... اور اب میں نہتا تھا' عورتیں بے اختیار چیخ اٹھیں لیکن قلوپطرہ خاموش کھڑی یہ عجیب جنگ دیکھتی رہی۔ خوشی کے ایک نعرے کے ساتھ سپاہی نے مجھ پر وار کیا۔ میں نے ڈھال سامنے کر دی اس کی تلوار ڈھال پر پڑ کر اچٹ گئی اس نے دوسرا وار کیا میں یہ وار بھی بچا گیا۔ اس نے تیسری دفعہ تلوار بلند کی اور میں نے دیکھا کہ یہ تیسری ضرب یقیناً میرا خاتمہ کر دے گی چنانچہ میں نے اپنی وزنی ڈھال سپاہی کے سر پر کھینچ ماری اس اچانک ضرب کی تاب نہ لا کر وہ لڑکھڑا گیا اور اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتا میں دوڑ کر اس سے لپٹ گیا۔

ایک منٹ تک ہم زور آزمائی کرتے رہے اور پھر ان دنوں میں ایسا طاقتور تھا کہ میں نے اسے اٹھا لیا اور گھما کر اس طرح سنگین فرش پر پھینکا کہ اس کی پسلیاں ٹوٹ گئیں لیکن خود بھی میں اپنا توازن قائم نہ رکھ سکا اور اس تڑپتے ہوئے سپاہی پر اوندھے منہ گرا۔ اسی اثنا میں برونوس کو جسے میں نے ایک ہی گھونسے میں بیہوش کر دیا تھا ہوش آ گیا تھا اس نے لپک کر ایک مردہ سپاہی کی تلوار اٹھائی اور جیسے ہی میں اس تڑپتے ہوئے سپاہی پر گرا کہ برونوس نے اچانک مجھ پر وار کر دیا۔ اس کی تلوار میرے سر اور کندھوں پر پڑی لیکن چونکہ میں زمین پر پڑا ہوا تھا اور ان دنوں میرے بال بھی بہت گھنے تھے اور میرے سر پر جو ٹوپی تھی وہ بھی تہہ در تہہ موٹے کپڑے کی تھی اس لیے برونوس کی تلوار مجھے قتل تو نہ کر سکی البتہ زخمی کر گئی۔ میں جہاں پڑا تھا وہیں پڑا رہ گیا ہر چند کہ ہوش میں تھا لیکن اٹھنے کی طاقت نہ تھی۔

اور اب وہ بزدل خواجہ سرا جو وہاں جمع ہو گئے تھے اور اب تک سہمے سمٹے کھڑے تھے مجھے یوں بے بس دیکھ کر اپنے اپنے خنجر نکال کر دوڑ پڑے۔ برونوس یہ دیکھ کر کہ اب مجھ میں اٹھنے کی سکت نہ رہی تھی۔ ایک طرف ملکہ کے حکم کا منتظر کھڑا تھا خواجہ سرا مجھ پر سوار ہو گئے۔ دو نے میرا سر پکڑ کر پیچھے پھینک دیا اور ایک نے میرے حلق پر خنجر رکھ دیا کہ مجھے ذبح کر دے اور اس نے یقیناً مجھے ذبح کر دیا ہوتا اگر شارمن نہ دوڑ پڑتی۔

ذلیل کتو! وہ چلائی اور میرے سینے پر سے خواجہ سرا کو دھکیل کر اپنے آپ کو مجھ پر اس طرح ڈال دیا کہ اگر کوئی مجھ پر وار کرتا تو اس کی تلوار پہلے شارمن کے ٹکڑے اڑاتی۔ اب برونوس کو جیسے ہوش آ گیا اور اس نے ان دو خواجہ سراؤں کو جو میرا سر پکڑے تھے۔ غصہ میں آ کر یوں دھکیلا کہ وہ دونوں دور تک لڑھکتے چلے گئے۔

ملکۂ مصر! اس کی جان بخشی کر دی جائے' برونوس نے کہا: دیوتاؤں کی قسم ایسا بہادر آدمی میں نے تو کبھی نہیں دیکھا۔ اس ایک نے مجھے بیہوش کر دیا اور میرے تین آدمی قتل کر

دیئے حالانکہ یہ نہتا تھا۔ مجھے اپنے تین سپاہیوں کی موت کا افسوس نہیں ہے لیکن اگر یہ بہادر مارا گیا تو واقعی مجھے افسوس ہوگا۔ ملکہ مصر غلام کی یہ عاجزانہ درخواست ہے کہ اس کی جان بخشی کر دی جائے' میں بہادروں کا قدرداں ہوں۔

ہاں اس کی جان بخشی کی جائے...... ملکہ اس کی جان بخشی کی جائے۔ شارمن چلائی وہ رو رہی تھی' وہ کانپ رہی تھی اور اس کا رنگ سفید ہو رہا تھا۔

قلوپطرہ میرے قریب آ کھڑی ہوئی' پہلے اس نے ان سپاہیوں کی طرف دیکھا جنہیں میں نے قتل کیا تھا۔ وہ سپاہی جسے میں نے اٹھا کر پھینکا تھا' اب تک تڑپ رہا تھا پھر اس نے میری طرف دیکھا۔ ہاں میری طرف جو دو دن پہلے اس کے ساتھ سوتا تھا لیکن آج اس کا سر جس سے خون بہہ رہا تھا' شارمن کے گھٹنے پر رکھا ہوا تھا۔

میری نظر قلوپطرہ کی نظر سے ملی۔

مجھے قتل کر دو' میں نے مری ہوئی آواز میں کہا۔ قلوپطرہ! کس بات کا انتظار کر رہی ہو' میرے قتل کا حکم دو' اور اپنا یہ ارمان بھی پورا کر لو۔

اور میں نے دیکھا کہ قلوپطرہ کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا اور میں سوچتا ہوں کہ وہ خجالت اور ندامت کی سرخی تھی۔

تو تم اس آدمی کو اتنا چاہتی ہو کہ اس کے لیے سپر بن گئیں اور اپنی جان کی بھی پروا نہ کی؟ قلوپطرہ نے ہنس کر کہا۔ اگر یہ ناجنس تمہیں قتل کر ڈالتے تو؟

یہ بات نہیں ہے ملکہ! شارمن نے سرخ ہو کر کہا لیکن میں یہ نہیں دیکھ سکتی کہ ایسا بہادر آدمی ناجنسوں کے ہاتھوں قتل ہو۔

''واقعی یہ بہادر ہے'' قلوپطرہ نے کہا اور واقعی اس نے جوانمردی کا ثبوت دیا' سچ تو یہ ہے کہ ایسا تماشہ میں نے روم کے ایمفی تھیٹر میں بھی نہ دیکھا تھا۔ بہرحال میں اس کی جان بخشی کرتی ہوں حالانکہ یہ میری کمزوری ہے جو ایک ملکہ کی شان کے خلاف ہے' اس نجومی کو اس کے کمرے میں پہنچا دو اور اس وقت تک اس کی نگہبانی کرتی رہو جب تک کہ یہ اچھا نہیں ہو جاتا یا...... مر نہیں جاتا۔

میرا سر گھومنے سا لگا' میری آنکھوں کے سامنے رنگ برنگے دھبے ناچنے لگے' قلوپطرہ بردنوس' شارمن اور کمرے کی ہر چیز دھندلی ہوتی چلی گئی اور میں بیہوش ہو گیا۔

خواب! بے ترتیب اور مسلسل خواب' خواب ہی خواب جیسے میں سالہا سال سے غم و

محن کے سمندر میں غوطے کھا رہا ہوں۔ خواب' اور خوابوں میں ایک سیاہ آنکھوں والی ایک عورت کا اداس چہرہ دیکھتا جس پر رحم کے جذبات ہوتے۔ یہ عورت مجھے تسلی دیتی اور تھپک تھپک کر سلانے کی کوشش کرتی پھر کسی کا رعب دار چہرہ نظر آتا جو مجھ پر جھکا ہوا ہوتا اور میرے بستر پر جیسے زلزلہ آ جاتا...... ایک ایسا چہرہ جسے میں پہچان نہ سکتا۔ لیکن جسے دیکھتے ہی میری رگوں میں خون کی گردش تیز ہو جاتی۔ میں اسے پہچاننے کی کوشش کرتا اور پہچان نہ سکتا تاہم اتنا ضرور محسوس کرتا کہ وہ جس کا یہ چہرہ ہے' میری زندگی کا ایک جزو بن چکی ہے۔

خواب! خواب ہی خواب! بے ترتیب اور مسلسل...... زمانہ طفلی کے خواب...... ابیدس اور اس کے ہیکل کے خواب اپنے بوڑھے والد اور آمن مہت اور ماموں سیپسا کے خواب' آمنتی اور اس کے عذاب کے خواب اور اس قربان گاہ کے خواب جس پر دیوی ایزیس کی روح اتر کر مجھ سے ہم کلام ہوتی تھی اور میں اپنے آپ کو آمنتی میں بھٹکتے اور دیوی ایزیس کو پکارتے دیکھتا' کوئی جواب نہ ملتا۔ قربان گاہ پر بادل نہ اترتا اور نہ ہی وہ مسلسل بدلتی ہوئی نہ ہی شبیہیں ہی نظر آتیں' البتہ ایک بھیانک آواز سنائی دیتی...... ہرماسیس کا نام دیوی ایزیس کی کتاب جاوداں سے نکال دو...... اور پھر دوسری آواز جواب دیتی...... نہیں ہرماسیس کا نام رد نہ کرو' نہیں...... ابھی نہیں...... اب بھی وقت ہے...... روحانی و جسمانی اذیت اس کے گناہوں کا کفارہ ہو سکتی ہے...... ہاں وہ بچ نہیں سکتا ہے۔ ابھی نہیں...... ابھی نہیں...... ابھی نہیں......

☆☆☆

اور مجھے ہوش آیا تو میں نے اپنے آپ کو اس کمرہ میں پڑا پایا جو رصدگاہ سے متصل قلوپطرہ کے محل میں تھا۔ میں ایسی نقاہت محسوس کر رہا تھا کہ ہاتھ بھی نہ ہلا سکتا تھا اور زندگی میرے بدن میں سے سرکتی معلوم ہو رہی تھی' میں نہ گردن گھما سکتا تھا اور نہ جنبش ہی کر سکتا تھا لیکن بے چینی دور ہو چکی تھی اور میں ایک طرح کا الوہی سکون محسوس کر رہا تھا کمرے میں جلتے ہوئے چراغ کی اندھی روشنی بھی میری آنکھوں میں چبھ رہی تھی۔ میں نے آنکھیں بند کر لیں اور ابھی آنکھیں بند کیے زیادہ دیر نہ ہوئی تھی کہ زینے پر سے ریشمی کپڑوں کی سرسراہٹ سنائی دی اور نازک پیروں کی چاپ بھی۔ میں اس چاپ اور سرسراہٹ سے بخوبی واقف تھا۔ یہ قلوپطرہ تھی......

وہ کمرے میں داخل ہوئی۔ وہ میرے قریب آ رہی تھی اور میرے ناتواں دل کی ہر

کمزور دھڑکن اس کی آواز پا کا جواب دے رہی تھی اور دفعتہً میرے دل کی گہرائیوں سے بیک وقت دو طوفان اٹھے۔ ایک محبت کا طوفان اور دوسرا نفرت کا اور یہ دونوں طوفان آپس میں ٹکرا گئے۔ میں نہیں جانتا کہ کونسا طوفان غالب تھا' قلوپطرہ مجھ پر جھک گئی اور اس کی مہکتی ہوئی سانسیں میرے رخساروں پر بکھر گئیں اور میں اس کے دل کی دھڑکن صاف طور پر سن سکتا تھا' میری آنکھیں بند تھیں لیکن میں قلوپطرہ کی ایک ایک حرکت محسوس کر رہا تھا وہ مجھ پر جھکی اور اس کے گرم گرم ہونٹ میری پریشانی پر جم گئے اور دیر تک جمے رہے۔

بدنصیب فرعون' وہ بڑبڑائی' بدنصیب مرتے ہوئے فرعون! قسمت نے تیرا ساتھ نہ دیا تو ایسا بھولا اور صاف دل ہے کہ مجھے تجھ سے نہ کھیلنا چاہیے تھا۔ آہ ہرماسیس! تم بازی جیت لیتے لیکن تمہاری تعلیم ادھوری تھی' کاہنوں نے تمہیں دنیا کے علم سکھائے لیکن تریا چرتر سے آگاہ نہ کر سکے اور نہ وہ گر ہی بتا سکے جس سے تم قانون قدرت کا مقابلہ کر سکتے۔ ہرماسیس' میں جانتی ہوں کہ تم مجھے چاہتے ہو۔ ہاں تم اسے چاہتے ہو جس نے تمہیں دھوکا دیا اور بھرے دربار میں تمہیں غلام کہا۔ آہ ہرماسیس! تم نے اندھیرے میں روشنی دیکھ کر اسے راہبر ستارہ سمجھا حالانکہ وہ چڑیل کے سر پر جلتا ہوا دیا تھا بہرحال تمہاری سازش زبردست تھی۔ اور یقیناً تم مجھے قتل کر دیتے۔ ہرماسیس! تمہاری حالت پر دل مچلتا ہے۔ غالباً اب ہم اس دنیا میں نہ مل سکیں گے اور ہم دونوں کے لیے بہتر بھی یہی ہے' اگر تم زندہ رہے اور میری ہمدردی اور دلی جوش کا یہ زمانہ گذر گیا تو کون جانے میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کروں؟ تمہارا مرجانا ہی بہتر ہے ہرماسیس! وہ لمبوترے چہرے والے بیوقوف طبیب کہتے ہیں کہ تم بچ نہ سکو گے' اور اگر ان بیوقوفوں نے تمہیں مرجانے دیا تو وہ خود بھی نہ بچ سکیں گے' تمہارا مرجانا ہی بہتر ہے تاہم میں تمہاری زندگی کی خواہاں ہوں...... اور ہرماسیس جب موت مجھ پر بھی غالب آجائے گی' تو ہم کہاں ملیں گے؟ غالباً اس دنیا میں جہاں دیوتا ازیرس کی حکومت ہے اور نہ میں وہاں ملکہ ہوں اور نہ تم میرے خادم تھوڑا سا زمانہ...... چند سال...... یا شاید صرف ایک ہی دن اور ہم اس دنیا میں مل جائیں گے اور وہاں ہرماسیس تم کس طرح میرا استقبال کرو گے؟ میرے سارے گناہ تمہیں یاد نہ آجائیں گے' کیا وہاں بھی تم مجھ سے ایسی ہی محبت کرو گے؟ ہاں مجھے یقین ہے کہ وہاں بھی تم مجھ سے محبت کرو گے۔ کاری سے کاری زخم لافانی چیز کو فنا نہیں کر سکتا اور محبت لافانی چیز ہے تنہا نفرت ہی اس لافانی چیز کو یوں گلا دیتی ہے' جیسے شورا گوشت کو۔ نہیں ہرماسیس تمہیں اب بھی مجھ سے وابستہ رہنا چاہیے۔ میرا گناہ کتنا ہی عظیم کیوں نہ ہو' میں آخر کو

ایک عظیم عورت ہوں اور تمہاری نفرت سے بالاتر۔ کاش کہ میں بھی تم سے اتنی محبت کر سکتی۔ ہاں جب تم نے تن تنہا محافظوں کا مقابلہ کیا تو اس وقت میرے دل میں تمہاری محبت نے جوش مارا تھا لیکن یہ جوش عارضی تھا۔

میرا دل ناقابل تسخیر قلعہ ہے ہرماسیس! اسے آج تک کوئی فتح نہ کر سکا۔ اگر میں دل کے سب دروازے چوپٹ کھول دوں۔ تب بھی کوئی اس میں داخل نہیں ہو سکتا' کاش کہ میں کسی کی ہو سکتی' کاش کہ میں اپنی سیاست اور شاہی طمطراق ایک سال' ایک دن بلکہ ایک گھنٹہ کے لیے بھی بھلا سکتی اور سچی محبت کرنے والی عورت بن سکتی۔ ہرماسیس! الوداع' جاؤ اس جولیس سیزر کو میرا سلام کہنا جسے تم نے ایک دن میری خوابگاہ میں اپنے جادو کے زور سے طلب کیا تھا۔ آہ' ہرماسیس! میں نے تمہیں بیوقوف بنایا اور سیزر کو بھی بہت ممکن ہے کہ قدرت مجھ سے بدلہ لے اور میں جلد ہی بیوقوف بنائی جاؤں' ہرماسیس الوداع!

وہ بھی اٹھی اور اس وقت میں نے دوسری عورت کے کپڑوں کی سرسراہٹ سنی' تم ہو شارمن! قلوپطرہ نے کہا: ''تمہاری تیمارداری کے باوجود ہرماسیس مر رہا ہے۔

ہاں ملکہ' شارمن نے غم ناک آواز میں کہا: ''طبیب ایسا ہی کہتے ہیں پورے چالیس گھنٹوں تک یہ بیہوش پڑا رہا اور اس کی سانسیں ایسی چل رہی تھیں کہ اگر اس کی ناک پر باریک کپڑا رکھ دیا جاتا تو اس کی سانس اس میں بھی جنبش پیدا نہ کر سکتی۔ میں نے بار بار اپنے کان اس کے سینے پر رکھے اور بمشکل اس کے دل کی دھڑکن سن سکی...... ملکہ میں دس دن اور دس راتوں تک اس کے قریب بیٹھی رہی قسم لے لو جو اس عرصہ میں میں نے پلک تک جھپکائی ہو' خود میری طبیعت خراب ہو گئی اور نیند کی چاہ میں میری آنکھیں جلنے لگیں اور ملکہ میری اس شب و روز کی تیمارداری کا صلہ مجھے یہ مل رہا ہے۔ برونوس کی تلوار کام کر گئی اور ہرماسیس مر رہا ہے۔''

شارمن! محبت کسی تکلیف کو خاطر میں نہیں لاتی اور نہ وہ کسی صلے کی خواہش مند ہوتی ہے۔ اگر تم نے کسی صلے کی خاطر یہ تیمارداری کی ہے تو تمہاری محبت کی لامحدودیت ختم ہو گئی اور مقدس نہیں رہی۔ شارمن مبارک ہیں وہ راتیں جو تم نے اپنے پیارے کی تیمارداری میں گزاریں۔ شارمن! واقعی تم اس آدمی سے محبت کرتی ہو اب جبکہ یہ مر رہا ہے تم اسے چھپا نہیں سکتیں۔

نہیں مجھے اس سے محبت نہیں ہے میں کس طرح اس آدمی سے محبت کر سکتی ہوں جو آپ کو قتل کرنا چاہتا تھا۔ یہ تو محض انسانی ہمدردی ہے کہ میں اس کی تیمارداری کر رہی ہوں۔

قلوپطرہ ہنسی۔

شارمن! ہمدردی محبت کی بہن ہی تو ہے۔ عورت کی محبت کی راہیں عجیب ہوتی ہیں اور محبت کے اظہار کا طریقہ بھی عجیب ہوتا ہے اور واقعی تم نے ایک عجیب ڈھنگ سے محبت کا اظہار کیا ہے۔ شارمن! محبت جتنی بلند ہو گی بعد میں اتنی ہی گہرائیوں میں گرے گی اور وہاں سے ایک بار پھر گرنے کے لیے بلند ہو گی۔ شارمن! صرف تم ہی نہیں ہر عورت جذبات کی غلام ہے اور عجیب تغیر پذیر ہوتے ہیں یہ جذبات۔ کبھی تو صبح کے آسمان کی طرح حسین اور پھولوں کی طرح نرم و نازک اور جب کبھی حسد کی آگ بھڑک اٹھتی ہے تو طوفانی سمندر کی طرح تباہ کن، چٹان کی طرح بے حس اور بگولوں کی طرح تیز و تند اور بے درد خیز، کے شارمن ہرماسیس کی تکلیفوں کا خاتمہ بہت جلد ہو جائے گا اور پھر تمہارے پاس یادوں، آنسوؤں اور آہوں کے علاوہ کچھ نہ رہ جائے گا اور یہ چیزیں تمہاری یہ کائنات تمہیں سب سے زیادہ عزیز ہو گی۔

اور قلوپطرہ چلی گئی۔

❀ ❀ ❀

چودھواں باب

ملکۂ مصر کا بحری سفر

قلوپطرہ چلی گئی اور میں بدستور آنکھیں بند کیے پڑا رہا۔ اب شارمن میرے قریب آ کھڑی ہوئی اور اس کے گرم آنسو کا ایک قطرہ میرے گال پر گرا۔

ہائے! تم جا رہے ہو! شارمن نے ہچکیاں لیتے ہوئے کہا: ہرماسیس تم اس جگہ جا رہے ہو جہاں میں تمہارے ساتھ نہیں آ سکتی۔ آہ! کاش دیوتا تمہارے بدلے مجھے اٹھا لیں، کاش تمہارے عوض میں مر سکتی۔

شارمن غم نہ کرو۔ میں نے نیچی آواز میں کہا: میں زندہ ہوں اور یوں محسوس کر رہا ہوں جیسے میرے جسم میں ایک نئی زندگی سرایت کر گئی ہو۔

شارمن کے منہ سے خوشی کی چیخ نکل گئی اور اس کے چہرے کے جذبات میں فوری تغیر ہوا، پہلے وہ اندھیری رات کی طرح اداس تھی۔ اب وہ کھل اٹھی تھی جیسے رات ختم ہونے کے بعد پو پھٹ رہی ہو۔

تم زندہ ہو، تم زندہ ہو، وہ میرے کوچ کے سامنے گھٹنوں کے بل گر کر چلائی آہ! میں سمجھ رہی تھی کہ تم...... تم...... مر گئے۔ شکر ہے تم مجھے واپس مل گئے۔ ہائے! دیوتاؤ میں کیا کہوں؟ عورتوں کے دل میں بھی کیسے کیسے مایوسانہ خیالات جم جاتے ہیں۔ میری دعائیں اور شب بیداریاں رائیگاں نہیں گئیں۔ نہیں، خاموش لیٹے رہو۔ ہرماسیس سو جاؤ وہاں سو جاؤ نہیں کچھ بولو نہیں اور وہ دوا کہاں ہے جو وہ لمبی داڑھی والا احمق رکھ گیا ہے؟ نہیں دوا بھی نہ پیو، بس سو جاؤ، چپ چاپ اور اس نے ٹھنڈا ہاتھ میری پیشانی پر رکھ دیا۔

میں سو گیا اور جب بیدار ہوا تو شارمن وہیں تھی، صبح صادق کی روشنی روشندان میں سے کمرے میں رینگ آئی تھی۔ شارمن کا ہاتھ اب تک میرے ماتھے پر تھا اور وہ خود اپنے بازو ٹیکے سو رہی تھی۔

شارمن! میں نے آہستہ سے پکارا۔ کیا میں سو گیا تھا؟

وہ فوراً بیدار ہوگئی۔

''ہاں ہرماسیس تم سو گئے تھے۔'' اس نے کہا۔

''کتنی دیر تک سوتا رہا؟''

''تقریباً نو گھنٹے۔''

''اور پورے نو گھنٹے تک تم یہیں بیٹھی رہیں؟''

''ہاں لیکن میں بھی تو سو گئی تھی اور اگر میں یہاں سے اٹھتی اور ذرا سی جنبش بھی کرتی تو تمہاری نیند ٹوٹ جاتی۔''

شارمن جاؤ' آرام کرو۔ اف کتنی شرم کی بات ہے کہ...... بس تم جاؤ آرام کرو۔

غصہ نہ کرو ہرماسیس! لو میں جاتی ہوں' ایک غلام تمہارے پاس چھوڑے جاتی ہوں۔ تمہیں جب بھی کسی چیز کی ضرورت ہو۔ اس سے کہہ دینا وہ مجھے جگا دے گا' لو اب خوش ہو' اور وہ جانے کے لیے اٹھی لیکن ساری رات بیٹھے رہنے کی وجہ سے اس کے پیر ایسے اکڑ گئے تھے کہ وہ کھڑی نہ رہ سکی اور دھم سے گری' افسوس! مجھے اتنی بھی سکت نہ تھی کہ اٹھ کر شارمن کو سہارا دیتا۔

''لیٹے رہو کوئی خاص بات نہیں پیر کپڑوں میں الجھ گیا تھا'' وہ اٹھی مگر پھر گرنے کے لیے۔ لعنت ہے میرے بے ڈھنگے پن پر' غالباً یہ نیند کا نشہ ہے' بس اب ٹھیک ہے میں اس غلام کو تمہارے پاس بھیجے دیتی ہوں' اور وہ شرابیوں کی طرح لڑکھڑاتی چلی گئی۔

میں پھر سو گیا جب بیدار ہوا تو دوپہر ڈھل رہی تھی' میں ناتوانی اور بھوک محسوس کر رہا تھا' شارمن کھانا لے آئی اور میں نے بڑی رغبت سے کھایا۔

تو اب میں نہ مروں گا۔ میں نے کہا۔

نہیں' شارمن نے سر ہلا کر جواب دیا۔ تم زندہ رہو گے خواہ مخواہ ہی میں تمہارے لیے روتی رہی۔ بہرحال میری شب و روز کی دعائیں رائیگاں نہ گئیں۔

تمہارے ان آنسوؤں نے ہی مجھے بچا لیا شارمن!

یہ کوئی نرالی اور غیر معمولی بات نہ تھی یعنی یہی میرا رونا' تم میرے چچیرے بھائی ہو اس کے علاوہ تیمارداری کرنا تو عورتیں ہی جانتی ہیں۔ اگر تمہاری جگہ کوئی حبشی غلام بھی ہوتا تو میں اس کی بھی تیمارداری کرتی' اب جبکہ تمہاری جان کو کوئی خطرہ نہیں رہا میں یہاں نہ آؤں گی۔

شارمن! تم نے مجھے مر جانے دیا ہوتا تو بہتر ہوتا۔ میں نے کچھ دیر بعد کہا۔

میرے لیے اب زندگی میں رہ ہی کیا گیا ہے' میری زندگی ایک لعنت اور ایک عذاب ہو کر رہ گئی ہے۔ زندہ رہ کر بھی میں شرم و خجالت اور ندامت کے علاوہ کچھ اور حاصل نہ کر سکوں گا...... کاش میں مر گیا ہوتا...... ہاں یہ تو بتاؤ شارمن! قلوپطرہ طرطوس کے لیے کب روانہ ہو رہی ہے۔

''آج کے بیسویں دن اور ایسی شان و شوکت سے جائے گی کہ مصر نے کسی بادشاہ کا ایسا جلوس نہ دیکھا ہوگا میں حیران ہوں کہ اسے اتنی بہت سی دولت کہاں سے مل گئی مجھے معلوم ہے کہ اس کا خزانہ خالی تھا' اب دیکھ رہی ہوں کہ یکا یک محل میں جیسے سونے چاندی کے سوتے پھوٹ نکلے ہوں۔''

لیکن مجھے معلوم تھا کہ یہ دولت کہاں سے آئی تھی اور اس رات کا خیال کر کے میں کراہا۔

''تم بھی جا رہی ہو شارمن؟''

''ہاں میں' اور سب کنیزیں اور تم بھی''

''میں! میں کیوں...... نہیں میں نہیں جاؤں گا......''

''تم اس لیے جا رہے ہو کہ اب تم قلوپطرہ کے غلام ہو' اور تمہیں قلوپطرہ کے رتھ کے پیچھے پیچھے چلنا ہوگا' اور جانتے ہو کس طرح؟ تم زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہوگے اور یہ زنجیریں چاندی کی ہوں گی۔ اس کے علاوہ وہ تمہیں مصر میں چھوڑتے ڈرتی ہے اور سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ وہ تمہیں اپنے ساتھ لے جانا چاہتی ہے' بس قصہ ختم ہوا۔''

میں کسی طرح فرار نہیں ہو سکتا؟

فرار! اس حالت میں' تم میں ہاتھ ہلانے کی تو سکت نہیں اور تم فرار ہونا چاہتے ہو' اس کے علاوہ تمہاری سخت نگرانی کی جاتی ہے اور تمہارے کمرے کے چاروں طرف مسلح سپاہی پہرہ دے رہے ہیں اور بہ فرضِ محال اگر تم فرار بھی ہو گئے تو جاؤ گے کہاں؟ مصر میں کوئی تمہیں پناہ نہیں دے گا' لوگ تمہارے منہ پر تھوکیں گے اور بچے تمہیں ڈھیلے ماریں گے۔

میری آنکھوں سے بے اختیار آنسو بہنے لگے۔

ارے' روتے کیوں ہو' شارمن نے منہ پھیر لیا۔ اس کی آنکھیں پرنم ہوگئی تھیں بہادروں طرح ان مصائب کا مقابلہ کرو۔ تم نے جیسا بویا ہے ویسا ہی کاٹو گے لیکن کٹائی کے

بعد دریا میں طغیانی آجاتی ہے اور پانی گلی سڑی جڑوں کو بہا لے جاتا ہے اور بیج ڈالنے کا وقت دوبارہ آجاتا ہے۔ یوں ہی ہوتا ہے ہرماسیس!...... ممکن ہے کہ طرطوس پہنچ کر ہم کوئی راہ تلاش کرلیں، اس وقت تک تندرست بھی ہو جاؤ گے۔ ممکن ہے تم وہاں سے فرار ہو سکو بشرطیکہ تم قلوپطرہ کی جدائی برداشت کر سکے۔ فرار ہو کر تم کسی دور افتادہ خطہ میں اس وقت تک چھپے رہنا جب تک کہ زمانہ حال کے واقعات داستان پارینہ نہیں بن جاتے اور لوگ انہیں بھلا نہیں دیتے اور اب جبکہ تم روبصحت ہو اور میرا کام ختم ہو چکا ہے۔ اس لیے میں تم سے رخصت ہوتی ہوں، ویسے وقتاً فوقتاً آجایا کروں گی۔

اس کے بعد شاہی طبیب اور دو خادمائیں میری دیکھ بھال کرتی رہیں۔ آہستہ آہستہ میرے زخم بھرنے لگے اور ناتوانی دور ہونے لگی۔ چار دن بعد ہی میں اٹھنے بیٹھنے کے قابل ہو گیا اور اس کے تین دن بعد میری کمزوری اس حد تک دور ہو گئی کہ میں محلات کے باغ میں تھوڑی دیر کے لیے ٹہل لیتا تھا۔

ایک ہفتہ گزر گیا اور اب میں کتابیں پڑھ سکتا تھا اور بغیر کسی الجھاوے کے سوچ بھی سکتا تھا۔ لیکن میں دربار میں نہ جاتا تھا۔ پھر ایک دن جب دوپہر ڈھل رہی تھی شارمن میرے پاس آئی۔

سفر کی تیاری کرلو ہرماسیس! اس نے کہا: ''کل قلوپطرہ یہاں سے روانہ ہو جائے گی، پہلے وہ شام جائے گی اور وہاں سے قلی قیہ۔''

شارمن کے جانے کے بعد میں نے قلوپطرہ کو ایک عاجزانہ درخواست لکھ بھیجی کہ وہ مجھے اسکندریہ میں چھوڑ جائے کیونکہ میں...... میں نے لکھا...... ابھی سفر کرنے کے قابل نہ ہوا تھا اور میری اس درخواست کا جواب قلوپطرہ نے یہ دیا۔

''کچھ بھی ہو، تمہیں ہمارے ساتھ آنا پڑے گا۔''

چنانچہ دوسرے دن چار سپاہی آئے اور مجھے جھولی میں ڈال کر بندرگاہ تک لے گئے وہاں برونوس اور اس کے ماتحت سپاہی جو یقیناً میری نگہبانی پر مامور کیے گئے تھے، میرے منتظر تھے۔ انہوں نے مجھے ایک کشتی میں بٹھا دیا۔ اور وہ کشتی اس بجرے کی طرف چلی جو بندرگاہ سے ذرا دور لنگر انداز تھا اس بجرے کے پیچھے جہازوں کی ایک لمبی قطار تھی کیونکہ قلوپطرہ بڑی شان اور طمطراق سے انطونی سے ملنے جا رہی تھی اور خود قلوپطرہ کا بجرہ اتنا خوبصورت اور قیمتی تھا کہ دنیا کے کسی بادشاہ کا نہ رہا ہوگا۔ اس بجرے کے بادبان ریشمی تھے جن میں سنہری دھاریاں

تھیں اور بجرے کی شکل ایک محل جیسی تھی جو گویا سطح آب پر تیر رہا ہو۔ لیکن مجھے چونکہ دوسرے بجرے میں رکھا گیا تھا اس لیے میں قلوپطرہ یا شارمن سے اس وقت نہ مل سکا جب تک ہم دریائے قدموس کے دہانے میں داخل نہ ہو گئے۔

جہازوں کے بادبان کھول دیئے گئے اور پورا بیڑا موافق ہوا کے سہارے اسکندریہ سے روانہ ہو کر دوسرے دن شام کو ''جاپا'' پہنچ گیا وہاں سے ساحل شام کی طرف اور وہاں سے گزر کر دریائے قدموس کے دہانے کی طرف ہو لیا۔ سمندر کی فرحت بخش ہواؤں نے میرے لیے ایک ماہر طبیب کا کام کیا۔ اور میں بڑی سرعت سے تندرست ہونے لگا اور چند دنوں بعد ہی میرے سر پر تلوار کے زخم کا سفید نشان رہ گیا تھا اور بس۔ اور ایک رات، جب دنیا کا یہ عجیب ترین بیڑا دریائے قدموس کے دہانے سے کچھ زیادہ دور نہ تھا میں اور برونوس عرشہ پر بیٹھے باتیں کر رہے تھے کہ اس کی نظر زخم کے نشان پر پڑی۔

نوجوان! اس نے کہا: اگر تم مر گئے ہوتے، تو میں اپنے آپ کو کبھی معاف نہ کرتا کتنی بزدلانہ ضرب تھی وہ...... اور یہ سوچ کر میں پانی پانی ہو جاتا ہوں، کہ وہ ضرب میں نے لگائی تھی اور تمہارے ماتھے کا یہ سفید نشان جس کا زخم ہے، وہ زخم میری تلوار کا تھا۔ اف! میں نے پیچھے سے وار کیا تھا اور اس وقت تم زمین پر پڑے ہوئے تھے غالباً تم نہیں جانتے نوجوان کہ جب تم موت و زیست کے درمیان جھول رہے تھے تو میں روزانہ حال پوچھنے آتا تھا۔

یقین کرو یا نہ کرو لیکن یہ حقیقت ہے کہ میں قسم کھا چکا تھا کہ اگر تم مر گئے تو میں اس ملازمت سے مستعفی ہو جاؤں گا۔

شرمندہ ہونے کی ضرورت نہیں۔ برونوس، میں نے کہا۔ یہ تو تمہارا فرض تھا......

فرض تو تھا! لیکن میرے نوجوان دوست، دنیا میں ایسے بہت سے فرائض ہیں جنہیں کوئی بھی بہادر آدمی انجام دینے کو تیار نہ ہوگا اور یہ انہیں فرائض میں سے ایک ہے۔ نہیں جناب! ملکہ مصر کے حکم کے باوجود مجھے ایسا نہ کرنا چاہیے تھا۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہوتا کہ میں برطرف کر دیا جاتا لیکن تمہارے گھونسے نے مجھے ایسا چکرا دیا تھا کہ میں کچھ سوچنے سمجھنے کے قابل رہا ہی نہ تھا لیکن بات کیا تھی نوجوان؟ ہماری ملکہ کے ساتھ تمہاری کچھ ان بن ہو گئی ہے؟ اس بیحد خوبصورت اور دلفریب سفر میں تمہیں ایک قیدی بنا کر کیوں لے جایا جا رہا ہے۔ غالباً تم نہیں جانتے کہ ملکہ نے ہمیں خبردار کیا ہے کہ اگر تم فرار ہو گئے، تو ہم سب قتل کر دیئے جائیں گے۔

ہاں ان بن ہو گئی ہے کیوں؟ بس یہ نہ پوچھو میں نے ایک آہ بھر کر کہا۔

تو پھر یوں کہو کہ اس صورتحال کا اصلی سبب عورت ہی ہے۔ تمہاری عمر کے پیش نظر میں یقین سے کہتا ہوں کہ تم پر مصائب کے یہ پہاڑ کسی عورت کی وجہ سے ہی ٹوٹے ہیں۔ اچھا سنو! میں قلوپطرہ کی ملازمت اور اس ریگستانی ملک سے عاجز آ گیا ہوں میرے بہت سے ماتحت سپاہی بھی یہ محسوس کرتے ہیں چنانچہ ہم یوں کیوں نہ کریں کہ یہی جہاز جس میں ہم سوار ہیں لے کر شمال کی طرف بھاگ جائیں؟ کہو کیا خیال ہے؟ میں تمہیں ایک خوبصورت اور سرسبز ملک میں لے جاؤں گا۔ مصر میں ریگستانوں اور اہرام کے علاوہ اور ہے ہی کیا؟ لیکن وہ سرزمین جہاں میں تمہیں لے جاؤں گا' ہرے بھرے جنگلوں' جھیلوں' شاداب وادیوں اور سرسبز پہاڑوں کی سرزمین ہے میں تمہیں اپنا بیٹا بنا لوں گا اور تمہاری شادی اپنی بھتیجی سے کر دوں گا' بڑی بڑی سیاہ آنکھیں ہیں' اس کا قد بھی طویل ہے اور وہ خود بھی خوبصورت ہے بولو چلتے ہو؟

چند ثانیوں تک میں سوچتا رہا اور پھر میں نے نفی میں سر ہلایا: میں فرار ہونا چاہتا تھا لیکن یہ بھی جانتا تھا کہ میری قسمت مصر سے وابستہ ہے اور میں مصر سے بھاگ کر کہیں نہیں جا سکتا۔

نہیں برونوس میں نے کہا: میرا جی تو یہی چاہتا ہے کہ تمہارے ساتھ چلا چلوں' لیکن دوست میں مقدر سے بھاگنا نہیں چاہتا' مجھے مصر میں رہنا اور یہیں مرنا ہے۔

جیسی تمہاری مرضی بہرحال اتنا یاد رکھو کہ برونوس تمہارا حقیقی دوست ہے اور تمہاری مدد کو ہر وقت تیار ہے۔ نوجوان اپنی خوبصورت ملکہ سے تم ہوشیار رہنا' بہت ممکن ہے کہ کبھی بیٹھے بیٹھے اس کے دماغ میں کیڑا رینگنے لگے اور اسے خیال آئے کہ اس کے رازوں سے واقف ہو' چنانچہ اس نے اپنے ہاتھ کا چھرا بنا کر اپنے حلق پر پھیرا' اچھا تو شب بخیر' ایک جام شراب کا پی کر سو جاؤں گا کیونکہ کل صبح سے ہی احمقانہ......

(اور یہاں سے بردی کاغذ کے پلندے کی تحریر' کئی سطروں تک اتنی دھندلی اور شکستہ ہے کہ پڑھی نہیں جا سکتی غالباً ان سطور میں دریائے قدموس کے دہانے سے طرطوس تک کے قلوپطرہ کے سفر کی تفصیل ہے)

ان لوگوں کے لیے جو ایسی باتوں میں دلچسپی لیتے ہیں وہ نظارہ ہی بڑا عجیب اور حیران کن تھا ہمارے بجرے کے باہری حصہ پر سونے کے پتر چاندی کی کیلوں سے جڑے ہوئے تھے' بادبان سرخ ریشمی کپڑے کے تھے اور ان میں سونے کے تاروں کی دھاریاں تھیں اور خالص چاندی کے پتوار موسیقی کی دھن کے ساتھ اٹھتے اور پانی کو چھوتے اور بجرے کے عین بیچ میں سنہری کام کا ریشمی شامیانہ تنا ہوا تھا۔ شامیانے کے نیچے سونے کی کوچ تھی اور اس

کوچ پر یونانیوں کی دیوی وینس کا لباس پہنے قلوپطرہ بیٹھی تھی۔ اس کا سینہ حسب معمول عریاں تھا اور کمر کے گرد منقش پٹکا بندھا ہوا تھا اور پٹکے پر رومی دیوی دیوتاؤں کی تصویریں تھیں اور یہ دیوی دیوتا آپس میں عشق کر رہے تھے۔ قلوپطرہ کے دائیں بائیں اور پیچھے بیحد خوبصورت نوعمر لڑکے کھڑے تھے جن کے جسم پر کپڑے کا ایک تار تک نہ تھا البتہ ان کی پیٹھ پر چھوٹے چھوٹے بازو لگا دیئے گئے تھے۔ ان نوعمر لڑکوں کے ہاتھوں میں عشق کے دیوتا کیوپڈ کی کمانیں تھیں اور کندھوں سے ترکش لٹک رہے تھے' ان میں کوئی قلوپطرہ کے اوپر پنکھا جھل رہا تھا اور کوئی دوڑ دوڑ کر اس کے حکم بجا لا رہا تھا اور بجرے کے عرشہ پر' اور پتوار چلانے والے اور مستول کے پاس اور دیدبان پر اکھڑ' اور وحشی ملاح نہ تھے بلکہ کنواری اور حسین لڑکیاں تھیں اور یہ لڑکیاں بھی نوعمر ارضی کیوپڈوں کی طرح ننگی تھیں اور اپنے نازک سر پر پھولوں کے تاج رکھے تھیں یہ لڑکیاں طاؤس کے تاروں کی جھنجھناہٹ اور چاندی کے پتواروں کی ''شپ'' ''شپ'' کی آواز پر عشقیہ گیت گا رہی تھیں اور صدہا لڑکیاں جل پریوں کے بھیس میں دریا میں اتری ہوئی تھیں جو قلوپطرہ کے بجرے کو اپنے جھرمٹ میں لیے ہوئے تھیں بعض بجرے کو کھینچ کھینچ کر آگے بڑھاتی جاتی تھیں اور بعض پانی سے کھیلتی اور چہلیں کرتی جاتی تھیں اور کوچ کے پیچھے ننگی تلوار لیے' سنہری زرہ پہنے اور خود سر پر رکھے برونوس کھڑا تھا۔ اس کے دائیں بائیں دوسرے غلام تھے اور ان غلاموں میں میں بھی تھا مجھے میری مرضی کے خلاف نہایت قیمتی لباس پہنا دیا گیا تھا۔ اور آج مجھے معلوم ہوا کہ میں قلوپطرہ کے غلام کی حیثیت سے اس کے ساتھ جا رہا تھا' جہاز کے پچھلے حصہ پر چاندی کے بڑے بڑے عوددان رکھے ہوئے تھے' جن میں خوشبویات جل رہی تھیں اور ان کا مہکتا ہوا دھواں قلوپطرہ کے بجرے پر بادل کی طرح سایہ کیے ہوئے تھا' خوشبو کی لپٹیں بجرے میں سے نکل نکل کر دریا کے دونوں جانب میدانوں میں مہکتی اور جس کے دماغ میں پہنچتیں وہ مست اور ازخود رفتہ ہو جاتا۔

ابھی قلوپطرہ کا بجرہ طرطوس سے تھوڑے فاصلہ پر ہی تھا کہ بہت سے لوگ دریا کے دونوں کناروں پر جمع ہو گئے پہلے تو دم بخود کھڑے اس نظارے کو دیکھتے رہے اور دفعتہً چلا اٹھے۔

''وینس...... دیوی وینس دریا کی سیر کو آئی ہیں۔''

اور پھر آس پاس کی بستیوں میں غل مچ گیا۔

''آسمانی دیویاں دریا کی سیر کو آئی ہیں۔''

اور بچے مرد عورتیں اپنے کام کو چھوڑ کر اور جس حال میں بیٹھے تھے۔ اسی حال میں دریائے قدموس کی طرف بھاگے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ جب ہمارا بیڑا طرطوس کے قریب پہنچا تو اس وقت انطونی دربار کر رہا تھا' ناگہاں وہ کیا دیکھتا ہے سارے شہر والے اور وہ بھی جو دربار میں تھے۔ دریا کی طرف بھاگے جا رہے ہیں۔ انطونی اکیلا دربار میں کھڑا رہ گیا۔(1) قلوپطرہ کا بجرہ اور اس کے ساتھ جتنے جہاز تھے سب طرطوس کی بندرگاہ میں لنگر انداز ہوئے اور کنارے پر پورا شہر انگشت بدنداں کھڑا تھا اور پھر ولیوس انطونی کا خوشامدی سفیر قلوپطرہ کے حضور حاضر ہوا اور بجرے کا ساز و سامان دیکھ کر دنگ رہ گیا اور ایسا حیران اور از خود رفتہ ہوا کہ کئی ثانیوں تک زبان ہلانے کی بھی جرأت نہ کر سکا اور جب اس کے حواس بجا ہوئے تو اس نے انطونی کا پیغام قلوپطرہ کو پہنچاتے ہوئے کہا:

''معزز انطونی مصر کی دیوی کو خوش آمدید کہتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ملکہ مصران کی دعوت قبول فرمائیں جس کا اہتمام میرے آقا انطونی نے کر لیا ہے۔''

''اپنے آقا سے کہو کہ پہلے وہ ہماری دعوت قبول فرمائیں' قلوپطرہ نے کہا: ''ہم ایک مجرم کی طرح یہاں نہیں آئے ہیں بلکہ ایک دوست کی طرح آئے ہیں۔ ان سے کہو کہ آج رات ہمارے ساتھ کھانا کھائیں۔''

ولیوس رخصت ہوا' دعوت کا ساز و سامان ہونے لگا اور پھر میں نے پہلی دفعہ انطونی کو دیکھا۔ قلوپطرہ کی دعوت قبول کر کے وہ رومی فاتح آیا' وہ سرخ چغہ پہنے دہرے بدن کا قبول صورت اور طویل القامت آدمی تھا' اس کی آنکھیں نیلی تھیں اور سر پر بے ترتیب گھنگریالے بال بلند پیشانی اور ناک تیکھی چہرے سے حد درجہ رعب و جلال عیاں تھا تو ایسا تھا وہ انطونی۔ وہ عجیب مغرورانہ قدم اٹھاتا اپنے افسروں کے ساتھ بجرے میں آیا۔ اس نے ایک نظر غلط انداز بجرے کے سامان پر ڈالی لیکن جب قلوپطرہ کے سامنے پہنچا تو حیران و ششدر رہ گیا' قلوپطرہ بھی اپنے ہونٹوں پر مسکراہٹ لیے انطونی کو دیکھ رہی تھی اور پھر میں نے دیکھا کہ ملکہ کا چہرہ کانوں تک سرخ ہو گیا اور میرے دل میں حسد و رقابت کی آگ بھڑک اٹھی' انطونی میرا رقیب تھا' قلوپطرہ پہلی ہی نظر میں اسے اپنا دل دے چکی تھی اور شارمن جو سب کچھ سمجھ گئی تھی۔ مسکرانے لگی۔ قلوپطرہ نے اپنا ہاتھ انطونی کی طرف بڑھا دیا اور اس نے کچھ کہے بغیر ملکہ کا ہاتھ چوم لیا۔

دیکھو معزز انطونی آخر کار۔ قلوپطرہ نے آواز میں کہا: تم نے مجھے بلایا اور میں آ گئی۔

''میں نے ایک عورت کو بلایا تھا'' انطونی نے کہا۔ وہ بدستور قلوپطرہ کے چہرے پر نظریں گاڑے تھا: ''لیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ جیسے میرے بلاوے پر دیوی وینس سمندر سے نکل آئی ہے۔''

ہاں اور اس کا استقبال بھی تو ایک دیوتا نے ہی کیا' قلوپطرہ ہنسی' بہر حال اس عزت افزائی کا شکریہ' اب چونکہ دیوی دنیا میں آ گئی ہے۔ اس لیے دنیوی ضروریات سے اسے بھی مفر نہیں رہا۔ یعنی تمہاری وینس کو بھوک معلوم ہو رہی ہے۔ معزز انطونی اپنا ہاتھ بڑھاؤ۔

بگل بج اٹھے اور قلوپطرہ انطونی کے ہاتھ میں ہاتھ دیئے اپنی خاص کنیزوں اور غلاموں کے ساتھ کمرۂ طعام کی طرف چلی۔

(اور یہاں سے چند سطریں پڑھی نہیں جا سکتیں)

❀ ❀ ❀

حواشی

(1) اسے مبالغہ یا افسانہ نہ سمجھیں بلکہ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے قلوپطرہ کا سفر ایسا ہی تھا جیسا مصنف نے بیان کیا ہے۔ (مترجم)

❀ ❀ ❀

پندرہواں باب

انطونی اور قلوپطرہ

تیسری رات پھر دعوت کا انتظام ہوا اور محل کو جو انطونی نے قلوپطرہ کو دیا تھا اس طرح سجایا گیا کہ پہلے کبھی نہ سجایا گیا ہوگا۔ بارہ کرسیاں' جو کھانے کی میز کے گرد رکھی ہوئی تھیں سونے کی تھیں۔ قلوپطرہ اور انطونی کی کرسیوں میں ہیرے اور جواہرات جڑے ہوئے تھے' دروازہ اور کرسیوں پر سرخ پردے لٹک رہے تھے جن میں سونے کے تاروں کی دھاریاں تھیں' کھانے کے ظروف اور رکابیاں شراب کے جام بھی سونے کے تھے اور ان میں بھی جواہرات جڑے ہوئے تھے' فرش پر گلاب اور موگرے اور چمبیلی کے پھول بچھے ہوئے تھے اور ان پر سونے کے تاروں کی باریک جالی ڈال دی گئی تھی کہ پھول پیروں سے نہ لگے چلے جائیں اور جب غلام اور کنیزیں کھانے کی رکابیاں لے کر آتے تو پھول ان کے پیروں کے نیچے دب دب کر کمرے کی فضا میں خوشبو بکھیر دیتے' ایک بار پھر مجھے شارمن' ایراس اور دوسری خادماؤں کے ساتھ قلوپطرہ کی کرسی کے پیچھے کھڑا کر دیا گیا تاکہ میں زرخرید غلام کی طرح وقت پکارتا رہوں' ایک گھنٹہ پورا ہوا دوسرا گھنٹہ شروع ہوا۔ پچھلی دو راتوں سے یہی کام انجام دیتا تھا اور کوئی بس نہ چلتا تھا لیکن آج رات جب میں قلوپطرہ کی کرسی کے پیچھے کھڑا ہوا تو میں نے دل ہی دل میں قسم کھائی کہ آج کے بعد میں یہ ذلیل کام انجام نہ دوں گا۔ چاہے کچھ ہی کیوں نہ ہو جائے...... شارمن نے مجھے بتایا کہ قلوپطرہ اب انطونی کی معشوقہ تھی ہر چند کہ مجھے یہ بات سچ معلوم نہ ہوئی تھی لیکن میں یہ برداشت نہ کر سکتا تھا کہ قلوپطرہ کی کرسی کے پیچھے کھڑا ہو کر میں ایک غلام کی طرح وقت پکارتا رہوں اس کے علاوہ میرا دل بھی اداس اور مرجھایا ہوا تھا کیونکہ قلوپطرہ اب مجھ سے سیدھے منہ بات نہ کرتی تھی بلکہ ایسا سلوک کرتی تھی جیسے میں واقعی اس کا غلام ہوں اور مجھے یوں ذلیل کر کے اور میرا دل جلا کر وہ غالباً روحانی مسرت حاصل کرتی تھی۔

چنانچہ! اے لوگو! یوں ہوا کہ میں ہرماسیس' مصر کے تاج وتخت کا صحیح وارث اور فرعون قلوپطرہ کی کرسی کے پیچھے کھڑا وقت پکار رہا تھا اور دعوت زور شور سے جاری تھی میز پر سونے کی رکابیوں میں نہایت لذیذ کھانے سجے تھے' شراب کا دور چل رہا تھا اور میں ہرماسیس! جو صحیح النسب فرعون تھا۔ اپنی مرضی کے خلاف ایک ذلیل خدمت انجام دے رہا تھا اور دیکھ رہا تھا کہ انطونی بار بار قلوپطرہ کو دیکھ لیتا ہے اور قلوپطرہ بھی اس سے نظریں ملاتی اور پھر شرما کر نظریں جھکا لیتی ہے۔ میں سب کچھ دیکھ رہا تھا اور کچھ نہ کر سکتا تھا اور پھر انطونی اپنے کارنامے بیان کرنے لگا اور عشق و محبت کی فحش اور شہوت انگیز داستانیں سنانے لگا۔ ایسی داستانیں جسے ایک رنڈی بھی بغیر سرخ ہوئے نہ سن سکتی' لیکن قلوپطرہ پر ان داستانوں کا کچھ اثر نہ ہوا بلکہ وہ ان میں ضرورت سے زیادہ دلچسپی لینے اور بے حیائی سے ہنسنے لگی اور یہ قلوپطرہ کا دوسرا روپ تھا۔ بے حیا اور حسن فروش رنڈی کا روپ' جس سے میں آج واقف ہوا' آخر کار وہ پرتکلف دعوت ختم ہوئی اور انطونی نے کمرے کے ساز و سامان کو حیرت سے دیکھا۔

حسین ملکہ مصر! اس نے کہا: ''یہ تو بتاؤ مصر کے ریگستانوں میں جو ریت ہے۔ اس کے ذرات سونے کے ہیں؟ آخر تمہارے پاس اتنی دولت آئی کہاں سے' جسے تم یوں بے دھڑک خرچ کر رہی ہو؟ کیا دریائے نیل میں سیال سونا بہتا ہے یا مصر کی ریت کا ایک ایک ذرہ سونے چاندی کا یا پھر قیمتی موتی ہے؟ کبھی کسی بادشاہ نے صرف ایک دعوت پر اتنی دولت خرچ نہ کی ہوگی' یہ آئی کہاں سے؟

اور مجھے فرعون منقورا کے خزانے کا خیال آ گیا جو مصر کی فلاح و بہبود کے لیے محفوظ کر دیا گیا تھا لیکن جسے یوں عیش وعشرت میں اڑایا جا رہا ہے۔ میں نے گھور کر دیکھا۔ قلوپطرہ کی نگاہیں میری طرف اٹھ گئیں وہ میرے دلی جذبات کا اندازہ لگا کر سرخ ہوگئی۔ یہ سرخی غالباً غصہ کی تھی۔

''معزز انطونی! یہ دولت اور یہ ساز و سامان تو کچھ بھی نہیں'' قلوپطرہ نے کہا: ''بات یہ ہے کہ مصر کے کچھ اسرار ہیں جنہیں وہاں کے حکمراں ہی جان سکتے ہیں اور انہیں معلوم ہے کہ بوقت ضرورت دولت کہاں سے حاصل کی جا سکتی ہے' اچھا یہ تو بتاؤ کہ ان سونے کی رکابیوں' جاموں' قیمتی شراب پر کتنا خرچ آیا ہوگا۔''

''تقریباً ایک ہزار سسترشیا''[1]

''نہیں معزز انطونی! یہ تو تم نے نصف قیمت کا ہی اندازہ لگایا ہے بہرحال یہ سب

ملکہ مصر کی طرف سے تمہارے افسروں کی نذر ہیں اور یہ ہماری دوستی کا پہلا ثبوت ہے اور یہ تو کچھ بھی نہیں معزز انطونی! دیکھو میں ایک ہی گھونٹ میں دس ہزار سسترشیا پی جاتی ہوں۔''

''ناممکن''

قلوپطرہ ہنسی اور اس نے ایک جام میں سرکہ لانے کا حکم دیا سرکہ کا جام لا کر قلوپطرہ کے سامنے رکھ دیا گیا' انطونی اپنی جگہ سے اٹھ کر قلوپطرہ کے قریب آ بیٹھا اور جتنے لوگ وہاں تھے وہ گردنیں لمبی کر کے دیکھنے لگے کہ قلوپطرہ کیا کرتی ہے' قلوپطرہ پھر ہنسی اس نے اپنے کانوں میں لٹکتے ہوئے آویزوں میں سے ایک موتی نکالا اور یہ وہی موتی تھا جو فرعون منقورا کے سینے سے زمردوں کے بعد نکالا گیا تھا۔ وہ عدیم المثال موتی تیز سرکہ میں گھل گیا' اب قلوپطرہ نے سرکہ کا جام اٹھایا اور ایک ہی گھونٹ میں خالی کر گئی۔

دوسرے جام میں سرکہ لاؤ' اس نے حکم دیا' ابھی میرا جی نہیں بھرا۔

دیوتاؤں کی قسم! اب بہت ہو گیا انطونی نے قلوپطرہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور عین اسی وقت دیوتا جانیں مجھ پر کیسا جنون سوار ہوا کہ میں اونچی آواز میں پکار اٹھا۔

ملکہ! ایک گھنٹہ پورا ہوا دوسرا گھنٹہ شروع ہو رہا ہے اور منقورا کا غضب نازل ہونے کا وقت قریب ہے۔

دفعتہً قلوپطرہ کا رنگ سفید ہو گیا اور انتہائی غصہ اور خوف کے عالم میں میری طرف گھوم گئی لیکن دوسرے لوگ حیرانی سے میری صورت تکنے لگے۔ وہ حیران تھے کہ ان لفظوں کا مطلب کیا ہوا۔

''منحوس غلام! اگر تم نے پھر ایسے منحوس کلمات کہے تو گرم سلاخوں سے پیٹے جاؤ گے۔ سن لو ہرماسیس' اب مجھ سے رحم کی توقع نہ رکھنا۔''

''کیا مطلب ہے اس شریر نجومی کا؟'' انطونی نے پوچھا: ''بولو نجومی صاحب! یہ کون سے غضب کی پیشین گوئی کر رہے ہو۔ یوں پہیلیاں نہ بجھواؤ اور صاف صاف کہو۔''

معزز انطونی' میں دیوتاؤں کا خادم ہوں۔ چنانچہ دیوتا جو بات میرے دل میں ڈال دیتے ہیں وہ میرے لب پر آ جاتی ہے تاہم یہ ضروری نہیں کہ میں اس کے مطلب سے بھی واقف ہوں۔ بہت سی پیشین گوئیوں کا مطلب مجھ پر واضح نہیں کیا جاتا۔

تو تم دیوتاؤں کے خادم ہو' اور میں دیویوں کا خادم' انطونی نے کہا' اور تم جانو نجومی دیویوں کی پرستش دیوتاؤں کی پرستش سے بدرجہا بہتر ہوتی ہے اور یہ بات تو بہرحال دونوں

میں مشترک ہے کہ دیویاں جو بات میرے دل میں ڈال دیتی ہیں۔ میں بھی اس کا مطلب نہیں سمجھ سکتا۔ اور پھر انطونی نے معنی خیز نظروں سے قلوپطرہ کو دیکھا۔

''اس منحوس غلام کی باتیں بہت ہو چکیں۔'' قلوپطرہ نے بھویں سکیڑ کر کہا: ''کل ہم اس سے چھٹکارا حاصل کر لیں گے۔ غلام! تم جاؤ۔''

میں سلام کر کے رخصت ہوا اور جب کمرے سے باہر نکل رہا تھا تو میں نے انطونی کو کہتے سنا۔

''تمہارا یہ نجومی ہر چند کہ غلام ہے لیکن ملکہ! اس کے بشرے سے شاہی جلال عیاں ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ وہ تاجداروں کی طرح ہوشیار اور زیرک بھی معلوم ہوتا ہے''

قلوپطرہ نے کوئی جواب نہ دیا میں کمرۂ طعام سے باہر آ کر دروازے کے قریب ہی کھڑا رہ گیا' کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کروں اور کہاں جاؤں؟ دل میں ایک تلاطم برپا تھا اور طبیعت پریشان تھی۔ دیوتا جانیں میں کب تک یوں ''چہ کنم'' کی حالت میں کھڑا رہا۔ کہ دفعتہً کسی نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا۔ میں نے گھوم کر دیکھا۔ یہ شارمن تھی۔ کھانا ختم ہونے کے بعد وہ موقع غنیمت جان کر کمرے سے نکل آئی تھی اور یہ حقیقت ہے کہ میں جب بھی کسی مصیبت یا پریشانی میں مبتلا ہوتا تو شارمن کہیں نہ کہیں سے تائید غیبی کی طرح آ جاتی تھی۔

میرے ساتھ آؤ' اس نے سرگوشی میں کہا: ''تمہاری جان خطرے میں ہے۔''

میں اس کے ساتھ ہو لیا۔

کہاں لے جا رہی ہو مجھے؟ میں نے پوچھا۔

اپنے کمرے میں' اس نے جواب دیا' گھبراؤ نہیں' قلوپطرہ کی خادماؤں کو اپنی عزت کا خوف نہیں ہوتا' ان کے کرتوتوں سے ہر آدمی واقف ہے۔ اگر کسی نے ہمیں دیکھ بھی لیا تو یہی خیال کرے گا کہ ملکہ کی خادمہ اپنے عاشق کے ساتھ گلچھرے اڑانے جا رہی ہے۔

اور ہم لوگوں کی نظروں سے بچتے بچاتے ایک دروازے کے سامنے پہنچ گئے جہاں سے ایک زینہ شروع ہوتا تھا' زینہ طے کرنے کے بعد ہم ایک تنگ گزرگاہ میں کھڑے تھے' چند قدم چلنے کے بعد ہم دوسرے دروازے کے سامنے پہنچے جو دائیں طرف کی دیوار میں تھا شارمن اس دروازے میں داخل ہو گئی۔ میں اس کے پیچھے تھا اور اب ہم ایک تاریک کمرے میں کھڑے تھے۔ شارمن نے کمرے کا دروازہ بند کیا اور اندھیرے ٹٹول ٹٹول کر چھت سے ٹنگی ہوئی شمع جلا دی اور اب میں نے کمرے کا جائزہ لیا وہ چھوٹا اور نیلی چھت والا کمرہ تھا سامنے کی

دیوار میں ایک روشندان تھا جو مضبوطی سے بند کر دیا گیا تھا' کمرے کی دیواریں سفید تھیں اور ان سے لگی چار کرسیاں اور ایک کوچ رکھی ہوئی تھی۔ ایک طرف وزنی صندوق تھے جن میں غالباً کپڑے رکھے جاتے تھے' ایک طرف سنگھار میز تھی جس پر کنگھی' عطر اور زیب و زینت کی دوسری چیزیں بے ترتیب پڑی تھیں۔ بند روشندان کے عین نیچے مسہری تھی جس پر سفید چادر بچھی ہوئی تھی۔

بیٹھ جاؤ ہرماسیس! شارمن نے ایک کرسی کی طرف اشارہ کیا۔

میں بیٹھ گیا' شارمن میرے سامنے پلنگ پر بیٹھ گئی۔

جانتے ہو تم کمرۂ طعام سے چلے گئے تو قلوپطرہ نے کیا کہا تھا؟ شارمن نے پوچھا۔

''نہیں''

بہت اچھا سنو! وہ تمہیں جاتے دیکھتی رہی اور جب تم کمرے سے نکل گئے تو وہ بڑبڑائی...... زیوس کی قسم اب میں زیادہ برداشت نہیں کر سکتی ہوں ہرماسیس' آج تمہاری آخری رات ہے' چند گھنٹے اور جی لو' کل تم قتل کر دیئے جاؤ گے۔ اس وقت میں قلوپطرہ کے جام میں شراب انڈیل رہی تھی اور اس کے یہ الفاظ سن کر کانپ اٹھی تھی۔

یہ تم کیا کہہ رہی ہو! جو کچھ ہو چکا اس کے بعد یقین نہیں آتا کہ وہ مجھے قتل کر دے گی۔

کیوں یقین نہیں آتا بیوقوف آدمی؟ وہ وقت بھول گئے جب بزدل خواجہ سرا تمہیں ذبح کرنے والے تھے اور اس وقت تمہیں کس نے بچایا تھا؟ قلوپطرہ نے یا میں نے اور برونوس نے؟ سنو ہرماسیس! میں جانتی ہوں کہ تم میں اور قلوپطرہ میں کیسے تعلقات قائم تھے اور ان تعلقات کے بعد واقعی تمہیں یقین نہ آنا چاہیے کہ وہ عورت جو تمہارے بستر کی شریک رہی ہو تمہاری جان کے درپے ہو جائے' بات یہ ہے کہ تم ایسے ہو گئے ہو کہ کچھ دیکھ ہی نہیں سکتے۔ ٹھہرو پہلے میری بات سن لو اور بیچ میں بولنے کی کوشش نہ کرو' تم قلوپطرہ کو نہیں جانتے اس جیسی بے وفا اور مکار عورت اب زمانہ پیدا نہ کر سکے گا۔ تمہیں اس کی بیوفائی کا تجربہ نہیں اور تم یہ بھی نہیں جانتے کہ اس کے سینے میں کتنا سیاہ دل ہے اگر تم ایسے اندھے نہ ہو گئے ہوتے تو بہت پہلے قلوپطرہ سے واقف ہو جاتے لیکن افسوس! اس کے حسن نے تمہاری آنکھیں ایسی چوندھیا دیں کہ تم دیکھ ہی نہ سکے' اگر اسے بغاوت ہو جانے کا خوف نہ ہوتا تو تمہیں وہیں اسکندریہ میں قتل کروا دیتی لیکن چونکہ وہ تمہیں مصر میں قتل کرتے ہوئے ڈرتی ہے' اس لیے وہ تمہیں یہاں لے آئی تاکہ خاموشی سے تمہاری گردن مار دے اور کسی کو کانوں کان خبر بھی نہ ہو' اب تم اسے

دے بھی کیا سکتے ہو ہرماسیس؟ وہ تم سے جو چاہتی تھی وہ اسے مل گیا۔ اب وہ تم سے تھک گئی ہے' کسی ایک مرد کی ہو کر رہنا قلوپطرہ کی فطرت کے خلاف ہے وہ مردوں کو آم کی طرح چوس کر پھینک دیتی ہے چنانچہ وہ تمہیں بھی چوس چکی ہے۔ وہ جو چاہتی ہے اسے مل گیا' تمہاری محبت اور طاقت' اس نے تمہیں بادشاہ سے غلام بنا دیا اور تم سے مقدس خزانے کا راز اگلوا لیا اس کی جنسی خواہش بھی تم سے پوری ہو چکی۔ اب تم قلوپطرہ کے لیے محض بے کار ہو اور وہ تم سے چھٹکارہ حاصل کرنا چاہتی ہے۔ مقدس خزانہ! یہ تمہیں کیسے معلوم ہوا؟ میں نے حیرانی سے پوچھا:

مجھے سب معلوم ہے' کوئی بات مجھ سے چھپی نہیں' بہرحال تم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ مقدونی ملکہ اس خزانے کو جو مصر کی فلاح و بہبود کے لیے تھا کس طرح سے خرچ کر رہی ہے' تم نے یہ بھی دیکھ لیا کہ اس نے تم سے شادی کرنے کا وعدہ وفا نہ کیا' اب بھی اگر تمہاری آنکھیں نہ کھلیں تو افسوس ہے تم پر۔

ہاں میں نے یہ سب کچھ دیکھا شارمن' بعد میں بھی اس نے قسم کھا کر یقین دلایا تھا کہ وہ مجھ سے محبت کرتی ہے۔

اس نے قسم کھائی تھی' شارمن نے کہا' بہت اچھا میں یہ بھی تمہیں دکھا دوں گی کہ وہ تم سے کیسی محبت کرتی ہے' جانتے ہو یہ گھر پہلے کیا تھا؟ کاہنوں کی درسگاہ اور جیسا کہ تمہیں معلوم ہے کاہنوں کے گھروں اور درسگاہوں میں خفیہ راستے اور دروازے ہوتے ہیں۔ یہ کمرہ جس میں ہم بیٹھے ہیں خاص کاہن اعظم کا کمرہ تھا' اور دوسرا کمرہ جو اس کمرے سے ملا ہوا تھا نو آموز کاہنوں کے جمع ہونے کا کمرہ تھا یہاں کی ایک بوڑھی خادمہ نے مجھے یہ سب باتیں اور یہاں کے خفیہ راستے وغیرہ بتائے ہیں اور اب میں تمہیں وہ منظر دکھا سکتی ہوں جسے دیکھ کر یقیناً تمہاری عقل پر پڑے ہوئے پردے اٹھ جائیں گے ہرماسیس' اب بیحد خاموشی سے میری ساتھ آؤ' تمہاری ذرا سی لغزش ہم دونوں کی جان لے سکتی ہے۔

اس نے شمع بجھا دی' اور میرا ہاتھ پکڑ کر کمرے کے ایک کونے میں لے گئی اور وہاں پہنچ کر اس نے کوئی کل دبائی' بغیر کسی آواز کے دیوار میں ایک چھوٹا سا دروازہ کھل گیا ہم دروازے میں داخل ہو گئے' شارمن نے پھر کوئی کل دبائی اور دروازہ بند ہو گیا۔ اب ہم ایک کمرے میں کھڑے تھے جس کی لمبائی پانچ کیوبت اور چوڑائی چار کیوبت ہو گی کہیں سے کسی کی باتیں کرنے کی آوازیں آ رہی تھیں اور ہلکا سا اجالا بھی' میں نہیں جانتا تھا کہ یہ آوازیں اور اجالا کہاں سے آتا تھا' ہم جس کمرے تھے اس میں نہ تو شمع جل رہی تھی اور نہ وہاں کوئی آدمی

ہی تھا شارمن نے مجھے وہیں کھڑے رہنے کا اشارہ کیا' سامنے کی دیوار کے قریب گئی کچھ تک
وہی کھڑی دیوار کو دیکھتی رہی پھر وہ پنجوں کے بل چل کر میرے قریب آئی' ناک پر انگلی رکھ کر
خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور مجھے اس دیوار کے سامنے لے گئی' اس دیوار میں دو سوراخ بنے
ہوئے تھے جس کے ذریعے آدمی دوسرے کمرے میں سے نظر نہ آتے تھے یعنی اُس کمرے
میں بیٹھنے والوں کے وہم وگمان میں بھی نہ ہوتا کہ انہیں دیکھا جا رہا ہے اور جو کچھ وہ کہہ رہے
ہیں اس کا ایک ایک لفظ سنا جا رہا ہے کیونکہ اس طرف کی دیوار میں مورتیاں تراشی ہوئی تھیں
اور یہ سوراخ ان مورتیوں کی آنکھیں تھیں۔ میں نے ایک سوراخ سے آنکھ چپکا دی اور دیکھا
کہ چھ کیوبت نیچے ایک بیحد سجا سجایا کمرہ تھا جس میں بہت سی شمعیں روشن تھیں یہ قلوپطرہ کی
خواب گاہ تھی اور ہم سے کوئی دس کیوبت دور قلوپطرہ ایک کوچ پر نیم دراز تھی۔ اور اسی کوچ پر
انطونی بیٹھا تھا۔

اچھا یہ بتاؤ' قلوپطرہ نے نیچی آواز میں کہا ہم اس کے منہ سے نکلا ہوا ایک ایک
لفظ صاف طور سے سن سکتے تھے کیونکہ کمرہ اس ڈھنگ سے بنایا گیا تھا کہ نیچے کمرے میں جو
بھی کہا جاتا' اوپر کے کمرے میں جہاں میں اور شارمن تھے صاف سنائی دیتا۔ معزز انطونی
ہماری دعوت کیسی رہی؟

بہت شاندار' انطونی نے اپنی گونج دار آواز میں جواب دیا' میں بہت سی دعوتوں میں
شریک ہوا ہوں لیکن دیوتاؤں کی قسم ایسی دعوت کسی بادشاہ کے یہاں اور کسی ملک میں نہ دیکھی'
میں ایک اکھڑ سپاہی ہوں اور شاعروں کی طرح حسن کی تعریف نہیں کر سکتا تاہم اتنا کہہ سکتا
ہوں کہ میں نے بہت سی عورتیں دیکھیں' لیکن دیوتا گواہ ہیں کہ تم جیسی حسین عورت آج تک
نظر سے نہیں گزری! تمہارے ہونٹ جزیرۂ قبرص کی شراب سے زیادہ سرخ' تمہارے رخسار
پھولوں سے زیادہ شاداب' تمہارے بال کاجل سے زیادہ کالے ہیں اور تمہارے بدن کی خوشبو
کے آگے دنیا کے بہترین عطر ہیچ ہیں' اور تمہاری آنکھوں کے سامنے نیلم کی کوئی حقیقت نہیں۔

''ہیں'' میں یہ کیا سن رہی ہوں۔ معزز انطونی میری تعریف کر رہے ہیں' وہی انطونی جن کے
خط کے الفاظ ایسے سخت اور توہین آمیز تھے۔

آہ' قلوپطرہ تمہاری دعوت مجھے عمر بھر یاد رہے گی اور اس موتی کو بھی نہ بھولوں گا
جسے تم سرکے میں گھول کر پی گئی تھیں...... اور تمہارے اس منحوس نجومی نے منقورا کے غضب کا
ذکر کیوں کیا تھا؟ کیا مطلب تھا اس کا؟۔

قلوپطرہ کے چہرے سے لمحہ بھر کے لیے خوف کے آثار ظاہر ہوئے۔

''میں نہیں جانتی کہ اس کا کیا مطلب بات یہ ہے کہ چند دنوں پہلے میرا یہ نجومی
ایک سپاہی سے جھگڑ پڑا تھا' سپاہی نے غصہ میں آ کر اس کے سر پر تلوار کا دستہ دے مارا تب
سے اس بیچارے کے دماغ میں فتور آ گیا ہے۔''

نہیں قلوپطرہ! وہ پاگل تو معلوم نہیں ہوتا اب تک اس کی آواز میرے کانوں میں
گونج رہی ہے اس کی آواز میں کوئی خاص بات تھی جیسے دیوتاؤں کی آواز ہو اور وہ تمہیں عجیب
نظروں سے گھور رہا تھا' اس کی آنکھوں میں محبت بھی تھی اور شدید نفرت بھی۔

وہ بیحد عجیب آدمی ہے اور بیحد عالم' پورے مصر میں اس کا سا عالم کوئی اور نہ ہوگا'
بعض دفعہ میں اس سے ڈرنے لگتی ہوں۔ یہ آدمی مصر کے قدیم اور پراسرار علوم سے واقف
ہے۔ غالباً تم نہیں جانتے میرا یہ نجومی فراعنہ مصر کی اولاد ہے اور اس نے مجھے قتل کرنے کی
کوشش بھی کی تھی۔ لیکن دیوتاؤں کی مہربانی سے میں اس پر غالب آ گئی لیکن میں نے اسے قتل
نہ کیا کیونکہ وہ مصر کے بہت سے اسرار جانتا ہے اور میں خود یہ اسرار معلوم کرنا چاہتی تھی اور سچ
یہ ہے انطونی کہ مجھے اس کی عقل مندانہ باتوں سے عشق تھا' افوہ ساری دنیا کا علم جانتا ہے وہ!

دیوتاؤں کی قسم میں اس نجومی سے حسد کرنے لگا ہوں' ہاں تو تمہیں اس کی باتوں
سے عشق تھا چنانچہ ظاہر ہے کہ خود اس سے بھی رہا ہوگا' لیکن اب کیا نہیں رہا؟

نہیں' میں اس سے جو کچھ حاصل کرنا چاہتی تھی کر چکی اور اب اس سے ڈرنے کی
وجہ نہیں' اس کا ادنیٰ ثبوت یہ ہے کہ اس کی جگہ میرے تخت کے پہلو میں تھی لیکن اب وہ تخت
کے پیچھے غلاموں اور کنیزوں کے ساتھ کھڑا رہتا ہے' کسی مفتوح بادشاہ نے جو تمہاری فتح کے
جلوس میں زنجیروں سے جکڑا تمہاری رتھ کے پیچھے چل رہا ہو اتنی ذلت محسوس نہ کی ہوگی جتنی
کہ یہ مصری شہزادہ میرے تخت کے پیچھے کھڑے رہ کر محسوس کرتا ہے۔

اور شارمن نے اپنا ہاتھ میری پشت پر رکھ دیا جیسے کہ وہ مجھے تسلی دے رہی
ہو۔ ''بہرحال اب وہ اپنی بدشگونیوں سے ہمیں پریشان نہ کر سکے گا۔'' قلوپطرہ نے کہا: کل صبح وہ
قتل کر دیا جائے گا اور کوئی جانے گا بھی نہیں کہ ہرماسیس نام کا آدمی کون تھا اور کہاں گیا؟ میں
اس کے قتل کا پختہ ارادہ کر چکی ہوں' سچ تو یہ ہے کہ میں اس وقت بھی ڈر رہی ہوں اور یوں محسوس
کر رہی ہوں جیسے کہ وہ اسی کمرے میں ہے اور ہماری باتیں سن رہا ہے' اف عجیب پراسرار آدمی
ہے اور جب تک زندہ ہے۔ مجھے چین نصیب نہ ہوگا...... نہیں' بہتر ہے کہ اسے اسی وقت قتل کروا

دیا جائے ......

اور اٹھنے لگی۔

نہیں، ابھی نہیں، صبح قتل کروا دینا' انطونی نے قلوپطرہ کا ہاتھ پکڑ لیا' اس وقت سپاہی اور جلاد شراب پیئے ہوئے ہیں اور اسے قتل نہ کر سکیں گے۔ اس کے علاوہ سوتے میں کسی کو قتل کر دینا میرے نزدیک بڑی ذلیل حرکت ہے۔

صبح! انطونی! کیا پتہ صبح تک کیا ہو جائے؟ بہت ممکن ہے وہ فرار ہی ہو جائے تم اس نجومی کو نہیں جانتے' بڑے لمبے کان ہیں اس کے اور پھر اس نے روحوں کو قبضہ میں کر رکھا ہے اور جب چاہے انہیں بلا سکتا ہے۔ کیا خبر کہ اس نجومی کی روح اس کے بدن سے الگ ہو کر یہاں آ گئی ہو اور اس کوچ پر بیٹھی باتیں سن رہی ہو' دیوتاؤں کی قسم میں اسے اپنے قریب محسوس کر رہی ہوں بیحد پراسرار آدمی ہے وہ اور عجیب قوتوں کا مالک لیکن خیر کوئی بات نہیں صبح ہی سہی ...... انطونی زحمت تو ہو گی لیکن میرے سر پر سے تاج اتار لو چھ رہا ہے' آہستہ سے اتارنا کہیں تم میرے ماتھے کو زخمی نہ کر دو' معاف کرنا انطونی ...... تم سے ایک مشاطہ کی خدمت لے رہی ہوں۔

اور وہ ہنسی۔

انطونی نے قلوپطرہ کے سر سے تاج اتار لیا اور پھر کہا:

''قلوپطرہ لو اپنا تاج واپس لو میں تمہیں تمہارا تاج واپس دیتا ہوں' میں تم سے کبھی تمہارا تاج نہ چھینوں گا بلکہ وعدہ کرتا ہوں کہ اس کی حفاظت کروں گا۔''

''معزز انطونی میں آپ کا مطلب سمجھی نہیں۔ قلوپطرہ نے کہا۔ اس کے ہونٹوں پر ملکوتی تبسم ناچ رہا تھا۔

''قلوپطرہ! تم یہاں ان الزامات کی جوابدہی کے لیے طلب کی گئی تھیں جو تم پر لگائے گئے ہیں اور یقین کرو اگر تمہاری جگہ اور کوئی عورت ہوتی تو وہ ایک خود مختار ملکہ کی طرح اسکندریہ واپس نہ جاتی کیونکہ میں جانتا ہوں تم پر جو الزامات لگائے گئے ہیں وہ غلط نہیں ہیں لیکن یہ دیکھ کر کہ تم کیا ہو' میں تمہیں معاف کرتا ہوں۔ دیکھو قلوپطرہ عورت کا حسن کتنی بڑی چیز ہے یہی حسن ہے جو بادشاہوں کو ان کے فرض بھلا دیتا ہے اور اندھے قانون کا دل موم کر دیتا ہے جس کے جادو کے سامنے آدمی بھول جاتا ہے کہ اسی حسین ساحرہ نے اس کے خلاف تلوار اٹھائی تھی۔ حسن کے علاوہ کوئی دوسری چیز تمہیں ان الزامات سے بری نہ کروا سکتی لیکن قلوپطرہ

تم بہت حسین ہو اور تمہارے حسن کے طفیل میں تمہیں معاف کرتا ہوں' اپنا تاج واپس لو تم قلوپطرہ' انطونی کے وعدہ کا اعتبار کرو کہ وہ مرتے دم تک اس تاج کی حفاظت کرتا رہے گا۔ ہر چند کہ یہ بخشا ہوا تاج تمہیں وزنی معلوم ہو گا لیکن یقین کرو وہ تمہارے ماتھے کو زخمی نہ کرے گا۔

بیحد شاندار الفاظ ہیں' قلوپطرہ نے کہا اور تم جیسا فاتح ہی یہ الفاظ کہہ سکتا ہے۔ اپنی پچھلی لغزشوں کے متعلق ...... اگر مجھ سے کچھ لغزشیں ہوئی ہوں' میں صرف یہ کہہ سکتی ہوں کہ اس وقت میں رحم دل انطونی سے واقف نہ تھی۔ انطونی سے واقف ہونے کے بعد کون ہو گا جو اس کی مخالفت کرے؟

کم سے کم کوئی عورت تو نہیں کر سکتی' کیونکہ انطونی عورتوں کے نزدیک ایک دیوتا ہے جو ان کے دل پر قبضہ کر لیتا ہے۔ حیران ہوں کہ میں کیا کہوں اور کن لفظوں میں تمہاری تعریف کروں انطونی لاؤ تاج میرے سر پر رکھ دو۔ میں اسے تمہارا تحفہ سمجھوں گی اور اسے اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھوں گی۔

اور اب میں انطونی کی تابع فرمان اور حلقہ بگوش ہوں اور میرے ذریعے پورا مصر انطونی کے سامنے سر جھکائے گا آج سے انطونی روم کا ہی نہیں مصر کا بھی فرماں روا ہے۔

قلوپطرہ کے سر پر تاج رکھنے کے بعد انطونی سامنے کھڑا اسے دیکھتا رہا۔ اس کے ہونٹوں کے کونے کانپنے لگے۔ رخسار پھڑکنے لگے' پیشانی پر پسینے کے قطرے نمودار ہو گئے اور پھر وہ بے چین ہو کر بے اختیار آگے بڑھا اور قلوپطرہ کو اپنے بازوؤں میں سمیٹ کر اس کے ہونٹ چوم لیے اور اب وہ دیوانوں کی طرح قلوپطرہ کے رخسار' گردن' آنکھیں اور ہونٹ چوم رہا تھا۔

قلوپطرہ قلوپطرہ! اس نے ملکہ کے ہونٹ تین مرتبہ چوم کر گہری گہری سانسوں کے درمیان کہا: ''میں تمہیں چاہتا ہوں اتنی شدت سے کہ میں نے پہلے کسی کو نہ چاہا تھا۔''

قلوپطرہ نے مسکرا کر اپنے آپ کو انطونی کے بازوؤں سے چھڑایا اور اسی وقت اس کے سر پر سے تاج گر کر لڑھکتا ہوا کمرے کے اندھیرے کونے میں جا پڑا اور یہ تاج کا گرنا انطونی اور قلوپطرہ کی تباہی کا شگون تھا' دیوتاؤں کی اس نشانی کو میں نے سمجھ لیا لیکن وہ دونوں اس کی طرف متوجہ نہ ہوئے اور اگر ہوتے بھی تو وہ اس اشارے کو نہ سمجھ پاتے۔

تم مجھے چاہتے ہو' قلوپطرہ نے مسکرا کر کہا' کیسے یقین کر لوں۔ انطونی تم شادی شدہ ہو اور اپنی بیوی فلویا کو سب سے زیادہ چاہتے ہو۔

نہیں قلوپطرہ مجھے فلویا سے محبت نہیں' میں تمہیں' صرف تمہیں چاہتا ہوں جب سے میں بالغ ہوا ہوں عورتوں کا شیدائی رہا ہوں اور عورتیں بھی میری شیدائی رہی ہیں لیکن اے دنیا کی حسین ترین ملکہ! جتنا تو نے مجھے بے چین کیا ہے پہلے کوئی عورت نہ کر سکی تھی۔ آہ' قلوپطرہ میں تجھے چاہتا ہوں میرے جسم میں آگ بھڑک رہی ہے میں تمہیں چاہتا ہوں کیا تم بھی مجھ سے محبت کر سکوں گی قلوپطرہ؟

میری شہرت' قوت اور دولت سے نہیں بلکہ خود مجھ سے' انطونی سے؟ اس انطونی سے جو عیش پسند ہے جس میں بہت سی اخلاقی کمزوریاں ہیں اور جو شراب کا عادی ہے لیکن جو کمینہ اور بزدل نہیں ہے جو کبھی دوست سے بیوفائی نہیں کرتا۔ ایک دفعہ جس کا ہاتھ پکڑتا ہے مرتے دم تک پکڑے رہتا ہے آہ قلوپطرہ' کہو تم مجھ سے محبت کر سکو گی؟ بولو قلوپطرہ تمہارا ایک لفظ مجھے اتنی مسرت بخش سکتا ہے جو میں پورے روم کا خود مختار بادشاہ بن کر بھی حاصل نہیں کر سکتا......

اور جب وہ عالم بے خودی میں بول رہا تھا تو قلوپطرہ کی نگاہیں اس پر گڑی تھیں اور آج پہلی دفعہ مجھے ملکہ کی آنکھوں میں سچی اور بے لوث محبت کی چمک نظر آئی' یہ واقعی ناقابل یقین سی بات تھی۔

انطونی! تمہاری صاف گوئی سے میں بہت متاثر ہوئی ہوں' قلوپطرہ نے کہا۔ ''کتنی شیرینی اور کیسا خلوص ہے تمہارے لفظوں میں' انطونی کون عورت نہ چاہے گی کہ دنیا کا فاتح اس کی محبت کا دم بھرتا ہو؟ ...... اور حالات کے پیش نظر تمہاری یہ محبت اور تمہارے یہ پرخلوص الفاظ میرے لیے تو آب حیات سے کسی طرح کم نہیں' تم نہیں جانتے انطونی کہ میری زندگی کتنی بے لطف اور کتنی بے رنگ رہی ہے' آج تک کسی نے مجھ سے محبت نہیں کی اور نہ میں نے کسی سے محبت کی ہے لیکن آج رات میری روح تمہاری روح سے ہم آغوش ہوگئی' آج رات میرے دل کی دھڑکنیں تمہارے دل کی دھڑکنوں سے ہم آہنگ ہوئی ہیں' آج پہلی دفعہ کسی نے مجھے خلوص سے چاہا ہے اور انطونی! میں بھی اسے اپنا دل دے چکی ہوں' میں تمہاری ہوں انطونی اور ہمیشہ تمہاری رہوں گی' انطونی مجھے اپنی بانہوں میں لے لو اور میرے ہونٹوں پر اپنی محبت کی مہر لگا دو' آؤ ہم قسم کھائیں جب تک ہم زندہ ہیں ایک دوسرے کے رہیں گے' آجاؤ انطونی! جس طرح آج ہماری روح مل گئی ہے ہمارے جسم بھی مل جائیں' انطونی آج سے میں تمہاری ہوں' ہمیشہ کے لیے تمہاری' آجاؤ میرے پاس آجاؤ اور آج رات ہم۔

اور اس وقت شارمن نے مجھے وہاں سے ہٹا لیا۔

کیوں ہرماسیس! اب کیا کہتے ہو' جب ہم دوسرے کمرے میں آگئے تو شارمن نے شمع جلا کر پوچھا۔

سوائے اس کے میں اور کیا کہہ سکتا ہوں شارمن کہ اب تک حقیقت میں' میں اندھا تھا لیکن آج میری آنکھیں کھل گئی ہیں' میں نے جواب دیا۔

❁ ❁ ❁

حواشی

(1) تقریباً آٹھ ہزار پونڈ (مؤلف)

❁ ❁ ❁

سولھواں باب

فرار

کچھ دیر تک میں سر جھکائے بیٹھا رہا۔ ندامت، مایوسیاں اور اداسی میرے دل میں اترتی چلی گئی۔ تو یہ انجام، ناقابل یقین اور خلاف توقع انجام، اس کے لیے میں نے اپنی قسم توڑی تھی، اس کے لیے میں نے منقورا کے ہرم کا راز ظاہر کیا تھا، اسی لیے میں نے اپنا تاج و تخت کھویا تھا اور اسی لیے میں نے اپنی عزت اور شاید آخرت کی خوشیاں گنوائی تھیں۔ آہ دنیا میں مجھ سا بدنصیب بھی کوئی نہ ہوگا، کیا کروں؟ کہاں جاؤں؟ اس وقت میرے دل میں ایک طوفان بپا تھا اور اس طوفان میں بھی رشک و رقابت کی آگ بھڑک رہی تھی کیونکہ میں اس عورت کو چاہتا تھا جو اس وقت انطونی کے ساتھ...... ہائے! یہ خیال ہی میرے لیے ناقابل برداشت تھا، میرے دل میں طوفان اٹھا، گلے میں پھندے پڑ گئے اور پھر...... پھر میں پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔

شارمن دوڑ کر میرے پاس آ کھڑی ہوئی اور میں نے دیکھا۔ وہ بھی رو رہی ہے۔

رو نہیں ہرماسیس! اس نے کہا۔ تمہیں روتے دیکھ کر ہمارا کلیجہ پھٹتا ہے، دیوتاؤں کے لیے نہ روؤ۔ ہائے تم ہی کیوں نہ سنبھل گئے، اگر ایسا ہوا ہوتا تو آج تم فرعون ہوتے، ہاں مصر کے فرعون ہوتے، نہ کہ قلوپطرہ کے غلام، بہرحال جو ہونا تھا ہو چکا۔ تم سن ہی چکے کہ حسن فروش مکار عورت تمہیں جلادوں کے حوالے کر دے گی۔

''اور یہ اچھا ہی ہوگا شارمن......''

''نہیں یہ اچھا نہ ہوگا، اگر تم قتل کر دیئے گئے تو یہ قلوپطرہ کی تم پر آخری اور سب سے بڑی فتح ہوگی نہیں ہرماسیس تم سب کچھ گنوا چکے ہو، اب صرف زندگی تمہارے پاس رہ گئی ہے اور جب تک زندگی ہے تب تک امید بھی قائم ہے اور اسی کے ساتھ انتقام کی تڑپ اور آرزو بھی......''

''انتقام''۔ میں نے اٹھتے ہوئے کہا: ''ہاں یہ تو میں نے سوچا ہی نہ تھا، انتقام، انتقام،

شارمن میں قلوپطرہ سے انتقام لوں گا، ضرور لوں گا۔''

لیکن یاد رکھو ہرماسیس! انتقام ایک ایسا تیر ہے جو بعض دفعہ چلانے والے کو ہی زخمی کر جاتا ہے اور مجھے اس کا تجربہ ہے، شارمن نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا۔ لیکن یہ افسوس کرنے کا وقت نہیں ہے، اور نہ ہی اسے بیکار باتوں میں گنوانا چاہیے افسوس کرنے اور رونے کے لیے پوری عمر پڑی ہے۔ یہ کام کرنے کا وقت ہے ہرماسیس! صبح ہونے سے پہلے ہی تم کو یہاں سے فرار ہو جانا چاہیے، سنو ایک جہاز کل ہی اسکندریہ سے خشک میوہ اور دوسری چیزیں لے کر یہاں آیا ہے جو پو پھٹنے سے پہلے پھر اسکندریہ کے لیے روانہ ہو جائے گا۔ میں تمہیں شامی تاجروں کا لباس لائے دیتی ہوں تم اسے پہن لو پھر میں جہاز کے کپتان کے نام، جو مجھے جانتا ہے، ایک رقعہ لکھ دوں گی اور وہ تمہیں اپنے جہاز میں سوار کرا کے اسکندریہ لے جائے گا وہ چونکہ تمہیں نہیں جانتا اس لیے تمہیں شامی تاجر ہی سمجھے گا اور تم بخیر و خوبی اسکندریہ پہنچ جاؤ گے کہو کیا خیال ہے؟

ٹھیک ہے شارمن! میں نے اداسی سے کہا: میرا انجام کیسا بھی ہو اب مجھے اس کی پروا نہیں...... اچھی بات ہے تم ذرا دیر یہاں آرام کرو تب تک میں سارے انتظامات مکمل کر لوں اور دیکھو بہت رنج نہ کرو۔ غالباً تم نہیں جانتے ایک دوسری ہستی بھی ہے جو تم سے کئی گنا زیادہ رنجیدہ ہے۔

اور وہ مجھے اسی کمرے میں چھوڑ کر چلی گئی اور میرے دل میں انتقام لینے کا خیال جڑ نہ پکڑ گیا ہوتا تو شاید میں پاگل ہو جاتا۔ میرا دل مایوسیوں اور زخموں کی بھیانک تاریکیوں میں گم تھا اور اس اندھیرے میں صرف ایک چیز راہبر تارے کی طرح چمک رہی تھی انتقام کا خیال! میں انتقام لوں گا...... ضرور لوں گا۔

کچھ دیر بعد شارمن آ گئی وہ کپڑے کا چھوٹا سا گٹھر بغل میں دبائے مطمئن نظر آتی تھی۔

لو انتظام ہو گیا، اس نے کہا۔ اس گٹھری میں شامی تاجر کا لباس، لکھنے کی تختی اور دوسری ضروری چیزیں باندھ دی ہیں۔ میں برونوس کو اطلاع دے آئی ہوں کہ پو پھٹنے سے کوئی ایک گھنٹہ پہلے ایک شامی تاجر یہاں سے نکل کر بندرگاہ کی طرف جائے گا چنانچہ وہ اسے نہ روکے۔ میں سمجھتی ہوں کہ برونوس سمجھ چکا ہے کہ یہ شامی تاجر کون ہوگا کیونکہ اس نے جماہی لیکر کہا کہ اگر تاجر نے لفظ شناخت ''انطونی'' کہا تو ایک چھوڑ سو تاجر بھی بلا روک ٹوک جہاں چاہیں جا سکتے ہیں، اور یہ رہا کپتان کے نام رقعہ لیکن غلطی سے کہیں کسی دوسرے جہاز میں سوار نہ ہو جانا خوب یاد کر لو کہ یہ جہاز بندرگاہ سے ذرا دائیں طرف ہٹ کر لنگر انداز ہے اور اس پر چمک

دار روغن کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ جس وقت تم بندرگاہ پر پہنچو گے تو اس وقت اسی جہاز کے ملاح لنگر اٹھانے کی تیاریاں کر رہے ہوں گے' اچھا اب تم کپڑے بدل لو میں باہر ٹھہرتی ہوں۔

شارمن کے جانے کے بعد میں نے اپنے زرق برق لیکن غلامانہ لباس کے چیتھڑے اڑا کر اسے پیروں تلے مسل ڈالا' پھر شامی تاجر کا لباس پہنا' لکھنے کی تختیاں کمر کے گرد لٹکائیں۔ پیروں میں بغیر ایڑی کے پیر تلے پہنے اور سر پر تاجروں کی اونچی ٹوپی رکھی اور پیٹی میں ایک چاقو اُڑس لیا جب میں کپڑے پہن چکا تو شارمن کمرے میں داخل ہوئی اور مجھے غور سے دیکھنے لگی۔

نہیں! اب بھی تم وہی ہرماسیس ہو جو شاہی خاندان سے تعلق رکھتا ہے' اس نے کہا' لباس آدمی کا چہرہ نہیں بدل سکتا' ٹھہرو۔

اس نے سنگھار میز پر سے قینچی اٹھائی اور مجھے بیٹھ جانے کو کہا۔ میں ایک کرسی پر بیٹھ گیا پھر شارمن نے میرے لانبے بال جو کندھوں تک آتے تھے کاٹ لیے اب میرے سر پر چھوٹے چھوٹے بال رہ گئے تھے۔ پھر اس نے وہ چیز اٹھائی جسے عورتیں اپنی آنکھیں کالی کرنے کے لیے لگاتی ہیں۔ [1] اس نے اس چیز کا ہلکا ہلکا سا لیپ میرے چہرے اور ہاتھوں پر کر دیا تاکہ میری جلد کا سفید رنگ دب جائے پھر اس نے یہی چیز میری پیشانی کے زخم کے نشان پر مل دی۔

اب تمہیں کوئی پہچان نہ سکے گا' وہ ہنسی' کیا صورت نکل آئی ہے' دیوتاؤں کی قسم ایک دفعہ تو میں بھی دھوکا کھا جاؤں' ہاں۔ ایک خاص چیز تو میں بھول ہی گئی...... اور اس نے صندوق کھول کر سونے کے سکوں سے بھری ہوئی ایک تھیلی نکالی' یہ لو۔ اس نے تھیلی میرے ہاتھ پر رکھ دی' راستہ میں تمہیں روپیوں کی ضرورت پڑے گی۔

''نہیں شارمن میں یہ روپے نہ لوں گا آخر میں بھی تو......''

''باتیں نہ بناؤ اور لے لو' یہ تھیلی مجھے سیپا نے دی تھی تاکہ میں اسے اپنے مقصد کے لیے صرف کروں چنانچہ تم سے بڑھ کر اس کا حق دار اور کون ہو سکتا ہے؟ اس کے علاوہ اگر کبھی مجھے روپے کی ضرورت ہوئی۔ میں جتنا چاہوں گی انطونی سے لے سکوں گی چنانچہ بیکار کی زحمت نہ کرو اور' ابھی تم پوری طرح تاجر نہیں بنے' کچھ کسر رہ گئی ہے۔

پھر اس نے ایک کمبل میرے کندھے پر ڈال دیا اور ایک چرمی تھیلے میں ایک چادر اور چند زائد کپڑوں کے ساتھ سیاہ رنگ کی ڈبیہ بھی رکھ دی کہ میں اپنے چہرے پر رنگ ملتا رہوں اور میرا راز فاش نہ ہو' پھر میں نے اپنے اتارے ہوئے لباس کے چیتھڑے اور بال اٹھا

کر خفیہ دروازے کے پیچھے ڈال دیئے تاکہ شارمن انہیں بعد میں بہ آسانی ٹھکانے لگا سکے اور اب سارے انتظامات مکمل تھے۔

تو اب میرے رخصت ہونے کا وقت آ گیا؟ میں نے پوچھا۔

نہیں کچھ دیر اور صبر کرو صرف ایک گھنٹہ کا ہی ہمارا تمہارا ساتھ ہے۔ اس کے بعد میں شاید جیتے جی تمہاری صورت نہ دیکھ سکوں گی۔

میں نے بے چینی سے پہلو بدلا۔

میری تلخ کلامی معاف کر دینا ہرماسیس' اس میں میرا کوئی قصور نہیں' نمک کے پہاڑ سے جو چشمہ پھوٹے گا اس کا پانی تلخ ہی ہوگا بیٹھ جاؤ میں تم سے کچھ کہنا چاہتی ہوں۔ ایک راز' ایک راز افشا کرنا چاہتی ہوں جو...... جو تمہیں رنجیدہ کر دے گا۔

وہ میرے سامنے ہاتھ باندھے کھڑی کانپ رہی تھی اور میں نے دیکھا کہ اس کا چہرہ مردے کی طرح ہو گیا تھا اور آنکھیں پھیل گئی تھیں۔ دو دفعہ اس نے بولنے کی کوشش کی' اس کے ہونٹ ہلے مگر کوئی آواز نہ نکلی آخرکار بڑی کوششوں کے بعد اس نے بدلی ہوئی آواز میں کہا:

''میں تمہیں حقیقت سے بے خبر نہیں رکھ سکتی سنو ہرماسیس...... وہ...... وہ پولوس نہ تھا' میں...... میں نے غداری کی تھی۔''

میں شدید غصہ کے عالم میں پیر پٹخ کر اٹھ کھڑا ہوا اور شارمن نے میرا ہاتھ پکڑ لیا' بیٹھ جاؤ ہرماسیس! اس نے کہا پہلے میری پوری بات سن لو اس کے بعد جو جی چاہے کرنا اور مجھے جو چاہے سزا دے لینا سنو: ہرماسیس! جب پہلی دفعہ میں نے تمہیں سیپسا کے گھر میں دیکھا تو اسی وقت سے تمہیں چاہنے لگی اور میں تم سے کتنی محبت کرتی ہوں اس کا تم اندازہ بھی نہیں لگا سکتے' تمہیں قلوپطرہ سے جتنی محبت ہے اس سے دگنی' تگنی بلکہ کئی گنا زیادہ میری محبت ہے' دن بدن میری یہ محبت شدید سے شدید تر ہوتی چلی گئی' یہاں تک کہ میں تمہارے لیے صرف تمہارے لیے جینے لگی لیکن تم پتھر دل نکلے تم مجھے عورت کے بجائے آخر تک ایک بے جان اور بے حس چھینی سمجھتے رہے جس سے تم اپنی قسمت تراش رہے تھے اور پھر میں نے دیکھا کہ تمہارے دل کی موج اس تباہ کن دیوار کی طرف بڑھ رہی ہے جس سے ٹکرا کر تمہاری زندگی آج پاش پاش ہو گئی اور پھر وہ منحوس رات آئی جب تم نے میرا رومال پھینک دیا اور قلوپطرہ کا دیا ہوا مکٹ اپنے سر پر رکھ لیا میں پردے کے پیچھے چھپی یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی اور اس وقت میرے دل کی جو حالت تھی اسے بیان نہیں کیا جا سکتا' تم قلوپطرہ کے ساتھ میٹھی میٹھی باتیں

کرنے لگے اور میرے دل میں رشک و رقابت کی ایسی تند و تیز آگ بھڑکی کہ اس میں میری سمجھ بوجھ جل کر خاک ہوگئی۔ صرف یہی نہیں بلکہ قلوپطرہ کے جا چکنے کے بعد تم نے نہ صرف مجھے سخت سست کہا بلکہ میرا اور میری محبت کا مذاق اڑایا اور تم نے اس آگ کو ہوا دی جو میرے دل میں بھڑک رہی تھی۔ ہرماسیس! یہ تمہاری حماقت تھی کہ تم نے میرا اور میری محبت کا مذاق اڑایا۔ جب میں تمہارے کمرے سے نکلی تو میرا دماغ سن تھا' مایوسی اور شدید غم نے مجھے شکنجے میں کس رکھا تھا اور مجھے یقین ہو چکا تھا کہ تم قلوپطرہ کو چاہتے ہو' رشک و رقابت نے مجھے ایسا دیوانہ کیا کہ جی چاہا اسی وقت تمہارا راز قلوپطرہ سے جا کہوں لیکن میرے دل نے کہا...... نہیں شارمن آج نہیں صبر سے کام لو ممکن ہے کہ کل یہ پتھر دل انسان تمہاری طرف مائل ہو جائے۔

اور ہرماسیس' پھر' کل آئی اور اس دن وہ سازش پوری ہونے والی تھی اور تم فرعون بننے والے تھے' سب انتظامات مکمل ہو چکے تھے اور پھر تمہیں یاد ہوگا کہ میں تمہارے پاس آئی۔ میں نے اشاروں کنایوں میں اپنی محبت کا ذکر کیا اور تم نے مجھے پھر ٹھکرا دیا اور میں جانتی تھی کہ میری محبت کیوں ٹھکرائی جا رہی تھی۔ اس لیے کہ تم قلوپطرہ کو چاہتے تھے جسے تمہیں قتل کرنا تھا اور جسے تم قتل بھی کر دیتے کیونکہ تم خود بھی اس محبت سے واقف نہ تھے۔ میں وہ اس وقت رشک و رقابت سے پاگل ہوگئی اور پھر میں نے وہ شرمناک کام کیا جو شاید کوئی نہ کر سکتا تھا میں اسی وقت قلوپطرہ کی خواب گاہ میں پہنچی اور یہ کہہ کر کہ تمہارے کمرے سے ایک خفیہ تحریر ملی ہے میں نے تمہاری سازش سے قلوپطرہ کو آگاہ کر دیا' اسی پر بس نہ کرتے ہوئے میں نے ان لوگوں کے نام بھی بتائے جو اس سازش میں شریک تھے......

میں خاموش بیٹھا غصے اور حیرت سے شارمن کی باتیں سنتا رہا اور وہ میری طرف اداس نظروں سے دیکھتی ہوئی کانپتی آواز میں کہے جا رہی تھی۔

''جب قلوپطرہ کو معلوم ہوا کہ سازش کتنی گہری ہے تو وہ بالکل گھبرا گئی اور اس نے شام یا قبرص بھاگ جانے کا ارادہ کیا لیکن جب میں نے اسے بتایا کہ وہ محل سے باہر نہیں نکل سکتی کیونکہ سازشیوں نے سب راستوں کی ناکہ بندی کر رکھی ہے تو وہ بہت پریشان ہوئی اور اس پریشانی کے عالم میں اس نے فیصلہ کیا کہ جب تم اس کی خواب گاہ میں آؤ گے تو وہ تمہیں قتل کر دے گی اور میں خوش خوش اس کی خواب گاہ سے نکل آئی کہ تم قتل کیے جاؤ گے۔

مجھے خوشی اس بات کی تھی کہ اگر تم میرے نہ ہو سکے تو قلوپطرہ کے بھی نہ ہو سکو گے ہر چند کہ تمہاری موت کے خیال ہی سے میرا دل لرزتا تھا لیکن میں مطمئن تھی کہ تمہیں قلوپطرہ

کی آغوش میں نہ دیکھ سکوں گی لیکن میں ابھی کہہ چکی ہوں کہ انتقام ایک ایسا تیر ہے جو بعض چلانے والے کو ہی زخمی کر دیتا ہے اور یہی میرے ساتھ ہوا میرے رخصت ہونے کے بعد اور تمہارے آنے سے پہلے قلوپطرہ نے ایک دوسری ہی ترکیب سوچی اس نے سوچا کہ تمہارے قتل سے مصر میں بغاوت ہو جائے گی۔

لیکن اگر اس نے تمہیں اپنے حسن کے جال میں پھانس لیا اور مصر کے سامنے تمہیں غدار ثابت کر دیا تو یہ سازش خود بخود ختم ہو جائے گی' مصریوں کی سازش بہت گہری اور زبردست تھی اور ذرا سی لغزش قلوپطرہ کو تاج و تخت سے محروم کر سکتی تھی چنانچہ اس نے تمہارے قتل کا ارادہ ترک کر دیا اور ایک دوسری ہی ترکیب آزمائی اور یہ تو تم جانتے ہی ہو کہ اس نے کس طرح اس سازش کی جڑیں کمزور کر دیں اور وہ تناور درخت جو کئی سال سے کھڑا تھا دیکھتے ہی دیکھتے گر پڑا' فتح قلوپطرہ کی ہوئی اور دوسرے دن مجھے معلوم ہوا کہ میری یہ غداری بیکار ہی گئی۔

مجھے شرم و ندامت اور ضمیر کی ملامت کے علاوہ کچھ نہ ملا اور اس غداری کا خمیازہ بے گناہ پولوس کو بھگتنا پڑا۔ اور جس آدمی کی محبت میں اندھی ہو کر میں نے اپنی قسم توڑی۔ مصر کو ابدی غلامی کی زنجیروں میں جکڑ دیا۔ وہی آدمی پکے ہوئے پھل کی طرح مصر کی فاحشہ ملکہ کی گود میں جا پڑا۔ میں نے چاہا تھا کہ جو نہ ہو آخر وہی ہو کر رہا۔

شارمن نے سر جھکا لیا۔ اس کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور وہ منتظر تھی کہ میں کچھ کہوں گا لیکن میں خاموش رہا تو اس نے اپنی بات جاری رکھی۔

ہرماسیس! تم چاہو تو مجھے سزا دے لو میں سخت سے سخت سزا کی مستحق ہوں۔ کیونکہ میرے گناہ ایسے ہی ہیں لیکن کوئی سزا دینے سے پہلے میرے گناہوں کی پوری داستان سن لو...... تو یوں ہوا ہرماسیس کہ قلوپطرہ کو بھی تم سے انسیت ہوگئی اور اس نے تم سے شادی کرنے کا ارادہ کر لیا اور اس لیے اس نے سازشیوں کو بخش دیا جنہیں اس نے زندان میں ڈال دیا تھا قلوپطرہ کا خیال تھا اور بالکل صحیح خیال تھا کہ تم سے شادی کرنے کے بعد وہ مصر پر چین اور بے خوفی سے حکومت کر سکے گی کیونکہ مصری یونانیوں سے نفرت کرتے ہیں لیکن وہ تمہاری اور تمہارے ساتھیوں کی مدد سے مصریوں میں ہر دلعزیز ہو سکتی تھی......

ہاں تو پھر اس نے تم پر جادو چلایا اور تم نے منقورا کے حرم کا راز ظاہر کر دیا۔ صرف یہی نہیں بلکہ تم خود اسے لے کر حرم میں گئے اور مقدس خزانہ لے آئے اور دیکھو اسی دولت

سے رنگ رلیاں منائی جا رہی ہیں اور انطونی تمہاری قلوپطرہ کے حسن کے مزے لوٹ رہا ہے خیر تو وہ تم سے شادی کرنے کے لیے بالکل تیار تھی وہ اپنا وعدہ وفا کرنا چاہتی تھی کیونکہ خود تم وفادار رہے تھے' اس دن جب ولیوس انطونی کے خط کا جواب لینے آنے والا تھا۔ قلوپطرہ نے دربار میں جانے سے پہلے مجھے طلب کیا اور چونکہ میری ہوشیاری کی وہ قائل تھی اور مجھے پر اعتبار کرتی تھی اس لیے اس نے مجھ سے میری رائے پوچھی کہ اسے کیا کرنا چاہیے تم سے شادی کر کے انطونی کے خلاف اعلان جنگ کر دے یا انطونی کے بلاوے پر طرطوس جائے لیکن میرے دل میں رشک و رقابت کی آگ بھڑک رہی تھی میں یہ برداشت نہ کر سکتی تھی کہ جو آدمی میرا نہ ہو سکا وہ باقاعدہ قلوپطرہ کا شوہر بن جائے چنانچہ میں نے اسے مشورہ دیا کہ وہ تم سے شادی کرنے کا خیال ترک کر دے اور انطونی سے ملنے چلی جائے۔

میں ولیوس سے مل چکی تھی۔ اس نے مجھے بتایا تھا کہ اگر قلوپطرہ طرطوس آئی تو شہوت پرست انطونی ملکہ کے قدموں میں آ پڑے گا اور ہرماسیس تم دیکھ ہی چکے ہو کہ ایسا ہی ہوا۔ میرا خیال تھا کہ اب تم قلوپطرہ کو چھوڑ کر میری طرف مائل ہو جاؤ گے اور اسی لیے میں نے تمہیں وہ نظارہ دکھایا کہ تمہیں یقین ہو جائے کہ اب انطونی قلوپطرہ کا اور وہ انطونی کی ہو چکی ہے لیکن خلاف توقع اس منظر نے تمہارا دل توڑ دیا اور تمہارے ساتھ خود میرا دل بھی ٹوٹ گیا مجھے یقین ہو گیا ہے ہرماسیس کہ تم میرے نہیں ہو سکتے اور مجھے یہ بھی احساس ہو گیا کہ میں اپنے گناہوں کا بوجھ برداشت نہ کر سکوں گی اور اسی لیے میں نے تمہارے سامنے سب کچھ بیان کر دیا' ہرماسیس! میرے ان گناہوں کی جو کچھ بھی سزا دو گے میں بھگت لوں گی۔ بہت ممکن ہے اس طرح میں آمنتی کے عذاب سے بچ جاؤں۔

ہرماسیس مجھے جو کچھ کہنا تھا کہہ چکی اور مشکور ہوں کہ تم نے میری باتیں صبر و سکون سے سنیں آخر میں یہ ضرور کہوں گی یہ سب کچھ میں نے تمہاری محبت سے مجبور ہو کر کیا۔ میں نے تمہیں برباد کیا' مصر کو تباہ کیا' اور خود میں کہیں کی نہ رہی۔ میری سزا موت ہی ہو سکتی ہے۔ ہرماسیس' اپنا خنجر میرے سینے میں اتار دو۔ یہ میری آخری آرزو ہے۔ تمہارے ہاتھوں مرنا میری سب سے بڑی خوش قسمتی ہو گی' ہرماسیس میں تمہارے اس خنجر کو بوسہ دوں کہ جو مجھے اس زندگی سے نجات دلائے گا۔ ہرماسیس! نکالو خنجر' اگر تم نے مجھے قتل نہ کیا تو میں خود اپنے سینے میں خنجر گھونپ دوں گی۔

اور اس نے میرے سامنے گھٹنوں کے بل گر کر اپنا سینہ کھول دیا۔ میں غصہ میں ایسا

دیوانہ ہو رہا تھا کہ میں نے خنجر نکال کر بلند کیا لیکن کسی حسین عورت کو قتل کرنا آسان نہ تھا' ساتھ ہی مجھے یہ بھی خیال آیا کہ اس لڑکی نے غداری کی تو کیا ہوا۔ اسی نے دو دفعہ میری جان بھی تو بچائی اور میرا خنجر والا ہاتھ بلند ہی رہ گیا' میں شارمن کی جان نہ لے سکا۔

بے حیا' بے شرم لڑکی۔ میں نے کہا۔ اٹھ' میں تیری جان نہ لوں گا' گناہوں کی سزا دینے والا میں کون ہوتا ہوں خصوصاً اس لیے کہ خود میں بھی گنہگار ہوں؟

ہرماسیس! دیوتاؤں کے لیے مجھے اس زندگی سے نجات دلا دو۔ اس نے روتے ہوئے کہا۔ ورنہ میں خود ہی اپنا خاتمہ کر لوں گی' آہ ہرماسیس مجھ پر رحم کرو میں اپنے گناہوں کا بوجھ برداشت نہ کر سکوں گی۔

شارمن تم نے ہی تو کہا تھا جو جیسا بوتا ہے ویسا کاٹتا ہے چنانچہ تمہیں خودکشی نہ کرنی چاہیے اور نہ میں ہی تمہیں قتل کر سکتا ہوں کیونکہ میں بھی اتنا ہی گنہگار ہوں جتنی کہ شاید تم' یہ اور بات ہے کہ خود تم نے مجھے اس راہ پر ڈالا' شارمن' تمہارے حسد نے صرف مجھے ہی نہیں بلکہ سارے مصر کو تباہ و برباد کر ڈالا۔ نہیں تم نہ مرو گی' اٹھو زندہ رہو اور سال بسال اپنے گناہوں کا تلخ ثمر پاتی رہو۔

اٹھو شارمن تمہیں ابھی نہیں مرنا ہے تم ابھی زندہ رہو گی اور راتوں کو آمنتی کے عذاب نت نئی شکلیں اختیار کر کے تمہارے خواب میں آتے اور تمہیں ڈراتے رہیں گے ہاں وہی عذاب جو آمنتی میں تمہارے اور میرے منتظر ہیں شارمن' جب تک تم زندہ رہو گی اس آدمی کی یاد تمہیں بے چین رکھے گی جسے تم نے چاہا لیکن جسے تم ہی نے برباد کیا۔ شارمن! نہ تو تمہیں دن کو چین ملے گا نہ رات کو سکون۔ تمہارا ضمیر تمہیں ملامت کرتا رہے گا اور حسن فروش قلوپطرہ کی صورت تمہیں اپنے گناہ یاد دلاتی رہے گی اور مرتے دم تک تم اس عیاش ملکہ اور اس کے رومی عاشق کی کنیز رہو گی اور آمنتی کا عذاب تو کہیں گیا ہی نہیں۔

آہ ایسا نہ کہو تمہارے یہ الفاظ خنجر سے زیادہ تیز ہیں۔ سنو ہرماسیس! سنو اور اس نے میرے چغے کا دامن پکڑ لیا۔

اگر تم فرعون بن جاتے تو بے شک مجھے ٹھکرا سکتے تھے لیکن اب تم بے بس اور غریب ہو قلوپطرہ تمہیں چھوڑ چکی ہے تمہارے پاس ایک تکیہ بھی نہیں کہ تم سوتے وقت اپنے سر کے نیچے رکھ سکو۔ ہرماسیس کیا اس حال میں بھی تم مجھے قبول نہ کرو گے۔ میں اب بھی تمہاری ہوں' دیکھو' میری طرف دیکھو' میں بھی حسین ہوں اور تمہیں چاہتی بھی ہوں۔

آؤ ہرماسیس ہم دونوں بھاگ جائیں' ہرماسیس مجھے اپنے ساتھ لے چلو اور میں اپنی محبت سے تمہاری زندگی کو جنت بنا دوں گی۔ اگر تم مجھے اپنی بیوی نہیں بنا سکتے تو بہن ہی بنا لو مجھے اپنی معشوقہ نہیں خادمہ اور لونڈی سمجھنا لیکن مجھے اپنے ساتھ لے چلو میں تمہارے غموں اور خوشیوں میں برابر کی شریک رہوں گی میں اس وقت تک تمہاری خدمت کرتی رہوں گی جب تک کہ موت ہمیں جدا نہیں کرتی۔ مجھے یقین ہے کہ جس محبت نے مجھے اتنا گرا دیا ہے وہی محبت ایک دن ہم لوگوں کو انتہائی بلندیوں پر پہنچا دے گی۔

تو اب تم مجھے ایک نئے گناہ کی ترغیب دے رہی ہو؟ میں نے کہا......اور تم سمجھتی ہو شارمن! کہ ہر وقت تمہیں قریب دیکھ کر میں اس خیال سے پیچھا چھڑا سکوں گا کہ اسی لڑکی نے مجھ سے غداری کی تھی؟ نہیں شارمن! تمہیں اپنے گناہوں کا سخت کفارہ ادا کرنا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ آج کے بعد تمہارے دن سخت گزریں گے لیکن ممکن ہے کہ انتقام کا وقت جلد آ جائے اور اس وقت مجھے تمہاری ضرورت ہو۔ نہیں شارمن!

تمہیں یہیں قلوپطرہ ہی کے پاس رہنا ہے تاکہ میں تمہارے ذریعہ قلوپطرہ اور اس کے محل کے حالات معلوم کر سکوں بشرطیکہ زندہ رہا۔ شاید ایک دن ایسا بھی آئے جب مجھے تمہاری خدمات کی ضرورت ہو اور اس وقت تمہارا قلوپطرہ کے محل میں ہونا ضروری ہے لیکن قسم کھاؤ کہ تم دوسری دفعہ مجھے دھوکا نہ دو گی۔

میں قسم کھاتی ہوں ہرماسیس! اب اگر میں تمہیں دھوکا دوں تو اس کا بدلہ دیوتا مجھے دنیا ہی دے دیں اور آمنتی میں بھی اور یوم آخرت میں نہ بخشی جاؤں۔ میں جب تک زندہ ہوں تمہارے کسی بھی حکم کی منتظر رہوں گی۔

بہت اچھا اپنی قسم یاد رکھنا اور دوسری دفعہ غداری نہ کرنا۔ میں اپنی قسمت آزمانے جا رہا ہوں اور یہاں رہ کر تم بھی اپنی قسمت کا لکھا پورا کرو۔ ہو سکتا ہے کہ ایک بار ہم پھر مل جائیں شارمن! تم نے مجھے دھوکا دیا تھا اور مجھے کہیں کا نہ رکھا۔ لیکن میں تمہیں الوداع کہتا ہوں۔ میں پھر آؤں گا دیوتا تمہاری حفاظت کریں۔

اس نے وحشت ناک نظروں سے میری طرف دیکھا۔ اپنے ہاتھ میری طرف بڑھا دیئے۔ جیسے وہ مجھے آغوش میں لینا چاہتی ہو اور پھر اس کی آنکھیں بند ہونے لگیں وہ مست شرابیوں کی طرح جھومی اور بیہوش ہو کر گر پڑی۔

میں نے کپڑوں وغیرہ کا تھیلا اٹھا کر کندھے پر رکھا۔ ہاتھ میں عصا اور کمرے کے

دروازے پر سے پلٹ کر آخری دفعہ شارمن کی طرف دیکھا وہ فرش پر بیہوش پڑی تھی۔ اس کا چہرہ سفید ہو رہا تھا آنکھیں بند تھیں اور اس کی پلکوں میں آنسوؤں کے قطرے اٹکے ہوئے تھے' اور میں شارمن کو اسی حال میں چھوڑ کر وہاں سے رخصت ہوا اور پورے نو سال تک اسے دوبارہ نہ دیکھ سکا۔

(اور یہاں دوسرا اور سب سے بڑا بردی کاغذ کا پلندہ ختم ہوتا ہے)

❁ ❁ ❁

حواشی

(1) غالباً مراد کاجل سے ہے۔ (مؤلف)

❁ ❁ ❁

انتقام

پہلا باب

آمن مہت کی موت

میں کمرے سے نکل کر زینے پر پہنچا' پنجوں کے بل زینہ طے کیا اور کچھ ہی دیر بعد صحن میں کھڑا تھا پو پھٹنے میں ایک گھنٹہ باقی رہ گیا تھا اور پورا شہر گہری نیند سو رہا تھا۔ آخری شرابی آخری جام پی کر کسی گندی نالی میں بیہوش پڑا تھا ناچنے والیاں بھی تھک کر سو گئی تھیں اور پورے شہر پر گہری خاموشی مسلط تھی حتیٰ کہ کتے بھی نہیں بھونک رہے تھے۔ میں دبے پاؤں دروازے پر پہنچا اور فوراً محافظوں کے افسر نے مجھے ٹوکا۔

''کون جا رہا ہے۔'' اس نے کڑک کر پوچھا' اور میں نے برونوس کی آواز پہچان لی۔

''ایک تاجر ہے جناب! جو ملکہ کی ایک خادمہ کے لیے اسکندریہ سے تحفے لایا تھا اور اب اس خوبصورت خادمہ کی مہمان نوازی اور غریب پروری کا نقش دل پر لیے اپنے جہاز کی طرف واپس جا رہا ہے۔'' میں نے آواز بدل کر کہا۔

''ہوں'' برونوس نے کہا۔'' ملکہ کی خادمائیں اپنے مہمانوں کو اب ساری ساری رات روکنے لگی ہیں۔ خیر صاحب ہمیں اس سے کیا' ہاں تو صاحب! لفظ شناخت؟ معاف کیجئے جناب۔ لفظ شناخت کہے بغیر آپ باہر نہیں جا سکتے۔''

''انطونی'' میں نے کہا۔ کیا مرعوب کن نام ہے اور جناب صرف نام ہی نہیں وہ آدمی بھی ایسا ہی رعب دار ہے میں دنیا گھوم چکا ہوں جناب' لیکن قسمیہ کہتا ہوں کہ ایسا بہادر جرنیل میری نظر سے تو گزرا نہیں۔

ہاں انطونی ہی لفظ شناخت ہے۔ اور واقعی وہ بڑا بہادر بھی ہے لیکن اسی وقت تک جب تک کہ وہ نشے میں یا عورت کی آغوش میں نہیں ہوتا۔ صاحب! کبھی میں اس انطونی کے خلاف لڑا تھا۔

اس عرصہ میں' جبکہ برونوس یوں انجان بنا مجھ سے گفتگو کر رہا تھا پہرے دار

سے دروازے کے سامنے ننگی تلوار لیے بڑی مستعدی سے پہرہ دے رہا تھا۔ اب وہ تلوار جھکا کر ایک طرف کھڑا ہو گیا کہ میں گزر جاؤں۔

جاؤ ہرماسیس! دیوتا تمہاری حفاظت کریں' برونوس نے میرے کان کے قریب منہ لا کر کہا۔

دیر نہ کرو جاؤ اور کبھی کبھی اپنے اس بوڑھے دوست برونوس کو یاد کر لینا جو اپنی جان کی پروا نہ کرتے ہوئے تمہیں جانے دے رہا ہے' الوداع' میرے بچے! کاش تم میرے ساتھ شمالی ملکوں میں چلے چلتے۔ اور وہ مجھ سے دور ہٹ کر گیت گنگنانے لگا۔

الوداع برونوس! میرے وفادار دوست الوداع میں تمہیں کبھی نہ بھولوں گا دیوتا تمہاری بھی حفاظت کریں۔ میں نے بھی سرگوشی میں کہا اور دروازے سے گزر کر باہر آ گیا۔

اور بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ جب دوسرے دن قلوپطرہ کے حکم سے سپاہی مجھے قتل کرنے آئے تو مجھے نہ پا کر حیران ہوئے پورے محل اور شہر میں ڈھنڈیا پڑ گئی اور اس وقت بھی میرے وفادار برونوس نے میری عجیب و غریب خدمت انجام دی' جب اس سے میرے متعلق پوچھا گیا تو اس نے قسم کھا کر کہا کہ وہ ساری رات بڑی مستعدی سے پہرہ دیتا رہا تھا اور اس نے کسی کو محل سے باہر جانے نہ دیا تھا' البتہ ٹھیک آدھی رات کو برونوس نے کہا' اس نے ایک عجیب تماشہ دیکھا' اس نے دیکھا' کہ ایک آدمی جو یقیناً ہرماسیس ہی تھا۔ محل کی چھت پر آیا اور اس نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا دیئے اور دفعتاً اس کے دونوں ہاتھ بازو بن گئے اور ہرماسیس آسمان کی طرف پرواز کر گیا اور برونوس حیرت سے بت بنا کھڑا رہ گیا' چونکہ ہر آدمی میرے زبردست جادو کا قائل تھا۔ اس لیے برونوس کی اس من گھڑت کہانی کو صحیح تسلیم کر لیا گیا اور لوگ ڈرنے لگے کہ دیکھیں اب کیا ہوتا ہے۔ رفتہ رفتہ یہ کہانی مصر میں بھی پہنچی اور مصریوں نے بھی اسے صحیح تسلیم کر لیا اور وہ کہنے لگے کہ ہرماسیس واقعی دیوتاؤں کا فرستادہ اور پیارا تھا اور چونکہ اب تک مصر کی آزادی کا وقت نہیں آیا تھا۔ اس لیے دیوتاؤں نے ہرماسیس کو کسی خاص مقصد کے تحت آسمان پر زندہ ہی اٹھا لیا تھا چنانچہ اسی دن سے مصر میں یہ مثل مشہور ہو گئی تھی کہ ...... جب ہرماسیس آئے گا تو مصر آزاد ہو گا' لیکن افسوس اب نہ ہرماسیس آئے گا اور نہ مصر آزاد ہو گا۔ البتہ قلوپطرہ کو' حالانکہ وہ بہت ڈری ہوئی تھی برونوس کی کہانی پر یقین نہ تھا چنانچہ اس نے ایک جہاز میرے تعاقب میں روانہ کیا تھا' لیکن اس کا تذکرہ اپنے وقت پر آئے گا۔

☆☆☆

میں بخیر و خوبی بندرگاہ پر پہنچ گیا اور جیسا کہ شارمن نے کہا تھا' ایک جہاز لنگر اٹھانے کی تیاریاں کر رہا تھا' میں بے جھجک اس جہاز پر چڑھ گیا اور شارمن کا خط کپتان کو دے دیا۔ اس نے خط پڑھنے کے بعد مجھے عجیب نظروں سے دیکھا۔ مگر کچھ کہا نہیں۔

اور یوں مجھے اس جہاز میں جگہ مل گئی جس نے فوراً لنگر اٹھا دیا ہم بخیر و خوبی دریائے قدموس کے دہانے پر پہنچ گئے لیکن ابھی جہاز سمندر میں داخل ہی ہوا تھا کہ ہوا تیز چلنے لگی' اور رات ہونے سے پہلے ہی طوفان نے ہمارے جہاز کو آ لیا۔ ملاح اس غیر متوقع طوفان سے گھبرا اٹھے اور انہوں نے چاہا کہ جہاز کو سمندر سے نکال کر واپس دریائے قدموس میں لے آئیں لیکن تیز و تند باد مخالف نے ان کی ساری کوششیں بیکار کر دیں۔ رات بھر ہوا تیزی سے چلتی رہی اور صبح ہونے سے کچھ دیر پہلے وہ اور بھی شدت اختیار کر گئی اور ابھی سورج طلوع نہیں ہوا تھا کہ ہوا ہمارے جہاز کے بادبان اڑا لے گئی اور اب ہمارا جہاز تباہ کن اور کوہ پیکر لہروں کے رحم و کرم پر تھا میں اپنے آپ کو کمبل میں لپیٹے بے پروائی سے ایک طرف بیٹھا تھا اور چونکہ کسی طرح کے خوف و ہراس کا اظہار نہیں کر رہا تھا' اس لیے ملاح چلا اٹھے ...... یہ آدمی منحوس اور جادوگر معلوم ہوتا ہے اور پھر انہوں نے انتہائی خوف اور پریشانی کے عالم میں مجھے سمندر میں پھینک دینے کا فیصلہ کیا لیکن کپتان نے انہیں ایسا کرنے سے نہ صرف منع کیا بلکہ انہیں سختی سے ڈانٹ دیا۔ سورج طلوع ہونے کے ساتھ ہی ہوا کا زور کم ہوا اور دوپہر ہوتے ہوتے وہ پھر رکی چلنے لگی' دوپہر ہونے کے چار گھنٹوں بعد دور جزیرہ قبرص کا وہ سنگستانی کنارہ نظر آیا جسے ''راس دیناریم'' کہتے ہیں اور جہاں وہ مشہور پہاڑ ہے جسے ''الم پس'' کہتے ہیں۔ ہمارا جہاز اسی سنگستانی کنارے کی طرف چلا بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ تیز ہوا جہاز کو اسی کنارے کی طرف لے چلی اور جب ملاحوں نے کنارے کی زبردست چٹانوں اور ان پر سمندر کی کوہ پیکر موجوں کو پر شور آواز سے ٹکراتے دیکھا تو ان کے اوسان بالکل ہی خطا ہو گئے اور یہ دیکھ کر کہ میں اب تک ویسا ہی بے تعلق بیٹھا ہوا ہوں اور ذرا بھی خائف نہیں ہوں وہ پھر چلا اٹھے ...... کہ دیوتاؤں کی قسم یہ آدمی منحوس اور جادوگر ہے اور یہ بلا اسی کی لائی ہوئی ہے اور وہ میری طرف دوڑے کہ مجھے سمندر کے دیوتا پر بھینٹ چڑھا دیں۔ کپتان نے انہیں روکنے کی کوشش کی لیکن کسی نے اس کی نہ سنی بلکہ اسے ایک طرف دھکیل کر پاگلوں کی طرح میری طرف دوڑے ......

اور اب میں اپنی جگہ سے اٹھا۔

''سن لو' میں نے ہاتھ اٹھا کر کہا: اگر تم نے مجھے سمندر میں پھینک دیا تو تمہارا جہاز

اور ساتھ ہی تم سب غرق ہو جاؤ گے۔

میں موت سے نہ ڈرتا تھا' زندگی اب مجھے عزیز نہ تھی کیونکہ اس میں میرے لیے رہ ہی کیا گیا تھا لیکن دیوی ایزیس اور دیوتا ازیرس کے حضور جانے ڈرتا تھا تاہم اس وقت کی میری مایوسی اس انتہا کو پہنچی ہوئی تھی کہ وہ آمنتی کے عذاب کے خیال پر بھی غالب آ گئی اور میں مرنے کے لیے تیار ہو گیا۔ میری اس دھمکی کا کہ اگر انہوں نے مجھے سمندر میں پھینک دیا تو وہ بھی غرق ہو جائیں گے ملاحوں پر کوئی اثر نہ ہوا' خوف و ہراس نے ان کے سوچنے سمجھنے کی قوتیں سلب کر لی تھیں۔ ان سب نے مجھے اٹھایا اور جھلا کر متلاطم سمندر میں پھینک دیا اور اس وقت میں نے دیوی ایزیس سے یہی دعا کی کہ وہ مجھے اپنے پاس بلا لے لیکن میری قسمت میں ابھی مرنا نہ لکھا تھا چنانچہ اتفاق ایسا ہوا کہ جب میں غوطہ کھا کر ابھرا تو مجھے قریب ہی لکڑی کا ایک تختہ تیرتا نظر آیا جو غالباً اسی جہاز میں سے جس سے مجھے پھینکا گیا تھا اکھڑ گیا تھا۔ میں نے تیر کر وہ تختہ پکڑ لیا۔ بچپن میں۔ میں اس طرح کے تختوں پر بیٹھ کر یا انہیں پکڑ کر دریائے نیل میں بہا کرتا تھا اور مجھے اس کام کی بڑی مشق تھی چنانچہ میں اس تختے کے سہارے تیرنے لگا دفعتاً ایک بڑی موج نے مجھے تختے سمیت اٹھا لیا اور جہاز کی طرف لے چلی' ملاح مجھے سمندر میں پھینکنے کے بعد میرے غرق ہونے کا تماشہ دیکھنے کے لیے آگے کی طرف جھکے ہوئے تھے چنانچہ مجھے یوں صحیح سلامت گویا ایک موج پر بیٹھا دیکھ کر اور میرے چہرے کا بدلا ہوا رنگ دیکھ کر (کیونکہ پانی نے میرے چہرے کا رنگ دھو دیا تھا اور اب جگہ جگہ سے میری سفید جلد نظر آ رہی تھی) وہ لوگ خوف سے چلا اٹھے اور جہاں کھڑے تھے، وہیں سجدے میں گر گئے۔ موج مجھے جہاز سے آگے لے آئی میں نے گھوم کر دیکھا ایک دوسری خوفناک موج اٹھی جس نے جہاز کو الٹ دیا اور وہ چکر کھا کر سمندر کی نامعلوم گہرائیوں میں اپنے مسافروں سمیت غرق ہو گیا۔

اور اسی طوفان میں وہ جہاز بھی غرق ہو گیا جو قلوپطرہ نے میرے تعاقب میں روانہ کیا تھا۔ اس جہاز کی' جس میں میں تھا' غرقابی کی خبر قلوپطرہ کو مل گئی تھی اور اسے یقین ہو گیا تھا کہ اس کے دربار کا نجومی ہرماسیس' اب اس دنیا میں نہیں رہا اور یہ کہ وہ آبی جانوروں کی خوراک بن گیا اور اس طرح ملکۂ مصر میری طرف سے مطمئن ہو گئی۔

میں تختے کو مضبوطی سے پکڑے کنارے کی طرف بہتا رہا ہر چند کہ میں موجوں کے رحم و کرم پر تھا لیکن کسی طرح کا خوف محسوس نہ کر رہا تھا البتہ میرے دل میں زندہ رہنے کی

خواہش بڑی شدت سے بیدار ہو گئی تھی اور یہ واقعی عجیب بات تھی۔ اور یوں میں کنارے کے قریب ہوتا گیا...... کبھی تو موجیں مجھے اوپر اٹھا لیتیں اور کبھی نیچے پٹخ دیتیں جب موجیں مجھے اوپر اٹھاتیں تو دور کنارہ نظر آتا۔ آبی پرندے میرے سر پر منڈلا رہے ہوتے اور میں موجوں کے چٹانوں سے ٹکرانے کی آواز سنتا اور موجیں چٹانوں سے ٹکرا کر گرج اٹھتیں اور بڑے بڑے پتھروں کو چٹانوں سے الگ کر کے اپنے دامن میں سمیٹ کر واپس لوٹتیں' یکا یک ایک موج نے مجھے کوئی پچاس کیوبت اوپر اٹھا لیا چند ثانیوں بعد ہی میں گرا اور ابھی سنبھلنے بھی نہ پایا تھا کہ ایک دوسری موج نے مجھے اچھال دیا اور تختہ میرے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور اب میں بے سہارا تھا۔ موجوں نے مجھے پٹخا اور اب میں ڈوبنے لگا سونے کے سکوں سے بھری ہوئی تھیلی جو مجھے شارمن نے دی تھی اور جو میری کمر سے بندھی ہوئی تھی اتنی وزنی تھی کہ مجھے وہ ابھرنے ہی نہ دیتی تھی۔ میں ڈوب رہا تھا میرا دم گھٹ رہا تھا میری آنکھوں کے سامنے اندھیرا تھا اور اس اندھیرے میں گزرے ہوئے واقعات کی تصویریں نظر آ رہی تھیں۔ میں بلبل کا نغمہ اور قلوپطرہ کی فتح مندانہ ہنسی کی آواز سن رہا تھا...... اور پھر میرا دماغ سن ہونے لگا۔ میں نے ابھرنے کے لیے آخری دفعہ ہاتھ پاؤں چلائے اور یہی کوشش کرتا ہوا بیہوش ہو گیا۔

اور جب مجھے ہوش آیا تو سب سے پہلے ناقابل برداشت تکلیف کا احساس ہوا میں نے کراہ کر آنکھیں کھولیں مجھ پر چند آدمی جھکے ہوئے تھے جن کے چہروں سے حیرت' رحم اور ہمدردی ہویدا تھی۔ میں نے اپنے چاروں طرف دیکھا تو معلوم ہوا کہ کسی گھر کے ایک کمرے میں لیٹا ہوا تھا۔

''میں یہاں کس طرح آ گیا؟'' میں نے کمزور آواز میں پوچھا۔

''سچ تو یہ ہے کہ دیوتا نپ چیون[1] تمہیں یہاں لے آئے' کسی نے پھٹی ہوئی آواز اور غیر فصیح یونانی زبان میں جواب دیا۔ ہم ماہی گیر ہیں۔ اور ہم نے تم کو ساحل کی چٹانوں پر مردہ مچھلی کی طرح پڑے پایا تھا چنانچہ ہم تمہیں اٹھا کر یہاں لے آئے اور میں سمجھتا ہوں کہ تمہیں ایک غیر معین مدت تک یہیں رہنا پڑے گا کیونکہ چٹان سے ٹکرانے کی وجہ سے تمہارے بائیں ٹانگ کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے۔

میں نے بائیں ٹانگ ہلانے کی کوشش کی تو ہلا نہ سکا۔ وہ آدمی سچ کہتا تھا میری ٹانگ کی ہڈی گھٹنے سے ٹوٹ گئی تھی۔

تم کون ہو اور تمہارا نام کیا ہے؟ اس داڑھی والے ماہی گیر نے پوچھا۔

میں ایک مصری مسافر ہوں میرا جہاز تمہاری بستی کے قریب ہی غرق ہو گیا۔ زندگی تھی کہ موجوں نے مجھے اٹھا کر ساحل پر پھینک دیا لیکن میرے سب ساتھی ڈوب گئے۔ میرا نام الم پس ہے۔

اس جزیرے پر جو پہاڑ تھا اور جسے میں نے جہاز پر سے دیکھا تھا اسے یونانی ''الم پس'' ہی کہتے تھے اور چونکہ مجھے اس وقت دوسرا نام کوئی یاد نہ آیا۔ اس لیے میں نے اپنا بھی یہی نام بتا دیا اور اسی دن سے میں ''الم پس'' کے نام سے مشہور ہو گیا۔

چنانچہ یوں ہوا کہ مجھے ماہی گیروں کی اس بستی میں پورے چھ مہینے تک رہنا پڑا اس عرصہ میں وہ لوگ میرے لیے کھانا کپڑا مہیا کرتے رہے اور میں اس روپے میں سے جو مجھے شارمن نے دیا تھا انہیں تھوڑی تھوڑی رقم دیتا رہا۔ طویل اور اکتا دینے والی مدت کے بعد میرے پیر کی ہڈی جڑ گئی اور میں چلنے پھرنے کے قابل ہو سکا لیکن اب میں لنگڑا کر چلتا تھا' ہڈی ٹوٹ کر پھر جڑی اور اس طرح میری ایک ٹانگ دوسری ٹانگ سے ذرا چھوٹی رہ گئی' اچھا ہونے کے بعد بھی اسی بستی میں رہا کیونکہ میں نہیں جانتا تھا کہ کہاں جاؤں؟ میں ماہی گیروں کے ساتھ رہتا اور ان کے ساتھ مچھلیاں پکڑنے جاتا اور یوں دن گزرتے رہے وہ لوگ مجھے خوش رکھنے کی کوشش کرتے تھے کیونکہ وہ مجھے جادوگر سمجھ کر جسے سمندر نے اگل دیا تھا مجھ سے ڈرتے تھے دراصل غموں اور مایوسیوں نے میرا چہرہ بگاڑ دیا تھا اور اس پر ایسے کرخت جذبات منجمد ہو گئے تھے کہ جو بھی مجھے دیکھتا سہم کر رہ جاتا۔

اور اس طرح چھ مہینے گزر گئے اور ایک رات جب میں سونے کے لیے پیال کے بستر پر لیٹا تو یکا یک شدید بے چینی نے مجھے آ لیا اور میں مصر اور مادر نیل کی یاد میں تڑپنے لگا میں نہیں جانتا کہ یہ بے چینی دیوتاؤں کی طرف سے تھی یا میرے ہی دل کی پیدا کردہ تھی۔ لیکن یہ بے چینی شدت اختیار کرتی گئی اور باوجود کوشش کے میں سو نہ سکا صبح ہونے سے پہلے وہ ناقابل برداشت ہو گئی۔ میں اٹھا اور میں نے ماہی گیروں کا لباس پہنا' میں اپنے مہمان دوست کے سوالات کا جواب دینا نہ چاہتا تھا' چنانچہ میں نے اسے جگانا مناسب نہ سمجھا البتہ اپنی تھیلی سے مٹھی بھر سونے کے سکے نکال کر میز پر رکھ دیئے اور اس پر رکھے ہوئے گملے میں سے پھول توڑ کر انہیں میز پر اس طرح جما دیا کہ جملہ بن گیا۔

''الم پس مصری کی طرف سے جو واپس سمندر ہی میں جا رہا ہے! اپنے مہمان نواز دوست کی خدمت میں ایک حقیر تحفہ.....''

اور میں یوں خاموشی سے ماہی گیروں کی اس بستی سے رخصت ہوا اور تیسرے دن ایک ساحلی شہر ''سلامس'' میں پہنچا وہاں بھی ایک ماہی گیر کا مہمان رہا' یہاں تک کہ...... اسکندریہ جانے والا ایک جہاز وہاں چند گھنٹوں لنگر انداز رہا' میں فوراً کپتان کے پاس پہنچا اور اس جہاز میں ملازم ہو گیا موافق ہوا دیکھ کر کپتان نے بادبان کھول دیئے اور ہم پانچویں دن روشنیوں کے شہر اسکندریہ پہنچ گئے جس سے اب مجھے قلبی نفرت تھی۔

میرا اسکندریہ میں ٹھہرنا خطرے سے خالی نہ تھا چنانچہ میں نے کپتان سے معاملہ کیا اور میں نے اس سے کہا کہ وہ مجھے لے چلے اور چونکہ میں غریب ہوں۔ کرایہ نہیں دے سکتا اس لیے جب تک اپنی منزل تک نہ پہنچ جاؤں کرایہ کے عوض اس کے جہاز میں نوکری کرتا رہوں گا۔ کپتان راضی ہو گیا اور اس طرح کئی سال کے بعد میں نے مادر نیل کے دیدار کیے لوگوں سے بات چیت کر کے معلوم ہوا کہ قلوپطرہ اپنے عاشق انطونی کو ساتھ لے کر اسکندریہ واپس آ گئی ہے۔ اور یہ کہ دونوں کی عیش پرستیاں انتہا کو پہنچ گئی ہیں اور مجھے یہ بھی معلوم ہوا کہ قلوپطرہ نے ایک جہاز کسی شامی تاجر کی تلاش میں روانہ کیا تھا جو طوفان میں پھنس کر غرق ہو گیا اس کے علاوہ ہمارے جہاز کے ملاح حیرت سے اس واقعہ کا ذکر کرتے تھے کہ ملکہ کا خاص نجومی کس طرح ایک رات آسمان کی طرف پرواز کر گیا تھا۔ ان ملاحوں نے ان سب واقعات خصوصاً ملکہ اور انطونی کے عشق کے گیت بنا لیے تھے جنہیں وہ کام کرتے وقت گایا کرتے تھے لیکن جب میں ان کا ساتھ نہ دیتا تو وہ میرے اس گھنے پن پر حیران ہوتے میری اس خاموشی اور بے تعلقی کا اثر یہ ہوا کہ اس جہاز کے ملاح بھی مجھ سے ڈرنے اور مجھے منحوس سمجھنے لگے اور اب میں وہ بدنصیب آدمی تھا جس سے کوئی بات کرنا بھی پسند نہیں کرتا تھا اور یہ میرے خیال میں دیوتاؤں کے غضب کی پہلی علامت تھی۔

چھٹے دن جہاز ابیدس پہنچا اور میں وہاں اتر پڑا اور ملاح خوش تھے کہ ایک بلا ٹلی میں پژمردہ دلی سے ابیدس کے مانوس کھیتوں میں سے گزرا بہت سے ایسے لوگ نظر آئے جنہیں میں جانتا تھا لیکن کوئی مجھے پہچان نہ سکا کیونکہ میری شکل وصورت ہی نہیں چال بھی بدل گئی تھی سورج غروب ہونے سے کچھ دیر پہلے میں سیتی کے عظیم الشان ہیکل کے سامنے پہنچ گیا اور قریب کے ایک کھنڈر میں چھپ گیا میں نہیں جانتا تھا کہ یہاں کیوں آیا ہوں اور مجھے کیا کرنا ہے؟ میں اپنے آبائی وطن میں آ گیا تھا۔ لیکن افسوس کہ میں ایک اجنبی تھا لیکن میں یہاں کیوں آیا تھا؟

اگر ابا زندہ ہیں تو وہ یقیناً میرے منہ پر تھوک دیں گے۔

نہیں میں اپنے والد کے پاس جانے کی جرأت نہ کر سکتا تھا چنانچہ میں باب ہیکل کے باہر ایک کھنڈر میں چھپا منتظر رہا کہ شام کی عبادت کے بعد لوگ ہیکل باہر آئیں تو شاید ان میں کچھ جانی پہچانی صورتیں نظر آ جائیں لیکن نہ کوئی ہیکل سے باہر آیا نہ اندر گیا حالانکہ دروازہ چوپٹ کھلا ہوا تھا اور اب میں نے دیکھا کہ دروازے کی دیوار کے پتھروں کے جوڑوں میں خود روجھاڑیاں اگ آئی تھیں حالانکہ پہلے کبھی ایسا نہ ہوا تھا' آخر اس ویرانی کا مطلب کیا تھا؟ کیا ہیکل اجڑ گیا تھا؟ نہیں دیوتاؤں کی پوجا جو صدیوں سے ہوتی آئی تھی اب کیسے رک سکتی تھی؟ تو پھر کیا میرے والد کا انتقال ہو چکا تھا؟ ممکن ہے ایسا ہی ہو لیکن اگر والد صاحب کا انتقال ہو گیا ہے تو دوسرے مہنت اور کاہن کہاں گئے؟ اور وہ لوگ کیا ہوئے جو ہر شام چڑھاوے چڑھانے اور عبادت کرنے ہیکل میں آ جاتے تھے؟

میں زیادہ دیر تک برداشت نہ کر سکا اور جب لیبیا کی پہاڑیوں کے پیچھے سورج غروب ہو گیا تو میں اپنی کمین گاہ سے نکل آیا اور باب ہیکل میں سے گزر کر ستونوں والے بڑے کمرے میں پہنچا اس کمرے میں کوئی نہ تھا اور نہ کوئی آواز ہی سنائی دے رہی تھی' خاموشی' گہری خاموشی اور صحرا کے بیچ میں کھڑے ہوئے کسی کھنڈر کی وحشت ناک ویرانی' میں دوسرے کمرے میں پہنچا یہ وہی کمرہ تھا جس میں کبھی میرے سر پر مصر زیریں اور مصر بالا کا دہرا تاج رکھا گیا تھا' یہ کمرہ بھی خالی تھا۔

اور اب میں گزرگاہ میں آ گیا جس کی دیواروں پر قدیم فراعنہ کے نام کھدے ہوئے تھے یہاں بھی وحشت ناک خاموشی تھی...... اور اس خاموشی میں میں اپنے دل کی دھڑکن بخوبی سن سکتا تھا اور اب اپنے والد آمن مہت کے حجرے کے سامنے کھڑا تھا جس کے دروازے پر وہی پرانا پردہ لٹک رہا تھا لیکن اس پردے کے پیچھے کیا ہو گا' شاید خاموشی اور ویرانی۔

میں پردہ اٹھا کر دبے پاؤں کمرے میں داخل ہوا' اور وہاں کے کمرے کے وسط میں میز کے سامنے میرے والد بیٹھے تھے' اور یوں بے حس و حرکت بیٹھے تھے کہ مجھے گمان ہوا کہ دیوتاؤں کے حضور پہنچ گئے لیکن نہیں کچھ دیر بعد انہوں نے گردن گھما کر میری طرف دیکھا اور...... میں بمشکل اپنی چیخ روک سکا۔ ان کی آنکھیں سفید ہو کر اپنی بینائی کھو چکی تھیں اور ان کا جھریوں بھرا چہرہ حنوط شدہ لاش کی طرح سکڑ گیا تھا۔

میرے والد اور بستی کے ہیکل کے کاہن اعظم آمن مہت اندھے ہو چکے تھے' میں اپنی جگہ بت بنا کھڑا تھا اور میرے والد اپنی اندھی آنکھوں سے مجھے گھور رہے تھے میرے بدن میں لرزہ پڑ گیا میں بولنے کی جرأت نہ کر سکتا تھا۔

نہیں۔ میں دل میں بولا' میں چپکے سے کھسک جاؤں گا اور پھر مرتے دم تک کسی جگہ منہ چھپا کر بیٹھ رہوں گا۔

میں جانے کے لیے پلٹا اور ابھی نے دروازے پر پڑا ہوا پردہ اٹھایا بھی نہ تھا کہ میرے والد آمن مہت نے گمبھیر اور نیچی آواز میں کہا:

کہاں جا رہے ہو یہاں آؤ غدار آدمی ...... تو میرا کشف بیکار نہ گیا اور میں نے بہت دور سے تمہیں یہاں کھینچ بلایا۔ میں اندھا ہو چکا ہوں۔ زندگی میرے لیے زہر ہو چکی ہے لیکن میں تمہارے پیروں کی چاپ اور تمہاری آواز سننے کے لیے زندہ رہا۔ یہاں آؤ ہرماسیس' بھاگنے کی کوشش نہ کرو۔

ابا' میں نے حیرانی سے کہا' آپ اندھے ہو چکے ہیں تو آپ نے مجھے کس طرح پہچان لیا؟

یہ تم پوچھ رہے ہو ہرماسیس حالانکہ تم ہمارے قدیم علم سے واقف ہو۔ میں نے نہ صرف تمہیں پہچان لیا بلکہ دور دراز مقام سے یہاں بلا لیا تا کہ مرنے سے پہلے تم پر لعنت بھیج سکوں' تھوک سکوں تمہارے منہ پر۔ میں نے تمہیں یہاں بلایا ہے تا کہ تمہیں دیوتاؤں کے غضب میں مبتلا ہونے کی خبر سنا سکوں ...... اور تمہیں بددعا دے سکوں۔

آہ ایسا نہ کہیے مجھ پر پہلے ہی کیا کم لعنت پڑ چکی ہے کہ آپ مجھ پر لعنت بھیجنا چاہتے ہیں' آہ ابا میرے دکھ پہلے ہی کون سے کم ہیں' جواب آپ بھی میرا دل دکھا رہے ہیں ...... آہ رحم' رحم کیجیے مجھ پر۔

رحم تم پر کروں جسے اپنے ماموں سیپسا پر رحم نہ آیا' تم پر رحم کروں جس نے سیپسا کو ناپاک سپاہیوں کے ذریعہ قتل کروا دیا؟

نہیں نہیں' یہ جھوٹ ہے۔ میں چلایا۔

مجھے جھٹلاتا ہے مردود' جو سب کچھ جانتا ہے؟ مجھے جھٹلاتا ہے جو تیرے کرتوتوں سے واقف ہے؟ سن لے نالائق اور غدار چھوکرے کہ مرتے وقت تیرا ماموں سیپسا تجھ پر لعنت بھیجتا گیا اور تجھے بددعا دیتے ہی مرا' تجھ پر رحم کروں جس نے ایک فاحشہ عورت کی خاطر مصر

کی امیدوں کا خون کیا‘ تجھ پر رحم کروں جس نے مصر کے بہت سے پر جوش امراء کو جلاوطن کروا دیا؟ تو سمجھتا ہے ہرماسیس تجھے وہ بے وطن شریف لوگ دعائیں دے رہے ہوں گے؟ تجھ پر رحم کروں ہرماسیس! جس کی وجہ سے اس مقدس ہیکل میں الو بولنے لگے ہیں اور جس کی وجہ سے اس ہیکل کے مہنت قتل کر دیئے گئے؟ ہرماسیس تو رحم کی درخواست کرتا ہے...... ہاں تو جس نے منقورا کا خزانہ ایک عیش پرست عورت کے حوالے کر دیا۔ کس منہ سے تو رحم کی درخواست کرتا ہے تو نے ایک رنڈی کی خاطر مصر اور اس کے ہیکلوں کو اجاڑ دیا...... سن سن...... اے میری کمر کے ناپاک قطرے سے بنے ہوئے انسان...... سن تو دنیا میں ذلیل وخوار ہوگا‘ عمر بھر تکلیفیں برداشت کرے گا اور جب مرے گا تو ایڑیاں رگڑ رگڑ کر کتے کی موت مرے گا اور آمنتی میں آگ میں ڈالا جائے گا اور ہمیشہ کے لیے جلتا رہے گا...... دیکھ...... میری طرف دیکھ تو نے میرا کیا حال کر دیا ہے...... دیکھ جب مجھے حقیقت معلوم ہوئی تو میں روتے روتے اندھا ہو گیا۔ ناپاک اور لعنتی چھوکرے دیکھ کہ آنسوؤں کے ساتھ میری بینائی بھی بہہ گئی...... ہاں لوگوں نے مجھ سے حقیقت چھپانی چاہی لیکن زیادہ دنوں تک نہ چھپا سکے کہاں ہے تو‘ کہاں ہے تو‘ آگے آ‘ میرے قریب آ‘ بدعہد‘ مرتد‘ غدار کہاں ہے تو۔ میرے قریب آ تا کہ میں تیرے منہ پر تھوک سکوں۔

اور وہ انتہائی طیش کے عالم میں اٹھے اور دونوں ہاتھ پھیلا کر میری طرف بڑھے میں اپنی جگہ پر کھڑا پتے کی طرح کانپ رہا تھا اور میرے پاؤں زمین میں کیلوں کی طرح گڑ سے گئے تھے‘ دفعتہً میرے والد لڑکھڑائے ان کے منہ سے ہلکی سی چیخ نکلی اور وہ اوندھے منہ گرے‘ ان کے منہ سے خون بہہ رہا تھا۔ میں نے دوڑ کر ان کا سر اپنے گھٹنے پر رکھ لیا‘ میرے والد آمن مہت‘ کا آخری وقت آ گیا تھا اور وہ مر رہے تھے اور بڑبڑا رہے تھے۔

آہ ہرماسیس‘ کاش تو پیدا ہوتے ہی مر گیا ہوتا۔

ان کے گلے میں خرخراہٹ ہونے لگی۔

ہرماسیس‘ کچھ دیر بعد انہوں نے رک رک کر کہا: ”تم میرے پاس ہی ہونا؟“

”ہاں ابا“

”ہرماسیس!...... کفارہ...... کفارہ...... اب بھی...... انتقام...... لیا...... جا...... سک...... تا...... ہے...... آہ...... ہاں...... ت...... ت...... تم...... بخشے جا...... سکتے...... ہو...... تم...... ہارا...... گناہ...... دھل...... سکتا...... ہے...... میں...... نے...... تھوڑا...... سا...... سونا

...... چھپا...... رکھا...... ہے...... آ تو ا...... بتائے گی...... اسے لو...... اور...... اور...... انتقام...... انتقام...... انتقام...... آہ...... دیوتاؤ......

اور انہوں نے میری بانہوں میں تڑپ کر دم توڑ دیا۔

☆☆☆

اور یوں میں اپنے والد آمن مہت سے آخری دفعہ اور ان کے آخری وقت میں ملا‘ اور یوں انہوں نے ہمیشہ کے لیے الوداع کہی اور اس حال میں‘ میں نے انہیں آخری دفعہ دیکھا۔

۞ ۞ ۞

حواشی

(1) یہ دیوتا سمندروں کا حکمراں اور یونانیوں کے سب سے بڑے دیوتا زیوس کا بھائی تصور کیا جاتا ہے۔ (مؤلف)

۞ ۞ ۞

دوسرا باب

دیوی ایزیس کا وعدہ

میں سر پکڑ کر بیٹھ گیا' میرے والد کی لاش میرے سامنے پڑی تھی وہ مجھے بددعا دینے کے لیے زندہ رہے تھے اور مجھ پر لعنت بھیج کر دیوتا ازیرس کے حضور پہنچ گئے تھے۔ تاریکی پھیلنے لگی تھی اور اب گھنگھور اندھیرے میں' میں اپنے والد کی لاش کے ساتھ اکیلا تھا اس وقت میرے دل کی حالت جیسی ہو رہی تھی اسے الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا۔ ایک بار پھر انتہائی مایوسی کے عالم میں مجھے خودکشی کر لینے کا خیال آیا۔ میری پیٹی میں خنجر موجود تھا جو مجھے ایک ہی وقت میں مایوسیوں اور غموں سے نجات دلا سکتا تھا۔ میری روح کو آزاد کر سکتا تھا' آزاد؟ ہاں آزاد تاکہ وہ آمنتی میں اپنے گناہوں کی جوابدی کے لیے پہنچ جائے' افسوس' میں مر بھی نہیں سکتا تھا کیسی قابل رحم حالت تھی میری آمنتی کے عذاب کا خیال مجھ پر لرزہ طاری کر دیتا تھا' نہیں' زندگی میرے لیے زہر سہی' ایک عذاب سہی' لیکن آمنتی کے عذاب سے تو بہتر ہی تھا' نہیں میں خودکشی نہ کروں گا...... نہ کروں گا۔

میں فرش پر لیٹ کر رونے لگا یہاں تک میری ہچکی بندھ گئی اور میری آنکھوں میں آنسو نہ رہے لیکن میرے اس رونے کا کہیں سے کوئی جواب نہ ملا' وہی خاموشی اور وہ بھیانک گرجتا ہوا اندھیرا' میرے دل میں بھی تاریکی تھی' امید کی ایک دھندلی سی کرن تک بھی اس تاریکی میں نہ تھی' میری روح تاریکیوں میں بھٹکتی رہی لیکن روشنی نہ پا سکی' دیوتا مجھے چھوڑ چکے تھے اور انسانوں نے مجھے بھلا دیا تھا ایک انجانا خوف مجھ پر مسلط ہونے لگا اور یہ عجیب خوف تھا جس نے میرے دل کو برف کی ڈلی کی طرح سرد کر دیا میں اٹھا کہ وہاں سے بھاگ جاؤں لیکن اس اندھیرے میں' میں کہاں جا سکتا تھا۔ ستونوں والے کمرے اور گزرگاہوں کی دیواروں سے ٹکراتا رہوں گا اور باب ہیکل تک نہ پہنچ پاؤں گا۔ نہیں میں بھاگ نہیں سکتا' ایک بار پھر مایوسی کے عالم میں فرش پر بیٹھ گیا پھر وہی خوف...... وہی عجیب خوف میرے بدن کے رگ و ریشہ

میں سرایت کر گیا یہاں تک میں ٹھنڈے پسینے میں نہا گیا اور میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور میری روح زخمی پرندے کی طرح پھڑپھڑانے لگی اور ہر طرف سے مایوس ہو کر میں نے دیوی ایزیس کو پکارا' ہاں اس دیوی ایزیس کو جسے پچھلے کئی سالوں سے پکارنے کی جرأت نہ کر سکا تھا۔

اے دیوی' اے مادر مقدس! میں نے اونچی آواز میں کہا۔ اپنا غصہ دور کر اور مجھ پر اپنی رحمتیں برسا' اے رحیم دیوی اپنے اس گم کردہ راہ بیٹے کی پکار سن ہاں اس بیٹے کی پکار سن جو ایک گناہ کر کے تیری نظروں سے گر گیا' اس بیٹے کی پکار سن جو تجھ سے بہت دور جا پڑا' اے دیوی! جو ہر جگہ ہے اور دلوں کے حال سے واقف ہے۔ میرے گناہوں سے چشم پوشی کر اور مجھ پر رحم فرما' اے مقدس دیوی میرے مصائب میری ندامت اور میرے ان غموں کے باعث میری مدد کر جن کا سیلاب میری روح کو بہائے لیے جا رہا ہے' اے مادر مقدس ایک دفعہ میں نے تجھ سے گفتگو کی تھی۔ تیرا جلوہ دیکھا تھا اس یادگار رات کا واسطہ دے کر میں تجھے پکارتا ہوں کہ آج پھر جلوہ گر ہو...... دیکھ میں تجھے پکارتا ہوں دیکھ میرا کوئی نہیں رہا آ اور مجھ پر اپنی رحمتیں برسا' آ مجھے بچا لے یا پھر اس زندگی سے نجات دلا...... سن اے دیوی' اے ایزیس سن اے مادر مقدس میں تجھے بلانے کا اسم پڑھتا ہوں۔

اور میں نے گھٹنوں کے بل بیٹھ کر دونوں ہاتھ اٹھا دیئے اور جرأت کر کے اونچی آواز میں ''اسم خوف'' کے الفاظ کہے اور یہ اسم دیوی کے بلانے کا مخصوص تھا اور پھر میری پکار کا جواب آیا۔ خاموشی کے پردے میں ہلکی ہلکی موسیقی کی آواز نے شگاف ڈال دیئے اور پھر کمرے کے انتہائی سرے پر دو سینگوں کے بیچ میں رکھے ہوئے چاند کی دھندلی سی تصویر ابھری پھر بادل اترا جس سے آتشی سانپ نکل کر زبان لپکانے لگا۔

میں ایک دم سجدے میں گر گیا' اور پھر اس بادل میں سے مدہم اور شیریں آواز آئی جو یوں کہہ رہی تھی۔

ہرماسیس' جو کبھی میرا بیٹا تھا دیکھ میں نے تیری پکار سنی اور آمنتی کی لافانی دنیا کو چھوڑ کر تیرے پاس آ گئی' لیکن ہرماسیس! تیرے اور میرے تعلقات ختم ہو چکے ہیں اور اسی لیے میں اب تک تیرے پاس نہیں آئی تھی لیکن آج تو نے اسم خوف کے الفاظ کہہ کر مجھے بلا لیا ہرماسیس! میں تجھ سے بہت زیادہ خفا ہوں۔

آہ! تو اے دیوی' دیر کس بات کی ہے۔ میں نے کہا: مجھے اٹھا لو...... ہاں اٹھا لو مجھے

اور ان دیوتاؤں کے حوالے کر دو جو مردوں پر عذاب کرتے ہیں مجھے اٹھالو دیوی اور اس بوجھ سے مجھے نجات دلاؤ جسے میں برداشت نہیں کر سکتا۔

تم دنیائے فانی میں اس بوجھ کو برداشت نہیں کر سکتے ہرماسیس! تو اس دنیا میں کیسے برداشت کر لو گے جو لافانی اور غیر تغیر پذیر ہے؟ نہیں ابھی تم نحس ہو اور آمنتی میں داخل نہیں ہو سکتے۔ سنو ہرماسیس! میں تمہاری تعریف کرنے یا تمہیں لعنت ملامت کرنے نہیں آئی ہوں' میں تیز و تلخ لفظوں سے تمہارے غموں میں اضافہ کرنا نہیں چاہتی میں جسے جو چاہتی ہوں خاموشی سے دیتی ہوں اور جس سے جو چاہتی ہوں خاموشی سے لیتی ہوں۔ میں تمہیں کچھ نہ کہوں گی حالانکہ تمہارا ہی وہ گناہ ہے جو دیوی ایزیس کو مصر میں محض ایک افسانوی کردار بنا دے گا کوئی مجھے پوجنے والا نہ رہے گا ہرماسیس! تم نے بہت بڑا گناہ کیا ہے اور اس کی سزا بھی اتنی ہی بڑی ہو گی۔ جیسا کہ میں نے تمہیں پہلے ہی آگاہ کر دیا تھا اور یہ سزا تمہیں اس فانی دنیا میں بھی بھگتنا پڑے گی اور آمنتی میں بھی لیکن میں نے یہ بھی کہا تھا کہ ایک ایسی راہ بھی ہے جو تمہیں دوبارہ دیوتاؤں کی خوشنودی کی منزل تک پہنچا دے گی' یعنی پشیمانی اور ندامت...... اور ہرماسیس تم اسی راہ پر گامزن ہو تم اداس و غمگین دل لیے اسی راہ پر چلتے رہو گے یہاں تک کہ تمہاری زندگی کی آخری منزل آ جائے گی۔

''تو اب کوئی امید نہیں دیوی؟''

ہرماسیس جو کچھ ہونا تھا ہو چکا۔ اب تم اور کوئی بھی اسے بدل نہیں سکتا' مصر اب کبھی آزاد نہ ہو گا۔ اس کے معبد اجڑ جائیں گے اور اس کے دیوتا افسانہ بن کر رہ جائیں گے۔ اجنبی فاتح اس ملک کو نسلاً بعد نسلاً غلامی کی زنجیروں میں جکڑتے رہیں گے' نئے مذہب پیدا ہوں گے اور مصر کے اہرام کے سائے میں اور معبدوں کے کھنڈروں پر نئے مذاہب کے معبد بنیں گے۔ اس سرزمین میں دیوی ایزیس' دیوتا ازیرس اور دوسرے دیوتا کبھی نہ پوجے جائیں گے' نئے مذاہب کے ساتھ نئے دیوتا جنم لیں گے اور ان دیوتاؤں کو پوجنے والے ہمارا مذاق اڑائیں گے۔ اور ہمیں پوجنے والوں کو جاہل اور بیوقوف کہیں گے۔

آہ! میں تباہ ہو گیا...... ہائے میں کہیں کا نہ رہا' میں رندھی ہوئی آواز میں چلا اٹھا۔

ہاں تم تباہ ہو گئے لیکن اب بھی تم کچھ کر سکتے ہو تمہیں اسے تباہ کرنا ہے جس نے تمہیں تباہ کیا ہے کیونکہ یہی دیوتاؤں کی مرضی ہے ہرماسیس! تمہیں ایک نشانی دی جائے گی اور جب تمہیں وہ نظر آئے تو فوراً قلوپطرہ کے پاس جانا اور اس ترکیب سے جو ہم تمہیں سمجھا

دیں گے اپنا بدلہ اس سے لے لینا ہرماسیس! تمہیں انتقام لینا ہے ہاں تمہیں اس ہستی سے انتقام لینا ہے جس نے تمہیں تباہ کیا ہے۔ شاید اس طرح تمہاری نجات ہو جائے اور اب ہرماسیس سنو' تم نے وعدہ خلافی کی اور گناہ کیا چنانچہ جب تک تمہارے گناہ کا داغ نہیں دھل جاتا، میں تمہارے پاس نہیں آؤں گی تاہم اتنا یاد رکھو کہ دیوتاؤں کی محبت مقدس اور لافانی ہوتی ہے دنیا کے رنج و غم اور زمانے کے نشیب و فراز اسے کم نہیں کر سکتے ہرماسیس! اب بھی وقت ہے اس سے پہلے کہ تم اس دنیا سے اٹھا لیے جاؤ اپنے گناہوں کا کفارہ ادا کرو' ہاں اب بھی وقت ہے نیک کام کر کے اپنے گناہوں کے داغ دھو لو تا کہ عالم ارواح میں ہم تم ایک بار پھر مل سکیں تم نے وعدہ خلافی کی ہے تم نے غداری کی ہے تمہارے گناہ کا پھل یہ ہو گا کہ تمہارے بعد کوئی میرا نام لیوا نہ رہے گا تاہم میں لافانی ہوں ہر چند کہ تم گنہگار ہو لیکن میں تمہارے ساتھ رہوں گی یہ اور بات ہے کہ تم مجھے دیکھ نہ سکو گے تم کہیں بھی جاؤ گے میں تمہارے ساتھ رہوں گی۔ چاہے تم آسمان پر پہنچ جاؤ چاہے آمنتی کی تاریک گہرائیوں میں۔ چاہے کسی صورت میں جنم لو تم مجھے اپنے قریب پاؤ گے اس فانی دنیا میں۔ اور اس لافانی دنیا میں میں تمہارے ساتھ رہوں گی بشرطیکہ تم اپنے گناہ کا کفارہ ادا کر سکے کیونکہ دیوتاؤں کی مقدس اور لافانی محبت کا تقاضا یہی ہے چنانچہ خیال کرو اے ہرماسیس کہ دیوتاؤں کی محبت بہتر ہے یا ایک دنیادار عورت کی؟ اور اب میں تم سے رخصت ہوتی ہوں۔ خبردار! اب مجھے بلانے کی جرأت نہ کرنا۔

☆☆☆

آواز رک گئی آتشی سانپ سمٹ کر بادل کے قلب میں داخل ہو گیا اور اب بادل اوپر اٹھا اور ہوا میں تحلیل ہو گیا ستونوں میں پھنسا ہوا چاند مدھم ہونے لگا اور رفتہ رفتہ غائب ہو گیا اور جبکہ دیوی ایزیس عالم فانی سے عالم جاودانی کو تشریف لے جا رہی تھیں' ستسرم بجنے لگا۔۔۔۔ پھر یہ آواز بھی دور ہوتی چلی گئی اور اب حجرے میں بھیانک خاموشی طاری تھی۔

میں نے سر جھکا لیا' میرا ہاتھ والد کی سرد لاش کو چھو رہا تھا لیکن میرے دل میں امید کی نئی شعاع روشن ہو گئی تھی میں نے دیوی ایزیس سے بیوفائی کی تھی لیکن وہ اب بھی مجھے چاہتی تھی اور مجھے بھی اس سے محبت تھی...... ہاں میری نجات ممکن تھی۔ اب بھی وقت تھا۔ میں دیوتاؤں کی خوشنودی حاصل کر سکتا تھا' ہاں میں آمنتی کے عذاب سے بچ سکتا تھا۔ میرے دل پر سے ایک بوجھ ہٹ گیا تھا میں سکون و اطمینان محسوس کر رہا تھا۔

تھکن سے پپوٹے بوجھل ہونے لگے اور میں اسی جگہ فرش پر سو گیا۔

بیدار ہوا تو صبح کی روشنی روشندان میں سے حجرے میں رینگ آئی تھی اور والد صاحب کی لاش پر پڑ کر منظر کو بیحد بھیانک بنا رہی تھی میں اٹھ بیٹھا رات کے واقعات یاد آ گئے اور کچھ سمجھ میں نہ آیا کہ میں کیا کروں اور کہاں جاؤں دفعتہً دوسرے کمرے سے ہلکی ہلکی چاپ سنائی دی جیسے کوئی گھسٹ گھسٹ کر چل رہا ہوں اور پھر ایک مانوس آواز سنائی دی یہ بوڑھی انا آتوا کی تھی۔

اوہو ہو' یہاں تو قبر کی سی تاریکی ہے ان مقدس اور عظیم لوگوں کو جنہوں نے یہ معبد بنایا ہے غالباً اجالا پسند نہ تھا...... آمن مہت کے دروازے کا حجرہ بھی تو نظر نہیں آتا۔ اس اندھیرے میں...... ہاں یہ رہا پردہ۔

اور دروازے پر پڑا ہوا پردہ اٹھا کر بوڑھی انا آتوا ایک ہاتھ میں لکڑی اور دوسرے ہاتھ میں ٹوکری اٹھائے حجرے میں آ گئی۔ اس کے چہرے کی جھریوں میں ان گنت جھریوں کا اضافہ ہو گیا تھا اور اس کے سر پر اب گنتی کے بال رہ گئے تھے وہ دروازے کے قریب آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اندھیرے میں دیکھتی رہی۔

کہاں ہیں آمن مہت؟ وہ بڑبڑائی۔ دیوتا رحم کریں لیکن وہ اندھیرے میں بھٹک تو نہیں گئے؟ اور پھر انہیں نظر بھی تو نہیں آتا۔ چچ چچ ہا آ کیا وقت آیا ہے بڑھاپا اور پھر اوپر سے اندھا پن اور اسی حالت میں سوائے میرے اور کوئی دوسرا کون ان کی خبر گیری کرے۔ ایسا کرنے والا بھی تو کوئی نہیں اور میرے قویٰ بھی تو جواب دے رہے ہیں' برا ہو اس بڑھاپے کا آہ! ہرماسیس تم نے ہمیں کس مصیبت میں ڈال دیا ہے۔ ایں یہ کیا فرش پر سو رہے ہیں؟ پہلے تو کبھی نہ سوئے تھے فرش پر! ہائے ہائے یوں ٹھنڈے پتھروں پر سونے سے اکڑ نہ جائیں گے آمن مہت اٹھو...... سویرا ہو گیا'...... اٹھو بھئی' اور وہ والد صاحب کی لاش کے قریب پہنچی' ارے ...... یہ تو...... یہ تو...... مر گئے...... اور کوئی ان کے پاس نہ تھا۔ ہائے ہائے یہ کیا ہو گیا۔

اور وہ یوں چیخ کر روئی کہ معبد کے در و دیوار لرز اٹھے۔

ہش خاموش' میں نے کہا اور آتوا کے سامنے آ گیا۔

ایں...... کون...... کون ہو تم؟ وہ چلائی اور ٹوکری اس کے ہاتھ سے چھوٹ گئی۔

کمینے' خونی! تجھے اس بوڑھے اور مصر کے تنہا مقدس آدمی کو قتل کرتے شرم نہ آئی ہائے ہائے۔ تجھے دیوتاؤں کا خوف بھی نہیں۔ یاد رکھ تجھ پر غضب نازل ہو گا حالانکہ دیوتاؤں

نے ہمیں بھلا دیا ہے لیکن وہ اپنے کاہن اعظم کا بدلہ لیں گے۔

''آتوا! میری طرف دیکھو۔''

ہاں ہاں دیکھا تیری طرف کمینے' آوارہ گرد' خونی' ایک بوڑھے اور اندھے آدمی کو مارتے وقت تجھے ذرا بھی رحم نہ آیا؟ ہائے! وہ غدار ہرماسیس' دیوتا جانیں کہاں اپنا کالا منہ چھپائے بیٹھا ہے اور اب تو نے آمن مہت کو مار ڈالا اوہو ہو۔ اس دنیا میں اب میرا کوئی نہ رہا' اس غدار ہرماسیس پر میں نے اپنے نواسے کو بھی قربان کر دیا اور اب میں اس دنیا میں تنہا رہ گئی۔ لے مجھے بھی مار ڈال' دیکھتا کیا ہے آگے بڑھ اور اس بڑھیا کا خاتمہ کر دے۔

میں اس کی طرف بڑھا اور آتوا یہ سمجھ کر کہ میں اسے قتل کرنے جا رہا ہوں' انتہائی خوف کے عالم میں چلائی۔

آہ نہیں' رحم دل آدمی مجھے نہ مارو۔ دیوتاؤں کی مہربانی سے مادر نیل کی اسی اور چھ طغیانیاں دیکھ چکی ہوں تاہم مجھے ابھی نہیں مرنا ہے دیوتا' ایسے بوڑھے انسانوں کو پسند کرتے ہیں جو ان کی عبادت میں مشغول رہتے ہیں اور میں بھی ان کی عبادت کرتی ہوں...... خبردار ...... میرے قریب نہ آنا...... ہائے...... مدد...... مدد۔

''بیوقوف عورت خاموش رہ' پہچانا نہیں مجھے؟'' میں نے کڑک کر کہا۔

میں دنیا کے ہر آوارہ گرد کو کیسے پہچان سکتی ہوں؟ اور...... ارے...... یہ تم ہو ہرماسیس؟ ہائے ہائے! یہ کیا حال ہو گیا ہے تمہارا؟ لیکن کیا یہ تم ہی ہو؟ دیوتاؤں کی قسم...... واقعی تم آ گئے ...... میں تمہیں مردہ تصور کر چکی تھی آؤ تمہاری پیشانی چوم لوں...... لیکن نہیں...... میں بھولی۔ ہرماسیس غدار اور خونی ہے...... یہ دیکھو کاہن اعظم آمن مہت کی لاش...... ہائے ہائے! بیٹے نے باپ کو قتل کر دیا' ایسے زبردست گناہ کو دیکھ کر آسمان کیوں نہ ٹوٹ پڑا...... زمین کیوں نہ پھٹ گئی! لوگو دنیا سے نیکی اور رحم اٹھ ہی گیا آخر...... چلے جاؤ یہاں سے...... میں تم جیسے غدار اور پدر کش آدمی کی صورت تک دیکھنا نہیں چاہتی جاؤ اپنی اس رنڈی کی آغوش میں چھپ جاؤ جا کر۔

بس کرو آتوا' میں نے اپنے والد کا خون نہیں کیا ہے' وہ طبعی موت مرے ہیں اور افسوس کہ میری بانہوں میں ان کا دم نکلا۔

اگر یہ بات ہے تو وہ یقیناً تم پر لعنت بھیجتے مرے ہوں گے۔ ہائے ہرماسیس! آمن مہت نے تو تمہیں زندگی دی اور تم نے انہیں موت دی واہ! کیا اچھا بدلہ لا دیا تم نے ہائے! ہائے میں بوڑھی ہو چکی ہوں اور اس عمر میں غموں کے کئی پہاڑ مجھ پر ٹوٹے ہیں لیکن دیوتا جانتے ہیں

کہ یہ غم پچھلے سب غموں پر بھاری ہے...... جاؤ جاؤ ہرماسیس...... چلے جاؤ یہاں سے۔
آتو! خود میرے پچھلے گناہ اور غم کیا کم ہیں کہ تم بھی۔

ہاں میں بھولی...... اور کیا گناہ ہے تمہارا؟ ایک عورت ہی تو تمہاری تباہی کا باعث رہی ہے، عورت ابتدائے آفرینش سے مردوں کو تباہ کرتی رہی ہے اور یوم آخرت تک تباہ کرتی رہے گی میں نے اس عورت کو پہلے دیکھا تھا اور مجھے اعتراف ہے کہ اتنی حسین عورت نہ پہلے کبھی تھی اور نہ آئندہ ہوگی، عورت کیا ہے دیوتاؤں کی طرف سے چھوڑا ہوا ایک تیر ہے جو مردوں کے دل چھلنی کر دیتا ہے تم ہی پر کیا منحصر ہے ہرماسیس! اسے جو بھی دیکھتا ہے اپنے حواس کھو بیٹھتا ہے، واقعی تمہارا کوئی قصور نہیں، آگے آؤ کہ میں تمہاری پیشانی پر بوسہ دوں، تمہاری یہ مقدونی ملکہ آفت کی پرکالہ ہے اور اس کے دام حسن میں کسی کا گرفتار ہو جانا قدرتی امر ہے، اور قدرت پر کس کا زور چل سکا ہے لیکن وہ حسین ہونے کے ساتھ بڑی مکار اور ظالم ہے۔ غالباً تمہیں معلوم نہیں۔ تمہاری اس مقدونی ملکہ نے کاہنوں کو جلاوطن کر دیا ہے۔ البتہ تمہارے والد کو یہ سزا دی گئی۔ دیوتا جانیں اس میں اس کی کیا مصلحت تھی؟ اسی پر بس نہ کرتے ہوئے اس نے مصر کے دیوتاؤں کی پوجا ممنوع قرار دے دی اور اب آمن مہت بھی اس دنیا میں نہ رہے، اور میں سمجھتی ہوں کہ یہ اچھا ہی ہوا زندگی تمہارے والد کے لیے ایک ناقابل برداشت بوجھ ہو کر رہ گئی تھی اور یہ بھی سن لو ہرماسیس کہ آمن مہت تمہیں بالکل مفلس اور قلاش نہیں چھوڑ گئے جب انہیں تمہاری سازش کی ناکامی کی خبر ملی تو انہوں نے اپنی ساری پونجی ایک جگہ چھپا دی اور انہوں نے یہ دولت کہاں چھپائی ہے یہ میں تمہیں بتا دوں گی...... کیونکہ تم ہی اس کے اصلی وارث ہو۔

دولت کا ذکر نہ کرو آتو! میں اس پر لعنت بھیجتا ہوں، آہ! میں کہاں جاؤں اور کہاں اپنا کالا منہ لیے بیٹھ رہوں؟

ٹھیک ہے تمہیں یہاں تو رہنا ہی نہ چاہیے اگر لوگوں کو تمہاری موجودگی کا علم ہو گیا تو وہ تمہارے بدن پر موم پوت کر تمہیں زندہ ہی سلگا دیں گے۔ میں تمہیں ایک محفوظ جگہ چھپا دوں گی اور آمن مہت کے کفن دفن سے فارغ ہونے کے بعد ہم دونوں یہاں سے بھاگ کر کسی دور افتادہ خطہ میں اس وقت تک چھپے رہیں گے جب تک کہ حالات بہتر نہیں ہو

جاتے، ہائے ہائے! عجیب دنیا ہے جس میں دکھ ہی دکھ ہیں، دیوتاؤں کی قسم دریائے نیل کی کیچڑ میں اتنی جونکیں بھی نہ ہوں گی جتنے کہ اس دنیا میں دکھ ہیں آؤ میرے ساتھ آؤ ہرماسیس!

❁ ❁ ❁

تیسرا باب

وادیٔ موت سے اسکندریہ تک

چنانچہ آتوا نے مجھے اپنے گھر میں چھپا دیا اور وہاں میں پورے اسی 80 دن تک چھپا رہا۔ اس عرصہ میں حنوط کرنے والوں نے میرے والد کی لاش کو حنوط کر کے دفن کرنے کے قابل بنا دیا چنانچہ جب یہ سب انتظامات مکمل ہو چکے تو ایک رات میں نے اپنی کمین گاہ سے نکل کر اپنے والد کی روح کے لیے دعا کی اور ہدیہ عقیدت پیش کیا اور کنول کے پھول لاش کے سینے پر رکھ دیئے اور دوبارہ آتوا کے گھر میں چھپ گیا۔ دوسرے دن دیوتا ازیس اور دیوی ایزیس کے معبدوں کے کاہن آئے اور میرے والد کے تابوت کو اٹھا کر جھیل مقدس تک لے گئے وہاں مردے لے جانے کی کشتی میں وہ تابوت ریشمی شامیانے کے نیچے رکھ دیا گیا اور پھر کاہن ہاتھ اٹھا اٹھا کر دعائیں پڑھنے اور موت کے گیت گانے لگے۔ چند گھنٹوں بعد کشتی نے کاہنوں اور تابوت کو دوسرے کنارے پر پہنچا دیا جہاں کی چٹانوں میں وہ مقبرہ تھا جس میں ہمارے خاندان کے افراد دفن ہوتے تھے' یہیں میری والدہ دفن تھیں اور میری بھی آرزو ہے کہ اسی جگہ دفن کیا جاؤں۔ میرے والد صاحب کی جمع کردہ پونجی ایک محفوظ جگہ پہنچا دی گئی اب میں ابیدس میں نہیں ٹھہر سکتا تھا چنانچہ میں بھیس بدل کر اور آتوا کو ساتھ لے کر راتوں رات اپنے آبائی وطن ابیدس سے نکل کھڑا ہوا اور دریائے نیل کے کنارے کنارے چلتا اور دشت نوردی کرتا ہوا آخرکار شہر طب میں پہنچا۔ چند دنوں تک میں اس بڑے اور بارونق شہر میں مقیم رہا کہ کوئی ایسی جگہ تلاش کر سکوں جہاں میں جب تک چاہوں روپوش رہ سکوں۔

طب کے شمال میں ننگی اور جھلسی ہوئی چٹانوں کا سلسلہ چلا گیا ہے جن کے پیچھے ریگستان ہے ان چٹانوں کو کاٹ کاٹ کر قدیم فراعنہ نے اپنے مقبرے بنائے ہیں اور ان دنوں بہت سے مقبروں کا نشان تک نہیں ملتا کیونکہ انہیں ایسی مہارت سے بند کیا گیا کہ کوئی کہہ نہیں سکتا کہ مقبرہ کہاں ہے اور کہاں ٹھوس چٹان اور یہ اس لیے کیا گیا ہے کہ چور دولت کے لالچ

میں مقبروں میں گھس کر مردوں کی بے حرمتی کرتے ہیں لیکن بعض مقبرے کھلے تھے اور یہ وہ مقبرے ہیں جن میں چور کسی طرح داخل ہو گئے تھے میں ہر رات شہر سے نکل کر روپوش ہونے کی مناسب جگہ تلاش کیا کرتا تھا کیونکہ دن کو باہر نکلنے میں پہچان لیے جانے کا خطرہ تھا تو ایک رات میں اس وادی موت میں رات بھر بھٹکتا رہا اور پو پھٹتے سے اتفاقاً ایک مقبرے کے دروازے پر پہنچ گیا یہ بظاہر ایک غار معلوم ہوتا تھا بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ راسس سوم کا مقبرہ تھا صبح کی دھندلی روشنی میں میں نے ایک غار میں جھانک کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ بیحد کشادہ مقبرہ تھا اور اس میں کئی حجرے تھے جو چٹانیں کاٹ کر بنائے گئے تھے۔

چنانچہ دوسری رات کو میں آتوا کے ساتھ مشعلیں لے کر اسی جگہ پہنچا' آتوا اب بھی میرا اتنا ہی خیال رکھتی تھی جتنا کہ بچپن میں رکھتی تھی مقبرے کے دروازے کے سامنے کھڑے ہو کر ہم نے مشعلیں جلائیں اور اندر داخل ہو گئے فراخ گزرگاہ کو طے کر کے ہم اس بڑے کمرے میں پہنچے جس میں فرعون راسس سوم کا تابوت رکھا ہوا تھا کمرے کی دیواروں پر دیوی دیوتاؤں کی تصویریں بنی ہوئی تھیں اور جگہ جگہ پراسرار عبارت لکھی ہوئی تھی جسے میں بخوبی پڑھ سکتا تھا اس بڑے کمرے کے انتہائی سرے سے یعنی تابوت کے سرہانے کی طرف سے ایک دوسری گزرگاہ شروع ہوتی تھی ہم اس میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ گزرگاہ کے دوسرے کناروں پر حجروں کا سلسلہ چلا گیا ہے یہ حجرے شاہی گھرانے کے افراد، بادشاہ کے خاص آدمیوں اور مصاحبوں کے مدفن تھے اور ان کی تصویریں حجروں کی دیوار پر بنی ہوئی تھیں آخری حجرے میں جس کے دروازے کا رخ فرعون کے کمرے کی طرف تھا بیحد خوبصورت تصویریں بنی ہوئی تھیں اور یہ تصویریں یوں تھیں کہ دو اندھے بربط نواز بیٹھے بربط بجا رہے تھے اور دوسرے سازندے تھک کر سو رہے تھے اور میں نے اپنے لیے یہی حجرہ پسند کیا جس میں فرعون کے دربار کے خاص سازندے دفن تھے اور اس حجرے میں میں' ہر ماسیس پورے آٹھ سال تک رہا اور اپنے جسم کو عقوبت پہنچا کر اپنے گناہ دھونے کی کوشش کرتا رہا' اور بڑے سخت تھے وہ آٹھ سال......

لیکن آتوا کو اندھیرا پسند نہ تھا چنانچہ اس نے اپنے لیے سب سے پہلا حجرہ پسند کیا جو گزرگاہ کے دہن پر واقع تھا اور ان آٹھ سالوں میں میری زندگی کا معمول یہ رہا۔

ہر دوسرے دن آتوا شہر جاتی اور اشیائے خورد و نوش اور موم بتیاں خرید لاتی روزانہ صبح' سورج طلوع ہونے سے پہلے اور شام کو سورج غروب ہوتے وقت میں وادی موت میں آدھ گھنٹے ٹہلتا تا کہ میری جسمانی قوت برقرار رہے اور میری آنکھیں اندھیرے کی عادی ہو کر

اپنی بینائی کو نہ کھودیں' ان دو وقتوں کے علاوہ میں کبھی کبھار تاروں سے شگون لینے کے لیے کسی پہاڑی پر چڑھ جاتا ورنہ میرے شب و روز اسی تاریک حجرے میں گزرتے جہاں میں عبادت کرتا کئی کئی گھنٹوں تک مراقبے میں رہتا اور اپنے جسم کو طرح طرح سے عقوبت پہنچاتا اور چند گھنٹوں کی نیند لے کر پھر یہی سلسلہ شروع کر دیتا اور میری یہ شب و روز کی عبادت آخر کار اپنا اثر دکھانے لگی۔

میرے دل پر سے گناہوں کا بوجھ ہٹنے لگا اور میں ایک بار پھر دیوتاؤں کے قریب ہو گیا لیکن افسوس دیوی ایزیس سے ہم کلام نہ ہو سکا۔ اس کے علاوہ عقوبت نفس و جسم نے میرے اس علم کو بے پایاں بنا دیا جس میں شروع سے ہی دسترس رکھتا تھا..... سخت پرہیز اور تنہائی نے میرے جسم کو آلودگیوں سے پاک کر دیا اور میری نظریں اب کسی کے باطن کا کامیاب جائزہ لے سکتی تھی اور کسی کی روح میں جھانک سکتی تھیں۔

اور پھر یوں ہوا کہ شہر طب میں مشہور ہو گیا کہ ایک زبردست عالم اور ولی کامل جس کا نام "الم پس" ہے وادیٔ موت کے ایک مقبرے میں مقیم ہے چنانچہ لوگ اپنے مریضوں کو لے کر آنے لگے اور بانجھ عورتیں مجھ سے اولاد مانگنے لگیں چنانچہ میں نے آتوا کی شاگردی قبول کی اور اس سے بہت جلد جڑی بوٹیوں کا علم سیکھ لیا اور اب میں مریضوں کو اچھا کرنے لگا اور یوں رفتہ رفتہ میری شہرت دور دور تک پہنچی اور مشہور ہو گیا کہ "الم پس" صرف حکیم اور ولی ہی نہیں بلکہ اپنے وقت کا ایک زبردست جادوگر بھی ہے۔

جو شہر طب کے ایک مقبرے میں بیٹھ کر روحوں کو بلاتا اور ان سے ہم کلام ہوتا ہے اور یہ حقیقت بھی ہے کہ میں روحوں کو بلاتا اور ان سے مشورہ طلب کرتا تھا چنانچہ اب ضروری چیزیں خریدنے کے لیے آتوا کو شہر نہ جانا پڑتا تھا کیونکہ ضرورت کی چیزیں لوگ ہمیں دے جاتے تھے جو ہماری ضرورت سے زیادہ ہوتی تھیں لوگوں کا مجھ پر اعتقاد مضبوط سے مضبوط تر ہوتا گیا کیونکہ میں مریضوں کو اچھا کرنے کا کوئی معاوضہ نہ لیتا تھا اور نہ کسی طرح کے تحائف ہی قبول کرتا تھا لیکن اس ڈر سے کہ کوئی حکیم "الم پس" کے روپ میں ہرماسیس کو نہ پہچان لے میں بہت کم اپنے حجرے سے باہر آتا تھا لیکن بعد میں جب مجھے معلوم ہوا کہ مصر کے بچے بچے کو ہرماسیس مصری کی موت کا یقین ہو چکا ہے۔

میں اپنے حجرے سے نکل کر مقبرے کے دروازے پر بیٹھنے لگا اور وہیں بیٹھ کر میں بیماروں کو اچھا کرتا اور امراء کے لیے زائچہ کھینچتا اور یوں دور دور سے لوگ میرے پاس آنے

لگے اور ان لوگوں سے جو اسکندریہ سے آتے تھے مجھے معلوم ہوا کہ انطونی دو مہینے کے لیے قلوپطرہ سے رخصت ہوا اور روم پہنچ کر اپنی پہلی بیوی جس کا نام فلویا تھا کے مرنے کے بعد اس نے نوجوان قیصر اقطادیانوس کی بہن سے شادی کر لی۔ یہ اور دوسری بہت سی باتیں جن کا ذکر کرنا ضروری نہیں سمجھتا' مجھے ان لوگوں سے معلوم ہوئیں۔

چنانچہ دوسرے سال میں نے یہ کیا کہ آتوا کو جڑی بوٹیاں بیچنے والی کے بھیس میں اسکندریہ کی طرف روانہ کیا میں نے اس سے کہا کہ وہ ملکہ کی خادماؤں میں شارمن کو تلاش کرے اگر اسے وفادار پائے تو اس پر میرا راز ظاہر کر دے اور یہ بھی کہے کہ اب انتقام کا زمانہ زیادہ دور نہیں رہا اس لیے اسے اپنی قسم پوری کرنے کے لیے تیار رہنا چاہیے وغیرہ۔

چنانچہ آتوا مجھ سے رخصت ہونے کے پانچ مہینے کے بعد واپس آئی اور اپنے ساتھ شارمن کے دیئے ہوئے تحائف لائی' آتوا نے مجھے بتایا کہ وہ بڑی کوششوں کے بعد شارمن سے مل سکی اور پہلی ہی ملاقات کے وقت باتوں باتوں میں اس نے انجان بن کر ہرماسیس کا ذکر چھیڑ دیا اور آخر میں کہا کہ ہرماسیس کبھی کا مر کر چکا ہے۔

اس پر شارمن برداشت نہ کر سکی اور رونے لگی چنانچہ شارمن کا حال معلوم کر کے کیونکہ آتوا ان معاملات میں بڑی تیز تھی اس نے یہ خوشخبری سنائی کہ ہرماسیس زندہ ہے اور اسے سلام کہتا ہے اس پر شارمن فرط خوشی سے آتوا کے جھریوں پڑے گال چومنے لگی اور اب وہ خوشی کے آنسو بہا رہی تھی پھر اس نے میرے لیے چند تحائف آتوا کو دیئے اور کہا کہ ہرماسیس سے کہہ دے کہ شارمن اپنی قسم بھولی نہیں ہے اور میری (ہرماسیس کی) آمد کی اور انتقام کے وقت کی منتظر ہے اور اس طرح بہت سی باتیں معلوم کر کے بوڑھی انا آتوا شہر طب واپس آئی۔

اور پھر یوں ہوا کہ قلوپطرہ کے سفیر دوسرے ہی سال اس کے بہت سے تحائف اور ایک پیغام لے کر میرے پاس آئے میں نے مہر دیکھ کر خط کھولا' اور یہ لکھا تھا اس میں۔

ملکہ مصر قلوپطرہ کی طرف سے مصر کے سب سے بڑے عالم "الم پس" کی خدمت میں جو وادیٔ موت کے مقبرے میں مقیم ہے۔

"اے الم پس' تمہاری شہرت ہمارے کانوں تک بھی پہنچی ہے۔ اور ہم تم سے کچھ پوچھنا چاہتے ہیں۔ اگر تم نے ہماری مشکل آسان کر دی' تو ہم تمہیں عزت و دولت سے سرفراز کریں گے۔ چنانچہ اے عالم بتاؤ کہ

ہم دوبارہ انطونی اور اس کی محبت کو کس طرح حاصل کر سکتے ہیں جس پر اس کی دوسری بیوی قطادیہ نے کچھ ایسا جادو کر دیا ہے کہ وہ ہمیں بھلا بیٹھا ہے۔"

قلوپطرہ کا خط پڑھ کر مجھے یقین ہو گیا کہ اس میں شارمن کا ہاتھ ہے جس نے میری تعریف کر کے قلوپطرہ کو یہ خط لکھنے پر اکسایا ہوگا۔

ساری رات میں غور کرتا رہا اور صبح ہوتے ہی قلوپطرہ کے خط کا جواب لکھا جو قلوپطرہ اور انطونی کی تباہی کے لیے دیوتاؤں نے میرے دل میں ڈال دیا تھا۔

اور یوں لکھا میں نے! اے ملکہ مصر اس آدمی کے ساتھ جو تمہارے ساتھ بھیجا جائے گا تم جاؤ اور تمہارا انطونی تمہیں واپس مل جائے گا۔ صرف یہی نہیں بلکہ تمہیں دوسری بہت سی چیزیں جس کا تمہیں وہم و گمان بھی نہ ہوگا تمہیں انطونی کے ذریعہ ملیں گی۔

یہ خط میں نے قلوپطرہ کے سفیروں کو دیا اور ان سے کہا کہ ملکہ کے تحائف کی مجھے ضرورت نہیں' چنانچہ وہی آپس میں تقسیم کر لیں۔ قلوپطرہ کے سفیر میری اس فیاضی پر حیران ہوتے ہوئے رخصت ہوئے۔

میرا مراسلہ ملتے ہی قلوپطرہ شام کی طرف روانہ ہو گئی اور میری پیشین گوئی کے مطابق ہوس پرست انطونی اپنی وفا شعار بیوی اقطادیہ کو چھوڑ کر دوبارہ قلوپطرہ کی بانہوں میں آ گرا صرف یہی نہیں بلکہ اس نے قبرص کا جزیرہ قلی قیہ اور نوبیہ کا علاقہ اور دوسرے بہت سے شہر اور قصبات قلوپطرہ کے حوالے کر دیئے۔

قلوپطرہ اسکندریہ آئی تو بہت خوش اور میری معتقد تھی اور میری فوق الفطرت قوتوں پر ایمان لا چکی تھی۔ اس نے نہایت عاجزی سے درخواست کی کہ میں اس کے پاس اسکندریہ چلا آؤں لیکن ابھی وہ وقت نہ آیا تھا چنانچہ میں نے قلوپطرہ کے تحائف شکریہ کے ساتھ لوٹا دیئے اور اسکندریہ نہ گیا۔ اس کے بعد انطونی اور قلوپطرہ مجھ سے برابر مشورہ طلب کرتے اور ہر کام کا شگون پچھواتے رہے۔

اور میں دیوتاؤں کی مرضی کے مطابق ان کے ہر سوال کا جواب ایسا دیتا جو بظاہر تو خوشگوار اور قابل قبول لیکن بہ باطن تباہ کن ہوتا اور اس عرصہ میں میری ایک پیشین گوئی بھی غلط ثابت نہ ہوئی۔

اور یوں سال پر سال گزرتے رہے اور میں ہرماسیس! جو اب "الم پس" کے نام سے مشہور تھا...... ایک بار پھر پورے مصر میں مشہور ہو گیا' ہرماسیس کو سب بھلا چکے تھے لیکن "الم پس" کا نام بچہ بچہ کی زبان پر تھا پورا مصر "الم پس" کے پراسرار علم کا معترف تھا' دن بدن میرا علم پختہ ہوتا گیا' کیونکہ میں نے جسمانی خواہشات کو مار کر دیوتاؤں سے لو لگائی ہوئی تھی۔

یہاں تک کے پورے آٹھ سال گزر گئے' پارتھیا والوں سے جنگ چھڑی بھی اور ختم بھی ہو گئی۔ آرمینا کے مفتوح بادشاہ کو زنجیروں میں جکڑ کر اسکندریہ کی سڑکوں پر گھسیٹا گیا۔ قلوپطرہ اور انطونی ساموس اور ایتھنز ہو آئے قلوپطرہ نے انطونی کو اکسا کر نہ صرف اقطادیہ کو طلاق دلوا دی بلکہ اسے گھر سے بھی نکلوا دیا اور اب انطونی کی بیوقوفی انتہا کو پہنچ گئی تھی یہ رومی فاتح اب قلوپطرہ کا ایسا ہی غلام تھا جیسا کہ کبھی میں رہا تھا۔

ادھر نوجوان قیصر اقطادیانوس اپنی بہن اقطادیہ کی توہین کو برداشت نہ کر سکا اور اس نے انطونی کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔

اور پھر ایک دن جب میں مقبرے کے اندھیرے کمرے میں سو رہا تھا' کہ میرے والد آمن مہت میرے خواب میں تشریف لائے' وہ اپنے عصا پر تھوڑی ٹکا کر کھڑے ہو گئے' اس طرف دیکھو ہرماسیس' انہوں نے کہا......

میں نے سامنے دیکھا...... اور میں نے دیکھا کہ سامنے سمندر ہے اور دو بیڑوں میں زبردست جنگ چھڑی ہے ایک بیڑے کے جہازوں پر قیصر اقطادیانوس کے اور دوسرے کے جہازوں پر انطونی اور قلوپطرہ کے جھنڈے لہرا رہے ہیں انطونی اور قلوپطرہ کا بیڑا اقطادیانوس کے بیڑے کو برابر پیچھے دھکیلتا چلا جا رہا ہے فتح انطونی کی ہوتی نظر آتی ہے۔

میں نے پھر دیکھا۔

اور میں نے دیکھا کہ قلوپطرہ اپنے سنہری بجرے میں بیٹھی جنگ کا تماشہ دیکھ رہی تھی' اور اب میری روح آہستہ آہستہ قلوپطرہ پر اپنا اثر ڈالنے لگی اور اب قلوپطرہ اس ہرماسیس کی آواز سن رہی تھی جو اس کے خیال میں مر چکا تھا۔

"بھاگو' قلوپطرہ بھاگو' میری آواز کہہ رہی تھی' بھاگو ورنہ ماری جاؤ گی بھاگو! بھاگو۔

اس نے حیرانی سے چاروں طرف دیکھا میری روح نے پھر یہی الفاظ اس کے کان میں کہے۔ اب قلوپطرہ کا چہرہ خوف سے سفید ہو گیا دفعتہً اس نے بادبان کھولنے اور لنگر اٹھانے کا حکم دیا ملاحوں نے اس کے حکم کی تعمیل کی اور قلوپطرہ کا بیڑا مقام جنگ سے فرار ہوتا نظر آیا۔

دوست اور دشمن چلا اٹھے۔

قلوپطرہ بھاگ رہی ہے! قلوپطرہ بھاگ رہی ہے۔

اور میں نے دیکھا کہ اچانک انطونی کی فتح شکست میں بدل گئی اور ساتھ ہی میری آنکھ کھل گئی' کئی دن گزر گئے اور میرے والد دوبارہ خواب میں تشریف لائے اور انہوں نے کہا۔

اٹھو ہرماسیس! انتقام کا وقت آ گیا ہے' تمہاری کوششیں رائیگاں نہ گئیں اور تمہاری دعائیں قبول ہوئیں دیوتاؤں کی مرضی سے جنگ میں قلوپطرہ کے دل پر ایسا خوف و ہراس چھا گیا کہ وہ انتہائی بدحواسی کے عالم میں بھاگ کھڑی ہوئی انطونی کو شکست ہوئی اور اب اس کی قوت ٹوٹ گئی ہے چنانچہ اٹھو کہ انتقام کا وقت آ گیا ہے۔ اٹھو دیوتا جو بات تمہارے دل میں ڈال دیں اس پر عمل کرو۔

صبح میں بیدار ہوا تو حیران تھا کہ والد صاحب کہہ گئے ہیں کہ انتقام کا وقت آ گیا ہے حالانکہ اب تک اس کی کوئی صورت پیدا نہیں ہوئی تھی اس طرح خیالات میں گم میں مقبرے کے دروازے پر پہنچا تو قلوپطرہ کے سفیر میرے منتظر کھڑے تھے اور اس دفعہ ان کے ساتھ ایک رومی افسر بھی تھا۔

صاحبو! اب کیوں آنا ہوا؟ میں نے پوچھا۔

ہم ملکۂ مصر اور انطونی کا پیغام لائے ہیں، رومی افسر نے میرے سامنے جھک کر کہا، کیونکہ ہر آدمی مجھ سے ڈرتا تھا۔ ملکہ کا حکم ہے کہ آپ فوراً اسکندریہ پہنچیں ملکہ نے کئی دفعہ آپ کو بلایا لیکن آپ نہ آئے ملکہ کو آپ کی سخت ضرورت ہے۔

''اگر میں اب بھی انکار کروں''

''تو مجھے حکم ہے مقدس کاہن' کہ میں آپ کو جبراً اپنے ساتھ لے چلوں۔''

بیوقوف آدمی! تم مجھے جبراً لے چلو گے؟ بڑائی کا بول نہ بولو رومی جوان! کہیں ایسا نہ ہو کہ تم جہاں کھڑے ہو وہیں مردہ ہو کر رہ جاؤ' جان لو کہ میں مریضوں کو صرف اچھا کرنا ہی نہیں جانتا بلکہ یہ بھی کر سکتا ہوں کہ تندرست و توانا آدمی کو دروازے سے نکلی ہوئی کیل کی طرح بے جان کر کے گرا دوں۔

''میں...... میں...... رومی افسر گھبرا کر کئی قدم پیچھے ہٹا۔ حضور! میں نے تو وہی بات دہرائی ہے جو مجھ سے کہی گئی تھی۔

ڈرو نہیں رومی جوان! میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔

اور میں آتوا کو لے کر اسی دن اسکندریہ کے لیے روانہ ہو گیا۔ میں وادی موت میں جس خاموشی سے آیا تھا اس طرح خاموشی سے روانہ ہوا اور چلتے وقت اپنے والد کی جمع کردہ پونجی بھی اپنے ساتھ لیتا گیا کیونکہ میں ایک مفلس بھکاری کی طرح اسکندریہ میں داخل ہونا نہ چاہتا تھا اور راستے میں مجھے معلوم ہوا کہ جنگ میں قلوپطرہ کے پیچھے پیچھے انطونی بھی فرار ہو گیا...... اور اب مجھے یقین ہو گیا تھا کہ انتقام کا وقت بہت قریب تھا۔

اور اسکندریہ پہنچ کر میں اس مکان میں مقیم ہوا جو باب محل کے قریب تھا' اور جو ملکہ نے خاص میرے لیے خالی کروایا تھا۔

اور اسی رات شارمن مجھ سے ملنے آئی اور میں نے نو سال کے طویل عرصہ کے بعد اسے دیکھا۔

❀ ❀ ❀

چوتھا باب

اُلم پس کے بھیس میں

موٹے کپڑے کا سیاہ چغہ پہنے میں اس کمرے میں بیٹھا ہوا تھا جو ملکہ نے مجھے دیا تھا ہاتھی دانت کی منقش کرسی پر بیٹھا میں کمرے کی سجاوٹ اور سازوسامان کو دیکھ رہا تھا چھت سے ٹنگے ہوئے بلوریں جھاڑ فانوس جن میں خوشبودار تیل جل رہا تھا خوبصورت صراحیاں اور نازک نازک جام اور ملک شام کے قالین دیکھ دیکھ کر وادیٔ موت کے مقبرے کے وہ شب و روز یاد آ رہے تھے جو میں نے تنہائی اور کھردرے فرش پر سو کر گزارے تھے میں خیالات میں گم بیٹھا تھا اور دروازے کے قریب بوڑھی انا آتوا قالین کے ایک ٹکڑے پر گٹھری بنی سو رہی تھی آتوا کے سوائے اب دنیا میں میرا کوئی نہ رہا تھا اس نے بچپن میں بھی میری خدمت کی تھی اور اب میرے سارے گناہوں کو نظرانداز کر کے میرے ساتھ اسکندریہ چلی آئی تھی ہر آدمی بھلا چکا تھا لیکن آتوا میری ہمدم و غم خوار رہی تھی اگر یہ نہ ہوتی تو شاید میں کچھ نہ کر سکتا......

نو سال، پورے نو سال بعد میں دوبارہ اسی منحوس شہر اسکندریہ میں آیا جہاں پہلے قسمت مجھے دھوکا دے گئی تھی لیکن اس دفعہ میں پوری تیاری کر کے آیا تھا، اس دفعہ میں ناکام ہونے نہیں آیا تھا، اس دفعہ میں قلوپطرہ کی قسمت بن کر آیا تھا۔ اس دفعہ فتح میری ہونے والی تھی قلوپطرہ کی نہیں۔

اور پھر بھی صورتحال کتنی مختلف تھی اب میں اس کہانی کا کوئی اہم کردار نہ تھا جس کا انجام فتح و کامرانی تھی، اب یہ کہانی میرے گرد نہ گھومتی تھی اب میں تلوار کی طرح تھا جو انصاف کے ہاتھ میں ہو میں ہرماسیس نہیں بلکہ انتقام کی تلوار تھا۔ جو دیوتاؤں نے بلند کی تھی اب میں مصر کو آزادی نہ دلا سکتا تھا اب میں فرعون نہ بن سکتا تھا۔ مصر ہمیشہ کے لیے برباد ہو چکا تھا اور اس کے ساتھ ساتھ میں ہرماسیس بھی۔ مسلسل بدلتے ہوئے اور ہنگامہ خیز واقعات کا دھارا اس زبردست سازش کو غرق کر چکا تھا جس کا محور میں تھا، لوگ اس سازش کو بھلا چکے تھے، میرے

اجداد کی تاریخ پر ماضی کا دبیز پردہ پڑ چکا تھا، مصر کی درخشاں تہذیب آخری سانسیں لے رہی تھی فراعنہ کا صرف نام رہ گیا تھا مصر کے دیوتاؤں کے عروج کا زمانہ ختم ہو چکا تھا مصر کے قدیم باشندوں کی اولاد غلام تھی اور غلام رہے گی دیوتاؤں کا مصر فراعنہ کا مصر اور اہرام کا مصر ختم ہو چکا تھا۔ اب مصریوں کا زمانہ نہ رہا تھا، میں روی گدھوں کی آوازیں سن رہا تھا جو اب مصر پر قبضہ کرنے والے تھے۔ اب مصر کبھی آزاد نہ ہوگا اس کی قسمت پر غلامی کی نہ ٹوٹنے والی مہر لگ چکی تھی۔

آخرکار میں خیالات سے چونکا، آتوا کو جھنجوڑ کر بیدار کیا اور اس سے کہا کہ وہ آئینہ لائے تاکہ میں اپنی صورت دیکھ کر معلوم کر سکوں کہ میں کتنا بدل گیا ہوں۔

اور آئینہ میں یہ دیکھا میں نے۔

مرجھایا ہوا، بے رونق چہرہ جس پر کبھی مسکراہٹ نہ آئی تھی، منڈا ہوا سر پھیلی ہوئی زردی مائل آنکھیں، تھوڑی کے دونوں طرف دو گہری قوسیں جو پرہیزگاری کی نشانی تھی، چہرے پر تھکن اور بیزاری کے آثار آنکھوں میں اداسی، لانبی داڑھی اور پتلے پتلے رعشہ دار ہاتھ جن کی پشت پر نیلی نیلی رگیں ابھر آئی تھیں اور کمر خمیدہ وقت، غم اور ریاضت نے مجھے بالکل ہی بدل دیا تھا...... تو یہ میں تھا...... ہرماسیس مصری، جو کبھی خوبصورت اور طاقتور رہا تھا جس کے چہرے سے کبھی رعب اور شاہانہ جلال عیاں تھا، بظاہر میں بدل گیا تھا، بظاہر میں نحیف و نزار تھا، لیکن اب بھی مجھ میں پہلے کا سا جوش تھا اور اب بھی میرے دل میں وہ آگ بھڑک رہی تھی جو میری بربادی کا اصل سبب تھی...... میں بدل چکا تھا...... پھر بھی میں نہ بدلا تھا...... زمانے اور غموں نے میرا ظاہری رنگ و روپ بدل دیا تھا، لیکن وہ میری روح نہ بدل سکے تھے نہیں کوئی طاقت انسان کی روح نہیں بدل سکتی، موسم آئیں اور گزر جائیں امید ایک پرندے کی طرح پرواز کر کے ظلمتوں میں گم ہو جائے۔ خیالات اور تصورات غروب ہوتے ہوئے سورج کی کرنوں کی طرح بے جان اور ٹھنڈے ہو جائیں، قسمت پانی کے ریلے کی طرح ہمارے پیروں کے تلے سے نکل جائے، بڑھاپا رات کے اداس اندھیرے کی طرح ہم پر رینگ آئے...... ہاں دیکھو قسمت کے چکر کے ساتھ بندھے ہونے کی وجہ سے ہمیں یہ مختلف مزے چکھنے پڑتے ہیں کبھی ہم بادشاہ بن کر حکمرانی کرتے ہیں اور کبھی غلام بن کر خدمت، کبھی ہم محبت کرتے ہیں کبھی نفرت اور کبھی ہم پھلتے پھولتے ہیں اور کبھی تباہ و برباد ہوتے ہیں، لیکن پھر بھی ان چکیوں میں پسنے کے بعد بھی ہم ایک سے ہی رہتے ہیں۔ ہماری روح نہیں بدلتی اور

یہ قدرت کا ایک عجوبہ ہے۔

میں انہیں خیالات میں گم تھا کہ کسی نے دروازے پر دستک دی۔

''آتوا' دروازہ کھول دو'' میں نے کہا۔

آتوا نے دروازہ کھول دیا اور ایک عورت جو یونانی لباس پہنے تھی' کمرے میں داخل ہوئی یہ شارمن تھی پہلے ہی طرح خوبصورت' چہرے پر اداسی منجمد تھی اور اس اداس چہرے نے اُسے اور بھی خوبصورت بنا دیا تھا' آتوا نے اس کونے کی طرف اشارہ کیا جہاں میں بیٹھا ہوا تھا شارمن میرے سامنے آ کھڑی ہوئی۔

بڑے میاں! اس نے کہا: مجھے حکیم الم پس کے پاس لے چلو میں ملکہ کا ایک خاص پیغام لائی ہوں۔

میں اپنی جگہ سے اٹھ کر شارمن کے قریب جا کھڑا ہوا وہ دیر تک میری صورت تکتی رہی اور پھر دفعتہً کئی قدم پیچھے ہٹ گئی۔

''یقیناً'' اس نے سرگوشی میں کہا: ''تم وہ...... وہ نہیں ہو۔''

جسے کبھی تم نے چاہا تھا میں نے اس کا جملہ پورا کر دیا' ہاں شارمن میں وہی ہرماسیس ہوں جس سے کبھی تمہارے بیوقوف دل نے محبت کی تھی میں ہرماسیس ہوں لیکن وہ ہرماسیس جس سے تم نے محبت کی تھی' مر چکا ہے اور اب تمہارے سامنے مصر کا زبردست حکیم الم پس کھڑا ہے۔

ہرماسیس تم اپنے علم کے باوجود عورت کے دل کو نہیں سمجھ سکتے' محبت ظاہری حسن نہیں دیکھتی وہ تو دل دیکھتی ہے۔ محبت جسم کا نہیں دل کا سودا ہے عورت ایک دفعہ جس سے محبت کرتی ہے مرتے دم تک اسی سے محبت کرتی رہتی ہے اور میں ایسی ہی عورت ہوں ہرماسیس! میں نے تم سے محبت کی تھی اور اب کسی دوسرے مرد سے نہ کرسکوں گی' تمہاری یاد میں پوری عمر کنواری ہی رہوں گی۔

وہ خاموش ہوگئی اور چونکہ شارمن کی اس بات کا میرے پاس کوئی جواب نہ تھا۔ اس لیے میں نے سر جھکا لیا حالانکہ اسی عورت کی احمقانہ محبت نے ہمیں اور مصر کو تباہ کیا تھا لیکن پھر بھی میں شارمن کا مشکور تھا اور دل سے اس کی محبت کی قدر کرتا تھا جب دنیا میں میرا کوئی نہ رہا۔ اور جب میں تباہ ہو چکا تھا اور جب میری شکل وصورت بگڑ چکی تھی تب بھی شارمن مجھ سے محبت کرتی تھی' ہاں میں اس عورت کی محبت کی قدر کرتا ہوں...... اس محبت کی' جس کی خاطر

شارمن وہ سب کر گزری جو کوئی دوسری عورت نہ کر سکتی تھی۔

ہرماسیس! میں مشکور ہوں کہ میری محبت کی یہ باتیں سن کر تم خاموش رہے آہ ہرماسیس! طرطوس سے رخصت ہوتے وقت جو تم نے زہریلے نشتر چلائے تھے' ان کی چبھن میں اب بھی دل میں محسوس کر رہی ہوں اور اب میرا دل ایسا کمزور اور ناتواں ہو چکا ہے کہ کسی طرح کی بھی تلخ کلامی برداشت نہیں کر سکتا۔ میں احسان مند ہوں کہ تم خاموش رہے' دیکھو ہرماسیس میں اپنے وحشیانہ جذبے کو دور کیے دیتی ہوں اور اس نے ہوا میں یوں ہاتھ ہلائے جیسے کسی نظر نہ آنے والی چیز کو پیچھے دھکیل رہی ہو' ہرماسیس! اب میری محبت تمہیں پریشان نہ کرے گی' یہ اور بات ہے کہ وہ میرے دل سے نہ جائے گی' میری یہی خوش قسمتی کیا کم ہے کہ میں نے مرنے سے پہلے تمہیں دیکھ لیا تمہیں یاد ہے ہرماسیس! میں نے درخواست کی تھی کہ تم اپنے ہاتھوں مجھے قتل کر دو لیکن تم نے کہا تھا کہ میں زندہ رہوں گی اور سال بسال اپنے گناہوں کا تلخ ثمر پاتی رہو گی؟

ہاں یاد ہے شارمن۔

اور میں نے اپنے گناہوں کی سزا بھگت لی کاش کہ تم جان سکتے کہ میں نے کتنے غم مسکرا مسکرا کر برداشت کر لیے ہیں۔ اگر تم میرے دل میں جھانک سکتے تو یقیناً تمہارا کلیجہ ٹھنڈا ہوتا۔

تاہم مجھے غلط اطلاع نہیں ملی شارمن' تو مجھے کہنے دو کہ تم قلوپطرہ کی خادماؤں میں سب سے زیادہ خوش قسمت لڑکی تصور کی جاتی ہو۔ سچ کہنا قیصر اقطادیانوس نے یہ نہیں کہا کہ وہ قلوپطرہ کی خادماؤں شارمن اور ایرا اس کے لیے جنگ کر رہا ہے ورنہ اسے قلوپطرہ اور انطونی سے پرخاش نہیں؟

ہاں یہ سچ ہے۔ اگر مجھے اپنے وعدے اور قسم کا پاس نہ ہوتا تو میں قیصر کے پاس چلی جاتی میں اس عورت کی خدمت کرنے پر مجبور تھی جس نے تم کو مجھ سے چھینا اور مصر کو غلام بنا رکھا اور ہرماسیس! یہی میری سب سے بڑی سزا تھی' میں قلوپطرہ کی خدمت کرتی تھی لیکن کس طرح؟ یہ میرا دل ہی جانتا ہے یا پھر دیوتا۔ جواہرات، دولت کے انبار اور عیش پرستوں کے سامان مجھے خوش نہیں کر سکتے۔ میری خوشیاں تو چھن چکی ہے ہرماسیس! میں تنہائیوں میں رویا کرتی تھی لیکن جب انطونی اور قلوپطرہ کے سامنے جاتی تو پھر ہونٹوں پر مصنوعی مسکراہٹ اور چہرے پر خوشی وسکون پیدا کر لیتی تھی اور تم نہیں جانتے کہ اس کے لیے مجھے اپنے دل پر کتنا جبر

کرنا پڑا تھا۔ میں اس امید کے سہارے جی رہی تھی کہ کبھی ان دونوں کو مردہ دیکھ سکوں گی اور پھر میں بھی مر جاؤں گی کیونکہ میں اب میرے لیے کچھ نہیں رہ گیا۔

میں دیکھ رہا ہوں شارمن کہ تم اپنی قسم پر قائم ہو چنانچہ خوش ہو جاؤ کہ اب انتقام کا وقت دور نہیں رہا۔

ہاں میں اپنی قسم پر قائم ہوں میں تمہارے انتقام کی اور قلوپطرہ کی بربادی کی راہ تیار کرتی رہی میں نے ہی انطونی کی نفسانی خواہشات اور قلوپطرہ کے حسد کو ہوا دی تھی۔ میں نے قلوپطرہ کو مشورہ دے کر انطونی کو ابھارا تھا کہ وہ اپنی بیوی اقطادیہ کو طلاق دے دے صرف یہی نہیں بلکہ میں نے ہی خفیہ طور پر قیصر کو قلوپطرہ اور انطونی کی عیاشیوں کی خبر پہنچائی تھی اور اب دیکھو حالات یوں ہیں...... دیکھو یہ تم جانتے ہی ہو کہ جنگ میں کیا ہوا جنگ زوروں پر تھی اور فتح انطونی کی نظر آتی تھی کہ یکایک قلوپطرہ کسی وجہ سے (اور وہ وجہ کیا تھی میں نہیں جانتی' غالباً تم جانتے ہو گے) مقام جنگ سے فرار ہو گئی۔ اسے بھاگتے دیکھ کر مصری فوج کے حواس جاتے رہے اور مصر کا پورا بیڑا قلوپطرہ کے پیچھے بھاگا انطونی کو جب معلوم ہوا کہ قلوپطرہ بھاگ رہی ہے تو اس نے ایک کشتی لی اور دیوانوں کی طرح قلوپطرہ کے پیچھے بھاگا۔ بے سردار کی فوج قیصر کا مقابلہ کرتی رہی لیکن گذشتہ رات ہی خبر آئی ہے کہ انطونی کی فوج اپنے سردار کی اس بزدلانہ حرکت سے متنفر ہو کر قیصر سے مل گئی ہے۔

''تو پھر انطونی کہاں ہے۔''

''وہ قریب کے ایک جزیرے کے ایک برج میں منہ چھپائے بیٹھا ہے۔ وہ اپنی اس بزدلانہ حرکت پر بہت شرمندہ ہے۔ اسے سرسام کی قسم کا کوئی مرض ہو گیا ہے اور وہ اس برج میں پڑا الٹی سیدھی باتیں کرتا ہے' قلوپطرہ نے اسے کئی دفعہ بلایا لیکن اس نے آنے سے انکار کر دیا' اب قلوپطرہ چاہتی ہے کہ تم اس کے پاس جاؤ۔ اس کا مرض دور کر دو اور اسے واپس لے آؤ لیکن اس وقت قلوپطرہ نے تمہیں مشورہ کرنے کے لیے طلب کیا ہے اور میں تمہیں بلانے آئی ہوں۔''

اچھا تو چلو' میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔

اور دربار کے کمرے سے گزرنے کے بعد میں ایک بار پھر قلوپطرہ کی خواب گاہ کے سامنے کھڑا تھا۔ شارمن مجھے وہیں رکے رہنے کا اشارہ کر کے قلوپطرہ کو میری آمد کی اطلاع کرنے چلی گئی اور چند ثانیوں بعد ہی واپس آئی۔

''قلوپطرہ بے چینی سے تمہارا انتظار کر رہی ہے۔'' اس نے نیچی آواز میں کہا...

''لیکن ہوشیار رہنا وہ تمہیں کہیں پہچان نہ لے بڑی تیز نظر ہے اس کی۔''

کتنی ہی تیز کیوں نہ شارمن وہ الم پس کے روپ میں ہرماسیس کو نہ پہچان سکے گی اگر میں نے اپنے آپ کو نہ ظاہر کر دیا ہوتا تو شارمن تم خود بھی مجھ کو نہ پہچان سکتیں' میں نے جواب دیا۔

اور ایک بار میں پھر قلوپطرہ کی خوابگاہ میں داخل ہوا' ایک بار پھر میں نے بلبل کی نغمہ سرائی' فوارے کی چھپ چھپ اور سمندر کی بڑبڑاہٹ کی آواز سنی۔ یہ وہی خواب گاہ تھی جہاں قلوپطرہ نے پہلی دفعہ میرے ہونٹ چومے تھے' یہ وہی خواب گاہ تھی جہاں میرے اور مصر کی بربادی کے سامان ہوئے تھے۔ میں سر جھکائے لنگڑا کر چلتا ہوا۔ اس سنہری کوچ کے سامنے جا کھڑا ہوا جس پر قلوپطرہ بیٹھی ہوئی تھی' یہ وہی کوچ تھی جس پر اس منحوس رات کو بیہوشی کی دوا پینے کے بعد میں گرا تھا۔

اور میرے سامنے قلوپطرہ تھی' پہلے ہی کی طرح حسین لیکن بدلی ہوئی اس کے حسن میں کوئی فرق نہ آیا تھا' اس کی آنکھیں ویسی ہی نیلی اور گہری تھیں اس کے ہونٹ ویسے ہی سرخ تھے تاہم یہ قلوپطرہ اس قلوپطرہ سے مختلف تھی جسے آخری دفعہ میں نے طرطوس میں انطونی کی آغوش میں دیکھا تھا۔ وقت' جو اس کے مسحور کن حسن پر اثر انداز نہ ہو سکا تھا اس کے جذبات پر اثر انداز ہو گیا تھا' قلوپطرہ کے بشرے سے اب ایسے روحانی درد و کرب کے آثار ہویدا تھے جنہیں الفاظ میں بیان کرنا ناممکن ہے اور اس کی آنکھوں میں اداسی تھی گمبھیر اور گہری۔

میں نے اس ملکہ کو سجدہ کیا جو کبھی میری محبوبہ رہی تھی لیکن آج مجھے پہچان نہ سکتی تھی اس نے ایک ٹھنڈی سانس لے کر میری طرف دیکھا اور اسی مانوس اور شیریں آواز میں کہا:

''اے معروف حکیم تم آ گئے؟ کیا نام ہے تمہارا؟ الم پس' عجیب سا نام ہے۔ مصریوں میں تو کبھی کسی کا ایسا نام نہیں ہوا لیکن واقعی یہ مبارک نام ہے' بہر حال تم بڑے عالم معلوم ہوتے ہو کیونکہ جو آدمی عالم ہوتا ہے قدرت اسے ظاہری حسن کا تحفہ نہیں دیتی لیکن یہ عجیب بات ہے...... الم پس کہ تمہیں دیکھ کر مجھے کوئی یاد آ گیا ہے ایک غیر واضح صورت میری نظروں کے سامنے گھومنے لگی ہے' الم پس؟ ہم پہلے ہی کہیں مل چکے ہیں کیا؟''

ملکہ مصر! میں نے جواب دیا آج سے پہلے میں نے آپ کو نہیں دیکھا میں اپنے وحشت ناک مقام سے نکل کر پہلی دفعہ یہاں آیا ہوں' میری ساری عمر ویرانوں' غاروں اور

مقبروں میں گزری ہے ملکہ میں نے پہلی دفعہ اپنی روش بدلی ہے تاکہ آپ کی آرزو پوری کر سکوں، ورنہ ہم درویشوں کو ان بستیوں، محلات اور دنیوی تکلفات سے کیا سروکار؟

اف تمہاری آواز بھی...... اف کوئی بھیانک واقعہ یاد آ رہا ہے لیکن تم کہتے ہو کہ ہم پہلے کبھی نہیں ملے تو کیا میں نے تمہیں خواب میں دیکھا ہوگا؟

"ہاں ملکہ ہم واقعی عالم رویا میں مل چکے ہیں۔"

عجیب آدمی ہو تم اور عجیب باتیں کرتے ہو اگر میں نے تمہارے متعلق جو کچھ سن رکھا ہے وہ صحیح ہے' اگر تم واقعی ایسے زبردست عالم ہو جیسے کہ کہے جاتے ہو تو میں تمہیں اپنے خاص صلاح کاروں میں شامل کرلوں گی مجھے تمہارے علم پر یقین ہے کیونکہ تمہارے کہنے سے میں شام گئی اور مجھے میرا انطونی جیسا کہ تم نے کہا تھا واپس مل گیا چنانچہ میں سمجھتی ہوں کہ تم علم نجوم میں اپنا ثانی نہیں رکھتے ۔پہلے میرا ایک خاص نجومی تمہاری ہی طرح اپنے فن کا استاد تھا' ہرماسیس نام تھا اس کا اور اس نے ٹھنڈی سانس لی لیکن وہ بیچارہ کبھی کا مر چکا' بعض دفعہ اس کا خیال مجھے اداس کر دیتا ہے۔

اور وہ سانس لینے کے لیے رکی ۔میں نے اپنا سر جھکا لیا۔

ایک واقعہ میری سمجھ میں نہیں آیا "الم پس" جنگ میں جبکہ ہمارا پلڑا بھاری تھا اور فتح قریب نظر آ رہی تھی کہ دفعتہً میرے دل پر ایک عجیب خوف مسلط ہو گیا اور میری آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا' صرف یہی نہیں بلکہ کوئی میرے کانوں میں پکارنے لگا...... بھاگو ورنہ ماری جاؤ گی...... اور یہ اسی ہرماسیس کی آواز تھی جو کبھی میرا خاص نجومی رہا تھا اور جسے مرے کئی سال بیت چکے ہیں...... اور میں ایسی خوفزدہ ہوئی کہ وہاں سے بھاگی' لیکن وہ خوف میرے دل سے انطونی کے دل پر مسلط ہو گیا اور وہ بھی میرے پیچھے بھاگ پڑا۔ اور یوں ہماری فتح شکست میں بدل گئی' بتاؤ الم پس یہ کون سے دیوتا کا قہر تھا۔

نہیں ملکہ یہ دیوتاؤں کا قہر کیوں ہونے لگا؟ میں نے جواب دیا' کیا کبھی آپ نے کوئی ایسا کام کیا ہے جو مصر کے دیوتاؤں کی خفگی کا باعث ہو؟ کیا کبھی آپ نے کسی مقدس مقام کی بے حرمتی کی ہے؟ آپ نے کوئی ایسا کام نہیں کیا تو مصر کے دیوتا آپ سے کیوں خفا ہونے لگے؟ اور پھر آپ نے کبھی وعدہ خلافی بھی نہیں کی ہے' آپ گھبرائیں نہیں دیوتا آپ سے خفا نہیں ہیں۔ میں سمجھتا ہوں یہ آپ کا وہم تھا بات صرف اتنی تھی کہ آپ قتل و خونریزی اور جہازوں کے ٹکرانے اور آدمیوں کے ڈوبنے کا ہولناک منظر نہ دیکھ سکیں۔ اب رہے انطونی تو

آپ جہاں جائیں ان کا وہاں جانا ضروری ٹھہرا۔

اور جب میں یوں بول رہا تھا تو میں نے کنکھیوں سے دیکھا کہ قلوپطرہ کا رنگ سفید ہو گیا اور اس کے بدن پر لرزہ ظاہر ہو گیا لیکن میری بے تعلقی سے یہ یقین کر کے کہ میں اس کی بے وفائیوں سے ناواقف ہوں اور یہ کہ منقورا کے خزانے کا حال نہیں جانتا وہ مطمئن ہو گئی لیکن میں جانتا تھا کہ یہ ان ہی دیوتاؤں کا کام تھا جو میرے ذریعے انتقام لے رہے تھے۔

اے عالم' الم پس' اس نے میرے سوالوں کا جواب نہ دے کر کہا۔ میرے پیارے انطونی کو رنج و غم نے دیوانہ بنا دیا ہے۔ وہ کسی دہشت زدہ غلام کی طرح قریب کے جزیرے کے ایک برج میں جا چھپا ہے اس نے دنیا اور انسانوں سے رشتے ناطے توڑ لیے ہیں' حتیٰ کہ وہ مجھ سے ملنا نہیں چاہتا...... ہاں مجھ سے قلوپطرہ سے ۔جس نے اس کی خاطر اتنے دکھ برداشت کیے اور اپنا سب کچھ قربان کر دیا' الم پس' تم میری ایک معتبر خادمہ شارمن کے ساتھ کل صبح ہی اس جزیرے میں جاؤ اور برج کے دروازے پر پہنچ کر کہو کہ تم میدان جنگ سے نہایت اہم خبریں لے کر آئے ہو۔ مجھے یقین ہے کہ اس طرح انطونی تمہیں اپنے پاس بلا لے گا شارمن انطونی کو ہمارے بیڑے کی شکست کی خبر سنا دے گی اس کے بعد تم اپنی دوا سے نہ صرف اس کا مرض دور کر دو بلکہ اپنی عالمانہ باتوں سے اس کی ڈھارس بھی بندھاؤ گے صرف یہی نہیں بلکہ تمہارا سب سے بڑا اور ضروری کام تو یہ ہے کہ تم اسے واپس میرے پاس لے آؤ اگر تم نے میرا یہ کام کر دیا تو میں تمہیں منہ مانگا انعام دوں گی کچھ بھی ہو میں اب بھی ملکہ ہوں اور ان لوگوں کو خوش کر سکتی ہوں جو میرے کام آتے ہیں۔

ملکہ اطمینان رکھیں ایسا ہی ہوگا اور ملکہ یہ بھی سن لیں میں کسی طرح کا انعام نہیں چاہتا میں تو آپ کے بلاوے پر یہاں آیا ہوں' دولت کی لالچ مجھے یہاں نہیں لائی' اگر کوئی کام کسی لالچ سے کیا جائے تو وہ اپنا اثر کھو دیتا ہے آپ بے فکر رہیں انطونی آپ کے پاس آ جائیں گے۔

میں قلوپطرہ کو سلام کر کے سیدھا اپنی قیام گاہ پر آیا اور آتوا کی مدد سے ایک خاص دوا تیار کرنے میں مصروف ہو گیا۔

❀ ❀ ❀

پانچواں باب

انطونی کی واپسی

ابھی صبح نہ ہوئی تھی کہ شارمن آ گئی اور ہم دونوں اس بندرگاہ پر پہنچے جہاں ملکہ کے سوا اور کوئی نہ جا سکتا تھا وہاں سے ایک کشتی میں سوار ہو کر اس چھوٹے جزیرے میں پہنچے جس پر چھوٹا سا قلعہ نما برج بنا ہوا تھا اور جس کا نام ''تیمونیوم'' تھا اور جہاں انطونی بیٹھا اپنی شکست کا غم کر رہا تھا۔ میں اور شارمن دروازے کے برج پر پہنچے جو اندر سے بند تھا میں نے دروازے پر دستک دی تو کچھ دیر بعد اس کی چھوٹی کھڑکی کھل گئی اور بوڑھے خواجہ سرا نے پوچھا ''آپ کون ہیں اور کیوں آئے ہیں۔''

ہم معزز انطونی سے ملنے آئے ہیں۔ شارمن نے جواب دیا۔

تو پھر آپ تشریف لے جائیے۔ میرے آقا کسی سے نہیں ملتے۔

کسی سے نہ ملتے ہوں لیکن ہم سے ملیں گے جاؤ ان سے جا کر کہو کہ خاتون شارمن میدانِ جنگ سے ایک خبر لے کر آئی ہیں۔

خواجہ سرا چلا گیا اور کچھ دیر بعد واپس آیا۔

میرے آقا پوچھتے ہیں کہ خبر اچھی ہے یا بری؟ اگر بری ہے تو وہ سننا نہیں چاہتے کیونکہ ایسی خبریں سن سن کر وہ تھک گئے ہیں۔

عجیب جھکی آدمی ہو کہہ دو کہ نہایت اہم خبر ہے دروازہ کھولو میں خود انطونی سے بات کروں گی۔ شارمن نے جھنجھلا کر کہا، اور ساتھ ہی سونے کے سکوں سے بھری ایک تھیلی خواجہ سرا کی طرف بڑھا دی۔

اچھا اچھا، تھیلی نیفے میں اڑس کر وہ بڑبڑایا، بات یہ ہے کہ خاتون بہت برا وقت آن لگا ہے۔ جب شیر بوڑھا ہو کر شکار کرنا چھوڑ دے۔ تو بے چاری لومڑیاں کہاں سے غذا حاصل کریں، جائیے آپ ہی انطونی کو وہ خبر سنائیے جو آپ سنانا چاہتی ہیں اور اگر ممکن ہو تو

میرے آقا کو اس آسیب زدہ مقام سے نکال لیجیے بڑی ہی واہیات جگہ ہے یہ۔ لیجیے میں نے دروازہ کھول دیا ہے اور یہ سامنے والا راستہ عقبی کمرے تک جاتا ہے۔

ہم دروازے میں سے گزر کر اندر داخل ہوئے تو سامنے ایک تنگ سی گزرگاہ نظر آئی، خواجہ سرا کو دروازہ بند کرتا چھوڑ کر ہم اس گزرگاہ پر ہو لیے۔ چند قدم چلنے کے بعد ہی ہم ایک دروازے کے سامنے کھڑے تھے جس پر پردہ پڑا ہوا تھا ہم پردہ اٹھا کر کمرے میں داخل ہوئے، وہ ایک چھوٹا سا محراب دار کمرہ تھا جس کی چھت میں ایک روشندان تھا جس سے کمرے میں اجالا آتا تھا، کمرے کے انتہائی سرے پر گھاس پھوس اور کمبلوں کا بستر تھا اور اس بستر پر ایک آدمی گٹھر بنا پڑا تھا۔ معزز انطونی۔ شارمن نے اس آدمی کے قریب پہنچ کر کہا۔ میری بات سنئے میں جنگ کی خبر لے کر آئی ہوں۔

اس آدمی نے جو انطونی کے سوائے کوئی اور نہ تھا اپنا سر اٹھایا اس کے بشرے سے انتہائی رنج و غم ہویدا تھا۔ اس کے سوکھے بال بے ترتیب تھے اور داڑھی بڑھ آئی تھی۔ اس کے کپڑے ایسے پھٹے پرانے اور گندے تھے کہ معبد پر بیٹھنے والے بھکاریوں کے بھی نہ ہوں گے۔ قلوپطرہ کی محبت نے بہادر انطونی کا جو کبھی آدھی دنیا کا حکمراں تھا یہ حال کر دیا تھا۔

خاتون! تم کیوں آئی ہو میرے پاس؟ اس نے اپنی گونجدار آواز میں کہا۔

جاؤ۔ مجھے میرے حال پر چھوڑ دو، اور یہ آدمی کون ہے جو زوال پذیر انطونی کی ذلت و خواری کا مشاہدہ کرنے آیا ہے؟

یہ حکیم الم پس ہیں جو اپنے زمانے کے زبردست نجومی بھی ہیں اور جن کے متعلق آپ نے بہت کچھ سن رکھا ہے، انہیں قلوپطرہ نے، جن کا آپ کو کوئی خیال نہیں لیکن جو بدستور آپ کو چاہتی ہیں، آپ کے معالجے کے لیے یہاں بھیجا ہے۔

تو کیا تمہارا یہ حکیم میرے دکھوں کا علاج کر سکتا ہے؟ کیا اس کی دوائیں اور اس کا نجوم مجھے میری کھوئی ہوئی عظمت واپس دلا سکتا ہے؟ یقیناً نہیں، مجھے تمہارے حکیم کی ضرورت نہیں، ہاں اب بتاؤ کیا خبر لے کر آئی ہو؟ کیا میرا افسر قندیوس فتحیاب ہوا؟ کیا قیصر کو شکست ہو گئی؟ کہو...... جلدی...... کہو...... لیکن نہیں...... نہیں...... خاموش رہو میں ڈرتا ہوں کہ تم کوئی بری خبر سناؤ گی...... لیکن کیا قندیوس نے فتح پالی؟ جو کچھ کہنا ہے جلدی کہو لڑکی۔

معزز انطونی، شارمن نے کہا۔ اپنا دل مضبوط کرو اور میری بات سنو، قندیوس اسکندریہ میں ہے۔ وہ میدانِ جنگ سے جان بچا کر بھاگا ہے اور یہ ہے جنگ کی وہ تفصیل جو

آپ کے اس افسر نے بیان کی تھی' سات دنوں تک فوج انطونی کی واپسی کی منتظر رہی اور اس امید پر کہ انطونی آئے گا' فوج نے قیصر کی پیشکش ٹھکرا دی لیکن انطونی نہ آیا اور پھر یہ بات مشہور ہوئی کہ انطونی قلوپطرہ کے ساتھ بھاگ گیا ہے' کسی طرف' جو انطونی کے فرار کی خبر لے کر آیا تھا۔ اسے سپاہیوں نے اتنا پیٹا کہ اس کی جان کے لالے پڑ گئے' کیونکہ لوگ اسے جھوٹا اور قیصر کا جاسوس سمجھ رہے تھے' آخر لوگوں کو یقین ہو گیا کہ یہ آدمی جو کہتا ہے اس میں جھوٹ کا شائبہ تک نہیں اور یہ کہ انطونی اپنی فوج کو دشمن کے رحم و کرم پر چھوڑ کر قلوپطرہ کے ساتھ فرار ہو گیا ہے چنانچہ اے معزز انطونی' اس کے بعد فوج کے افسر' ایک ایک کر کے قیصر سے جا ملے اور ان کی دیکھا دیکھی دوسرے سپاہیوں نے بھی یہی کیا' صرف یہی نہیں بلکہ وہ فوجیں جو دوسرے ملکوں سے تمہاری مدد کو آئی تھیں قیصر سے معافی طلب کر کے اپنے اپنے ملک کی طرف لوٹ گئیں۔

اے عورت! تو نے جو کہنا تھا کہہ چکی یا اور بھی کچھ کہنا باقی رہ گیا ہے؟ انطونی نے انتہائی غمناک آواز میں پوچھا۔

''نہیں آقا! اب مجھے اور کچھ نہیں کہنا۔''

بس تو قصہ ختم ہوا۔ میں ذلیل و خوار ہوا۔ اب میرا زندہ رہنا بے کار ہے۔

اور انطونی نے کمبلوں کے نیچے سے تلوار نکال لی اور میں نے جھپٹ کر اس کا ہاتھ نہ پکڑ لیا ہوتا تو وہ اپنا خاتمہ کر لیتا میں نہیں چاہتا تھا کہ وہ مر جائے کیونکہ اس طرح میں اپنا مقصد حاصل نہ کر سکتا تھا۔ انطونی کی موت کے بعد قلوپطرہ یقیناً قیصر سے صلح کر لیتی جو مصر کی فتح سے زیادہ انطونی کی موت کا خواہشمند تھا۔

انطونی! انطونی! تم بالکل پاگل ہو گئے ہو یا اتنے بزدل ہو کہ ذرا سی مصیبت پڑنے پر گھبرا جاتے ہو۔

''تم مر گئے تو قلوپطرہ کا کیا ہو گا' ہاں اس قلوپطرہ کا جو تمہارا نام لے کر جیتی ہے؟ اگر تم ہی ہمت ہار بیٹھے تو وہ اکیلی ان مصائب کا مقابلہ کس طرح کر سکے گی؟

اطمینان رکھو' تمہاری ملکہ زیادہ دنوں تک تنہا نہ رہے گی۔ انطونی نہ سہی قیصر سہی اقطادیانوس کو بھی حسین عورتیں پسند ہیں اور وہ اپنے طور پر ان کا قدرداں ہے اور تمہاری ملکہ کے حسن میں اب تک کوئی فرق نہیں آیا ہے۔

الم پس! تم نے مجھے مرنے نہ دیا چنانچہ اب تم ہی مشورہ دو میں کیا کروں؟ کیا میں اپنے آپ کو قیصر کے حوالے کر دوں؟ کیا میں اس کے جلوس فتح میں زنجیروں میں جکڑا

ہوا۔ اس کے رتھ کے پیچھے پیچھے چلوں؟ اور وہ بھی روم کے بازاروں میں جہاں کے لوگ کبھی میرے سامنے جھکا کرتے تھے؟

نہیں' میں نے کہا' اگر آپ نے اپنے آپ کو قیصر کے حوالے کر دیا تو یہ آپ کا خاتمہ ہو گا گزشتہ رات میں چھت پر کھڑا صبح تک آپ کی قسمت کا حال معلوم کرنے کی کوشش کرتا رہا اور یہ دیکھا میں نے کہ جب آپ کا ستارہ قیصر کے ستاروں کے قریب پہنچتا ہے تو زرد پڑ جاتا ہے لیکن جب وہ قیصر کے ستارے کی حدود سے دور ہوتا ہے تو اسی کے ستارے کی طرح تابندہ ہو جاتا ہے۔ معزز انطونی! ابھی کچھ نہیں بگڑا ہے' بگڑی ہوئی قسمت کو اب بھی سنوارا جا سکتا ہے آپ بالکل ہی بے سروسامان نہیں ہیں' آپ کے پاس مصر ہے' اور اب بھی آپ لشکر فراہم کر سکتے ہیں۔ قیصر واپس چلا گیا ہے اور اس کے دوبارہ واپس آنے تک آپ بہت کچھ کر سکتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ انتہائی غم نے آپ کی قوتیں سلب کر لی ہیں اور آپ کچھ سوچنے سمجھنے کے قابل نہیں رہے چنانچہ آپ مایوس ہو کر بیٹھ رہے ہیں یہ دیکھئے میں نے آپ کے لیے ایک خاص دوا تیار کی ہے۔

اور میں نے چغہ کی جیب سے دوا کی شیشی نکال لی۔

دوا...... انطونی چلایا۔ تم کہتے ہو۔ یہ دوا ہے؟ ممکن ہے یہ زہر ہو اور تم اس جھوٹی اور مکار ملکہ کے حکم سے مجھے مار ڈالنے آئے ہو۔ تمہاری ملکہ میری موت ہی چاہتی ہے تاکہ وہ قیصر کو الو بنا سکے...... انطونی کا سر قیصر کی خدمت میں بھیجنے کا سب سے بڑا تحفہ ہے...... انطونی کا سر ہی قیصر سے صلح کروا سکتا ہے..... ہاں یہ ملکہ جس کی خاطر میں ذلیل و خوار ہوا میرا سر قیصر کو تحفتاً دے کر اپنا تاج و تخت بچانا چاہتی ہے لاؤ۔ یہ دوا مجھ کو دو میں خود ہی مرنا چاہتا ہوں۔

معزز انطونی! یہ زہر نہیں ہے میرا کام لوگوں کو زندگی بخشنا ہے مارنا نہیں اگر تمہیں یقین نہ ہو تو پہلے دیکھو میں یہ دوا پیتا ہوں۔ میں نے شیشی اپنے ہونٹوں سے لگا لی۔

نہیں حکیم تم نہ پیؤ لاؤ مجھے دو۔ لو سب پی گیا۔ ارے تم نے یہ کیا چیز مجھے پلا دی۔

یہ دوا تھی یا آب حیات؟ میرے غم یوں دور ہو گئے جیسے شمالی ہوا دفعتاً بادلوں کو بہا لے جائے اور میرا دل امید کی روشنی سے منور ہو گیا ہے' ایک بار پھر میں وہی بہادر انطونی بن گیا ہوں' فاتح انطونی...... میں خوشی سے نعرے سن رہا ہوں لوگ فاتح انطونی کا استقبال کر رہے ہیں' ہاں ہاں اب بھی وقت ہے میں بہت کچھ کر سکتا ہوں میں اپنی کھوئی ہوئی عظمت واپس لے سکتا ہوں۔

''ہاں اب بھی وقت ہے۔'' شارمن نے کہا: بشرطیکہ آپ اس رنج و غم کی جگہ سے

نکل آیئے۔ میرے آقا چلیئے قلوپطرہ آپ کی منتظر ہیں آپ نے ان سے دن کا چین اور راتوں کی نیند چھین لی ہے۔ وہ راتوں کو انطونی! انطونی! چلاتی اور محل کے اندھیرے دالانوں میں رات بھر آوارہ روح کی طرح دوڑتی پھرتی ہیں ہاں وہ اس انطونی کو پکارتی رہتی ہیں جس نے تنہائی اور غم سے یارانہ گانٹھ لیا ہے۔

”میں آ رہا ہوں، میں آ رہا ہوں“ انطونی چلایا۔ لعنت ہو مجھ پر کہ میں نے قلوپطرہ جیسی باوفا عورت پر شک کیا اور پھر اس نے اپنے غلام کو آواز دی۔ منہ دھونے کے لیے پانی اور میرا سرخ ریشمی چغہ لاؤ میں ان چیتھڑوں میں اپنی محبوبہ کے پاس نہیں جا سکتا۔ شارمن میں تمہارے ساتھ اسی وقت چلوں گا۔

اس طرح ہم انطونی کو قلوپطرہ کے پاس لے آئے تا کہ دیوتاؤں کی مرضی سے ان دونوں کی تباہی یقینی ہو جائے۔

ہم انطونی کو لے کر قلوپطرہ کی خواب گاہ میں پہنچے۔ ملکہ اپنی سنہری کوچ پر غمگین و اداس بیٹھی تھی۔ اس کے کالے بال اس کے دودھیا سینے اور پیٹھ پر پریشان تھے اور اس کی آنکھوں میں آنسو تیر رہے تھے۔

”قلوپطرہ“ انطونی چلایا۔ قلوپطرہ! میں آ گیا ہوں۔

خوشی کی ایک چیخ کے ساتھ قلوپطرہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

آہ انطونی، میری حیات، میری جان، تم آ گئے۔ آؤ۔ آؤ۔ میرے سینے سے لگ جاؤ۔ آؤ مجھے آغوش میں لے کر میرے غموں کو خوشیوں میں بدل دو۔ انطونی! ہماری محبت قائم ہے تو دنیا ہمارے لیے جنت ہے۔

اور انطونی نے قلوپطرہ کو اپنی آغوش میں لے لیا اور وہ ایک دوسرے کو دیوانوں کی طرح چومنے لگے۔

اور اسی دن شارمن میرے پاس آئی اور اس نے نہایت تیز اور زود اثر زہر تیار کرنے کو کہا۔ پہلے تو میں نے انکار کر دیا کیونکہ میں سمجھ رہا تھا کہ قلوپطرہ انطونی کو زہر پلانا چاہتی ہے لیکن شارمن نے مجھے یقین دلایا کہ ایسی بات نہ تھی اور یہ بھی یقین دلایا کہ زہر کس کو اور کیوں دیا جا رہا ہے چنانچہ میں نے آتوا کو بلایا جو زہر بنانے میں بہت ہوشیار تھی اور ہم دونوں نے دوپہر ڈھلے تک وہ زہر تیار کر دیا تو شارمن پھر آئی جس کے ہاتھوں میں تازہ پھولوں کا ایک تاج تھا شارمن کی ہدایت کے مطابق میں نے وہ تاج زہر میں ڈبو دیا شارمن

زہریلا تاج لے کر چلی گئی۔

اور اس رات قلوپطرہ نے عیش و طرب کے سامان کیے۔

انطونی قلوپطرہ کے پاس، وہی زہریلا تاج اپنے سر پر رکھے بیٹھا تھا میں انطونی کے قریب بیٹھا تھا محفل رقص و سرود گرم تھی اور شراب کا دور چل رہا تھا یہاں تک کہ انطونی اور ملکہ اپنے رنج و غم بھول گئے اور اب قلوپطرہ نے انطونی کو بتایا کہ وہ کئی جہاز سواحل ہند کی طرف روانہ کر چکی ہے اور اس کے آدمی وہاں کوئی محفوظ اور خوبصورت مقام تلاش کر لیں گے تا کہ اگر کبھی قیصر مصر پر قابض ہو جائے تو انطونی اور قلوپطرہ ہندوستان کی طرف فرار ہو جائیں اور وہاں مرتے دم تک محبت کے مزے لوٹتے رہیں لیکن قلوپطرہ کے بھیجے ہوئے یہ جہاز ہندوستان تک نہ پہنچ سکے میں نے یہودیوں کو جو ملکہ مصر سے نفرت کرتے تھے ان جہازوں کی روانگی اور قلوپطرہ کے ارادے کی خبر دی اور ان یہودیوں نے عربوں کو اکسایا اور انہوں نے قلوپطرہ کے جہازوں کو آگ لگا دی اور یوں قلوپطرہ کی یہ مہم ناکام رہی۔

اور اب قلوپطرہ نے انطونی سے کہا کہ وہ ملکہ کا جام محبت پیئے لیکن پہلے اپنے سر کا تاج شراب میں ڈبو لے اور اس طرح ملکہ کو اپنی محبت کا یقین دلا دے۔ انطونی نے ایسا ہی کیا لیکن ابھی وہ زہریلی شراب کا جام انطونی کے ہونٹوں سے چھوا بھی نہ تھا کہ قلوپطرہ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

ٹھہرو وہ چلائی ...... اور انطونی حیرت سے قلوپطرہ کی صورت تکنے لگا۔ بات یہ تھی کہ ملکہ کے خزانے کا پاسبان جس کا نام بوڈی سس تھا بہت سی دولت اپنے ساتھ لے کر قیصر کے پاس فرار ہونے کے منصوبے بنا رہا تھا وہ سب تیاریاں مکمل کر کے آج ہی کل میں اپنے اس ارادے کو عملی جامہ پہنانے والا تھا کہ قلوپطرہ کو کسی طرح اس کے ارادے کی خبر لگ گئی چنانچہ اس نے بوڈی سس کو اس کی نمک حرامی کی سزا کا پختہ ارادہ کر لیا۔

بوڈی سس! قلوپطرہ نے کہا۔ یہ آدمی اس کے قریب ہی کھڑا ہوا تھا، یہاں آؤ میرے وفادار خادم! انطونی نے اس آدمی کو دیکھا؟ یہ ہمارا وفادار ہے اور ہر حال میں ہمارا شریک رہا ہے چنانچہ انطونی ہم اس کی وفاداری کا صلہ تمہارے ہاتھ سے دلوانا اور اس کی عزت افزائی کرنا چاہتے ہیں تم اپنا یہ جام جس میں تم نے پھولوں کا تاج ڈبویا ہے۔ ہمارے اس خادم کو دے دو تا کہ وہ تمہارے سونے کے جام سے شراب پی کر فخر کر سکے، اس کے علاوہ سونے کا یہ جام بھی ہم اسے انعام میں دیتے ہیں۔

انطونی اب تک حیران تھا۔اس نے اپنا جام بوڈی سس کو دے دیا جس نے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے جام لے تو لیا۔مگر پینے کی جرأت نہ کر سکا کیونکہ اس کے دل میں چور تھا'

''پیو''۔ میرے وفادار دوست پیو۔ ہم کہتے ہیں پی جاؤ۔ قلوپطرہ نے چیخ کر کہا۔ اگر تم نے شراب نہ پی کر میرے پیارے انطونی کی توہین کی تو دیوتاؤں کی قسم تمہیں گرم سلاخوں سے پٹواؤں گی۔ ہاں' تو پی گئے آخر...... کیوں میرے وفادار دوست مزیدار شراب ہے نا؟ ارے کیا بات ہے تمہارا چہرہ کیوں متغیر ہو رہا ہے؟ میں سمجھتی ہوں کہ یہ وہ مقدس شراب ہے جو جھوٹے اور نمک حرام کے لیے موت کا پیغام لاتی ہے اور سچوں اور وفاداروں کو حیات جاوداں...... بخشتی ہے کوئی ہے؟ فوراً جا کر اس دغاباز کے کمرے کی تلاشی لو ہمارے خیال میں یہ آدمی غدار ہے۔

فوراً ہی چند سپاہی بوڈی سس کے کمرے کی تلاشی لینے لگے۔ بوڈی سس دونوں ہاتھوں سے اپنا سر تھامے کھڑا تھا دفعتہً وہ کانپ کر دھم سے فرش پر گرا پھر اٹھا اور اپنے سینے کو ناخنوں سے یوں کھرچنے لگا جیسے وہ سینہ چیر کر اس آگ کو نکال پھینکنا چاہتا ہو جو اس کے دل و جگر کو جلا رہی تھی اس کے منہ سے کف جاری ہو گئے' قلوپطرہ اپنے ہونٹوں پر کینہ ورانہ مسکراہٹ لیے اسے دیکھ رہی تھی دفعتہً بوڈس سس قلوپطرہ کی طرف بڑھا۔

غدار آدمی کہو۔موت کا مزہ کیسا ہے؟ قلوپطرہ نے پوچھا۔

رنڈی، فاحشہ' تو نے مجھے زہر دے دیا لیکن یاد رکھ تو بھی ایسی ہی موت مرے گی۔

اور یکا یک وہ قلوپطرہ پر جھپٹ پڑا لیکن وہ پہلے سے ہوشیار تھی چنانچہ اچھل کر ایک طرف ہو رہی لیکن بوڈی سس کے ہاتھ میں قلوپطرہ کے زیر جامے کا دامن آ گیا بوڈی سس ایک جھٹکے سے گرا اور ملکہ مصر سب کے سامنے ننگی کھڑی تھی۔ اس نے جلدی سے کوچ پر سے ریشمی چادر اٹھا کر اپنے بدن پر لپیٹ لی۔

بوڈس سس اب فرش پر لوٹ رہا تھا آخر کار اس کے منہ سے ایک بھیانک چیخ نکلی اس نے اٹھنے کی کوشش کی اور مردہ ہو کر فرش پر گرا۔

ہائے ہائے بیچارے کی بڑی تکلیف سے جان نکلی ۔قلو پطرہ نے قہقہہ لگا کر کہا۔

سپاہیو! اس نمک حرام کی لاش لے جاؤ یہاں سے ۔کمبخت مرتے مرتے میرا قیمتی لباس بیکار کر گیا۔

قلوپطرہ یہ سب کیا ہے' آخر؟ جب سپاہی بوڈی سس کی لاش گھسیٹ لے گئے تو

انطونی نے پوچھا' اس آدمی نے میرے جام سے شراب پی اور دیکھتے ہی دیکھتے مرگیا' آخر یہ کیسا مذاق ہے؟ اور کیا مقصد ہے اس سے تمہارا۔

مقصد دو ہیں میرے پیارے انطونی! ایک تو یہ آدمی ہمارا بہت سا خزانہ لے کر آج ہی رات کو قیصر کے پاس بھاگ جانے والا تھا اور دوسرا یہ کہ تمہیں اپنے دل میں سے یہ خیال نکال دینا چاہیے کہ میں تمہیں کبھی زہر دے دوں گی' اگر میں ایسا کرنا چاہتی تو بڑی آسانی سے کر سکتی تھی' پھولوں کا وہ تاج جسے تم نے اپنے جام میں ڈبویا زہر آلود تھا۔ اگر میں تمہیں مارنا چاہتی تو تمہارا ہاتھ نہ پکڑتی اور تم وہ زہریلی شراب پی گئے ہوتے۔ آہ انطونی! اب بھی تمہیں میری محبت کا اعتبار آیا کہ نہیں؟ انطونی مجھ پر اعتبار کرو۔ میں تمہارا برا نہیں چاہتی' تم مجھے دنیا کی ہر چیز سے زیادہ عزیز ہو۔ اس سے پہلے کہ تمہیں کوئی نقصان پہنچے میں خود اپنا خاتمہ کر لوں گی' لو ہمارے سپاہی آ گئے۔ کہو تم نے بوڈی سس کے کمرے میں کیا دیکھا۔

ملکہ مصر! بوڈی سس کے کمرے میں سب چیزیں بندھی بندھائی رکھی تھیں جیسے وہ آج کہیں سفر پر جانے والا ہو ملکہ مصر اس کے سامان میں بہت سی دولت بندھی ہوئی تھی۔

''سن لیا تم لوگوں نے؟ قلوپطرہ وہاں کھڑے ہوئے لوگوں سے مخاطب ہوئی:

''چنانچہ اب جان لو کہ قلوپطرہ کو دھوکا دینا آسان نہیں۔ اس رومی نمک حرام کی موت سے سبق لو۔''

کمرے میں خاموشی طاری تھی۔ ہر آدمی سہا ہوا دم بخود تھا۔ حتیٰ کہ انطونی بھی۔

❁ ❁ ❁

چھٹا باب

انتقام کا سامان

میری موت کا وقت قریب ہے اور ابھی مجھے بہت کچھ کہنا ہے چنانچہ میں مجبور ہوں کہ بہت سے واقعات حذف کر دوں اور بہت مختصر طور پر بیان کر دوں۔

انطونی کو ''برج آہ و بکا'' سے اسکندریہ واپس لے آنے کے بعد چند دنوں تک سکون رہا۔ ایسا گمبھیر سکون جو طوفان ریگ سے پہلے صحرا پر طاری رہتا ہے اس دفعہ انطونی اور قلوپطرہ کی عیاشیاں انتہا کو پہنچ گئیں۔ ہر رات محفل نشاط جمتی اور دونوں عاشق و معشوق کثرت سے شراب پی کر اپنے آپے میں نہ رہتے انطونی نے قیصر کی خدمت میں سفیر روانہ کر دیئے لیکن اس نے ان سے ملنے سے انکار کر دیا۔ اب چونکہ قیصر سے صلح کی امید نہ تھی اس لیے اسکندریہ کو بچانے کی تیاری ہونے لگی لشکر فراہم کیا گیا' بحری بیڑہ تیار ہوا اور تھوڑے ہی عرصہ بعد اسکندریہ میں شہریوں سے زیادہ اکھڑ اور وحشی سپاہی نظر آ رہے تھے۔

اور اب میں نے شارمن کی مدد سے انتقام کا پانسہ پھینک دیا' میرا کام قریب الاختتام تھا۔ انتقام کی عمارت تیار تھی۔ صرف آخری اینٹ رکھنا باقی رہ گئی ہے میں نے قلوپطرہ کا اعتماد حاصل کر لیا تھا وہ مجھ سے مشورہ طلب کیے بغیر کوئی کام نہ کرتی تھی اور میں بظاہر مناسب اور اصل میں غلط اور تباہ کن مشورہ دیتا تھا میں نے اس سے کہا کہ وہ بہر طور انطونی کو خوش رکھے کیونکہ ایسا نہ ہو کہ وہ دوبارہ دنیوی تفکرات اور غموں میں گم ہو کر اسے پھر چھوڑ بیٹھے چنانچہ قلوپطرہ نے اسے شراب اور عیاشیوں میں الجھا لیا اور بہادر انطونی کی جسمانی اور ذہنی قوتیں آہستہ آہستہ شراب کی نظر ہوتی گئیں' اس کے علاوہ میں نے چند دوائیں تیار کر کے انطونی کو پلا دیں اور ان کے اثر سے انطونی کی روح جھوٹی خوشی اور سکون سے بھر گئی چند دنوں بعد ہی اس کی یہ حالت ہو گئی کہ وہ میری دوا کی ایک خوراک پیئے بغیر سو نہ سکتا تھا اور یوں میں اس کے پاس ہر وقت رہنے لگا اور اب انطونی میرے ہاتھ میں موم کی ناک بنا ہوا تھا وہ اس

وقت تک کوئی کام نہ کرتا جب تک کہ میں ''ہاں ٹھیک ہے'' نہ کہہ دیتا۔ ادھر قلوپطرہ بھی ضرورت سے زیادہ توہم پرست ہو گئی تھی کیونکہ میں نے اس کے سامنے بہت سی غلط سلط پیشین گوئیاں کر دی تھیں اسے دیوتاؤں پر اتنا اعتبار نہ ہو گا جتنا کہ مجھ پر تھا۔

اسی پر اکتفا نہ کرتے ہوئے میں چپکے ہی چپکے دوسرے جال بھی بننے لگا۔ میری شہرت پورے مصر میں اسی زمانہ میں پھیل چکی تھی جبکہ میں وادی موت کے ایک مقبرے میں مقیم تھا چنانچہ قلوپطرہ کے محل میں آ جانے کے بعد بھی مختلف شہروں کے لوگ میرے پاس آتے رہے کچھ تو مریضوں کو لے کر آتے اور کچھ اس لیے کہ مجھ سے خبریں معلوم کر سکیں کیونکہ اس کشمکش کے زمانے میں لوگ حقیقت معلوم کرنے کے لیے بے چین تھے چنانچہ میں لوگوں کو ایسی ہراس انگیز باتیں بتاتا کہ وہ گھبرا جاتے...... ان کے شکوک اور بھی مضبوط ہو جاتے اور اس طرح بہت سے آدمی جو قلوپطرہ کے وفادار تھے، اُسے چھوڑ چھوڑ کر کھسکنے لگے اس کے علاوہ قلوپطرہ نے مجھے ممفس بھیجا تھا کہ میں کاہنوں اور گورنروں کو تیار کروں کہ وہ اسکندریہ کے بچاؤ کے لیے فوجیں روانہ کر دیں۔ میں نے ممفس پہنچ کر کاہنوں اور گورنروں کو ذومعنی الفاظ میں مخاطب کیا اور اس طرح ان لوگوں کو یقین ہو گیا کہ میں ان اسرار سے واقف ہوں جن سے پورے مصر میں کوئی واقف نہیں، لیکن میں حکیم ''الم پس'' کسی طرح ایسی واقفیت نہ پیدا کر سکا، یہ کوئی نہیں جانتا تھا' بعد میں ان لوگوں نے خفیہ طور سے مجھے طلب کیا اور میں نے نشانی سے جس سے صرف کاہن ہی واقف تھے۔ یہ ظاہر کر دیا کہ میں انہی میں سے ہوں اور ان کی اور مصر کی بھلائی چاہتا ہوں۔ اس کے بعد میں نے انہیں مشورہ دیا کہ وہ قلوپطرہ کو کسی طرح کی بھی مدد نہ کریں بلکہ اس کے برخلاف سفیر بھیج کر قیصر سے صلح کر لیں۔ کیونکہ قیصر کی ہی مہربانی سے ہم مصر میں اپنے دیوتاؤں کی پرستش دوبارہ جاری کر سکیں گے چنانچہ کاہنوں نے معبود آپیس سے شگون لے کر بظاہر تو قلوپطرہ کو مدد دینے کا اعلان کر دیا لیکن دوسری طرف اپنے سفیر قیصر کی خدمت میں روانہ کر دیئے۔

چنانچہ میری کوشش کا نتیجہ یہ ہوا کہ مصر نے اپنی مقدونی ملکہ کو کوئی مدد نہ دی اور اگر دکھاوے کے لیے کوئی مدد دی بھی تو بہت کم اور یوں میں ممفس سے واپس اسکندریہ آیا اور قلوپطرہ کو جھوٹی خبر دے کر یقین دلا دیا اور چپکے ہی چپکے اپنے انتقام کا سامان تیار کرنے لگا۔ اسکندریہ والوں کو ورغلانا کوئی مشکل کام نہ تھا کیونکہ وہ قلوپطرہ کی عیاشیوں سے تنگ آ گئے تھے اور رومیوں کو اپنا دوست اور دیوتاؤں کی رحمت سمجھتے تھے۔

اور یوں وقت گزرتا گیا اور قلوپطرہ کی عیش و طرب کی محفلوں میں دن بدن لوگوں کی تعداد کم ہوتی گئی کیونکہ جب برا وقت آتا ہے تو جھوٹے اور خوشامدی دوست یوں رخصت ہو جاتے ہیں جیسے صبح کی روشنی پھیلتے ہی چمگادڑیں رخصت ہو جاتی ہیں۔ یہ سب کچھ تھا لیکن قلوپطرہ انطونی کو جسے وہ چاہتی تھی چھوڑنے کو تیار نہ تھی قیصر نے قلوپطرہ کو ایک پیغام بھی بھیجا کہ اگر وہ انطونی کو قتل کر دے یا پابہ زنجیر قیصر کے پاس بھجوا دے تو اس کا تاج و تخت محفوظ رہے گا صرف یہی نہیں بلکہ قیصر نے وعدہ کیا تھا کہ اس کے بعد اس کی اولاد ہی مصر کے تخت کی وارث ہوگی اور رومی ان کے مددگار رہیں گے لیکن قلوپطرہ نے قیصر کی پیش کش قبول نہ کی اول تو اس لیے کہ اب بھی وہ ملکہ تھی اور انطونی سے محبت کرتی تھی اور دوم اس لیے کہ شارمن اور میں نے اس کے خلاف مشورہ دیا تھا۔ کیونکہ اگر انطونی کو قیصر کے حوالے کر دیا جاتا تو شاید میں اپنا انتقام نہ لے پاتا لیکن یہ حقیقت ہے کہ انطونی کی تباہی کے خیال سے ہی میرا دل دکھتا تھا اس میں کتنی ہی کمزوریاں کیوں نہ ہوں لیکن وہ ایک بہادر جرنیل تھا مگر آپ جانتے ہی ہوں گے کہ سیاست میں رحم کو دخل نہیں چنانچہ انطونی کی تباہی کا خیال مجھے انتقام لینے سے باز نہ رکھ سکتا تھا' قیصر لشکر جرار لیے اسکندریہ کی طرف بڑھا چلا آرہا تھا سرحدی قلعہ ''پلوسیم'' پر اس کا قبضہ ہو چکا تھا اور خاتمہ قریب تھا۔ ہاں اسکندریہ اور قلوپطرہ کا زوال قریب تھا' پلوسیم کی خبر قلوپطرہ اور انطونی کو شارمن نے پہنچائی۔ وہ دونوں دوپہر کو سو رہے تھے کہ شارمن خواب گاہ میں جا گھسی۔ ''اٹھئے۔'' وہ چلائی' یہ سونے کا وقت نہیں ہے' سلیوقس نے سرحدی قلعہ پلوسیم قیصر کے حوالے کر دیا ہے اور اب رومی فوجیں اسکندریہ کی طرف بڑھی چلی آرہی ہیں۔

انطونی غصہ اور بے چینی سے اٹھا اور اس نے قلوپطرہ کا ہاتھ بڑی بیدردی سے یوں پکڑا جیسے وہ اس کی دشمن ہو۔

''دیوتاؤں کی قسم تم نے مجھے دھوکا دیا'' وہ چلایا' تم نے مجھے دھوکا دیا اور اس کی سزا بھگتنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔

اور اس نے تلوار کھینچ لی۔

''انطونی رک جاؤ'' قلوپطرہ چلائی۔ میں نے تمہیں دھوکا نہیں دیا خود میں نے یہ منحوس خبر اسی وقت سنی ہے اور وہ انطونی سے لپٹ گئی۔ میں نہیں جانتی یہ کیسے ہوا؟ سلیوقس کی بیوی بچے...... یہاں اسکندریہ میں ہیں۔ میں انہیں گرفتار کر لیتی ہوں تم انہیں قتل کر کے سلیوقس کی نمک حرامی کا بدلہ لے لو۔ آہ انطونی! میرے پیارے! تمہیں مجھ پر شک نہ کرنا چاہیے۔

انطونی نے تلوار پھینک دی اور کوچ پر گر کر انتہائی مایوسی اور غم کے عالم میں کراہنے لگا اور شارمن کھڑی چپکے چپکے مسکرا رہی تھی کیونکہ اس کے مشورے سے سلیوقس نے جو شارمن کا دوست تھا' قلعہ قیصر کے حوالے کر دیا تھا اور اس نے ایسا اس لیے کیا تھا کہ شارمن نے اسے یقین دلا دیا تھا کہ اسکندریہ قیصر سے صلح کرے گا۔

اور اسی رات قلوپطرہ نے وہ سب دولت جو منقورا کے خزانے سے بچ رہی تھی سمیٹی اور اپنے محل سے اس مقبرے میں منتقل ہوگئی جو اس نے مصریوں کی رسم کے مطابق' اپنے لیے' دیوی ایزیس کے ہیکل کے قریب ایک ٹیکری پر تعمیر کرایا تھا۔ یہ سب دولت اس نے مقبرے کے ایک کمرے میں سن کے انبار پر رکھ دی کہ جب وقت آئے تو وہ سن سلگا دے اور پورا خزانہ جل کر کوئلہ ہو جائے اور قیصر اسکندریہ فتح کرنے کے بعد ایک کوڑی بھی اپنے ساتھ نہ لے جا سکے اور اسی دن سے قلوپطرہ اپنے اس مقبرے میں سونے لگی۔ البتہ دن میں وہ کبھی کبھار انطونی سے محل میں ملنے چلی جاتی تھی۔ چند دنوں بعد' جبکہ قیصر کی فوجیں وادیٔ نیل میں داخل ہو چکی تھیں اور مارا مار کرتی اسکندریہ کی طرف بڑھ رہی تھیں' قلوپطرہ نے مجھے طلب کیا۔ میں فوراً سنگ سیاہ کے کمرے میں پہنچا۔ قلوپطرہ شاہانہ لباس پہنے اور اپنی آنکھوں میں وحشت اور خوف لیے' ایک کوچ پر بیٹھی تھی۔ اس کے پیچھے شارمن' ایراس اور گنتی کے نوبیائی محافظ کھڑے تھے۔ فرش پر آدمیوں کی لاشیں پڑی تھیں اور ایک آدمی نزاع کے عالم میں تڑپ رہا تھا۔

''آؤ الم پس'' قلوپطرہ نے کہا ''کسی بھی حکیم کے لیے یہ نظارہ دلچسپ ہو سکتا ہے کہ بہت سے آدمی مرے پڑے ہیں اور ایک مرنے کے قریب ہے۔''

''یہ آپ نے کیا کیا ملکہ مصر؟'' میں نے سہم کر پوچھا:

''مجرموں اور غداروں کو ان کے کیے کی سزا دی اور کیا۔ الم پس میں نے دیکھا کہ بدن سے روح کس طرح الگ ہوتی ہے۔ میں ان چھ غلاموں کو چھ الگ الگ طرح کے زہر دلوائے اور ان مختلف زہروں کا اثر نہایت غور سے دیکھتی رہی۔ وہ آدمی'' اس نے ایک نوبیائی کی لاش کی طرف اشارہ کیا: ''زہر پیتے ہی دیوانہ ہو گیا اور اپنے ملک کے صحراؤں اور اپنی ماں کے متعلق الٹی سیدھی باتیں بکنے لگا۔ وہ اپنے آپ کو بچہ تصور کر کے اپنی ماں سے التجا کرنے لگا کہ وہ اسے سینے سے لگا لے کیونکہ اسے اندھیرے سے ڈر لگتا ہے جو اس کی آنکھوں کے سامنے چھا گیا ہے۔ اور یہ یونانی زہر پیتے ہی چلانے لگا اور چلاتے چلاتے ہی مر گیا بیچارا۔ اور یہ آدمی رو رو کر رحم کی التجا کرنے لگا اور اس نے بندلوں کی طرح جان دی۔ اب اس مصری

کو دیکھو جواب تک تڑپ رہا ہے۔ اسے سب سے زیادہ تیز زہر دیا گیا ہے لیکن یہ اب تک مر نہیں سکا معلوم ہوتا ہے۔ اسے زندگی بہت زیادہ عزیز ہے۔ ارے بیوقوف! اس زندگی میں سوائے دکھوں کے اور ہے ہی کیا؟ بس اب زیادہ نہ تڑپو اور سیدھے سیدھے اس دنیا سے رخصت ہو جاؤ۔''

اور قلوپطرہ کے منہ سے جیسے ہی یہ الفاظ نکلے وہ آدمی تڑپ کر چیخا اور مر گیا۔

''لو یہ بھی مر گیا۔ دلچسپ ڈرامہ ختم ہوا۔ اب ان لاشوں کو یہاں سے ہٹنا چاہیے۔ اور یہ کہہ کر اس نے تالی بجائی۔ فوراً چھ سیاہ فام غلام کمرے میں داخل ہوئے اور لاشیں گھسیٹ کر لے گئے۔ اور اب قلوپطرہ نے مجھے اپنے پاس بلایا۔

''الم پس!'' تمہاری پیشین گوئیاں غلط ثابت ہوئیں۔ قیصر کی فوجیں اسکندریہ کی طرف بڑھی چلی آ رہی ہیں۔ میرا اور انطونی کا انجام قریب ہے ڈرامہ چونکہ ختم ہو رہا ہے اس لیے مجھے دنیا کے اسٹیج سے رخصت ہونے کی تیاری کر لینی چاہیے مجھے ایک ملکہ کی طرح دنیا سے رخصت ہونا ہے۔ اور اسی لیے میں نے چھ مختلف طرح کے زہر ان غلاموں پر آزمائے تاکہ معلوم کر سکوں کہ کون سی موت آسان ہے۔ لیکن الم پس! یہ زہر مجھے پسند نہیں آئے ایک دو طرح کے زہروں نے بڑی تکلیف دے کر آدمیوں کو مارا اور بقیہ کا اثر آہستہ آہستہ ہوا۔ چنانچہ اے الم پس تم میرے لیے ایک ایسا زہر تیار کرو جو فوراً اور بلا تکلف میری روح کو قفس عنصری سے آزاد کرا سکے۔

قلوپطرہ کے منہ سے یہ الفاظ سن کر میرا دل فتح مندانہ جذبات سے پر ہو گیا۔ یہ عورت جس نے مجھے تباہ کیا تھا' آخرکار میرے ہاتھوں مرے گی۔ دیوتاؤں کی مرضی پوری ہونے کا وقت آ گیا تھا۔ ''ملکہ کی شان یہی ہے کہ وہ دشمن کے ہاتھ میں اسیر ہونے سے پہلے خود اپنا خاتمہ کر لے''۔ میں نے کہا: ''صحیح معنوں میں آپ ملکہ ہیں موت آپ کے سب دکھوں کا خاتمہ کر دے گی۔ موت ایک پرسکون نیند ہے۔ چنانچہ اس سے ڈرنا سراسر حماقت ہے۔ میں ایک ایسی دوا تیار کروں گا جسے پیتے ہی آپ پر میٹھی نیند طاری ہو جائے گی اور آپ دوبارہ اس فانی دنیا میں بیدار نہ ہوں گی۔ ملکہ موت سے نہ ڈریں چونکہ آپ پاک اور بے گناہ اس دنیا سے رخصت ہوں گی اس لیے آمنتی میں دیوتاؤں کی خوشنودی حاصل کر لیں گی۔

قلوپطرہ کا رنگ زرد ہو گیا۔

''نہیں۔ مجھے دیوتاؤں کا خوف نہیں۔ عذاب کے دیوتا بھی تو آخر انسان ہی تھے۔

چنانچہ میں اپنے حسن کا جادو ان پر بھی چلا دوں گی۔ میں اس دنیا میں ملکہ رہی ہوں اور اس دنیا میں بھی رہوں گی۔ میں نے اس دنیا میں مردوں کے دلوں پر حکومت کی ہے اور اس دنیا میں دیوتاؤں کے دلوں پر حکومت کروں گی۔''

دفعتۂ محل کے باہر شور بلند ہوا۔ لوگ خوشی کے نعرے لگا رہے تھے۔

''یہ کیا ہوا؟'' قلوپطرہ اٹھ کر کھڑی ہوئی۔

''انطونی! انطونی!'' لوگ چلا رہے تھے۔ ''انطونی کی فتح ہوئی۔''

قلوپطرہ دیوانوں کی طرح محل کے دروازے کی طرف بھاگی میں اس کے پیچھے تھا۔

انطونی فوجی لباس پہنے گھوڑے پر سوار تھا اور اس کے ہونٹوں پر فتح مندانہ مسکراہٹ تھی۔ قلوپطرہ کو دیکھتے ہی وہ گھوڑے پر سے اتر پڑا اور ایک سرخوشی کے عالم میں ملکہ کو اپنی آغوش میں لے لیا۔

''کیا بات ہے انطونی؟'' قلوپطرہ نے پوچھا: ''قیصر کو شکست ہو گئی؟''

''نہیں پوری شکست تو نہیں ہوئی البتہ میں اس کی سوار فوج کو بہت دور تک دھکیل آیا ہوں۔ ابتدا بہتر ہوئی ہے تو انجام بہترین ہو گا۔ کیونکہ وہ کہتے ہیں نا کہ جہاں سر جائے وہاں دم کا جانا ضروری ہوتا ہے اس کے علاوہ میں نے قیصر کو پیغام بھیجا ہے کہ اپنے آدمیوں کو کٹوانے کے بجائے یہ بہتر ہو گا کہ ہم دونوں آپس میں لڑ کر فیصلہ کر لیں اور پھر دنیا دیکھ لے گی کہ کون بہتر آدمی ہے انطونی یا قیصر؟''

''دفعتہً لوگ چلائے۔''

''قیصر کا سفیر! قیصر کا سفیر!''

سفیر دروازے میں داخل ہوا' جھک کر انطونی کو سلام کیا اور قیصر کا مراسلہ انطونی کے ہاتھ میں پکڑا کے الٹے پاؤں لوٹ گیا۔ قلوپطرہ نے جھپٹ کے انطونی کے ہاتھ سے مراسلہ لیا' مہر توڑی اور اونچی آواز میں پڑھنے لگی۔

''قیصر کی طرف سے انطونی کو۔

تمہاری مبارزطلبی کا میں جواب دیتا ہوں۔ انطونی کو مرنے کا کوئی اور ذریعہ نہ ملا کہ وہ قیصر کی تلوار سے مرنا چاہتا ہے؟

سلام ہو تم پر۔''

انطونی دم بخود رہ گیا اور خوشی کے نعرے لگاتے ہوئے لوگوں کو جیسے سانپ سونگھ گیا۔

اوراس رات انطونی اپنے دوستوں کے ساتھ' جو آج اس کے شریک تھے لیکن دغا دے جانے والے تھے' محل سے باہر آیا۔ میں بھی اس کے ساتھ تھا جب انطونی چھاؤنی میں پہنچا تو آدھی رات ہونے کے قریب تھی وہاں پہنچ کر اس نے بحری اور بری......فوج کے افسروں کو طلب کیا اور جب لوگ آ گئے انطونی نے ایک پتھر پر کھڑے ہو کر انہیں یوں مخاطب کیا:

''میرے وفادار دوستو! تم نے ہر جنگ میں میرا ساتھ دیا ہے اور تم نے دیکھا ہے کہ میں نے ہر جنگ جیتی ہے۔ میری دوستو! تم نے اس بے سروسامانی کی حالت میں میرا ساتھ نہیں چھوڑا۔ مجھے تم پر ناز ہے' میرے بات سنو! غور سے سنو! ہوسکتا ہے کہ کل میں خاک و خون میں لوٹ رہا ہوں گا۔ لیکن اگر بزدلوں کی موت مرنا نہیں چاہتا۔ میں یہاں ہاتھ پر ہاتھ دھر کر نہیں بیٹھ رہوں گا۔ بلکہ دشمن کی فوج پر حملہ کر دوں گا اور پھر یا تو فتح حاصل کروں گا یا میدان جنگ میں ایک بہادر کی موت مروں گا۔ یہ سخت آزمائش گھڑی ہے۔ اگر ہم اس آزمائش میں پورے اترے۔ اگر تم میرے وفادار رہے تو وہ وقت دور نہیں جب ہم فاتحانہ طور پر روم میں داخل ہوں گے۔ لیکن تم نے وفا نہ کی' اگر تم نے میرا ساتھ چھوڑ دیا تو انطونی اور اس کے ساتھ ہی تمہارا بھی خاتمہ ہو جائے گا۔ کل کی جنگ بیحد بھیانک اور فیصلہ کن ہوگی۔ لیکن ہم پہلے بھی ایسی جنگوں میں شریک ہو چکے ہیں اور اپنی شجاعت سے ہم نے پہلے بھی دشمنوں کے منہ پھیر دیئے ہیں۔ پھر اب ڈرنے کی کیا بات ہے؟ حالانکہ ہمارا بحری بیڑا قدرے کمزور ہے لیکن پھر بھی ہماری قوت قیصر سے کسی طرح کم نہیں۔ حلف وفاداری اٹھاؤ اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ کل کا سورج غروب ہوتے وقت قیصر اور اس کے افسروں کے سر ہمارے نیزوں پر بلند دیکھے گا۔''

لوگوں نے خوشی کے نعرے لگائے۔

''ہاں خوشی کے نعرے لگاؤ اور اگر دیوتاؤں نے چاہا تو کل تم فتح کے نعرے لگا رہے ہو گے۔ سنو! دوستو! مجھے یقین ہے کہ فتح ہماری ہوگی۔ لیکن اگر ایسا نہ ہوا' اگر قسمت ہمیں دھوکا دے گئی' اگر انطونی مارا گیا' تو دوستو تم میری وہ دولت' جو تم جانتے ہی ہو کہ کہاں ہے' آپس میں تقسیم کر لینا اور اپنے انطونی پر دو آنسو گرا لینا۔ دولت تقسیم کر لینے کے بعد قیصر کے پاس پہنچ کر یوں کہنا: انطونی' جو مر چکا ہے' قیصر کو' جو زندہ ہے سلام کہتا ہے اور اپنی پرانی دوستی اور وفاداری کے واسطے قیصر سے یہ التجا کرتا ہے کہ انطونی کے ساتھیوں کی' جو اس کے جھنڈے تلے لڑے تھے' جان بخشی کی جائے۔''

''ارے تم لوگ رو رہے ہو! نہیں روؤ نہیں' یہ عورتوں کا کام ہے۔ موت بہر حال ہر آدمی کو آتی ہے۔ میں اپنے بچوں کو تمہاری حفاظت میں دیتا ہوں۔ اگر میں مر جاؤں تو دوستو میری اولاد کو بے بسی اور بیچارگی سے دوچار نہ ہونے دینا۔ مجھے جو کچھ کہنا تھا کہہ چکا۔ کل صبح ہوتے ہی ہم بحر و بر سے قیصر کی فوجوں پر حملہ کر دیں گے۔ دوستو! قسم کھاؤ کہ تم آخری دم تک میرا ساتھ نہ چھوڑو گے۔''

''ہم قسم کھاتے ہیں'' ۔ وہ چلائے ''ہم قسم کھاتے ہیں۔''

''بس مجھے اطمینان ہو گیا ایک بار پھر میرے عروج کا ستارہ طلوع ہو گیا اور ساتھ ہی قیصر کا ستارہ غروب ہو جائے گا چنانچہ دوستوں کل تک کے لیے میں تم سے رخصت ہوتا ہوں۔''

اور جب وہ جانے کے لیے پلٹا تو افسر اس کا ہاتھ چومنے کے لیے ایک دوسرے پر گرے پڑتے تھے اور انطونی کی تقریر سے ایسے متاثر تھے کہ بچوں کی طرح رو رہے تھے۔ انطونی بھی اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکا اور چاند کی روشنی میں' میں نے دیکھا کہ اس کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔

لوگوں کا جوش و خروش دیکھ کر میں بے چین ہوا جا رہا تھا۔ میں جانتا تھا کہ اگر یہ لوگ انطونی کے وفادار رہے تو فتح یقیناً اسی کی ہوگی اور قلوپطرہ بدستور ملکہ مصر بنی رہے گی۔ انطونی سے مجھے کوئی پرخاش نہ تھی' میں اس کا برا نہ چاہتا تھا بلکہ اس کے برخلاف میں اس بہادر آدمی کی دل سے قدر کرتا تھا۔ تاہم میں چاہتا تھا کہ انطونی کو شکست ہو۔ کیونکہ اس کی شکست میری فتح تھی۔ انطونی ایک تناور درخت کی طرح تھا جس سے قلوپطرہ زہریلی بیل کی طرح لپٹی ہوئی تھی۔ چنانچہ اس بیل کو نیست و نابود کرنے کے لیے درخت کو گرانا ضروری تھا چنانچہ میں انطونی کا برا چاہنے پر مجبور تھا۔

چنانچہ انطونی کے جا چکنے کے بعد بھی میں وہیں ایک اندھیری جگہ چھپ کر کھڑا رہا اور افسروں کی باتیں سننے لگا۔ تو یہ طے رہا۔ بحری فوج کے افسر اعلیٰ نے کہا: ''کہ ہم آخر دم تک انطونی کا ساتھ دیں گے۔''

''ہاں ہاں ساتھ دیں گے۔ سب نے یک زبان ہو کر کہا۔

''ہاں ساتھ دو۔'' میں نے کہا: ''اگر تمہیں اپنی زندگیاں عزیز نہیں ہیں تو واقعی ایسا ہی کرو۔''

ان لوگوں نے انتہائی غصہ کے عالم میں پلٹ کر مجھے پکڑ لیا۔

''کون ہے یہ شیطان؟'' اس نے پوچھا۔

''الم پس ہے'' دوسرے نے جواب دیا: ''وہی مصر کا مشہور جادوگر۔''

''منحوس کہیں کا۔ دیوتاؤں کی قسم میں اسی وقت اس کا اور اس کے جادو کا خاتمہ کیے دیتا ہوں۔'' تیسرے نے تلوار کھینچ کر کہا۔

''ہاں ہاں خاتمہ کر دو اس کا۔ نمک حرامی پر تلا ہوا ہے۔''

''ٹھہرو'' میں نے نہایت سکون سے کہا: ''دیوتاؤں کے خادم کو قتل کرنے کی کوشش نہ کرو ورنہ خود جہاں کھڑے ہو وہیں مردہ ہو کر گرو گے۔ یہ بھی سن لو کہ میں نمک حرام اور غدار نہیں ہوں۔ میں اسکندریہ چھوڑ کر کہیں نہیں جا سکتا۔ کیونکہ مجھے یہیں رہ کر واقعات کا جزو بننا ہے۔ دیوتاؤں کی مرضی یہی ہے۔ لیکن میں تم سے کہتا ہوں کہ بھاگو...... بھاگو...... میں انطونی اور ملکہ مصر کا خادم ہوں اور اب تک میں اپنے فرائض ایمانداری سے انجام دیئے ہیں۔ لیکن پہلے میں دیوتاؤں کا خادم ہوں اور پھر کسی دوسرے کا۔ چنانچہ دیوتاؤں نے مجھے جو بات بتائی ہے وہ میں تمہیں سناتا ہوں۔ سنو! انطونی اور قلوپطرہ کا آخری وقت دور نہیں' فتح قیصر کی ہوگی اور چونکہ مجھے تم سے ہمدردی ہے' میں تمہاری بیوی کو بیوہ اور بچوں کو یتیم دیکھنا نہیں چاہتا ہوں کہ اگر واقعی تمہیں موت پیاری ہے' اگر واقعی تمہیں اپنی بیویوں کو بیوہ اور بچوں کو یتیم و غلام کرنا منظور ہے تو بیشک انطونی کے وفادار رہو۔ لیکن اگر تمہیں زندگی سے پیار ہے' اگر تم نہیں چاہتے کہ تمہاری بیویاں قیصر کی لونڈیاں اور تمہارے بچے رومیوں کے غلام بنیں تو انطونی کا ساتھ چھوڑ کر قیصر سے جا ملو یہی مجھ سے دیوتاؤں نے کہا ہے۔

''دیوتاؤں نے کہا ہے!'' وہ چلائے۔ ''کون سے دیوتاؤں نے کہا ہے؟ اس منحوس آدمی کی گردن اڑا دو کہ وہ ایسی بدشگونی کی باتیں پھر نہ کہہ سکے۔''

''مجھے اس آدمی پر کچھ شک ہے۔ بہت اچھا الم پس! ہمیں اپنے دیوتاؤں کی طرف سے کوئی نشان دو۔ ورنہ پھر مرنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔''

''دور ہو بیوقوفو''۔ میں نے غصہ سے کہا: ''میرے ہاتھ چھوڑ دو اور میں تمہیں دیوتاؤں کی نشانی دکھاؤں گا۔''

اور میرے چہرے سے کچھ ایسے بھیانک جذبات ظاہر ہوئے کہ ان لوگوں نے گھبرا کر مجھے چھوڑ دیا اور بے اختیار کئی قدم پیچھے ہٹ گئے۔

میں نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا دیئے اور اپنی تمام تر روحانی قوتیں صرف کر کے آسمان کی وسعتوں اور خلاؤں میں دیوی ایزیلیس کو تلاش کرنے لگا۔ یہاں تک کہ میری روح دیوی ایزیلیس سے ہم کلام ہوئی لیکن میں ''اسم خوف'' پڑھنے کی جرأت نہ کر سکا کیونکہ وہ مجھے منع کر چکی تھی۔

اور میرے اس کشف کا جواب بھیانک سکوت کی صورت میں ظاہر ہوا...... سکوت روئے زمین پر آہستہ آہستہ اترنے لگا۔ حتیٰ کہ بھونکتے ہوئے کتے بھی خاموش ہو گئے۔ اور اسکندریہ کی سڑکوں پر اور گھروں میں اور قہوہ خانوں میں لوگ دہشت زدہ سے رہ گئے اور پھر کہیں سے ساز بجنے کی آواز آئی۔ یہ دیوی ایزیلیس کے مقدس ساز کی آواز تھی۔ شروع میں یہ آواز مدھم تھی لیکن رفتہ رفتہ تیز ہونے لگی۔ یہاں تک کہ پوری فضا اس وحشت ناک آواز سے تھرا اٹھی۔ میں خاموش رہا' لوگ خاموش تھے۔ میں نے آسمان کی طرف اشارہ کیا اور افسروں نے خوف و دہشت سے دیکھا کہ آسمان پر سے ایک انسانی سایہ اترا جو پھیل کر سروں پر چھا گیا۔ ہوا بند ہو گئی اور فضا میں گھٹن آ گئی۔ یہ انسانی سایہ کچھ دیر تک انطونی کی لشکر گاہ پر منڈلانے کے بعد قیصر کی لشکرگاہ کی طرف چلا گیا...... ساز کی آواز مدھم ہونے لگی سایہ نظروں سے اوجھل ہو گیا اور ساز کی آواز تھم گئی۔

''یہ باخوس[1] دیوتا تھا'' لوگ چلائے ''جو انطونی کا ساتھ چھوڑ کر قیصر کے پاس چلا گیا ہے۔''

لیکن میں جانتا تھا کہ یہ باخوس دیوتا نہ تھا جو جھوٹا دیوتا ہے۔ بلکہ یہ دیوی ایزیلیس تھی جو سرزمین مصر سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے رخصت ہو رہی تھی۔

حالانکہ اس دیوی کی پوجا مصر میں آج بھی ہوتی ہے۔ اور حالانکہ وہ ہر جگہ موجود ہے لیکن اب وہ کبھی مصر میں ظاہر نہ ہو گی۔ اب کوئی کاہن اس کا جلوہ نہ دیکھ سکے گا۔ میں چغہ منہ پر ڈال کر دعائیں مانگنے لگا اور جب سر اٹھایا تو وہاں میں اکیلا کھڑا تھا۔

انطونی کے افسر خوفزدہ ہو کر وہاں سے بھاگ گئے تھے۔

❀ ❀ ❀

حواشی

(1) یہ شراب کا دیوتا اور دیوتا زیوس کا بیٹا تھا۔ اس کی پیدائش کا واقعہ بھی عجیب و غریب ہے۔ بادشاہ قدموس کی بڑی لڑکی سیملی دیوتا زیوس کی معشوقہ تھی۔ چنانچہ یہ دیوتا اس سے ملنے آتا تھا۔

چنانچہ سیملی دیوتا زیوس سے حاملہ ہوئی۔

ایک دن اس نے ''جونو کے اکسانے پر'' دیوتا سے کہا کہ اب وہ اپنے پورے جلال میں اس کے پاس آئے۔

زیوس نے بہت سمجھایا۔ لیکن وہ نہ مانی' چنانچہ دیوتا زیوس اپنے پورے جلال میں ظاہر ہوا جسے دیکھتے ہی سیملی کو اسقاط ہو گیا اور وہ مر گئی۔

زیوس نے اپنی ران چیر کر نامکمل بچے اس میں رکھ لیا جہاں وہ پرورش پاتا رہا۔ نو مہینے گزرنے پر ڈیوس نے پھر اپنی ران چیر کر اسے نکالا یہی بچہ باخوس تھا یہ دیوتا ہر چند کہ دوسرے تمام دیوتاؤں سے کم عمر تھا مگر سب سے زیادہ ہر دلعزیز تھا۔ کیونکہ خاص و عام اس کے نام سے شراب پی کر عیاشیاں اور بدمستیاں کرتے تھے۔ (مترجم)

❋ ❋ ❋

ساتواں باب

انطونی کا انجام

صبح ہونے سے پہلے ہی انطونی مسلح ہو کر محل سے باہر آیا اور افسروں کو حکم دیا کہ اسکندریہ کا بحری بیڑا قیصر کے بحری بیڑے پر اور اسکندریہ کی سوار فوج قیصر کی سوار فوج پر حملہ کر دے۔ فوراً ہی اسکندریہ کا بیڑا تین صفوں میں قیصر کے بیڑے کی طرف چلا۔ ادھر سے قیصر کا بیڑا بھی آیا۔ لیکن جب دونوں بیڑے ملے تو انطونی کے بیڑے کے سپاہیوں نے پتوار اٹھا اٹھا کر قیصر کے بیڑے کے سپاہیوں کو سلام کیا۔ اور انطونی کا بیڑا قیصر کے بیڑے سے جا ملا...... ادھر انطونی کی سوار فوج بھی قیصر کی فوج سے جا ملی۔ انطونی غم و غصہ سے دیوانہ ہو گیا اور اس نے چیخ کر پیدل فوج کو ثابت قدم رہنے اور حملے کا انتظار کرنے کا حکم دیا۔ یہ فوج کچھ دیر تک اپنی جگہ کھڑی رہی۔ یکا یک ایک افسر بدحواس ہو کر قیصر کی فوج کی طرف بھاگا۔ یہ وہی افسر تھا جو گزشتہ رات مجھے قتل کر دینا چاہتا تھا۔ انطونی نے اسے پکڑ لیا اور اٹھا کر زمین پر پٹخ دیا۔ پھر وہ گھوڑے سے کود کر اترا اور اپنی تلوار بے نیام کی تا کہ اس افسر کا سر اڑا دے۔ افسر کی آنکھوں کے سامنے موت ناچ گئی اور اس نے اپنے دونوں ہاتھوں میں منہ چھپا لیا...... لیکن انطونی نے تلوار جھکا لی۔

''جاؤ قیصر کے پاس جا کر اپنی جان بچا لو'' اس نے کہا ''ایک زمانے میں تم مجھے بہت عزیز تھے سب افسروں نے مجھ سے غداری کی پھر تنہا تمہیں ہی کیوں قتل کروں۔''

افسر اٹھا۔ اس نے غمناک نظروں سے اپنے آقا انطونی کی طرف دیکھا پھر چیخ کر اپنی زرہ اتار پھینکی اور اپنی ہی تلوار اپنے سینے میں گھونپ لی اور انطونی کے قدموں میں گر کر جان دے دی انطونی اپنی جگہ کھڑا اپنے وفادار افسر کی لاش دیکھتا رہا۔ وہ خاموش تھا اس عرصہ میں قیصر کی پیادہ فوج قریب آ گئی اور ابھی دونوں فوجوں کے نیزے ٹکرائے بھی نہ تھے کہ انطونی کی فوج پشت پھیر کر بھاگی اور قیصر کے سپاہی ان بزدل بھگوڑوں پر ہنسنے اور آوازے کسنے

لگے۔ یہ عجیب جنگ تھی کہ جس میں ایک آدمی کا قتل ہونا تو درکنار کوئی زخمی بھی نہ ہوا تھا۔''

''بھاگیے! میرے آقا بھاگیے'' انطونی کے خادم خاص ایروس نے کہا۔ میدان میں اب انطونی کے پاس یہی ایروس رہ گیا تھا۔ میں بھی اس کے قریب کھڑا ہوا تھا۔ ''بھاگیے میرے آقا ورنہ آپ قیصر کے غلام ہوں گے۔''

اور انطونی بھی بھاگا' میں اور ایروس اس کے پیچھے تھے۔ اسکندریہ کے شمالی دروازے کے سامنے پہنچ کر انطونی میری طرف گھوم گیا۔

''الم پس!'' اس نے کہا: ملکہ کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ انطونی تمہیں سلام کہتا ہے اور کہتا ہے کہ تم نے مجھے دھوکا دیا ہے۔ چنانچہ سلام اور الوداع۔

چنانچہ میں مقبرے کی طرف چلا اور انطونی محل کی طرف۔ میں نے مقبرے کے بند دروازے پر بڑے زور سے دستک دی۔ فوراً ہی ایک کھڑکی کھل گئی۔ کھڑکی کھولنے والی شارمن تھی۔

''دروازہ کھولو' جلدی کرو'' میں نے کہا۔

''شارمن نے دروازہ کھول دیا۔''

''کیا خبر لائے ہو ہرماسیس؟'' اس نے بیتابی سے پوچھا۔

''شارمن انتقام کا وقت آ گیا ہے۔ انطونی میدان چھوڑ کر بھاگ گیا۔''

''شکر ہے' میں متفکر و پریشان تھی۔''

اور مقبرے کے بیچ کے کمرے میں قلوپطرہ کوچ پر نیم دراز تھی۔

''کہو کیا خبر لائے؟'' مجھے دیکھتے ہی اس نے پوچھا۔

''انطونی فرار ہو چکے ہیں اور قیصر کی فوجیں اسکندریہ کے دروازے پر آ گئی ہیں۔ ملکہ مصر کو انطونی سلام اور الوداع کہتے ہیں۔ سلام اس قلوپطرہ کو جس نے مجھے دھوکا دیا۔ یہ ہیں انطونی کے الفاظ۔''

''یہ جھوٹ ہے'' وہ چلائی۔ ''میں نے دھوکا نہیں دیا۔ الم پس فوراً انطونی کے پاس جا کر یوں کہو۔ قلوپطرہ' جس نے انطونی کو دھوکا نہیں دیا' اپنے محبوب کو سلام کہتی ہے قلوپطرہ اب اس دنیا میں نہیں رہی۔''

اور میں قلوپطرہ کا یہ پیغام لے کر محل میں پہنچا۔ میرا مقصد پورا ہونے کے سامان دیوتاؤں کی مرضی سے خود بخود پیدا ہو گئے۔ میں نے انطونی کو محل کے بڑے کمرے میں پایا۔ وہ دیوانوں کی طرح ہوا میں گھونسے چلا رہا تھا۔ اس کے ساتھ اب صرف اس کا وفادار خادم

ایروس رہ گیا تھا۔ دوسرے سب انطونی کو چھوڑ کر قیصر کے پاس بھاگ گئے تھے۔

''معزز انطونی! ملکہ مصر تمہیں سلام کہتی ہیں'' میں نے کہا: ''اب وہ اس دنیا میں نہیں رہیں انہوں نے اپنے ہاتھوں اپنا خاتمہ کر لیا۔''

''مر گئی'' وہ چیخا: ''قلوپطرہ مر گئی...... تو کیا...... تو کیا اب اس نازک جسم کو کیڑے چاٹیں گے؟''

آہ! کیا عورت تھی!...... ہائے! میرا دل اس کی طرف کھینچ رہا ہے۔ مرنے میں بھی وہ مجھ پر سبقت لے گئی...... ہائے! مجھ سے پہلے ہی وہ اس جگہ پہنچ گئی جہاں جاتے میں ڈرتا ہوں۔ حالانکہ میں مرد ہوں اور نڈر بھی۔ ایروس! تم نے مجھے گودیوں کھلایا ہے اور اس وقت سے مجھے چاہا ہے جب کہ میں ناسمجھ بچہ تھا۔ اور میں نے بھی تمہیں خاک سے پاک کیا۔ ایک خاص مقام دیا' دولت دی' عزت دی۔ میرے ان احسانوں کا بدلہ چکانے کا اب وقت آیا ہے۔ ایروس! اپنی تلوار بے نیام کرو اور ایک ہی وار میں انطونی کے دکھوں کا خاتمہ کر دو۔

''نہیں۔ یہ میں نہیں کر سکتا'' ایروس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا: ''یہ مجھ سے نہ ہو گا میں دیوتا جیسے انطونی کی جان نہیں لے سکتا۔''

''ایروس! مجھے پلٹ کر جواب نہ دو'' یہ میرا آخری حکم ہے یا تو اسے بجا لاؤ یا چلے جاؤ یہاں سے۔ میں تمہاری صورت تک دیکھنا نہیں چاہتا۔''

ایروس نے تلوار کھینچ لی اور انطونی' جس کا سر کبھی کسی کے سامنے نہ جھکا تھا اپنے خادم کے سامنے گھٹنوں کے بل جھک گیا۔

''ایروس! کس کا انتظار ہے؟ انطونی نے کہا اور اپنا سینہ کھول دیا۔''

''نہیں...... نہیں'' ایروس چلایا اور اپنی تلوار اپنے ہی سینے میں گھونپ لی اور مردہ ہو کر گرا۔

انطونی اٹھا۔ کچھ دیر تک اپنے وفادار خادم کو تڑپتے دیکھتا رہا۔

''ایروس! دیوتا تمہاری مغفرت کریں۔ تم نے شریفوں کا سا کام کیا ہے۔'' اس نے کہا: ''حقیقت میں تم مجھ سے عظیم ہو۔ میرے دوست تم مجھے ایک سبق دے گئے۔''

اور اس نے جھک کر ایروس کی پیشانی چوم لی۔ پھر وہ ایک جھٹکے سے اٹھا اپنے خادم کے سینے میں اتری ہوئی تلوار نکالی اور چشم زدن میں یہی تلوار انطونی کے سینے کے آر پار تھی۔

نصف دنیا کو فتح کرنے والا انطونی کراہ کر کوچ پر گرا۔

''آہ! الم پس بہت تکلیف ہے'' انطونی نے کہا: ''تم ہی مجھ پر رحم کر کے میرا خاتمہ کردو۔''

لیکن میں ایسا نہ کرسکا۔ میں نے انطونی کے سینے سے تلوار کھینچ لی تو خون کا فوارہ سا ابل پڑا۔ اس عرصہ میں بہت سے غلام اور خواجہ سرا' انطونی کی موت کا تماشہ دیکھنے کے لیے وہاں جمع ہوگئے تھے میں نے ان کی طرف گھوم کر کہا: کوئی آدمی فوراً میرے کمرے سے جا کر آتوا کو بلا لائے۔ چند سانسوں بعد ہی آتوا دواؤں کی ٹوکری اٹھائے آ گئی۔ میں نے چند دوائیں انطونی کو پلائیں اور آتوا سے کہا کہ وہ فوراً مقبرے میں پہنچ کر قلوپطرہ کو انطونی کی حالت کی خبر دے۔

تھوڑی دیر بعد آتوا یہ پیغام لے کر واپس آئی کہ قلوپطرہ زندہ ہے اور چاہتی ہے کہ انطونی اس کی آغوش میں آخری سانس لے۔ جب انطونی نے یہ سنا تو اس کی قوت عود کر آئی۔ کیونکہ وہ مرنے سے پہلے ایک دفعہ قلوپطرہ کو دیکھنے کے لیے بے چین و بیتاب تھا۔ چنانچہ اس نے غلاموں کو آواز دی جو کمرے کے ستونوں اور پردے کے پیچھے سے جھانک جھانک کر اس زبردست فاتح کو مرتے دیکھ رہے تھے۔ چنانچہ ہم سب نے مل کر انطونی کو اٹھایا اور بمشکل تمام مقبرے کے پاس پہنچے۔

قلوپطرہ اسکندریہ والوں کی دغابازی سے خائف تھی اور مقبرے کا دروازہ بند رکھتی تھی۔ چنانچہ اوپر کی کھڑکی سے ایک مضبوط رسہ لٹکا دیا گیا جو ہم نے انطونی کی کمر اور ہاتھوں سے مضبوطی سے باندھ دیا۔ قلوپطرہ نے جو زار و قطار رو رہی تھی ایروس اور شارمن کی مدد سے انطونی کو اوپر کھینچنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ انطونی ہوا میں لٹک گیا اور اس کے زخم سے خون ٹپک ٹپک کر ہم لوگوں پر گرنے لگا۔ تین دفعہ شارمن اور ایروس کے ہاتھ سے رسہ چھوٹ گیا اور انطونی نیچے گرتے گرتے بچا۔ لیکن قلوپطرہ کے بدن میں وفور محبت سے ایسی طاقت آ گئی تھی کہ شارمن اور ایروس کے رسہ چھوڑ دینے کے بعد بھی وہ تنہا انطونی کو اوپر کھینچتی رہی۔ انطونی کو اوپر کھینچ لیا گیا۔ جو لوگ وہاں کھڑے تھے وہ المناک نظارہ دیکھ کر رونے اور سینہ کوبی کرنے لگے لیکن میری اور شارمن کی آنکھ سے ایک آنسو تک نہ ٹپکا۔

انطونی کو اوپر کھینچ لینے کے بعد رسہ پھر نیچے لٹکا دیا گیا اور اب میں شارمن کی مدد سے اوپر پہنچا۔ انطونی کوچ پر پڑا کراہ رہا تھا۔ اور قلوپطرہ جس کا سینہ ننگا اور چہرہ آنسوؤں سے تر تھا۔ اپنے سیاہ ریشمی لبادے اور بالوں سے انطونی کے زخم سے خون پونچھ رہی تھی اور آج پھر قلوپطرہ کی محبت نے میرے دل میں جوش مارا۔ اور ساتھ ہی رشک و رقابت کی آگ بھی بھڑک اٹھی۔ میں انطونی اور قلوپطرہ کا تو خاتمہ کرسکتا ہوں لیکن محبت کا نہیں وہ لازوال ہے۔

''آہ! انطونی! میرے سرتاج! میرے دیوتا!'' قلوپطرہ نے روتے ہوئے کہا: ''تمہارا دل مجھے اس دنیا میں تنہا چھوڑ جانے کو کیوں چاہا؟ میں بہت جلد تم سے آملوں گی۔ آنکھیں کھولو' آنکھیں کھولو۔ میرے سرتاج۔''

انطونی نے آنکھیں کھول کر شراب طلب کی اور میں نے اس میں دوا کے چند قطرے ٹپکا کر انطونی کو دی کہ اس کی تکلیف میں کچھ کمی ہو۔ شراب پی چکنے کے بعد اس نے قلوپطرہ سے کہا کہ وہ انطونی کے ساتھ لیٹ جائے اور اپنی باہیں اس کی گردن میں ڈال دے۔ انطونی حقیقت میں بہادر اور جوانمرد تھا۔ وہ اپنی تکلیف بھول کر قلوپطرہ کو مشورہ دینے لگا کہ اس کے مرنے کے بعد ملکہ کی بہتری کس میں ہے اور اسے کیا کرنا چاہیے۔ لیکن قلوپطرہ نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔

''پیارے انطونی! وقت بہت کم ہے'' اس نے کہا: ''اسے ہمیں ایسی فضول باتوں میں صرف نہ کرنا چاہیے۔ آؤ! ہم اپنی اس محبت کی باتیں کریں جو دنیا کی ہر چیز سے بلند و برتر ہے اور جو دوسری دنیا میں بھی قائم رہے گی۔ تمہیں وہ رات یاد ہے انطونی۔ جب تم نے پہلی دفعہ میرے ہونٹ چوم کر مجھے میری پیاری کہا تھا۔''

''ہاں قلوپطرہ مجھے وہ رات یاد ہے اور اسی رات سے میری قسمت کا ستارہ غروب ہونا شروع ہوا۔ اور مجھے وہ بھی یاد ہے جب تم ایک قیمتی موتی سرکہ میں گھول کر پی گئی تھیں اور تمہارے نجومی نے پکار کر کہا تھا کہ ایک گھنٹہ ختم ہوا اور منقورا کی لعنت کا وقت قریب آ رہا ہے۔ بہت دنوں تک تمہارے نجومی الفاظ میرے کانوں میں گونجتے رہے اور آج پھر گونج رہے ہیں۔''

''اسے مرے تو کئی سال گزر گئے۔'' قلوپطرہ نے کہا۔

''اگر وہ مر چکا ہے تو میں اب اس سے ملنے والا ہوں۔ لیکن اس کا مطلب کیا تھا قلوپطرہ؟''

''مگر گیا وہ لعنتی نجومی' شیطان تھا پورا...... آہ! انطونی تمہارا چہرہ سفید ہو رہا ہے۔ تم مجھ سے بچھڑنے والے ہو۔ آؤ آخری دفعہ میرے ہونٹ چوم لو۔''

اور انطونی نے اپنے سرد ہوتے ہوئے ہونٹ قلوپطرہ کے ہونٹوں پر رکھ دیئے اور وہ

دونوں بہت دیر تک یونہی پڑے رہے۔ محبت کا ایسا پراثر اور المناک منظر میں نے تو پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ دفعتاً انطونی کا چہرہ متغیر ہوا' مجھے اس کے چہرے پر موت کا بھیانک سایہ نظر آیا اور اس کا سر پیچھے کی طرف ڈھلک گیا۔

''رخصت! قلوپطرہ! رخصت!'' یہ انطونی کے آخری الفاظ تھے۔

قلوپطرہ کہنیوں کے بل اٹھی' کچھ دیر تک انطونی کی راکھ جیسے سفید چہرے کی طرف دیکھتی رہی اور پھر ایک چیخ مار کر بیہوش ہوگئی۔

☆☆☆

لیکن انطونی ابھی زندہ تھا۔ البتہ اس کی زبان بند ہوگئی تھی۔ میں آگے بڑھ کر انطونی کے قریب بیٹھ گیا اور یوں ظاہر کرنے لگا جیسے اس کی نبض ٹٹول رہا ہوں اور اس وقت میں نے اپنا منہ انطونی کے کان کے قریب لے جا کر کہا:

''انطونی! قلوپطرہ میری معشوقہ تھی لیکن تم نے اسے مجھ سے چھین لیا۔ دیکھو! غور سے دیکھو۔ میں وہ ہرماسیس نجومی ہوں جو طرسوس کی دعوت میں ملکہ کے تخت کے پیچھے کھڑا تھا۔ اور یہ بھی سن لو انطونی کہ تمہاری بربادی کا اصلی سبب میں ہی ہوں۔''

''مر جاؤ...... مر جاؤ انطونی...... مر جاؤ۔ تم پر منقورا کی لعنت پڑ چلی ہے۔''

وہ کراہ کر اٹھ بیٹھا اور وحشت زدہ سا میری صورت تکنے لگا پھر اس نے ہاتھ اٹھا کر شہادت کی انگلی سے میری طرف اشارہ کیا۔ کچھ کہنا چاہا لیکن اس کے منہ سے کوئی آواز نہ نکلی' صرف اس کے ہونٹ پھڑک کر رہ گئے۔ دفعتاً وہ جھوم کر گرا اس کی آنکھیں پتھرا گئیں۔ وہ تڑپا اور تڑپ کر ٹھنڈا ہو گیا۔

اور یوں میں نے، ہرماسیس نے رومی فاتح انطونی سے انتقام لیا اور یہ میرے انتقام کی پہلی قسط تھی۔

☆O☆

اور اب ہم قلوپطرہ کو ہوش میں لانے کی تدبیر کرنے لگے کیونکہ ابھی اس کے مرنے کا وقت نہیں آیا تھا۔ جلد ہی اسے ہوش آ گیا۔ پھر میں اور آتوا' قیصر کی اجازت حاصل کر کے انطونی کی لاش کو حنوط کرنے والوں کے سپرد کر آئے۔ جب انطونی کی ممی تیار ہو گئی تو میں نے اس کے کفن پر سرخ رنگ سے ''انطونی'' اور اس کے باپ کا نام اور اس کا خاندان لکھ دیا۔ لاش کی چوبی تابوت پر بھی میں نے یہی لکھا۔ اس چوبی تابوت کو ایک بڑے پتھر کے صندوق میں

رکھ دیا گیا۔ پتھر کے صندوق میں ایک اور تابوت کی جگہ تھی اور یہ قلوپطرہ کے تابوت کی جگہ تھی۔ کیونکہ وہ مرنے کے بعد بھی انطونی کے ساتھ سونا چاہتی تھی۔ اور پھر بڑی عزت و احترام سے وہ سنگی صندوق اس قبر میں رکھ دیا تھا جو قلوپطرہ نے پہلے ہی سے کھدوا رکھی تھی۔

چند دن انطونی کے غم میں گزرے' اب اتفاق ایسا ہوا کہ قیصر کی فوج کا ایک افسر جس کا نام ڈولا بیلا تھا قلوپطرہ کے حسن کا دیوانہ اور اس کا خیر خواہ تھا۔ چنانچہ ایک دن اس نے مجھے بلا کر کہا: میں قلوپطرہ کو یہ خبر پہنچا دوں کہ قیصر آج کے تیسرے دن قلوپطرہ اور اس کے دونوں بچوں کو جو انطونی کے نطفے (۱) سے تھے گرفتار کر کے روم لے جائے گا اور وہاں قلوپطرہ کو اپنے رتھ کے پیچھے باندھ کر بازاروں میں گھسیٹے گا۔ میں یہ خبر لے کر قلوپطرہ کے پاس پہنچا تو اسے اس حال میں پایا کہ وہ اداس اور غمگین بیٹھی اس لبادے کو دیکھ رہی تھی جس سے اس نے انطونی کے زخم پر سے خون پونچھا تھا۔ اس لبادے کو سامنے رکھ کر اس پر خون کے داغوں کو دیکھتے رہنا اب قلوپطرہ کا روز کا معمول تھا۔

''دیکھو الم پس'' اس نے آہ بھر کر کہا: ''انطونی کے خون کے داغ کتنے دھندلے پڑ گئے ہیں اور...... ہائے! اسے مرے بھی جیسے صدیاں ہی گذر گئی ہوں۔ کہو کیا خبر لائے ہو...... تمہارا چہرہ اور آنکھیں کہہ رہی ہیں کہ کوئی بری خبر لے کر آئے ہو۔''

''ملکہ مصر! میں واقعی ایک بری خبر لایا ہوں یہ اطلاع مجھے ڈولا بیلا نے دی جس نے قیصر کے خاص مشیر سے سنی۔ آج کے تیسرے دن قیصر آپ کو اور آپ کے دونوں بچوں کو روم بھیج دے گا اور پھر اپنے جلوس فتح میں وہ آپ کو اپنے رتھ کے پیچھے باندھ کر روم کے بازاروں میں گھسیٹے گا۔''

''یہ نہیں ہو سکتا'' قلوپطرہ چلائی۔ ''یہ کبھی نہ ہو گا کہ ملکہ مصر قیصر کے جلوس فتح میں اس کے رتھ کے پیچھے زنجیروں میں جکڑی ہوئی چلے۔ لیکن میں کیا کروں؟ شارمن! بتاؤ کیا کر سکتی ہوں۔''

''آپ مر سکتی ہیں ملکہ'' شارمن نے نہایت سکون سے جواب دیا۔

''ہاں یہ تو میں بھول ہی گئی تھی۔ الم پس! کوئی زہر ہے تمہارے پاس۔''

''نہیں ملکہ۔ لیکن آپ فرمائیں تو میں کل تک ایک ایسا تیز زہر تیار کر سکتا ہوں کہ اسے پینے والے کو اگر دیوتا بھی چاہیں تو ایک منٹ کے لیے بھی زندہ نہیں رکھ سکتے۔''

''تو پھر یہ زہر تیار کر لو۔''

میں سلام کر کے رخصت ہوا۔ اور اسی رات میں اور آتوا وہ زہر قاتل تیار کرنے میں مصروف ہو گئے۔ آخر کار وہ زہر تیار ہو گیا اور آتوا نے وہ موت لانے والا سیال ایک شیشی میں بھر دیا اور اسے روشنی میں دیکھنے لگی۔ زہر پانی کی طرح شفاف تھا۔

''ہائے! ہائے!'' وہ اپنی باریک تیکھی آواز میں بولی: ''ملکہ کے لیے کیسی زبردست چیز تیار کی ہے کہ میرے کشید کیے ہوئے اس زہر کے صرف پچاس قطرے قلوپطرہ کے حلق سے نیچے اتر جائیں گے تو ہرماسیس! تم اپنا انتقام لے لو گے۔ کاش میں بھی اس وقت وہاں آسکتی اور اس ملکہ کو مرتے دیکھ سکتی جس نے تمہیں اور مصر کو تباہ کیا۔ اوہو ہو۔ کیا نظارہ ہو گا۔''

''انتقام ایک ایسا تیر ہے جو بعض دفعہ چلانے والے کے ہی سینے میں پیوست ہو جاتا ہے۔'' میں نے شارمن کے الفاظ یاد کر کے کہا۔

❁ ❁ ❁

حواشی

(1) قلوپطرہ کے بطن سے جولیس سیزر کا بھی ایک لڑکا تھا جس کا نام ''سیسرون'' تھا۔ قیصر اقطاویانوس نے اُسے یہ کہہ کر قتل کرا دیا کہ ایک سے زیادہ قیصر دنیا کے لیے خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں۔ انطونی سے قلوپطرہ کے ایک لڑکا بطلیموس اور ایک لڑکی قلوپطرہ تھی۔ (مترجم)

❁ ❁ ❁

آٹھواں باب

قلوپطرہ کی موت

دوسرے دن قلوپطرہ قیصر سے اجازت لے کر انطونی کے مقبرے میں گئی۔ خوب روئی دھوئی اور کہنے لگی کہ مصر کے دیوتا اس سے روٹھ گئے۔ پھر انطونی کے تابوت پر تازہ پھول رکھ کر واپس آئی۔ غسل کر کے اپنے بدن میں عطر لگایا اور نہایت زرق برق پوشاک پہن کر شارمن، ایراس اور میرے ساتھ مل کر کھانا کھایا اور اس وقت دفعتہً جیسے وہ اپنے رنج وغم بھول گئی اور ہنسنے اور گذشتہ دعوتوں کے واقعات بیان کرنے لگی اور اسے طرسوس کی وہ رات یاد آ گئی جب اس نے انطونی کے ساتھ کھانا کھایا تھا اور موتی سرکے میں گھول کر پی گئی تھی۔

''یہ عجیب بات ہے'' اس نے کہا: ''کہ مرتے وقت انطونی کو کچھ اور یاد نہ آیا اور ہرماسیس کے الفاظ یاد آ گئے۔ شارمن! تمہیں ہرماسیس یاد ہے نا؟''

''یاد ہے ملکہ مصر'' شارمن نے نظریں جھکا کر جواب دیا۔

''وہ کون تھا ہرماسیس؟'' میں نے پوچھا تاکہ معلوم کر سکوں کہ آیا اب بھی اس کی یاد قلوپطرہ کو ستا رہی ہے یا نہیں۔

''بیحد عجیب داستان ہے یہ الم پس۔ لیکن اب چونکہ سب کچھ ختم ہونے کے قریب ہے۔ اسی لیے میں تمہیں یہ کہانی سناتی ہوں۔ ہرماسیس فراعنہ کے خاندان سے تھا اور ابیدس کے ایک ہیکل سے فرعونیت کا تاج اپنے سر پر رکھنے کے بعد یہاں اسکندریہ میں آیا تھا کہ مصر کا تاج وتخت حاصل کر سکے۔ بہرحال وہ نجومی کے بھیس میں میرے پاس آیا۔ اور وہ الم پس، تمہاری طرح ہی زبردست عالم اور جادوگر تھا اس کے علاوہ وہ خوبصورت بھی تھا۔ خیر تو یہ تھی اس کی سازش کہ مجھے قتل کر کے مصر کا فرعون بن بیٹھے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ بہت گہری سازش تھی وہ۔ جس میں مصر کے بہت سے معزز لوگ شریک تھے اور قریب قریب آدھا مصر ہرماسیس کو دل ہی دل میں فرعون تسلیم کر چکا تھا۔ ہاں! تو عین اس رات جب ہرماسیس مجھے

قتل کرنے والا تھا۔ شارمن میرے پاس آئی اور اس نے اس سازش اور ہرماسیس کے ارادے
کی خبر مجھے کر دی۔ خود اسے اس سازش کا پتہ اسی دن چلا تھا...... لیکن شارمن میں نے آج
تک تم سے کچھ نہیں کہا۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ مجھے شروع ہی سے تم پر شک تھا اور اب یقین ہو
چکا ہے کہ بھی اس سازش میں شریک تھیں لیکن چونکہ ہرماسیس نے تمہاری محبت کو ٹھکرا دیا تھا۔
اس لیے تم نے جل کر اس سازش کا بھانڈا پھوڑ دیا۔ اب سچ سچ بتا دو یہی بات تھی نا! ڈرو نہیں
اب میں تمہیں کچھ نہ کہوں گی کیونکہ اب کہنے کو رہ ہی کیا گیا ہے؟ ہاں بتاؤ شارمن۔''

''آپ ٹھیک کہتی ہیں' میں اس سازش میں شریک تھی لیکن چونکہ ہرماسیس نے مجھے
اور میری محبت کو ٹھکرا دیا تھا۔ اس لیے میں نے اس کا راز فاش کر دیا۔ مجھے اس سے محبت تھی
اور ہے۔ اور میں اس کی یاد میں اب تک کنواری بیٹھی رہ ہوں۔''

اور اس نے کنکھیوں سے میری طرف دیکھا۔

''تو میرا خیال غلط نہ تھا۔ واقعی عورت کے دل کے راز کو کوئی نہیں پا سکا تو تم بھی
اس سازش میں شریک تھیں۔ سچ ہے کہ حکمران کانٹوں کی سیج پر سوتے ہیں اور جب تخت پر
بیٹھتے ہیں تو ان کے سر پر باریک بال سے بندھی ہوئی تلوار لٹکتی رہتی ہے جو کسی بھی وقت ان
کے سر پر گر سکتی ہے۔ بہرحال شارمن میں نے تمہیں معاف کیا کچھ بھی ہوا اس کے بعد سے
آج تک تم میری وفادار رہی ہو۔''

''تو آمدم برسر مطلب کہ میں ہرماسیس کو قتل کرنے کی جرأت نہ کر سکی کیونکہ خوف
تھا کہ اس طرح پورا مصر میرے خلاف اٹھ کھڑا ہوگا۔ اب یہ عجیب اور ناقابل یقین سی بات تھی
کہ ہرماسیس مجھے قتل کرنا چاہتا تھا اور مجھ سے محبت بھی کرتا تھا۔ چنانچہ میں نے سوچا کہ کیوں
نہ اسے اپنی محبت میں الجھا لوں۔ اس کے علاوہ وہ مجھے پسند بھی تھا اور پھر کسی کی محبت کو ٹھکرا
دینا قلوپطرہ کی فطرت کے خلاف ہے۔ خیر تو جب وہ اپنے چغے میں خنجر چھپائے میری خواب
گاہ میں آیا تو میں نے اپنے حسن کا سنہرا جال پھینکا اور ہرماسیس اس میں پھنس گیا۔ فتح میری
ہوئی۔ میں نے شراب میں حشیش کی تھوڑی سی مقدار گھول کر اسے پلا دی اور وہ بیہوش ہو گیا۔
بیہوش ہونے سے پہلے اس کی آنکھوں میں نفرت غصہ اور خجالت کی جو چمک آئی تھی میں کبھی
اسے نہ بھلا سکوں گی۔ بہرحال اسے ہوش آیا تو وہ شہزادے کے بجائے میرا غلام تھا۔ اس کے
بعد وہ میرے پاس ہی رہا یہاں تک کہ میں اس سے اکتا گئی۔ اول تو اس لیے کہ اس کی قوت
میں نے چوس لی تھی اور دوم اس لیے کہ وہ ہر دم اداس اور غمگین رہتا تھا۔ لیکن وہ چونکہ چاہتا

تھا کہ مجھ سے چمٹا رہے۔ چنانچہ مجھے مناسب معلوم ہوا کہ اس سے کچھ اور بھی کام لوں۔ اور
جب میں نے اس سے کہا کہ میں اس سے شادی کر لوں گی تو اس نے خوش ہو کر منقورا کے حرم
کا راز بتا دیا۔ ہم دونوں وہاں پہنچے اور خزانہ لے کر واپس آئے۔ میں منقورا کے حرم کی بھیانک
رات کو کبھی نہ بھول سکوں گی۔ یہ زمرد منقورا کے خزانے کے زمردوں میں سے ایک ہے۔''

''ہاں۔ تو منقورا کی لاش کے سینے پر ایک تختی رکھی ہوئی تھی۔ تو اس پر کی تحریر اور
ہرماسیس سے اپنے وعدے کا خیال کر کے میں نے ارادہ کر لیا کہ ڈلیوس کو نہایت سخت جواب
کے ساتھ انطونی کے پاس واپس بھیج دوں اور خود میں ہرماسیس سے شادی کر لوں چنانچہ دوسرے
دن دربار میں جانے سے پہلے میں نے شارمن سے اس کا ذکر کیا کہ دیکھوں یہ کیا کہتی ہے؟ اب
دیکھو! الم پس کہ رشک و رقابت کی آگ کیا کیا کرتی ہے۔ افوہ! لوگوں کی امیدوں کے نخل
خاک سیاہ کر دیتی ہے۔ اب بھلا شارمن اس بات کو کیسے برداشت کر سکتی تھی کہ وہ آدمی جس
سے یہ خود محبت کرتی تھی میرا شوہر بن جاتا؟ چنانچہ اس نے بڑے زور وشور سے میری مخالفت کی
اور مجھے مشورہ دیا کہ میں انطونی سے ملنے طرطوس چلی جاؤں۔ اور اس کے لیے شارمن میں
تمہاری مشکور ہوں۔ خیر تو مجھے بھی شارمن کے دلائل مناسب اور قابل قبول معلوم ہوئے اور میں
ہرماسیس سے شادی کرنے کا خیال ترک کر کے طرسوس چلی گئی۔ شارمن یہ تمہارے رشک و
رقابت کا نتیجہ ہے کہ آج قیصر روم کا بادشاہ ہے۔ انطونی مر چکا ہے اور آج ہی مجھے بھی مرنا
ہے۔ شارمن! نہ تمہارا بھلا ہوا نہ میرا اور نہ مصر کا۔ تاہم میں کہتی ہوں جو ہوا اچھا ہوا۔''

''اور وہ ہرماسیس اب کہاں ہے؟'' میں نے پوچھا۔

''شاید آمنتی میں دیوی ایزیس سے صلح صفائی کر رہا ہوگا۔ طرسوس میں' میں انطونی
سے ملی اور اس سے محبت کرنے لگی اور اسی قوت سے مجھے ہرماسیس سے نفرت ہو گئی۔ اس کی
موجودگی مجھے کھٹکنے لگی اور میں نے اس کا کام تمام کر دینے کا فیصلہ کر لیا۔ کیونکہ جس عاشق کو ٹھکرا
دیا جائے اور پھر اُسے زندہ رکھنا اپنی ہلاکت کو دعوت دینا ہے۔ ایک رات جب میں انطونی کے
ساتھ کھانا کھا رہی تھی تو ہرماسیس نے ایک بدشگونی کی بات کہی اور میں نے اسی رات اسے قتل
کروا دینے کا ارادہ کر لیا لیکن وہ فرار ہو گیا۔''

''فرار ہو گیا! کہاں؟'' میں نے مصنوعی حیرت سے پوچھا۔

''دیوتا جانیں کہاں۔ برونوس جو محافظوں کا افسر تھا اور اب اپنے وطن چلا گیا ہے۔
اس کا کہنا تھا کہ اس رات ہرماسیس چھت پر آیا اور آسمان کی طرف پرواز کر گیا لیکن مجھے یہ

من گھڑت قصہ معلوم ہوتا ہے کیونکہ بوڑھا برونوس ہرماسیس کو اپنے بیٹے کی طرح چاہنے لگا تھا۔لیکن میں سمجھتی ہوں کہ وہ جزیرۂ قبرس کے ساحل کے قریب غرق ہوگیا۔لیکن شاید شارمن اس کے متعلق کچھ بتا سکے۔"

"میں کچھ نہیں جانتی۔ ہرماسیس یقیناً اب دنیا میں نہیں ہے۔"

"یہ اچھا ہی ہے۔ شارمن! ہر چند کہ اسے پسند کرتی تھی لیکن یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتی کہ وہ بڑا خطرناک آدمی تھا۔ بہر حال مجھے اس سے محبت نہ تھی حالانکہ میں نے جھوٹی محبت کا اظہار کر کے اس سے وہ سب کچھ حاصل کر لیا جو میں حاصل کرنا چاہتی تھی۔ وہ مر چکا ہے لیکن میں اب بھی اس سے ڈرتی ہوں۔ جنگ میں ای ہرماسیس کی آواز میرے کانوں میں چلا رہی تھی کہ..... بھاگو ورنہ ماری جاؤ گی..... دیوتاؤں کا شکر ہے کہ وہ اب اس دنیا میں نہیں رہا۔"

اور اس وقت میں کشف سے قلوپطرہ پر اپنا روحانی اثر جمانے لگا۔ آہستہ آہستہ قلوپطرہ کی روح میرے زیر اثر آتی گئی۔ یہاں تک قلوپطرہ کو یوں محسوس ہوا جیسے مردہ ہرماسیس اس کے قریب ہی موجود ہے۔

"یہ کیا ہوا! یہ کیا ہوا!" وہ گھبرا کر چلا اٹھی: "دیوتاؤں کی قسم میرے دل پر خوف طاری ہوا جا رہا ہے اور میں محسوس کر رہی ہوں جیسے ہرماسیس میرے قریب موجود ہے۔"

"ملکہ! اگر وہ مر چکا ہے تو ہر جگہ آ سکتا ہے۔خصوصاً اس وقت جب کہ آپ کی موت کا وقت قریب ہے۔بہت ممکن ہے کہ اس کی روح آپ کی روح کے استقبال کو یہاں آ گئی ہو۔"

آہ! ایسا نہ کہو الم پس۔ میں اس ہرماسیس سے ملنا نہیں چاہتی' نہ اس دنیا میں نہ اس دنیا میں۔ مجھے اس سے خوف آتا ہے اور..... آہ! شکر ہے کہ میرے دل پر سے خوف ہٹ گیا۔ بہر حال اس بیوقوف ہرماسیس کی کہانی سنانے میں وقت خوب کٹا۔ شارمن! کوئی گیت سناؤ کہ میں ہرماسیس کے بھیانک خیال کو اپنے ذہن سے دور کر سکوں۔ گاؤ..... شارمن گاؤ۔

"ملکہ! یہ گانے کا کیا ہی برا وقت ہے" شارمن نے کہا اور بربط اٹھا کر یوں گانے لگی۔

یہ آنسو..... یہ شبنم کے سے آنسو۔ میرے محبوب کی یاد میں بہہ رہے ہیں..... رو رہی ہوں بلک بلک کر رو رہی ہوں..... اے آنسوؤ' اے شبنم کے سے آنسوؤ..... میرے محبوب

کی قبر کی مٹی میں جذب ہو جاؤ اور اس پر پھول کھلا دو۔

کیونکہ میں رونے کے سوا کچھ نہیں کر سکتی۔

یہ آنسو..... یہ شبنم کے سے آنسو میرے محبوب کی یاد میں بہہ رہے ہیں.....اور یہ غم جو میرے دل کو دکھائے جا رہا ہے۔

اے میرے محبوب!..... تیرا ہی بخشا ہوا تحفہ ہے۔

اے آنسوؤ..... بہو! خوب بہو یہاں تک کہ میرے محبوب کی قبر پر..... پھول کھل اٹھیں اور اس کی قبر معطر ہو جائے۔

یہ آنسو..... یہ شبنم کے سے آنسو میرے محبوب کی یاد میں بہہ رہے ہیں۔

شارمن خاموش ہوگئی۔اس نے یہ گیت ایسی پرسوز آواز میں گایا تھا اور خود گیت بھی ایسا درد انگیز تھا کہ ایراس رو رہی تھی اور قلوپطرہ کی آنکھیں پرنم تھیں لیکن میرے آنسو خشک ہو چکے تھے۔ میں نہ رویا۔

"بہت پردرد گیت تھا شارمن!" قلوپطرہ نے کہا: "اور واقعی اس وقت کے لیے بیحد مناسب تھا۔شارمن جب میں مر جاؤں تو یہی گیت میری لاش پر گانا' اور اب دنیوی لذتوں کو آخری سلام۔الم پس! وہ کاغذ اٹھاؤ اور میں جو لکھاؤں لکھو۔"

میں کاغذ قلم لے کر بیٹھ گیا اور یونانی زبان میں یہ تحریر لکھی۔

"قلوپطرہ کی طرف سے اقطادیانوس کو سلام پہنچے۔آخر وہ وقت آ ہی گیا جبکہ روح قفس عنصری کو چھوڑ کر کسی دوسرے عالم میں چلی جاتی ہے۔قیصر فتح تمہاری ہوئی۔ جاؤ مال غنیمت اپنے ساتھ لے جاؤ لیکن تم قلوپطرہ کو نہ لے جا سکو گے۔وہ تمہارے جلوس فتح میں ایک قیدی کی حیثیت سے شریک نہیں ہو سکتی۔ جب ہمارے پاس کچھ نہ رہے تو ہمیں مایوسی کے اس صحرا میں پختہ ارادے کا ایک نخلستان تلاش کر لینا چاہیے۔قلوپطرہ' انطونی کی طرح عظیم تھی' عظیم ہے اور عظیم رہے گی۔ محض غلام ہی ایسی ذلیل زندگی گذار سکتے ہیں جیسی کہ تم چاہتے ہو۔ لیکن عظیم ہستیوں کو ایسی زندگی راس نہیں آتی۔انہیں ذلیل ہونے سے پہلے مر جانا چاہیے۔اے قیصر! تم سے یہ میری آخری استدعا ہے کہ میں انطونی کی ہی قبر میں دفنائی جاؤں۔

سلام اور الوداع"

جب میں لکھ چکا تو قلوپطرہ نے اس پر اپنی مہر لگا کر مجھ سے کہا کہ میں کسی کے بھی

ہاتھ یہ مراسلہ قیصر کو بھجوا کر فوراً واپس آؤں۔ میں مقبرے سے باہر آیا۔ دروازے کے قریب ہی مجھے ایک سپاہی مل گیا جو چھٹی پر تھا۔ میں نے مراسلہ اور تھوڑے سے سکے اسے دے کر کہا کہ وہ مراسلہ قیصر کو دے آئے۔ میں واپس مقبرے میں پہنچا۔ قلوپطرہ، شارمن اور ایراس تینوں خاموش کھڑی تھیں۔ قلوپطرہ اس کے کندھے پر ہاتھ رکھے کھڑی تھی اور شارمن دونوں سے ذرا ہٹ کر کھڑی ہوئی تھی۔

''ملکہ مصر!'' میں نے کہا: ''اگر مرنے کا ارادہ کر ہی چکی ہیں تو جلدی کیجئے وقت بہت کم ہے۔ آپ کا مراسلہ ملتے ہی قیصر اپنے آدمیوں کے ساتھ یہاں دوڑ آئے گا۔''

اور میں نے چغے کی جیب سے شیشی نکال کر میز پر رکھ دی۔

کس قدر بے ضرر معلوم ہوتا ہے یہ پانی! قلوپطرہ نے شیشی اٹھا کر کہا۔ لیکن اس میں میری موت چھپی ہوئی ہے۔

''ملکہ مصر! اتنا زہر دس آدمیوں کو مارنے کے لیے کافی ہے۔ چنانچہ پوری شیشی پینے کی کوئی ضرورت نہیں۔''

''کیسے یقین کرلوں کہ اسے پیتے ہی میں مر جاؤں گی'' قلوپطرہ نے کہا: ''میں نے بہت سے آدمیوں کو زہر پی کر مرتے دیکھا ہے۔ ان میں سے ایک بھی تو فوراً نہیں مرا اور بعض تو......اُف! اس خیال سے ہی کانپ اٹھتی ہوں۔''

''آپ گھبرائیں نہیں۔ میں اپنے فن کا استاد ہوں۔ اگر آپ کو خوف آتا ہے تو پھر رہنے دیجئے اور قیدی بن کر قیصر کے رتھ کے پیچھے چلیے تاکہ رومی عورتیں آپ پر ہنسیں۔''

''نہیں الم پس! اب مجھے زندگی عزیز نہیں۔ لیکن کاش پہلے کوئی میرا اطمینان کر دیتا۔'' ایراس آگے بڑھی اور اس نے کہا۔

''الم پس! لاؤ زہر مجھے دو۔ میں اگلی دنیا میں ملکہ کا استقبال کرنے کے لئے پہلے جاؤں گی۔''

''بہت اچھا یوں ہی سہی''۔ میں نے کہا: ''اور سونے کے جام میں زہر کے چند قطرے ڈال دیئے۔''

ایراس نے جام اٹھایا۔ قلوپطرہ کو سلام کر کے اس کی پیشانی پر بوسہ دیا پھر شارمن کی پیشانی چومی اور زہر پی گئی۔ فوراً ہی اس نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر تھام لیا اور ایک لمحے سے بھی کم عرصہ میں مردہ ہو کر گر گئی۔

''دیکھ لیا ملکہ نے کس قدر تیز ہے زہر؟'' میں نے اس بھیانک خاموشی کو توڑا۔

''واقعی الم پس! تم اپنے فن کے استاد ہو۔ لاؤ پھر مجھے بھی دو۔ ایراس کہیں میرا انتظار کرتے کرتے تھک نہ جائے۔''

میں نہ چاہتا تھا کہ قلوپطرہ مجھے پہچانے بغیر ہی ایراس کی طرح فوراً مر جائے چنانچہ میں نے جام کھنگالنے کے بہانے زہر میں تھوڑا سا پانی ملا دیا۔ قلوپطرہ نے جام ہاتھ میں لے کر آنکھیں آسمان کی طرف اٹھائیں اور چلا کر یوں کہا:

''اے مصر کے دیوتاؤ! تم نے مجھے چھوڑ دیا۔ چنانچہ اب میں تمہیں نہ پکاروں گی۔ تم میرے لیے بہرے اور اندھے بن گئے ہو۔ لیکن اب میں ایسی دیوی کو پکار رہی ہوں جو شاہ و گدا کی آواز پر لبیک کہتی ہے۔ جو بادشاہوں اور فقیروں کے سر ایک ہی تکیئے پر رکھ دیتی ہے۔ اے موت! اے نجات کی دیوی! آ اور مجھے میٹھی نیند سلا دے۔ آ اور مجھے اس دنیا میں لے جا جہاں نہ ہوائیں چلتی ہیں اور نہ سمندر دھاڑتے ہیں۔ مجھے اس دنیا میں لے جا جہاں قیصر کی فوج نہیں پہنچ سکتی۔ مجھے ایک ان دیکھی دنیا میں لے جا اور میرے سر پر ابدی سکون کا تاج رکھ دے۔ آہ! موت!......آہ انطونی۔''

اور اس نے زہر پی کر جام ایک طرف پھینک دیا۔

اب انتقام کی دوسری اور آخری قسط پوری ہونے کا وقت آ گیا تھا۔ فرعون منقورا کی لعنت ملکہ مصر پر پڑ چکی تھی۔

یہ کیا ہوا۔ قلوپطرہ چلائی: ''میرا بدن ٹھنڈا ہو چکا ہے لیکن میں مری نہیں! نمک حرام حکیم تو نے مجھے دھوکا دیا۔''

''صبر سے کام لو قلوپطرہ۔ بہت جلد تم اس دنیا سے رخصت ہو کر دیوتاؤں کا جلال دیکھو گی۔ منقورا کی لعنت پڑ چکی ہے۔ دیکھو میری طرف دیکھو۔ اس نچڑے ہوئے اور خشک چہرے کی طرف دیکھو۔ دیکھو۔ پہچانا مجھے؟''

اس نے وحشت زدہ ہو کر میری طرف دیکھا۔

''اوہ! اوہ!'' وہ چلائی: ''آخر کار میں نے تمہیں پہچان لیا۔ تم ہرماسیس ہو۔ آہ! مردہ ہرماسیس زندہ ہو گیا۔''

''ہاں! مردہ ہرماسیس زندہ ہو گیا کہ اپنا انتقام لے اور تمہیں دائمی عذاب کے مقام پر پہنچا دے۔ دیکھو قلوپطرہ جس طرح تم نے مجھے تباہ کیا تھا۔ اسی طرح میں نے بھی تمہیں تباہ

کر دیا۔ میں تمہارے اس زوال کا اصلی سبب ہوں۔ وہ میری ہی آواز تھی جس نے جنگ میں تمہیں خوفزدہ کر دیا تھا۔ میں نے ہی مصریوں کو تمہاری مدد کرنے سے روکا تھا۔ میں نے ہی انطونی کی قوت پارہ پارہ کر دی۔ میں نے ہی تمہاری فوج کے افسروں کو دیوتاؤں کی نشانی دکھائی تھی۔ اور دیکھو میں نے ہی تمہیں زہر دیا۔ دیکھو لو...... میں انتقام کی وہ تلوار ہوں جو دیوتاؤں نے بلند کی ہے۔ میں تمہیں تباہی کے بدلے تباہی دے رہا ہوں۔ دھوکے کے بدلے دھوکا اور موت کے عوض موت۔ شارمن نے مجھے شروع میں دھوکا دیا تھا لیکن بعد میں میرے انتقام کی برابر کی شریک رہی۔ شارمن! یہاں آؤ اور اس فاحشہ کو مرتے دیکھو۔''

قلوپطرہ کراہ کر کوچ پر بیٹھ گئی۔

''آہ! شارمن تم بھی!'' اس نے کراہ کر کہا۔

چند ثانیوں تک وہ یونہی بیٹھی رہی اور پھر دفعتہً اس کا شاہی جلال اور خودداری عود کر آئی اور وہ لڑکھڑا کر اٹھی اور دونوں ہاتھ پھیلا کر یوں چلائی۔

کاش! اے کاش مجھے صرف ایک گھنٹے کی زندگی مل جاتی اور پھر میں تمہاری اس دھوکے باز رنڈی کو ایسی موت مارتی کہ لوگ اس کے خیال سے ہی لرز اٹھتے اور تم...... ہرماسیس! تم مجھ سے محبت کرتے تھے۔ دیکھو...... دیکھو...... بیوقوف سازشی کاہن! دیکھو۔ اور قلوپطرہ نے اپنا سینہ عریاں کر دیا۔ دیکھو کئی راتوں تک اس سینے پر تمہارا سر رہا ہے''۔ دیکھو ان گوری بانہوں میں تم سوئے ہو اور ان ہونٹوں کو تم نے چوما ہے۔ ان راتوں کو یاد کرو اگر ممکن ہو تو بھلا دو۔ لیکن، نہیں تم نہ بھلا سکو گے۔ وہ راتیں ناگن بن کر تمہیں ڈستی رہیں گی۔ میری یہ تکلیف تو عارضی ہے۔ لیکن تم میری اور ان راتوں کی یاد میں' جو تم نے میرے پہلو میں گذاری تھیں۔ آخر دم تک تڑپتے رہو گے۔ تم مرنا چاہو گے اور مر نہ سکو گے۔ ہرماسیس! اب بھی فتح میری ہے۔ اب بھی میں تم پر حاوی ہوں اور رہوں گی۔ میں تمہارے منہ پر تھوکتی ہوں اور بددعا دیتی ہوں کہ مرتے دم تک تم مجھے اور مجھ سے اپنی محبت یاد کر کے بے چین و بے قرار ہو گے۔ انطونی! میرے پیارے انطونی! میں آ رہی ہوں۔ اور پھر کوئی ہمیں جدا نہ کر سکے گا۔ میں مر رہی ہوں۔ آؤ انطونی! مجھے اپنی آغوش میں لے لو اور اس جگہ لے جاؤ جہاں ابدی سکون ہے۔

غصے اور انتقام کے جذبے سے بھرا ہوا ہونے کے باوجود قلوپطرہ کے یہ الفاظ سن کر میں کانپ گیا۔ افسوس! صد افسوس! قلوپطرہ نے سچ کہا تھا۔ میں اس سے محبت کرتا تھا اور اس وقت جبکہ وہ مر رہی تھی میری محبت دوچند ہو گئی تھی۔ انتقام کی تلوار میرے ہی سر پر پڑی تھی۔

میرا دل رشک و رقابت کی آگ سے پھنکنے لگا اور میں نے چیخ کر کہا:

''کیا سکون؟ کہاں کا سکون؟ اور وہ بھی تمہارے لیے قلوپطرہ؟ اے مقدس ثالوث سنو۔ اے ازیرس آمنتی کے دروازے کھول دے اور ان کو یہاں بھیج جنہیں میں طلب کروں۔ اے بطلیموس! جسے قلوپطرہ نے زہر دے دیا تھا آ۔ اے قلوپطرہ کی بہن ارسونا۔ جسے ایک معبد میں قتل کر دیا گیا تو بھی آ۔ اے فرعون منقورا جس کے مقدس جسم کو قلوپطرہ نے دولت کے لالچ میں ادھیڑ دیا تھا۔ تم بھی آؤ۔ آؤ! آؤ! وہ سب آؤ۔ جو قلوپطرہ کے حکم سے قتل کیے گئے تھے۔ آمنتی کی پنہائیوں میں سے نکل کر اس ناپاک عورت کی ناپاک روح کا استقبال کرو۔ میں اپنی عبادتوں کا واسطہ دے کر تمہیں طلب کر رہا ہوں۔ آؤ۔ آؤ......''

میں انتہائی جوش کے عالم میں کہہ رہا تھا اور شارمن خوفزدہ ہو کر مجھ سے چمٹ گئی تھی اور قلوپطرہ اپنی ہتھیلی پر ٹھوڑی ٹکائے زہر کے اثر سے دائیں بائیں ڈول رہی تھی۔

اور پھر میری اس پکار کا جواب آیا۔

دفعتہً کمرے میں دریچہ کھلا اور وہی بھوری چمگادڑ جو منقورا کے حرم میں ہم نے خواجہ سرا کی ٹھوڑی سے لٹکتے دیکھی تھی۔ سست پروازی سے کمرے میں داخل ہوئی اس نے کمرے میں تین چکر لگائے۔ ایک دفعہ گھڑی بھر کے لیے ایراس کی لاش پر منڈلائی اور پھر قلوپطرہ کے سر پر منڈلانے کے بعد اس کے تاج میں جڑے ہوئے اس زمرد سے لٹک گئی جو منقورا کا سینہ چیر کر نکالا گیا تھا۔ تین دفعہ وہ بھوری بلا چلائی' تین دفعہ اس نے اپنے استخوانی بازو پھڑ پھڑائے اور پھر چلی گئی۔

اور پھر یکایک اس کمرے میں ان آدمیوں کے شبیہیں ابھرنے لگیں جو مر چکے تھے۔ اور ان میں قلوپطرہ کی بہن ارسونا تھی۔ اس کے چہرے پر وہی خوف منجمد تھا جو جلاد کا تیغہ دیکھ کر پیدا ہو گیا ہو گا۔ اور پھر قلوپطرہ کا بھائی بطلیموس تھا جس کے خدوخال زہر کے اثر سے بگڑ گئے تھے۔ اور پھر فرعون منقورا تھا جس کا سینہ چیرا ہوا تھا۔ اور سیپا تھے جن کی گردن سے خون ٹپک رہا تھا اور جسم کی کھال ظالموں کی مار سے پارہ پارہ ہو گئی تھی اور وہ چھ غلام تھے جن پر قلوپطرہ نے چھ مختلف طرح کے زہر آزمائے تھے اور دوسرے بہت سے تھے اور یہ شبیہیں اس کمرے میں ہجوم کر آئی تھیں اور انتہائی بھیانک نظارہ تھا وہ۔

''دیکھو! دیکھو قلوپطرہ'' میں نے کہا: ''یہ ہے تمہارا سکون! دیکھو! غور سے دیکھو! اور مر جاؤ۔ آمنتی کا عذاب اور یہ سب روحیں تمہاری منتظر ہیں کہ تم سے بدلہ لیں۔''

''ہاں دیکھو! دیکھو اور مر جاؤ'' شارمن نے کہا: ''تم نے مجھے اور مصر کو برباد کر دیا۔''

قلوپطرہ نے گردن اٹھا کر ان بھیانک شبیہوں کی طرف دیکھا۔ بہت ممکن ہے کہ اس وقت قلوپطرہ کی روح جو اس کے جسم سے نکلنے والی تھی۔ ان آوازوں کو بھی سن رہی ہو جنہیں میں سن نہ سکتا تھا۔ بہت ممکن ہے آوازیں قلوپطرہ کو ڈرا دھمکا رہی ہوں۔ بہت ممکن ہے وہ قلوپطرہ کو اس عذاب سے آگاہ کر رہی ہو جو آمنتی میں اس کے لیے مقرر ہو چکا تھا۔ قلوپطرہ کے چہرے کے پٹھے خوف سے کھنچ گئے۔ اس کی آنکھیں دہشت سے پھیل گئیں۔ اور وہ ایک فلک شگاف چیخ مار کر گری اور تڑپ کر مر گئی(1)۔ اس کے فوراً بعد ہی شبیہیں بھی فضا میں تحلیل ہو گئیں۔

❀ ❀ ❀

حواشی

(1) قلوپطرہ کی موت کے متعلق مورخین مختلف الرائے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ اس نے سانپ سے اپنے آپ کو ڈسوا لیا تھا۔ بعض کا خیال ہے کہ اس نے زہر پی لیا تھا۔ پلوتارک کا کہنا ہے کہ جو لوگ ملکہ کی موت کے پانچ منٹ بعد وہاں پہنچے تھے انہیں بھی معلوم نہ ہو سکا کہ وہ کس طرح مری۔ بہر حال آج تک کوئی بھی یہ یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ قلوپطرہ کی موت کس چیز سے واقع ہوئی۔ (مترجم)

❀ ❀ ❀

نواں باب

انکشاف اور سزائے موت

شارمن میرا ہاتھ چھوڑ کر الگ کھڑی ہو گئی۔

''ہرماسیس! بیدرد ہرماسیس!'' اس نے کہا: ''بہت بھیانک تھا تمہارا انتقام قلوپطرہ! تم اپنے گناہوں کے باوجود حقیقت میں عظیم تھیں۔''

''آؤ! ہرماسیس! ہم دونوں مل کر ملکہ کے جسم خاکی کو کوچ پر لٹا دیں اور اسے پورا شاہی لباس پہنا دیں۔ تاکہ جب قیصر کے آدمی آئیں تو مصر کی آخری ملکہ کو اپنی پوری شان و شوکت سے دیکھ سکیں۔''

میں نے کوئی جواب نہ دیا۔ جواب دے ہی نہ سکا۔ میرا دل اداسی اور غم کے بوجھ سے بھاری ہو رہا تھا۔ اور جبکہ میرا کام پورا ہو چکا تھا۔ میں ایک طرح کی تھکن محسوس کر رہا تھا ہم دونوں نے مل کر قلوپطرہ کی لاش اٹھائی اور سنہرے کوچ پر رکھ دی۔ شارمن نے قلوپطرہ کے بالوں میں کنگھی کر کے تاج اس کے سر پر رکھا اور پھر وہ آنکھیں ہمیشہ کے لیے بند کر دیں جن میں سمندروں کی سی گہرائی اور گمبھیرتا تھی۔ شارمن نے ملکہ کے سرد ہاتھ اس کے سینے پر باندھ دیئے جس میں جذبات کے طوفان اٹھا کرتے تھے اور مڑے ہوئے پیر سیدھے کر دیئے اور سر کے بالوں میں تازہ پھول اٹکا دیئے۔ اور یوں قلوپطرہ اپنے سنہری کوچ پر لیٹی ہوئی ابدی نیند سو رہی تھی۔ اور مرنے کے بعد بھی وہ دنیا کی ہر عورت سے زیادہ حسین تھی۔

ہم چند قدم پیچھے ہٹ کر ایراس اور قلوپطرہ کی لاشوں کو دیکھنے لگے۔

''کھیل ختم ہوا'' شارمن نے کہا: ''ہم نے انتقام لے لیا اور اب کیا ارادہ ہے۔ ہرماسیس؟ کیا تم بھی اسی راہ جاؤ گے۔'' اور اس نے زہر کی شیشی کی طرف اشارہ کیا۔

''نہیں شارمن! البتہ میں موت کے سامنے سے بھاگ کر موت کی طرف ہی جا رہا ہوں۔ میری موت اتنی آسان نہ ہوگی۔ شارمن! اگر میں ایسی آسانی سے مر گیا تو شاید بخشا نہ جاؤں۔''

''جیسی تمہاری مرضی۔ لیکن میں اب دنیا میں نہ رہوں گی۔ میں اپنے گناہوں کا کفارہ ادا کر چکی۔ آہ! کتنی بدنصیب ہوں میں! میں نے اُن سب کو ہی دکھوں میں مبتلا کر دیا جنہیں میں چاہتی تھی۔ لیکن افسوس مجھے کسی نے نہ چاہا۔ میں نامراد ہی اس دنیا سے جا رہی ہوں۔ میں نے ہرماسیس تمہارا جو گناہ کیا تھا۔ اس کا کفارہ ادا کر چکی۔ اور اب میں جا رہی ہوں کہ قلوپطرہ سے جو میں نے بیوفائی کی ہے اس کا کفارہ آنتی میں ادا کروں۔ اور اس کے عذابوں میں برابر کی شریک رہوں۔ ہرماسیس! تمہارے بعد میں قلوپطرہ کو دنیا کی ہر چیز سے زیادہ چاہتی تھی کیونکہ اس نے مجھے بھی دنیا کی ہر چیز سے زیادہ عزیز رکھا تھا چنانچہ میں بھی وہی پیالہ پیوں گی جو قلوپطرہ اور ایراس نے پیا تھا۔''

اور اس نے سونے کے جام میں وہ زہر انڈیلا جو شیشی میں بچ رہا تھا۔

''شارمن! سوچ لو'' میں نے کہا: ''تم اب بھی زندہ رہ کر اپنے غموں کو بھلا سکتی ہو۔ زمانہ سب سے بڑا عجیب واقع ہوا ہے جو رفتہ رفتہ تمہارے سب غم دور کر دے گا۔''

''ہاں زندہ رہ سکتی ہوں۔ لیکن رہنا نہیں چاہتی۔ ان دنوں کی یاد مجھے تمام عمر غم زدہ رکھے گی۔ اور وہ محبت جو میں نے تم سے کی ہے۔ آسیب بن کر مجھے پریشان کرتی رہے گی۔ نہیں ہرماسیس! یہ نہ ہوگا۔ میں کبھی کی مر چکی تھی لیکن صرف تمہاری خدمت کرنے کے لیے آج تک زندہ رہی۔ اب تمہارا کام پورا ہو گیا۔ تمہیں میری ضرورت نہیں رہی چنانچہ میں تم سے ہمیشہ کے لیے رخصت ہوتی ہوں۔ جہاں میں جا رہی ہوں۔ وہاں تم نہ آ سکو گے۔ ہائے! اب میں تمہیں کبھی نہ دیکھ سکوں گی۔ کیونکہ ہرماسیس تمہیں مجھ سے محبت نہیں۔ تم اب بھی اس ملکہ سے پیار کرتے ہو جسے خود تم نے مارا ہے۔ لیکن نہ تو تم اسے حاصل کر سکو گے اور نہ میں تمہیں حاصل کر سکوں گی۔ اف! قسمت کتنا بھیانک کھیل کھیل گئی! ہرماسیس! مرنے سے پہلے میری تم سے ایک درخواست ہے۔ دیوتاؤں کے لیے صرف اتنا کہہ دو کہ تم نے مجھے معاف کیا اور ثبوت کے طور پر میری پیشانی پر بوسہ دو۔ ایک عاشق کی طرح نہیں ہرماسیس۔

ہاں۔ میری پیشانی پر بوسہ دو کہ میں سکون سے مر سکوں۔''

اور وہ ہاتھ پھیلا کر میری طرف بڑھی۔ اس کے ہونٹوں کے کونے کانپ رہے تھے اور اس کی صورت مسکینوں کی سی ہو گئی تھی۔

''شارمن!'' میں نے کہا: ''اب ہم اچھے اور برے کام کرنے کے لیے آزاد ہیں کہ اب ہمیں کوئی روکنے والا نہیں رہا۔ تاہم ایک چیز ہے جو ہمارے ارادوں کے سفینوں کو جب

چاہتی اور جس طرح چاہتی ہے بہا لے جاتی ہے۔ اور وہ چیز ہے قسمت...... اے شارمن میں نے تمہیں معاف کیا اور دیوتا بھی تمہیں معاف کریں۔ اور اس پہلے اور آخری بوسے سے میں اپنی معافی کی مہر ثبت کرتا ہوں۔''

اور میں نے اس کی پیشانی پر سے اپنے ہونٹ رکھ کر ہٹا لیے۔ وہ کچھ نہ بولی۔ کھڑی میری صورت تکتی رہی اور پھر زہر کا پیالہ اٹھا کر یوں کہا:

''ہرماسیس! الوداع! میں آخری دفعہ تمہاری صورت دیکھ رہی ہوں اور مرتے وقت یہ دعا کرتی ہوں کہ دیوتا تمہیں بخش دیں اور تمہاری بقیہ عمر سکون اور اطمینان سے گزرے۔ کیونکہ جو کچھ ہوا میری وجہ سے ہوا۔ تمہارے سب عذاب دیوتا مجھے دے دیں۔''

اور اس نے زہر پی کر پیالہ ایک طرف پھینک دیا۔ وہ ایک لمحہ تک کھڑی کہیں خلا میں گھورتی رہی۔ جیسے وہ موت کو اپنے قریب آتے دیکھ رہی ہو پھر وہ لڑکھڑا کر اوندھے منہ گری اور دوسرے ہی لمحے شارمن مصری مر چکی تھی۔ چند لمحوں تک میں تین لاشوں کے بیچ میں پریشان سا کھڑا رہا۔ اور قلوپطرہ کی لاش کے قریب پہنچا۔ کوچ پر بیٹھ کر قلوپطرہ کا سر اپنے گھٹنے پر رکھ لیا۔ کچھ دیر تک اس کا خوبصورت چہرہ دیکھتا رہا پھر جھک کر اس کی سرد پیشانی چومی اور اس مقبرے سے نکل آیا۔ میں اپنا انتقام لے چکا تھا لیکن دنیا کا سب سے زیادہ غم زدہ آدمی تھا۔

''حکیم'' جب میں دروازے میں سے نکل رہا تھا تو محافظوں کے افسر نے کہا: ''اندر کیا ہو رہا ہے؟ میں نے موت کی آوازیں سنی تھیں؟''

''ہو نہیں رہا۔ میرے دوست ہو چکا'' میں نے جواب دیا اور آگے بڑھ گیا۔ اور پھر راستے میں، میں نے شور سنا اور معلوم ہوا کہ یہ قیصر کے سفیر تھے جو قلوپطرہ کے پاس جا رہے تھے۔

گھر پہنچا تو آتوا میری منتظر تھی۔ وہ مجھے کھینچتی ہوئی ایک کونے میں لے گئی اور دوڑ کر دروازہ بند کر لیا۔

''کیا ہوا؟ کام پورا ہو گیا؟'' اس نے پوچھا اور پھر خود ہی جواب دیا: ''ہاں۔ پورا ہو ہی گیا ہو گا۔''

''ہاں۔ پورا ہو گیا آتوا! سب مر گئے۔ قلوپطرہ' ایراس اور شارمن سب مر گئے۔ صرف میں بچ رہا۔'' اور اب آتوا تن کر کھڑی ہو گئی۔

''تو اب مجھے بھی سکون سے مر جانے دو۔'' وہ بولی: ''میں نے بہت انقلاب دیکھ لیے تمہاری اور مصر کی بربادی دیکھ لی۔ تمہارا انتقام دیکھا لیکن ملکہ کو مرتے نہ دیکھ سکی۔

رنڈی! حرافہ!''

''بس کرو آتو! مردوں کو برا بھلا کہنا بے فائدہ ہے۔ اب وہ جانیں اور دیوتا ازیرس ہمارا کام ختم ہوا۔ چنانچہ اب ہمیں فوراً ابیدس کی طرف روانہ ہو جانا چاہیے۔''

''تم جاؤ ہرماسیس! میں بہت جی چکی۔ اور اب میری روح آزاد ہونے کے لیے بیقرار ہے۔ الوداع۔ ہرماسیس میں نے تمہیں گودیوں کھلایا ہے تمہاری خاطر اپنے نواسے کی قربانی دی ہے اور آج تک تمہیں اسی شدت سے چاہتی رہی ہوں۔ لیکن اب میں تمہارا ساتھ نہیں دے سکتی— اے دیوتا ازیرس! مجھے اپنے پاس بلا لے۔''

اور اتنا کہتے ہی وہ لرز کر گری۔ میں دوڑ کر اس کے پاس پہنچا۔ بوڑھی انا آتوا مر چکی تھی۔ اور اب دنیا میں میرا کوئی نہ تھا۔ ایک آدمی بھی نہ تھا جو میری ڈھارس بندھاتا۔

میں اسی وقت گھر سے نکل کر بندرگاہ کی طرف بھاگا۔ کوئی میری طرف متوجہ نہ ہوا۔ پورے اسکندریہ میں ایک عام افراتفری مچی ہوئی تھی۔ بندرگاہ پر پہنچا تو اتفاق سے ایک جہاز روانگی کے لیے تیار کھڑا مل گیا۔

آٹھویں دن میں نے خشکی پر قدم رکھا اور پیادہ ہی ابیدس کی طرف چل پڑا جہاں کے بڑے ہیکل میں دیوتاؤں کی پوجا دوبارہ جاری ہو چکی تھی اور یہ بھی شارمن کی ہی کوششوں کا نتیجہ تھا۔ اس نے قلوپطرہ کو سمجھا بجھا کر اور عذاب سے ڈرا کر مصریوں کو دیوتاؤں کی پوجا کرنے کی اجازت دلوا دی تھی۔ چونکہ جشن ازیرس کا زمانہ تھا اس لیے پورے مصر کے کاہن اور پجاری ابیدس میں جمع تھے اور اس بڑے ہیکل میں، جس کے کاہن اعظم میرے والد رہ چکے تھے۔ چڑھاوے چڑھا رہے تھے۔

جشن کے ساتویں دن میں ابیدس پہنچا۔ جب میں شہر میں داخل ہوا تو لوگوں کا جلوس ہیکل کی طرف جا رہا تھا۔ میں بھی اس میں شریک ہو کر ہیکل میں پہنچا۔ جب ساری رسومات پوری ہو چکی اور دیوتا ازیرس کے دوبارہ پیدا ہونے کی خوشی منائی جا چکی تو لوگ اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے اور میں وہیں کھڑا رہا۔

کچھ دیر بعد ہیکل کا پجاری مرے پاس آیا اور پوچھا کہ میں کون ہوں اور کس کا انتظار کر رہا ہوں۔

میں اسکندریہ سے اہم خبریں لے کر آیا ہوں۔ میں نے جواب دیا۔ اور چاہتا ہوں کہ اسی وقت کاہنوں کی مجلس کے سامنے پیش کیا جاؤں۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ آج پورے

مصر کے کاہن یہاں جمع ہیں۔

پجاری یہ سن کر چلا گیا۔ جب کاہنوں کو معلوم ہوا کہ میں اسکندریہ سے آیا ہوں تو انہوں نے اسی وقت مجھے ستونوں والے بڑے کمرے میں طلب کیا۔ مجھے وہاں پہنچا دیا گیا۔

رات ہو چکی تھی ستونوں کے شمعدانوں میں موم بتیاں اسی رات کی طرح جل رہی تھیں جس رات کو اسی کمرے میں میرے سر پر مصر بالا اور مصر زیریں کا تاج رکھا گیا تھا۔ ستونوں سے لگ کر کرسیوں پر، مصر کے کاہن اور امراء بیٹھے تھے اور ان لوگوں میں، میں نے ان پانچ آدمیوں کو پہچان لیا جو میرے سر پر تاج رکھتے وقت یہاں موجود تھے اور جنہوں نے حلف وفاداری اٹھایا تھا۔ ہر چیز ویسی ہی تھی، کوئی چیز نہ بدلی تھی البتہ میری قسمت بدل گئی تھی۔

میں اسی جگہ کھڑا ہو گیا۔ جہاں کھڑے ہو کر میں نے اپنے سر پر فرعونیت کا تاج رکھا تھا اور لوگوں سے نذرانے قبول کیے تھے۔

''ارے یہ تو الم پس حکیم ہے!'' کسی نے کہا: ''وہی جو شہر طب کے ایک مقبرے میں رہتا تھا۔ اور قلوپطرہ کے پاس اسکندریہ چلا گیا تھا۔ تو کیا یہ سچ ہے الم پس کہ قلوپطرہ نے خودکشی کر لی۔''

ہاں میں وہی حکیم ہوں۔ اور یہ بھی سچ ہے کہ قلوپطرہ مر گئی۔ خود میں نے اسے زہر دیا۔

''تم نے ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟ بہرحال تم نے اسے زہر دیا ہو یا وہ خود مری ہو یہ اچھا ہی ہوا کہ وہ رنڈی مر گئی۔''

''ذرا صبر سے کام لیجیے اور وہ میں سب کچھ بتا دوں گا۔ آپ لوگوں میں، میں چند ان آدمیوں کو بھی دیکھ رہا ہوں جو آج سے کوئی گیارہ سال پہلے اسی جگہ ہرماسیس نامی ایک آدمی کو فرعون بنانے جمع ہوئے تھے۔'' ''یہ سچ ہے۔ لیکن تمہیں یہ بات کس طرح معلوم ہوئی۔'' میں نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا: ''ان 37 آدمیوں میں سے 32 لاپتہ ہیں۔ بعض مر چکے ہیں۔ مثلاً آمن مہت۔ بعض قتل کر دیے گئے ہیں مثلاً سیپا اور بعض اب بھی زندہ ہیں۔ مگر قلوپطرہ کے خوف سے کسی دور افتادہ خطے میں گمنامی کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔''

''یہ سب سچ ہے! افسوس! یہ سب سچ ہے۔ لعنتی ہرماسیس نے غداری کی اور مصر کو مقدونیہ کی رنڈی کے ایک بوسے کے عوض فروخت کر دیا۔''

''آپ ٹھیک کہتے ہیں۔'' میں نے جواب دیا: ''ہرماسیس نے غداری کی اور قلوپطرہ کا غلام بن گیا اور اے مقدس لوگو جان لو کہ — میں ہی ہرماسیس ہوں۔''

ان لوگوں نے حیرت سے میری طرف دیکھا۔ بعض ہڑبڑا کر اٹھ کھڑے ہوئے‘ بعض بڑبڑانے لگے اور بعض حیرت سے دم بخود رہ گئے۔

’’میں ہی وہ ہرماسیس ہوں! میں ہی وہ مجرم ہوں جس نے تین ناقابل معافی گناہ کیے ہیں۔ میں نے دیوتاؤں سے غداری کی۔ اپنے ملک سے غداری کی اور اپنی قسم توڑی میں اپنے تین زبردست گناہوں کا اقرار کرنے یہاں حاضر ہوا ہوں ساتھ میں یہ بھی کہہ دوں کہ میں نے دیوتاؤں کی مرضی سے مقدونی ملکہ سے انتقام لیا میں اپنا کام پورا کر چکا۔ ہاں میں وہ کام پورا کر چکا جو دیوتاؤں نے میرے سپرد کیا تھا ـــــ اور اب میں یہاں حاضر ہوا ہوں کہ اپنے آپ کو ظاہر کر کے وہ سزا بھگتوں جو آپ لوگ میرے لیے تجویز کریں۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ میں سخت سے سخت سزا کا مستحق ہوں۔‘‘

’’تم جانتے ہو ہرماسیس کہ اس قسم کو توڑنے کی کیا سزا ہے جو نہیں توڑی جا سکتی؟‘‘ ایک کاہن نے پوچھا۔

’’میں جانتا ہوں۔‘‘ میں نے جواب دیا۔ ’’اور میں اسی سزا کا مستحق ہوں۔‘‘

’’ہرماسیس! پہلے تم ہمیں اپنی پوری کہانی سناؤ اس کے بعد ہی ہم کوئی فیصلہ کر سکیں گے۔‘‘

اور میں نے اپنی شرمناک داستان جو میں ان صفحات میں لکھ چکا ہوں‘ شروع سے آخر تک سنا دی۔ اور جب میں اپنی کہانی سنا رہا تھا تو میں نے دیکھا کہ وہاں بیٹھے ہوئے لوگوں کے چہرے کرخت سے کرخت تر ہوتے جا رہے تھے اور میں جانتا تھا کہ یہ لوگ مجھ پر رحم کرنے والے نہیں۔ مجھے رحم کی توقع تھی بھی نہیں اور میں رحم کا مستحق تھا ہی نہیں۔ اگر وہ مجھ پر رحم کرنا چاہتے بھی تو میں خود انہیں ایسا کرنے سے روک دیتا۔

جب میں اپنی کہانی سنا چکا تو انہوں نے مجھے عقبی کمرے میں چلے جانے کو کہا تا کہ وہ آپس میں مشورہ کر کے میرے لیے سزا تجویز کر سکیں۔ تھوڑی دیر بعد مجھے دوبارہ طلب کیا گیا۔ اب شہر طب کے ہیکل کا کاہن جو بہت بوڑھا تھا، اٹھا اور اپنی بے حس کھردری آواز میں یوں کہنے لگا:

’’اے ہرماسیس! ہم نے کافی بحث مباحثہ کے بعد یہ فیصلہ کیا ہے سنو! تم نے تین زبردست گناہ کیے ہیں۔ اول یہ کہ تم نے مصر کو رومیوں کا غلام بنایا۔ دوم یہ کہ تم نے دیوی ایزیس کی توہین کی اور سوم یہ کہ تم نے وہ قسم توڑی جسے کوئی توڑنے کی جرأت نہ کر سکتا تھا۔ اور

ان تین گناہوں کی صرف ایک سزا ہے اور وہی ہم نے تمہارے لیے تجویز کی ہے۔ یہ بات کہ تم نے قلوپطرہ سے انتقام لیا اور خود ہی یہاں آ کر اپنے گناہوں کا اقرار کیا۔ تمہیں اس سزا سے نجات نہیں دلا سکتی۔ صرف قلوپطرہ پر ہی نہیں ہرماسیس تم پر بھی منقورا کی لعنت پڑی ہے کیونکہ اس راز کو ظاہر کرنے والے تم تھے۔ چنانچہ اے جھوٹے کاہن! اے فراعنہ کی آخری نشانی! اے وہ جسے کسی زمانے میں لوگ مصر کا نجات دہندہ سمجھتے تھے اور اے لعنتی آدمی ـــ سن لے کہ اسی جگہ جہاں کبھی تیرے سر پر مصر بالا اور مصر زیریں کا تاج رکھا گیا تھا ہم تجھے موت کی سزا سناتے ہیں۔ جاؤ! زنداں میں بیٹھ کر اس دن کا انتظار کرو جب تم قتل کیے جاؤ گے! جاؤ! سلاخوں کے پیچھے بیٹھ کر سوچو کہ تم کیا ہو سکتے تھے۔ اور کیا ہو گئے۔ ہرماسیس! ہم تم پر رحم نہیں کر سکتے۔ لیکن ممکن ہے کہ دیوتاؤں کو رحم آ جائے۔ اور تم آنتی کے عذاب سے بچ جاؤ۔ لے جاؤ اسے۔‘‘

اور چار پجاری مجھے پکڑ کر لے چلے۔ میرا سر جھکا ہوا تھا۔ میں کسی طرف نہ دیکھ رہا تھا لیکن جانتا تھا کہ ہر آدمی شعلہ بار نگاہوں سے مجھے گھور رہا ہے۔

ہائے! میری یہ ذلت پچھلی تمام ذلتوں سے بڑھ کر تھی۔

❀ ❀ ❀

دسواں باب

آخری تحریر

وہ لوگ مجھے اس زنداں میں لے آئے جو باب ہیکل کی چوٹی پر ہے۔ اور یہاں میں اپنی موت کا انتظار کر رہا ہوں۔ میں نہیں جانتا کہ کب قتل کیا جاؤں گا؟ ہفتے مہینوں میں تبدیل ہو گئے لیکن میرے مرنے کی گھڑی نہ آئی۔ قسمت کی تلوار آخری ضرب لگانے کے لیے میرے سر پر بلند ہے۔ لیکن میں نہیں جانتا کہ وہ کب گرے گی؟ شاید ایک رات میری آنکھ کھلے گی تو میں جلادوں کے پیروں کی چاپ سنوں گا۔ بہت ممکن ہے کہ جلاد تیغ لیے اس وقت ہی جبکہ میں یہ سطور لکھ رہا ہوں۔ مجھے قتل کرنے آ رہے ہوں۔ پھر ایک سادہ تابوت لایا جائے گا جس پر کسی کا نام لکھا ہوا نہ ہوگا اور پھر ...... پھر میری اس شرمناک زندگی کا خاتمہ ہو جائے گا۔۔۔ جلد آؤ۔۔۔ اے جلاد! جلد آؤ اور مجھے اس زندگی سے نجات دلاؤ۔

☆☆☆

میں سب کچھ لکھ چکا ہوں۔ میں نے ایک بات تک نہ چھپائی۔ میرے گناہوں کی شرمناک داستان ختم ہوئی۔ اب میں موت کا انتظار کر رہا ہوں اور اپنے آپ کو ان عذابوں کے لیے تیار کر رہا ہوں جو آمنتی میں میرے منتظر ہیں۔ میں جا رہا ہوں۔ اور یہ امید لے کر جا رہا ہوں کہ دیوی ایزیس جو میری دعاؤں کا جواب نہ دیتی تھی اور جس نے مجھے چھوڑ دیا تھا۔ مجھے وہاں پھر مل جائے گی میں پھر اس کا جلوہ دیکھ سکوں گا۔ کیونکہ اس نے کہا تھا کہ وہ ہر وقت میرے قریب رہے گی۔ اور آخر کار سب عذاب بھگت لینے کے بعد میں بخش دیا جاؤں گا۔ میرے گناہوں کا بوجھ دور ہو جائے گا اور میں نوزائدہ بچے کی طرح پاک و صاف ہو جاؤں گا۔

آہ! اے پیارے مصر! دیکھ رہا ہوں کہ فوجوں کے بعد فوجیں تیرے ساحل پر اتر رہی ہیں اور تیری غلامی کا جوا تیرے کندھوں پر بھاری ہوتا جا رہا ہے۔ میں تیرے معبدوں کو اجڑتے اور کھنڈر بنتے دیکھ رہا ہوں۔ میں انجانے لوگوں کو دیکھ رہا ہوں جو مقبروں میں گھس کر

مقدسات کی بے حرمتی کریں گے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ تیرے اسرار اور تیرے دیوتا ایک افسانہ بن جائیں گے اور تیری تہذیب و تمدن ایک حیران کن داستان بن کر رہ جائے گی۔

سورج غروج ہو رہا ہے اور اس کی کرنوں نے ہیکل کی چوٹی پر اور کھیتوں اور صحرا میں سونا بکھیر دیا ہے۔ بچپن میں، میں باب ہیکل کی اسی چوٹی پر جہاں آج میں قید ہوں۔ کھڑے ہو کر ''را'' دیوتا کو غروب ہوتے دیکھا کرتا تھا۔ وہی ہیکل وہی کھیت، وہی صحرا اور وہی سورج آج بھی ہے۔ کچھ نہیں بدلا۔ صرف میں بدل گیا ہوں۔

آہ! قلوپطرہ! اے برباد کرنے والی! کاش کہ میں تیری یاد کے نخل کو اپنے دل سے اکھاڑ پھینک سکتا۔ کاش کہ میں تجھے بھلا سکتا۔ ہائے! میرے سب دکھوں میں یہ دکھ سب سے بڑھ کر ہے قلوپطرہ! میں تجھے نہیں بھلا سکتا۔ میں اب بھی تجھے چاہتا ہوں۔ تیری محبت کا سانپ اب بھی میرے دل کو ڈس رہا ہے اور مجھے بے چین و بے قرار کر دیتا ہے۔ اب بھی میرے کانوں میں تیری شیریں آواز اور تیرے قہقہے گونج رہے ہیں۔ اب بھی میرے کانوں میں تیری اس فتح مندانہ ہنسی کی آواز آ رہی ہے۔ جبکہ تو نے مجھ پر فتح حاصل کی تھی اور اس فوارے کے پانی کی چھپ چھپ اور بلبل کا نغمہ......

(اور یہاں تیسرے پلندے کی تحریر دفعتاً ختم ہو جاتی ہے بلکہ یقیناً ایسا ہی ہوگا کہ جب ہرماسیس یہ سطور لکھ رہا تھا تو جلاد اسے قتل کرنے آ گئے تھے)۔

(ختم شد)

❀❀❀